حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی کی تعمیل ارشاد میں
اعمال اور ادعیہ کی اہمیت وفضیلت پر لکھی ہوئی کتاب

الأبواب المنتخبة

کا اردو ترجمہ

منتخب ابواب

جلد اول

تالیف:
حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلوی

مترجم:
حضرت مولانا محمد یونس صاحب مظاہری
فرزند حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری

نظر ثانی:
حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری
استاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند

دار الہدیٰ

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی کی تعمیل ارشاد میں
اعمال اور ادعیہ کی اہمیت وفضیلت پر لکھی ہوئی کتاب

الابواب المنتخبۃ

کا اردو ترجمہ

منتخب ابواب

جلد اول

تالیف:
حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلوی

مترجم:
حضرت مولانا محمد یونس صاحب مظاہری
فرزند حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری

نظر ثانی:
حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری
استاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند

دار الہدیٰ

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی کی تعمیل ارشاد میں
اعمال اور ادعیہ کی اہمیت و فضیلت پر لکھی ہوئی کتاب

الأبواب المنتخبة

کا اردو ترجمہ

منتخب ابواب

تالیف: حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلوی

جلد اوّل

مترجم:
حضرت مولانا محمد یونس صاحب مظاہری
فرزند حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری

نظر ثانی:
حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری
استاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند

دار الھدیٰ

کتاب کا نام .... منتخب ابواب (جلد اوّل)

مترجم .... حضرت مولانا محمد یونس پالنپوری دامت برکاتہم

تاریخِ اشاعت .... ستمبر ۲۰۰۷ء

باہتمام .... احباب دارالہدیٰ

ناشر .... دارالہدیٰ

دفتر نمبر ۸ پہلی منزل، شاہ زیب ٹیرس، نزد زم زم پبلشرز، اردو بازار کراچی

فون: 0092-21-0300-8213802 ای میل: maktabadarulhuda@inbox.com

تصویب

محدث کبیر مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی
سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم
شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی ، وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ، اَمَّا بَعْد :

اس امت کی صلاح وفلاح کتاب وسنت کی پیروی میں ہے، نبی ﷺ نے لوگوں میں ایسی دو چیزیں چھوڑی ہیں کہ جب تک امت ان کو مضبوط پکڑے رہے گی: ہرگز گمراہ نہیں ہوگی: ایک: اللہ کی کتاب، دوسری: رسول اللہ کی سنت یعنی آپ ﷺ کا طریقہ۔ اور اللہ پاک نے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپؐ بتادیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو: اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے، اور تمہاری کوتاہیاں معاف کردیں گے (سورۂ آل عمران ۳۱) اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی اسی وقت ممکن ہے جب آپؐ کی احادیث ہمیں معلوم ہوں، آپ کی سیرتِ طیبہ سے ہم واقف ہوں اور آپ کے صحابہ کے احوال سے بھی ہم باخبر ہوں، اور ہم صدق دل سے اس نمونہ کی پیروی کریں تو ہماری زندگیاں بن سکتی ہیں۔

حضرت جی ثالث: حضرت مولانا محمد انعام الحسن صاحب قدس سرہ نے دعوت وتبلیغ اور اصلاح خلق کے مقصد کو پیش نظر رکھ کر مشکوۃ شریف کے ایسے آٹھ ابواب کا انتخاب فرمایا تھا جو لوگوں کے دلوں میں دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا یقین پیدا کرنے کے لیے ایک بہترین نصاب ہے، پہلے یہ ''منتخب ابواب'' عربی میں طبع کئے گئے اور عربوں نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا۔ پھر جب تجربہ سے اس کی افادیت سامنے آئی تو اس کے اردو ترجمہ کی ضرورت محسوس ہوئی، تاکہ عربی سے ناواقف حضرات بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

نہایت خوشی کی بات ہے کہ لسانِ تبلیغ حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری قدس سرہ کے والا تبار صاحبزادے: حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالن پوری زید مجدہ نے اس طرف توجہ مبذول کی، اور دو سالہ محنت شاقہ برداشت کر کے ان ابواب منتخبہ کو اردو کا جامہ پہنایا، اور چونکہ قرآن و حدیث کا ترجمہ ایک نازک کام ہے، ہر قدم پر لغزش کا اندیشہ رہتا ہے، اور ذرا سی تبدیلی سے بات بگڑ جاتی ہے، اس لیے مولانا محمد یونس صاحب نے نظر ثانی کی خدمت: دار العلوم دیوبند کے درجۂ علیاء کے استاد حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری زید مجدہ کے سپرد کی، مفتی صاحب عرصہ سے دار العلوم دیوبند میں مشکوۃ شریف پڑھاتے ہیں، خاص طور پر جلد ثانی —— جس کے یہ ابواب ہیں —— بار بار پڑھائی ہے۔ آپ نے سرسری نہیں بلکہ دیدہ ریزی سے ترجمہ پر نظر ثانی کی، اور خود پر اعتماد کرنے کے بجائے مظاہر حق قدیم کو پیش نظر رکھا، مظاہر حق کا ترجمہ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی قدس سرہ کا ہے، اور ایسا برجستہ ترجمہ ہے کہ بعض جگہ طبیعت عش عش کرنے لگتی ہے۔ مفتی صاحب موصوف نے ہر حدیث پر عنوان کا بھی اضافہ کیا ہے تاکہ قارئین کرام آسانی سے حدیث کا مدعا سمجھ لیں، میں نے عناوین پر ایک نظر ڈالی ہے اور مختلف جگہ سے ترجمہ بھی دیکھا ہے، عناوین برجستہ اور حدیث کا نچوڑ ہیں اور ترجمہ نہایت آسان اور مستند ہے، امید ہے اگر یہ ابواب مطالعہ میں رکھے جائیں گے اور لوگ ان احادیث کو حرز جان بنائیں گے تو ان کی زندگیوں میں انقلاب آئے گا۔

دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تین حضرات کی خدمت کے اس مجموعہ کو قبول فرمائیں، اور حضرت جی کو جنت میں بلند درجات عنایت فرمائیں، مترجم کو مزید خیر کے کاموں کی توفیق ارزانی فرمائیں، اور مفتی صاحب کو قبول عام و تام سے بہرہ ور فرمائیں اور اس کتاب سے امت کو خوب فیض یاب فرمائیں، آمین یا رب العالمین!

حررہ: سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دار العلوم دیوبند

۱۴۲۸/۴/۲۹ھ

تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ، وَالصَّلاَۃُ وَ السَّلاَمُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ ،وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ، اَمَّا بَعْد!

مِشْکَاۃُ الْمَصَابِیْح حدیث شریف کی نہایت معتبر اور مشہور و معروف کتاب ہے اور تمام مدارس عربیہ میں داخل درس ہے، اسی کتاب کے آٹھ ابواب (۱) کی حدیثوں کو حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ کے ایماء پر مرتب فرمایا تھا، جو "اَلْاَبْوَابُ الْمُنْتَخَبَۃ" کے نام سے شائع شدہ ہے، اہل علم اور عربی داں حضرات اس سے خوب فائدہ اٹھارہے ہیں۔

اسی "اَلْاَبْوَابُ الْمُنْتَخَبَۃ" کا اردو ترجمہ حضرت مولانا محمد عمر صاحبؒ پالن پوری کے بڑے صاحب زادے حضرت مولانا محمد یونس صاحب مظاہری نے کیا ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں دو ہزار تین سو بیس (۲۳۲۰) احادیث مبارکہ کا سلیس ترجمہ اور بین القوسین مختصر وضاحت ہے۔

---

(۱) وہ آٹھ ابواب یہ ہیں: (۱) کتاب الایمان (۲) کتاب العلم (۳) کتاب فضائل القرآن (۴) کتاب الدعوات (۵) کتاب الجہاد (۶) کتاب الآداب (۷) کتاب الرقاق (۸) کتاب الفتن۔

احقر نے اس ترجمہ کو خوب غور سے از اول تا آخر دیکھا ہے، اور اس کی مکمل تصحیح کی ہے، ہر حدیث پر عنوان کا اور جہاں ضرورت پیش آئی فوائد کا اضافہ بھی کیا ہے، اور تصحیح کے وقت مشکوۃ شریف کو بھی پیش نظر رکھا ہے اس لیے اگر کوئی حدیث "اَلْاَبْوَابُ الْمُنْتَخَبَۃ" میں نہ ملے تو مشکوۃ شریف میں دیکھیں ——— نیز میں بحمد اللہ پچیس (۲۵) سال سے دار العلوم دیو بند میں مشکوۃ شریف کا درس دیتا ہوں، اور مظاہر حق قدیم (۱) کو دیکھتا رہتا ہوں، جہاں ضرورت محسوس ہوئی اس ترجمہ کو مظاہر حق قدیم سے ملا کر دیکھا ہے، اس لیے میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ احادیث مبارکہ کا یہ ترجمہ نہایت عمدہ، صحیح اور عام فہم ہے۔

نیز ناشر (الامین کتابستان دیو بند) نے ضروری اعراب لگا کر اردو داں حضرات کے لیے اور آسان کر دیا ہے، اس لیے عام وخاص سبھی حضرات کے لیے ان شاء اللہ یہ ترجمہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔

نیز مدارس عربیہ کے باتوفیق طلبہ اگر اس ترجمہ کو غور سے بار بار پڑھیں گے، اور اپنی اصلاح کی نیت کریں گے تو ان شاء اللہ احادیث مبارکہ کا یہ ترجمہ ان کے لیے بہترین مُرشد ثابت ہوگا، اللہ تعالیٰ احادیث مبارکہ کے اس ترجمہ کو امت مسلمہ کے لیے صلاح وفلاح کا ذریعہ بنائیں! آمین یارب العالمین!

محمد امین پالن پوری غُفِرَلَهُ وَ لِوَالِدَيْهِ
خادم حدیث وفقہ دار العلوم دیو بند
۲۸ ربیع الثانی سنہ ۱۴۲۸ھ

---

(۱) مشکوۃ شریف کا یہ قدیم اردو ترجمہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ نے کیا ہے، مظاہر حق قدیم کے مقدمہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

فہرست مضامین

(۱) ایمان کا بیان (حدیث ۲ ــــ ۱۸۷)

کبیرہ گناہوں اور نفاق کی نشانیوں کا بیان

وسوسوں کا بیان

تقدیر پر ایمان لانے کا بیان

عذاب قبر کا بیان

کتاب وسنت کو مضبوط پکڑنے کا بیان

(۲) علم کا بیان (حدیث ۱۸۸ ـــ ۲۶۱)

(۳) فضائل قرآن کا بیان (حدیث ۲۶۲-۳۷۳)

آداب قرآن کا بیان

مختلف قراءتوں اور قرآن کو جمع کرنے کا بیان

(۴) دعاؤں کا بیان (حدیث ۳۷۴ ـــ ۴۳۳)

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا بیان

(۵) جہاد کا بیان (حدیث ۴۳۴ ـــ ۷۰۷)

اسبابِ جہاد کی تیاری کا بیان

آدابِ سفر کا بیان

کافروں کو خطوط لکھنے اور ان کو اسلام کی طرف بلانے کا بیان

جہاد میں لڑنے کا بیان

قیدیوں کے احکام کا بیان

امن دینے کا بیان

مالِ غنیمت کی تقسیم اور اس میں خیانت کرنے کا بیان

جزیہ کا بیان

صلح کا بیان

جزیرۃ العرب سے یہود کو نکالنے کا بیان

فئی کا بیان

⑥ آداب کا بیان (حدیث ۷۰۸ — ۱۲۱۲)

سلام کا تذکرہ

اجازت طلب کرنے کا بیان

مصافحہ اور معانقہ کا بیان

کھڑے ہونے کا بیان

بیٹھنے، سونے اور چلنے کا بیان

چھینکنے اور جمائی لینے کا بیان

ہنسنے کا بیان

ناموں کا بیان

فصیح وبلیغ کلام اور اشعار کا تذکرہ

زبان کی حفاظت، غیبت اور برا بھلا کہنے کا بیان

وعدہ کا بیان

خوش طبعی کا بیان

مفاخرت اور عصبیت کا بیان

ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا بیان

خلقِ خدا پر شفقت اور مہربانی کرنے کا بیان

اللہ کے لیے اور اللہ سے محبت کرنے کا بیان

ترک ملاقات، قطع تعلق اور عیب جوئی کی ممانعت

کاموں میں آہستگی اختیار کرنے اور چوکنا رہنے کا بیان

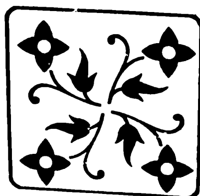
نرمی، شرم وحیا اور اچھے اخلاق کا بیان

غصہ اور تکبر کا بیان

ظلم کا بیان

امر بالمعروف (اور نہی عن المنکر) کا بیان

(۷) رقت پیدا کرنے والی باتوں کا تذکرہ (حدیث ۱۲۱۳-۱۴۳۰)



پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ (اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ مَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ) وَ اَسْاَلُ اللّٰهَ التَّوْفِیْقَ وَ الْاِعَانَةَ وَ الْهِدَایَةَ وَ الصِّیَانَةَ وَ التَّیْسِیْرَ فِیْمَا اَقْصِدُهٗ وَ اَنْ یَّنْفَعَنِیْ وَ جَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ فِی الْحَیَاةِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ (حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ)اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِیْرًا وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِیْرًا وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلاً۔

اما بعد ! کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ شریعت اسلامی کا اصل سرچشمہ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو یہی دو چیزیں عنایت فرمائی ہیں، جب تک امت ان دونوں سرچشموں سے اپنا تعلق مضبوط رکھے گی اس وقت تک راہ حق پر قائم رہے ہوگی، ہادیٔ عالم خاتم الانبیاء سید المرسلین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

تَرَكْتُ فِیْكُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ: میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم ان پر عمل کرتے رہوگے اس وقت تک گمراہ نہیں ہوگے (۱) اللہ کی کتاب (۲) اور اس کے رسول کی سنت (موطا امام مالک)

سنت رسول اللہ ﷺ کی اسی اہمیت کے پیش نظر علمائے دین کی ایک بہت بڑی جماعت ہمیشہ سے اس کی ترویج وبقا میں مشغول رہی، اور تقریر وتحریر کے ذریعہ ہر دور میں اس کی حفاظت کرتی رہی، چنانچہ تحریری میدان میں آج سنت رسول پر جتنا بڑا سرمایہ اسلامی لٹریچر میں موجود ہے، اس کی کوئی نظیر کسی دوسرے مذہب وملت میں موجود نہیں۔

دین وشریعت میں سنت کی اسی اہمیت کے پیش نظر داعی الی اللہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کے حکم کی تعمیل میں حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلویؒ نے "اَلْاَبْوَابُ الْمُنْتَخَبَۃ" مرتب فرما کر امت پر عظیم احسان فرمایا، یہ "اَلْاَبْوَابُ الْمُنْتَخَبَۃ" حدیث شریف کی مشہور کتاب مشکوۃ شریف کے منتخب ابواب کا مجموعہ ہے۔

لہذا بندہ نے اللہ جل شانہ پر بھروسہ کرتے ہوئے ۸ ذی قعدہ سنہ ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ دسمبر سنہ ۲۰۰۴ء بروز پیر مدینہ منورہ میں روضہ اقدس کے سامنے "اَلْاَبْوَابُ الْمُنْتَخَبَۃ" کو اردو زبان میں منتقل کرنے کا آغاز کیا ——— اور متواتر سوا دو سال کی محنت وکوشش کے بعد ۲ محرم الحرام سنہ ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۲ جنوری سنہ ۲۰۰۷ء بروز پیر اللہ کے فضل وکرم سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا، فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ!

یہ ناچیز مترجم حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری استاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند کا ممنون ومشکور ہے کہ موصوف نے اپنی علمی اور درسی مصروفیتوں کے باوجود میری فرمائش کو شرف قبولیت سے نوازا، اور نظر ثانی فرما کر اس کو شائع کرنے کی ذمہ داری قبول فرمائی۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو دنیا اور آخرت میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، اور ارشادات نبوی کے اس ترجمہ کو اس کی اصل کی طرح قبول عام نصیب فرمائے، میرے لیے اور میرے والدین کے لیے صدقہ جاریہ اور نجات کا ذریعہ بنائے، نیز امت محمدیہ کے لیے صلاح وفلاح کا سبب بنائے! آمین یارب العالمین!

نوٹ: قارئین کرام سے درخواست ہے کہ دوران مطالعہ اگر کتاب میں کوئی غلطی نظر آئے تو اس کی تصحیح کی طرف راقم الحروف کو متوجہ کریں، اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ہماری کوتاہیوں سے ہم کو باخبر کیا، اور سیدھے راستے کی رہنمائی کی (آمین!)

اللہ کی رضا کا طالب: محمد یونس پالن پوری

۱۴۲۸/۲/۳ھ ۲۰۰۷/۲/۲۲ء

بروز جمعرات

ایک اہم گزارش

تمام ناظرین کرام سے گزارش ہے کہ احادیث مبارکہ کا مطالعہ خالص علمی سیر کے طور پر ہرگز نہ کیا جائے، بلکہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ اپنے ایمانی تعلق کو تازہ اور مضبوط کرنے کے لیے اور عمل کرنے اور ہدایت حاصل کرنے کی نیت سے کیا جائے۔ نیز مطالعہ کے وقت رسول اللہ ﷺ کی عظمت و محبت کو دل میں بیدار کیا جائے اور اس طرح ادب و توجہ سے پڑھا جائے یا سنا جائے گویا سرکار دو عالم ﷺ کی مبارک مجلس میں حاضر ہیں، اور آپ ارشاد فرمارہے ہیں اور ہم سن رہے ہیں ـــــــ اگر ایسا کیا گیا تو اس کے انوار و برکات ان شاء اللہ العزیز نقد نصیب ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقبول عمل صرف وہ ہے جو اللہ کے لیے ہو

(۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تمام کاموں کا مدار نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت کے مطابق پھل ملتا ہے، لہٰذا جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کے لیے (بہ نیت خالص) ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ہی کے لیے ہوگی، اور جس شخص نے دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لیے ہوگی جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

فائدہ: اس ارشاد نبوی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ برے کام اگر اچھی نیت سے کیے جائیں تو اچھے ہو جائیں گے، کیونکہ برے کام ہر حال میں برے ہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھے کام اگر بری نیت سے کئے جائیں گے تو ان کا انجام برا ہوگا۔

ایمان کا بیان

(فصل اول)

حدیث جبرئیل علیہ السلام

(۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم (صحابہ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے سامنے نمودار ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال نہایت سیاہ تھے، اس شخص پر نہ تو سفر کی کوئی علامت تھی (کہ اس کو کہیں سے سفر کر کے آیا ہوا کوئی اجنبی شخص سمجھا جاتا) اور نہ ہم میں سے کوئی اس کو پہچانتا تھا (جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ کوئی مقامی شخص یا کسی کا مہمان بھی نہیں تھا) بہر حال وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریب آ کر بیٹھا کہ آپ کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا لیے، پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھ لیے (جیسے ایک سعادت مند شاگرد اپنے جلیل القدر استاد کے سامنے بیٹھتا ہے اور استاد کی باتیں سننے کے لیے ہمہ تن متوجہ ہو جاتا ہے)

اسلام کی حقیقت اس کے بعد اس نے عرض کیا "اے محمد! مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمائیے"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اسلام یہ ہے کہ تم اس حقیقت کا اعتراف کرو اور گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور پابندی سے نماز پڑھو، (اگر صاحب نصاب ہو تو) زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور زادِ راہ میسر ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔" اس شخص نے یہ سن کر

کہا آپ نے سچ فرمایا، حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اس (تضاد) پر ہمیں تعجب ہوا کہ یہ شخص (ایک لاعلم آدمی کی طرح پہلے تو) آپ سے دریافت کرتا ہے، پھر آپ کے جواب کی تصدیق بھی کرتا ہے (جیسے اس کو ان باتوں کا پہلے سے علم تھا)

ایمان کی حقیقت پھر وہ شخص بولا ''اے محمد! اب ایمان کی حقیقت سے آگاہ فرمایئے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(ایمان یہ ہے کہ) تم اللہ کو، اس کے فرشتوں کو، اس کی کتابوں کو، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن کو دل سے مانو، اور اس بات کو بھی مانو کہ برا بھلا جو کچھ پیش آتا ہے وہ سب اللہ کی تقدیر کے مطابق ہے۔'' اس شخص نے (یہ سن کر) کہا: آپ نے سچ فرمایا۔

احسان کیا ہے؟ پھر بولا ''اچھا اب مجھے یہ بتایئے کہ احسان کیا ہے؟'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، اور اگر ایسا ممکن نہ ہو (یعنی اتنا حضور قلب میسر نہ ہو سکے) تو پھر (یہ دھیان میں رکھو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔''

فائدہ: اِحسان کے معنی ہیں: اچھا کرنا یعنی ایمان واسلام کو اچھا کرنا، اور ایمان و اسلام کو اچھا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کی ہر عبادت و بندگی اور اس کے ہر حکم کی اطاعت و فرمانبرداری اس طرح کی جائے، اور اس کے مواخذہ سے اس طرح ڈرا جائے کہ گویا وہ ہمارے سامنے ہے، اور وہ ہماری ہر حرکت وسکون کو دیکھ رہا ہے۔

قیامت کب آئے گی؟ پھر اس شخص نے عرض کیا ''قیامت کے بارے میں مجھے بتایئے (کہ کب آئے گی؟)''۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس بارے میں جواب دینے والا، سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا'' (یعنی قیامت کے متعلق کہ کب آئے گی، میرا علم تم سے زیادہ نہیں ہے جتنا تم جانتے ہو اتنا ہی مجھ کو معلوم ہے)

قیامت کی کچھ نشانیاں اس کے بعد اس شخص نے کہا ''اچھا اس (قیامت) کی کچھ نشانیاں ہی مجھے بتا دیجیے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''لونڈی اپنے آقا کو

جنے گی (یعنی ماں باپ کی نافرمانی عام ہوجائے گی) اور برہنہ پا، برہنہ جسم، مفلس و فقیر اور بکریاں چرانے والوں کو تم دیکھو گے کہ عالیشان مکانات اور بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے، اور اس میں ایک دوسرے پر بازی لیجانے کی کوشش کریں گے۔"

جبرئیل کی آمد کا مقصد حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا اور میں نے (اس کے بارے میں آپ سے فوراً دریافت نہیں کیا بلکہ) کچھ عرصہ توقف کیا، پھر آپ نے خود ہی مجھ سے پوچھا "عمر! جانتے ہو سوالات کرنے والا وہ شخص کون تھا؟" میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا "وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو (اس طریقہ سے) تم لوگوں کو دین سکھانے آئے تھے۔" (مسلم)

اس روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی چند الفاظ کے اختلاف وفرق کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کی روایت کے آخری الفاظ یوں ہیں: (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ) "جب تم برہنہ پا، برہنہ جسم اور (حق بات سننے اور کہنے سے) بہرے گونگے لوگوں کو زمین پر حکمرانی کرتے دیکھو (تو سمجھ لینا قیامت قریب ہے) اور قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ایک ہے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ﴿اِنَّ اللہَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ﴾ آخر تک پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے: بیشک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے، اور وہی بارش برساتا ہے، اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم مادر میں ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا، اور کسی شخص کو نہیں معلوم کہ کس زمین میں اسے موت آئے گی۔ بیشک اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے) (بخاری، مسلم)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) اس بات کا دل سے اقرار کرنا اور گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، (۲) اچھی طرح نماز پڑھنا، (۳) زکوٰۃ دینا، (۴) حج کرنا، (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا" (بخاری، مسلم)

ایمان کی شاخیں

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ایمان کی ستر (۷۰) سے کچھ اوپر شاخیں ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ درجہ کی شاخ زبان و دل سے اس بات کا اقرار و اعتراف ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سب سے کم درجہ کی شاخ کسی تکلیف دینے والی چیز کا راستہ سے ہٹانا ہے اور شرم و حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے" (بخاری، مسلم)

کامل مسلمان اور اصل مہاجر کون ہے؟

(۵) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(کامل) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کی ایذا) سے مسلمان محفوظ رہیں، اور (اصل) مہاجر وہ ہے جس نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔"

یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم نے اس روایت کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مسلمانوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس کی زبان اور ہاتھ (کے ضرر) سے مسلمان محفوظ رہیں۔"

کامل مؤمن کون ہے؟

(۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کے ماں باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' (بخاری، مسلم)

ایمان کا مزہ کب نصیب ہوگا؟

(۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص میں تین چیزیں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت ولذت سے لطف اندوز ہوگا، اول یہ کہ اسے اللہ اور اس کے رسول کی محبت دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ ہو، دوسرے یہ کہ کسی بندہ سے اس کی محبت محض اللہ (کی خوشنودی) کے لیے ہو، تیسری یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف پلٹنے سے اس کو اتنی ہی نفرت ہو جتنی آگ میں ڈالے جانے سے ہوتی ہے'' (بخاری، مسلم)

(۸) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو اپنا پروردگار، اسلام کو اپنا دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول خوشی سے مان لیا، اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔'' (مسلم)

نجات کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری ہے

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! اس امت میں سے جو

شخص بھی خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی، میری نبوت کی خبر پائے اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے بغیر مرجائے، وہ دوزخی ہے۔'' (مسلم)

تین آدمیوں کو دہرا اجر ملتا ہے

(۱۰) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تین آدمیوں کو دوہرا اجر وثواب ملتا ہے۔ (۱) وہ یہودی یا عیسائی جو (پہلے) اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لایا۔ (۲) وہ غلام جو اللہ کے حقوق بھی ادا کرے اور اپنے آقاؤں کے حق کو بھی ادا کرتا رہے۔ (۳) وہ شخص جس کی کوئی باندی تھی وہ اس سے صحبت کرتا تھا، پھر اس کو اچھا ادب سکھایا، اور اس کو خوب اچھی طرح تعلیم دی، پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا تو یہ بھی دوہرے اجر کا حقدار ہوگا۔'' (بخاری، مسلم)

ایمان واعمال کے بعد باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے

(۱۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم دیا گیا ہے کہ میں (کافر) لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے (بھیجے ہوئے) رسول ہیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں، پھر جب وہ ایسا کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جان و مال کو مجھ سے بچالیا۔
ہاں جو باز پرس اسلامی ضابطہ کے تحت ہوگی وہ اب بھی باقی رہے گی، اس کے بعد ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے (وہ جانے کہ ان کا اسلام صدقِ دل سے تھا یا محض اپنی جان و مال کی حفاظت کے لیے دکھلاوے کا تھا۔)'' (بخاری، مسلم)

مسلمان کے ساتھ عہد شکنی نہ کرو

(۱۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کرے اور ہمارا ذبح کیا ہوا کھائے وہ مسلمان ہے اور اللہ اور اللہ کے رسول کے عہد وامان میں ہے۔ پس جو شخص اللہ کے عہد وامان میں ہے تم اس کے ساتھ عہد شکنی مت کرو۔'' (بخاری)

جنت میں لے جانے والے اعمال

(۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے کہ جس کے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، فرض نماز پڑھو، فرض زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔'' (یہ سن کر) دیہاتی نے کہا ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نہ تو اس پر کچھ زیادہ کروں گا اور نہ اس میں سے کچھ کم کروں گا۔'' جب وہ دیہاتی چلا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص کسی جنتی آدمی کو دیکھنے کی سعادت اور مسرت حاصل کرنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔'' (بخاری، مسلم)

اسلام کی ایک جامع بات

(۱۴) حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ''یا رسول اللہ! مجھ کو اسلام کی کوئی ایسی بات بتا دیجیے کہ آپ کے بعد پھر مجھ کو کسی دوسرے سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔'' اور ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ ''آپ کے علاوہ کسی دوسرے سے پوچھنے کی حاجت نہ

رہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''زبان و دل سے اس بات کا اقرار کرو کہ میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس اعتراف و اقرار پر قائم رہو'' (مسلم)

فرائض اسلام

(۱۵) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل نجد میں سے ایک شخص رسول خدا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا جس کے سر کے بال پراگندہ تھے، ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سن رہے تھے لیکن (فاصلہ پر ہونے کی وجہ سے) یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بالکل قریب پہنچ گیا تو ہم نے سنا کہ وہ اسلام کے (فرائض کے) بارے میں سوال کررہا ہے، رسول اللہ ﷺ نے (اس کے جواب میں) ارشاد فرمایا ''رات دن میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں۔'' (یہ سن کر) اس شخص نے کہا ''کیا ان نمازوں کے سوا مجھ پر کچھ اور نمازیں بھی فرض ہیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نہیں! مگر نفل نمازیں تمہیں پڑھنے کا اختیار ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اور ماہِ رمضان کے روزے (فرض) ہیں۔'' اس شخص نے کہا ''کیا ان روزوں کے سوا کچھ اور روزے مجھ پر فرض ہیں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نہیں! مگر نفل روزے کا تمہیں اختیار ہے۔'' راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد زکوٰۃ کا ذکر فرمایا، اس نے عرض کیا ''کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی صدقہ فرض ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نہیں! مگر نفل صدقہ کا تمہیں اختیار ہے۔''

اس کے بعد وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ ''خدا کی قسم! میں نہ تو اس میں کچھ زیادتی کروں گا اور نہ اس میں کچھ کمی کروں گا۔'' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر اس شخص نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہوگیا'' (بخاری، مسلم)

حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے کام

(۱۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وفد عبدالقیس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں مدینہ پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''یہ کون لوگ ہیں؟ یا یوں پوچھا کہ یہ کس قبیلہ کا وفد ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا: ''قبیلہ ربیعہ کے افراد ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خوش آمدید! اور (چونکہ تم لوگ خوشی سے مسلمان ہوکر آئے ہو اس لیے) نہ دنیا میں تمہارے لیے رسوائی ہے اور نہ آخرت کی شرمندگی۔'' اہل وفد نے عرض کیا: یا رسول اللہ! چونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان ''کفار مضر'' کا (مشہور جنگ جو) قبیلہ پڑتا ہے اس لیے ہم آپ کی خدمت میں بار بار حاضر نہیں ہو سکتے۔ صرف انہیں مہینوں میں آسکتے ہیں جن میں لڑنا حرام ہے۔ لہٰذا آپ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے کام بتا دیجیے جن پر ہم خود بھی عمل کریں اور ان لوگوں کو (بھی) ہم اس سے آگاہ کر دیں جن کو اپنے پیچھے (وطن میں) چھوڑ آئے ہیں اور اس پر عمل کرنے سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ (اور اسی کے ساتھ) انہوں نے (ان) برتنوں کی بابت بھی پوچھا (جن میں نبیذ بنائی جاتی تھی کہ کون سے استعمال میں لائے جا سکتے ہیں، اور کون سے نہیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا ''جانتے ہو اللہ کی وحدانیت پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟'' انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اچھی طرح نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔'' (ان چار باتوں کے علاوہ بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) مالِ غنیمت میں سے پانچویں حصے کے دینے کا حکم بھی فرمایا۔

اور آپ نے ان کو چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا ''ہرے رنگ کے گھڑے سے، تونبا کدو سے، درخت کی جڑوں سے بنائے ہوئے برتنوں سے، رال کیے ہوئے برتنوں سے۔'' اور ارشاد فرمایا ''ان باتوں کو اچھی طرح یاد کرلو اور جن مسلمانوں کو اپنے پیچھے (وطن میں) چھوڑ آئے ہو ان کو بھی ان باتوں سے آگاہ کردو۔'' (بخاری، مسلم)

فائدہ: اس حدیث میں جن برتنوں سے منع کیا گیا ہے ان میں لوگ شراب رکھتے تھے، جب شراب حرام ہوئی تو ان برتنوں سے بھی منع کیا گیا، پھر جب ایک مدت گذر گئی اور شراب کی قباحت لوگوں کے دلوں میں جم گئی تو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی گئی، اس لیے یہ ممانعت اب منسوخ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا صحابہ سے بیعت لینا

(۱۷) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی اس جماعت کو جو آپ کے گرد بیٹھی ہوئی تھی (مخاطب کرکے) ارشاد فرمایا: مجھ سے ان باتوں پر بیعت (یعنی عہد و اقرار) کرو کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروگے، چوری نہ کروگے، زنا نہ کروگے، (افلاس کے ڈر سے) اپنے بچوں کو قتل نہ کروگے، جان بوجھ کر کسی پر بہتان تراشی نہ کروگے اور شریعت کے مطابق تمہیں جو احکام دوں گا اس کی نافرمانی نہیں کروگے پس تم میں سے جو شخص اس عہد و اقرار کو پورا کرے اس کا اجر خدا کے ذمہ ہے (کہ آخرت میں اپنے انعامات سے نوازے گا) اور جو شخص (سوائے شرک کے) ان میں سے کسی گناہ میں مبتلا ہوجائے، پھر دنیا میں اس کو اس گناہ کی سزا بھی مل جائے (جیسے حد وغیرہ جاری ہو) تو یہ سزا اس کے (گناہ) کے لیے کفارہ ہوجائے گی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرنے والے کے گناہ کی ستر پوشی فرمائی (اور دنیا میں اسے سزا نہ ملی) تو اب یہ خدا کی مرضی پر منحصر ہوگا چاہے تو وہ (از راہِ فضل و کرم) آخرت میں بھی درگذر فرمائے اور چاہے

اسے عذاب دے۔'' (راوی فرماتے ہیں کہ) ہم نے (ان سب چیزوں پر) آپ ﷺ سے بیعت کی۔ (بخاری، مسلم)

عورتوں کو خیرات کرنے کا حکم اور اس کی وجہ

(۱۸) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) عید قرباں یا عید الفطر کی نماز کے لیے عید گاہ تشریف لائے تو عورتوں کی ایک جماعت کے پاس بھی تشریف لے گئے (جو نماز کے لیے ایک الگ گوشہ میں جمع تھیں) اور ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ خیرات کرو کیوں کہ میں نے تم کو زیادہ دوزخ میں دیکھا ہے۔'' (یہ سن کر) عورتوں نے کہا: یا رسول اللہ! اس کا سبب؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور اپنے شوہروں کی نافرمانی اور ناشکری کرتی رہتی ہو۔

اور میں نے عقل و دین میں کم ہونے کے باوجود ہوشیار مرد کو بیوقوف بنا دینے میں تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔'' (یہ سن کر) ان عورتوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ہماری عقل اور ہمارے دین میں کیا کمی ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا ایک عورت کی گواہی آدھے مرد کی گواہی کے برابر نہیں ہے۔'' (یعنی کیا ایسا نہیں ہے کہ شریعت میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر سمجھی جاتی ہے) عورتوں نے کہا: جی ہاں ایسا ہی ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہ عورت کی عقل کی کمی کی وجہ سے ہے ـــــ اور کیا ایسا نہیں ہے کہ جس وقت عورت حیض کی حالت میں ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے'' عورتوں نے کہا: جی ہاں ایسا ہی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہ اس کے دین میں نقصان کی وجہ سے ہے'' (بخاری، مسلم)

انسان کا اللہ کو جھٹلانا اور بدگوئی کرنا

(۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم (انسان) مجھ کو جھٹلاتا ہے اور یہ بات اس کے لائق نہیں، اور میرے بارے میں بدگوئی کرتا ہے حالانکہ یہ اس کے لیے مناسب نہیں ہے۔
اس کا مجھ کو جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جس طرح اللہ نے مجھ کو (اس دنیا میں) پہلی بار پیدا کیا ہے اسی طرح وہ (قیامت کے دن) مجھ کو دوبارہ ہرگز پیدا نہیں کرسکتا۔ حالانکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی مرتبہ پیدا کرنے کے مقابلہ میں مشکل نہیں ہے۔
اور اس کا میرے بارے میں بدگوئی کرنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں تنہا اور بے نیاز ہوں، نہ میں نے کسی کو جنا ہے اور نہ مجھ کو کسی نے جنا اور نہ کوئی میرا ہمسر ہے۔'' اور ابن عباس کی روایت میں اس طرح ہے ''اور اس (انسان) کا مجھے برا بھلا کہنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ کا بیٹا ہے حالانکہ میں اس سے پاک ہوں کہ کسی کو بیوی یا بیٹا بناؤں۔'' (بخاری)

انسان کا اللہ تعالیٰ کو تکلیف دینا

(۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم (انسان) مجھے تکلیف دیتا ہے (اس طرح کہ) وہ زمانہ کو برا کہتا ہے حالانکہ زمانہ (کچھ نہیں وہ) تو میں ہی ہوں، سب تصرفات میرے قبضہ میں ہیں اور شب و روز کی گردش میرے ہی حکم سے ہوتی ہے۔'' (بخاری، مسلم)

اللہ تعالیٰ بردبار ہیں!

(۲۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا ''تکلیف دہ کلمات سن کر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر و تحمل کرنے والا کوئی نہیں، لوگ اس کے لیے بیٹا تجویز کرتے ہیں وہ اس پر بھی (ان سے انتقام نہیں لیتا بلکہ) ان کو عافیت بخشتا اور روزی پہنچاتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

بندوں پر اللہ کا حق اور اللہ پر بندوں کا حق

(۲۲) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک سفر کے دوران سواری کے) گدھے پر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کجاوے کا پچھلا حصہ حائل تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) ارشاد فرمایا: معاذ! جانتے ہو بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں، اور اللہ پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جس نے کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرایا اسے عذاب نہ دے۔'' (یہ سن کر) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں یہ خوشخبری لوگوں کو سنا دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سناؤ کیونکہ وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے)'' (بخاری، مسلم)

سچے مؤمن کی نجات ضرور ہوگی

(۲۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر کے دوران) جب کہ آپ سواری پر تھے اور آپ کے پیچھے معاذ بیٹھے ہوئے تھے، ارشاد فرمایا: اے معاذ! انہوں نے کہا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا اے معاذ! معاذ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! حاضر ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا: اے معاذ! معاذ نے پھر فرمایا: یا رسول اللہ! حاضر ہوں۔

آنحضور ﷺ نے اس طرح تین مرتبہ معاذ کو مخاطب کرنے کے بعد ارشاد فرمایا ''اللہ کا جو بندہ سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو اس پر اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔'' (یہ سن کر) معاذ نے عرض کیا ''یارسول اللہ! کیا میں اس (خوشخبری) سے لوگوں کو آگاہ کردوں تاکہ وہ اس بشارت کو سن کر خوش ہو جائیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نہیں لوگ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔'' حضرت انس فرماتے ہیں کہ آخرکار معاذ نے اس خوف سے کہ (حدیث چھپانے کا) گناہ نہ ہو اپنی وفات کے وقت اس حدیث کو بیان کردیا۔ (بخاری، مسلم)

(۲۴) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ ایک سفید کپڑا اوڑھے سورہے تھے (اس وقت میں واپس چلا آیا) پھر دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ بیدار ہو چکے تھے۔ آپ ﷺ نے (مجھ کو دیکھ کر) ارشاد فرمایا ''جس شخص نے صدق دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا (یعنی اللہ کی وحدانیت کا سچے دل سے اعتراف واقرار کیا) اور اسی عقیدہ پر اس کا انتقال ہو گیا تو وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔'' میں نے عرض کیا ''اگرچہ اس نے چوری اور زنا (جیسے بڑے گناہوں) کا ارتکاب کیا ہو؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں، خواہ وہ چوری اور زنا کے جرم کا مرتکب کیوں نہ ہو۔'' میں نے پھر (تعجب سے) سوال کیا، اگرچہ اس نے چوری اور زنا کا ارتکاب ہی کیوں نہ کیا ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں، خواہ وہ چوری اور زنا کے جرم کا مرتکب کیوں نہ ہو۔'' میں نے (پھر تیسری مرتبہ بہت حیرت سے) عرض کیا، اگرچہ اس نے چوری اور زنا کا ارتکاب ہی کیوں نہ کیا ہو؟ (تیسری مرتبہ بھی) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں، خواہ وہ چوری اور زنا کے جرم کا مرتکب کیوں نہ ہو، اور خواہ ابوذر کو کتنا ہی ناگوار گذرے۔'' (راوی فرماتے ہیں کہ) جب بھی حضرت

ابوذر یہ حدیث بیان کرتے (بطور فخر) یہ آخری فقرہ ''خواہ ابوذر کو کتنا ہی ناگوار گذرے'' ضرور نقل کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

ایمانیات کا بیان

(۲۵) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص اس بات کی گواہی دے (یعنی زبان سے اقرار کرے اور دل سے سچ جانے) کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور کوئی اس کا شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور (اس بات کی بھی شہادت دے کہ) عیسیٰ علیہ السلام (بھی) اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اللہ کی بندی (مریم) کے بیٹے ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم کی جانب ڈالا تھا اور اللہ کی بھیجی ہوئی روح ہیں اور (اس بات کی بھی گواہی دے کہ) جنت اور دوزخ حق ہیں، تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ضرور داخل کرے گا خواہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں۔'' (بخاری، مسلم)

اسلام لانے سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں

(۲۶) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی روشنی سے میرے قلب و دماغ کو منور کیا تو) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا ''یا رسول اللہ! لایئے اپنا ہاتھ بڑھایئے میں آپ سے اسلام کی بیعت کرتا ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) اپنا ہاتھ (جب) آگے بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حیرت سے) ارشاد فرمایا ''عمرو! یہ کیا؟'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! میں کچھ شرط کرنا چاہتا ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کیا شرط ہے؟'' میں نے عرض کیا ''(میں چاہتا ہوں کہ) میرے (ان) تمام گناہوں کو معاف کر دیا جائے (جو میں نے اسلام سے پہلے کیے تھے)'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا ''اے عمرو! کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام ان تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو قبولِ اسلام سے پہلے کیے گئے ہوں، اور ہجرت ان تمام گناہوں کو دور کر دیتی ہے جو اس سے پہلے کیے گئے ہوں، اور حج ان تمام گناہوں کو نیست و نابود کر دیتا ہے جو اس سے پہلے کیے گئے ہوں۔'' (مسلم)

(فصل دوم)

جنت میں لے جانے والے اور دوزخ سے بچانے والے اعمال

(۲۰) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے جو مجھے جنت میں لے جائے اور دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بلاشبہ تم نے ایک بہت بڑی چیز کا سوال کیا ہے لیکن جس پر اللہ تعالیٰ آسان کر دے اس کے لیے یہ بہت آسان بھی ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، نماز پابندی کے ساتھ ادا کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، خانہ کعبہ کا حج کرو''۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا ''اے معاذ! کیا تمہیں خیر و بھلائی کے دروازے نہ بتلاؤں؟ (سنو) روزہ ڈھال ہے (جو گناہ اور دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے) اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا گناہ کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور (اسی طرح) رات میں مومن کا نماز پڑھنا (گناہ کو ختم کر دیتا ہے)'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

ان (مومنین صالحین) کے پہلو (رات میں) بستروں سے الگ رہتے ہیں

(اور) وہ اپنے پروردگار کو خوف و امید سے پکارتے ہیں اور جو (مال) ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں، کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان (مومنین صالحین) کے لیے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے یہ ان کے اعمال کا صلہ (انعام) ہے (سورۂ سجدہ ۱۶-۱۷)

پھر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا تمہیں اس چیز (یعنی دین) کا سر اور اس کا ستون اور اس کے کوہان کی بلندی نہ بتادوں؟'' میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس چیز (دین) کا سر اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے، اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا تمہیں ان چیزوں کی جڑ نہ بتادوں؟'' میں نے عرض کیا ہاں اے اللہ کے نبی ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور (اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا ''اس کو بند رکھو۔'' میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہم اپنی زبان سے جو لفظ نکالتے ہیں ان پر بھی مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''معاذ! تمہاری ماں تمہیں گم کردے (اچھی طرح جان لو کہ) لوگوں کو ان کے منہ کے بل یا ناک کے بل دوزخ میں گرانے والی اسی زبان کی (بدی) باتیں ہوں گی۔'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

ایمان کب کامل ہوتا ہے؟

(۴۸) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص اللہ ہی کے لیے محبت کرے اور اللہ ہی کے لیے بغض و عداوت رکھے اور اللہ ہی کے لیے خرچ کرے اور اللہ ہی کے لیے خرچ نہ کرے (یعنی جو کام کرے اسی کی رضامندی کے لیے کرے) تو یقیناً اس نے ایمان کو کامل کیا۔'' (ابوداؤد)

سب سے افضل عمل

(۲۹) حضرت اَبُو ذَر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(باطنی) اعمال میں سب سے افضل عمل اللہ ہی کے لیے (کسی سے) محبت رکھنا اور اللہ ہی کے لیے (کسی سے) بغض وعداوت رکھنا ہے۔'' (ابوداؤد)

کامل مسلمان اور پکا مؤمن

(۳۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(کامل) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کی ایذا) سے مسلمان محفوظ رہیں، اور (پکا) مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان اور اپنے مال کو مامون (ومحفوظ) سمجھیں'' (ترمذی، نسائی)

کامل مجاہد اور اصل مہاجر کون ہے؟ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت فضالہ کی روایت سے یہ اضافہ کیا ہے کہ (کامل) جہاد کرنے والا وہ ہے جس نے اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا، اور (اصل) ہجرت کرنے والا وہ ہے جس نے چھوٹے اور بڑے گناہ سب چھوڑ دیئے۔

اسلام میں امانت اور ایفاءِ عہد کی اہمیت

(۳۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا خطبہ کم دیا ہوگا جس میں یہ نہ ارشاد فرمایا ہو کہ ''جس شخص میں امانت نہیں اس کا ایمان (کامل) نہیں اور جس میں ایفاءِ عہد (قول وقرار کی پابندی) نہیں اس کا دین (کامل) نہیں۔''
(شعب الایمان)

(فصل سوم)

کامل مؤمن پر دوزخ کی آگ حرام ہے

(۳۲) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس شخص نے (سچے دل سے) اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کردے گا۔'' (مسلم)

جس کا ایمان پر خاتمہ ہوا وہ ضرور جنت میں جائے گا

(۳۳) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے اس (پختہ) اعتقاد پر وفات پائی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔'' (مسلم)

جنت اور دوزخ کو واجب کرنے والی باتیں

(۳۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دو باتیں (جنت اور دوزخ کو) واجب کرنے والی ہیں۔ ایک صحابی نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! (جنت و دوزخ کو) واجب کرنے والی دو باتیں کیا ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' (پہلی بات تو یہ ہے کہ) جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرا رکھا تھا تو وہ دوزخ میں جائے گا (اور دوسری بات یہ ہے کہ) جس شخص کی وفات اس حال میں ہوئی کہ اس نے کسی کو اللہ کا شریک نہ کیا تھا تو وہ جنت میں جائے گا۔'' (مسلم)

مومن کے لے جنت کی بشارت

(۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اور ہمارے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے کہ رسول اللہ ﷺ اچانک ہمارے درمیان سے اٹھے اور کہیں باہر تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ کو گئے ہوئے بہت دیر ہوگئی (اور واپس تشریف نہیں لائے) تو ہمیں سخت تشویش ہوئی کہ کہیں ہماری غیر موجودگی میں کسی دشمن کی جانب سے آپ ﷺ کو کوئی ایذاء نہ پہنچ جائے (اس خیال سے) ہم گھبرائے اور اُٹھ کھڑے ہوئے، چونکہ پہلا شخص میں تھا جو گھبرائے، اس لیے (سب سے پہلے) میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں باہر نکلا اور ڈھونڈتا ہوا قبیلہ بنی نجار کے ایک انصاری کے باغ کے قریب پہنچ گیا (اس خیال سے کہ شاید آپ ﷺ اس باغ کے اندر موجود ہوں گے) میں نے (اندر جانے کے لیے) چاروں طرف پھر کر دروازہ تلاش کیا مگر (اضطراب اور گھبراہٹ میں) دروازہ نظر نہیں آیا۔ اچانک ایک نالی نظر آئی جو باہر کے کنویں سے باغ کے اندر جارہی تھی لہٰذا میں سمٹ کر اس نالی میں داخل ہوا اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچ گیا۔

آپ ﷺ نے (اس طرح اچانک اپنے سامنے مجھے دیکھ کر حیرت سے) ارشاد فرمایا ''ابو ہریرہ! تم؟'' میں نے عرض کیا ''جی ہاں یا رسول اللہ!'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! آپ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے پھر آپ اٹھے اور چل دیئے۔ جب بہت دیر ہوگئی، تو ہم گھبرائے کہ کہیں ہماری عدم موجودگی میں (خدانخواستہ) آپ کسی حادثہ سے دوچار نہ ہو جائیں اور سب سے پہلے گھبراہٹ مجھ پر طاری ہوئی چنانچہ آپ کو ڈھونڈتا ہوا اس باغ تک آپہنچا (یہاں دروازہ نظر نہیں آیا) تو لومڑی کی طرح سکڑ کر (نالی کے راستے سے)

اندر گھس آیا، بقیہ لوگ بھی میرے، پیچھے آرہے ہیں۔'' (یہ سن کر) آپ ﷺ نے اپنی دونوں جوتیاں نکال کر مجھے دیں اور ارشاد فرمایا ''اے ابو ہریرہ! جاؤ اور ان جوتیوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ (تاکہ باہر لوگ جان لیں کہ تم میرے پاس سے آئے ہو) اور باغ کے باہر جو شخص صدق دل سے پورے یقین کے ساتھ یہ گواہی دیتا ہوا تمہیں ملے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اس کو جنت کی بشارت دے دو۔''

(حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے اس پیغام کو لے کر میں باہر نکلا تو) سب سے پہلے حضرت عمر سے ملاقات ہوئی، انہوں نے پوچھا ''ابو ہریرہ! یہ جوتیاں کیسی ہیں؟'' میں نے کہا ''یہ جوتیاں رسول اللہ ﷺ کی ہیں آپ نے مجھے یہ جوتیاں (نشانی کے طور پر) دے کر اس لیے بھیجا ہے کہ جو شخص صدقِ دل سے پورے یقین کے ساتھ یہ گواہی دیتا ہوا ملے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو میں اس کو جنت کی بشارت دے دوں۔'' (یہ سنتے ہی) عمر نے میرے سینے پر زور سے ہاتھ مارا کہ میں سرین کے بل نیچے گر پڑا، پھر انہوں نے کہا ''ابو ہریرہ! واپس جاؤ۔''

چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس لوٹ آیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ ادھر عمر کا خوف مجھ پر سوار ہی تھا اب کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بھی میرے پیچھے پیچھے آپہنچے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے (یہ حالت دیکھ کر) ارشاد فرمایا ''ابو ہریرہ! کیا ہوا؟'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! (میں آپ کا پیغام لے کر باہر نکلا تو) سب سے پہلے میری ملاقات عمر سے ہوئی، میں نے آپ کا وہ پیغام ان تک پہنچایا (انہوں نے اس کو سنتے ہی) میرے سینے پر زور سے ہاتھ مارا کہ میں سرین کے بل زمین پر گر پڑا، پھر انہوں نے کہا کہ واپس چلے جاؤ۔''

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے (حضرت عمر سے) پوچھا: ''عمر! تم نے ایسا کیوں کیا؟'' انہوں نے کہا ''یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان، کیا واقعی آپ نے ابو ہریرہ کو اپنی جوتیاں دے کر اس لیے بھیجا تھا کہ جو شخص صدقِ دل اور پختہ

اعتقاد کے ساتھ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ کہتا ہوا ملے اس کو یہ جنت کی بشارت دیدیں؟''
آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں'' عمر نے عرض کیا ''یارسول اللہ! ایسا نہ کیجیے،
مجھے ڈر ہے کہ لوگ کہیں اس بشارت پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں (اور عمل کرنا چھوڑ دیں) اس
لیے آپ انہیں (زیادہ سے زیادہ) عمل میں لگا رہنے دیجیے۔'' رسول اللہ ﷺ نے
ارشاد فرمایا: ''(اگر تمہارا یہی مشورہ ہے) تو پھر لوگوں کو عمل میں لگا رہنے دو۔'' (مسلم)

جنت کی کنجی

(۳۶) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے مجھ سے
ارشاد فرمایا'' (سچے دل اور پختہ اعتقاد کے ساتھ) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا
کوئی معبود نہیں، جنت (کے تمام دروازوں) کی کنجیاں ہیں۔'' (احمد)

وسوسوں سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ

(۳۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات
ہوئی تو بہت سے صحابہ پر رنج وغم کا اتنا غلبہ تھا کہ ان میں سے بعض لوگوں کے بارے
میں تو یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں شک وشبہ میں گرفتار ہو جائیں (یعنی اس وسوسہ کا
شکار ہو جائیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو دین وشریعت کا
قصہ بھی تمام ہو گیا) حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ ان لوگوں میں سے ایک مَیں بھی تھا۔
چنانچہ (اس عظیم حادثہ سے سخت پریشان خیال اور غم واندوہ کا بُت بنا) میں بیٹھا تھا کہ
حضرت عمر میرے پاس سے گذرے اور مجھ کو سلام کیا (حواس باختہ ہونے کی وجہ سے)
مجھے پتہ نہیں چلا (کہ وہ کب میرے پاس سے گذرے اور کب سلام کیا)
حضرت عمر نے اس بات کی شکایت حضرت ابوبکر سے کی۔ حضرت ابوبکر، حضرت
عمر کے ساتھ میرے پاس آئے اور دونوں نے مجھے سلام کیا۔ حضرت ابوبکر نے مجھ سے

پوچھا تم نے اپنے بھائی عمر کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ میں نے کہا نہیں ایسا نہیں ہوا (یعنی مجھے اس کا علم نہیں کہ عمر نے آ کر مجھے سلام کیا ہو اور میں نے جواب نہ دیا ہو) حضرت عمر نے کہا ہاں! خدا کی قسم ایسا ہی ہوا ہے (کہ تم نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا) حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے کہا بخدا مجھے قطعاً اس کا احساس نہیں کہ آپ میرے پاس آئے تھے اور نہ اس کا احساس ہے کہ آپ نے سلام کیا تھا۔

حضرت ابوبکر نے ارشاد فرمایا عثمان سچ کہتے ہو (لیکن معلوم ہوتا ہے کہ) کسی خاص بات نے تمہیں اس سے باز رکھا (کہ نہ تو عمر کے آنے کی تمہیں خبر ہوئی اور نہ تم ان کے سلام کا جواب دے سکے) میں نے کہا ہاں ہوسکتا ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا نبی کریم ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے لیکن ہم آپ ﷺ سے یہ دریافت نہ کر سکے کہ اس معاملہ (یعنی وسوسوں اور دین میں شکوک وشبہات) سے نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ ابوبکر نے فرمایا (تم غم نہ کھاؤ) میں اس بارے میں آنحضرت ﷺ سے پہلے ہی پوچھ چکا ہوں۔

(حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ) میں (بے اختیار) کھڑا ہوگیا اور بولا آپ پر میرے ماں باپ قربان واقعی آپ ہی (آنحضور ﷺ سے کمال قرب رکھنے اور حصول علم کے شوق کی وجہ سے) اس بارے میں سوال کرنے کے لیے لائق تر تھے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا میں نے عرض کیا تھا: یا رسول اللہ! اس معاملہ سے نجات کی کیا صورت ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''جس شخص نے (خلوص دل کے ساتھ) ہم سے وہ کلمہ توحید قبول کرلیا جسے میں نے اپنے چچا (ابوطالب) کے سامنے پیش کیا تھا اور انہوں نے اس کو قبول نہیں کیا تھا تو وہ کلمہ اس شخص کی نجات کا ضامن ہوگا۔'' (احمد)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کسی دینی معاملہ میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں ان کے لیے کلمہ توحید کا پڑھنا اور دل کی گہرائی سے اس کو قبول کرنا شکوک

وشبہات اور وسوسوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔

اسلام کا بول ضرور بالا ہوگا

(۳۸) حضرت مِقْدَاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا (جزیرۂ عرب کی) ''زمین پر کوئی گھر، خواہ وہ مٹی کا بنا ہوا ہو یا خیمہ ہو، ایسا باقی نہ رہے گا جس میں اللہ تعالیٰ اسلام کے کلمہ کو معزز کی عزت کے ساتھ اور ذلیل کی رسوائی کے ساتھ داخل نہ کرے (چنانچہ جو لوگ اس کلمہ کو بخوشی اور صدقِ دل سے قبول کرلیں گے) ان کو اللہ تعالیٰ عزت دے گا اور ان کو اس کلمہ کا اہل قرار دے گا اور (جو لوگ بخوشی قبول نہیں کریں گے) ان کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے گا اور وہ لوگ اس کلمہ کے مطیع و فرمانبردار ہونے پر مجبور ہوں گے (یعنی وہ جزیہ ادا کر کے ہی اسلامی ریاست میں رہ سکیں گے)''میں نے (یہ سن کر) کہا: پھر تو چاروں طرف اللہ ہی کا دین ہوگا۔ (احمد)

ایمان کے ساتھ نیک اعمال کی اہمیت

(۳۹) حضرت وَھب بن مُنَبِّہ سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے سوال کیا! کیا لَاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جنت کی کنجی نہیں ہے؟ وہب نے فرمایا ''بے شک، لیکن کنجی میں دندانے بھی ضروری ہیں، پس اگر تم ایسی کنجی لے کر آئے جس میں دندانے موجود ہیں تو (یقیناً) اس سے جنت کے دروازے کھل جائیں گے ورنہ تمہارے لیے جنت کے دروازے نہیں کھلیں گے۔'' (بخاری)

فائدہ: دندانوں سے مراد نیک اعمال ہیں، لہذا جو شخص ایمان کے ساتھ نیک اعمال لے کر آئے گا اس کے لیے جنت کے دروازے فوراً کھل جائیں گے ورنہ اس کے لیے جنت کے دروازے فوراً نہیں کھلیں گے۔

اچھے مؤمن کی نیکیوں کا اجر وثواب

(۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب تم میں سے کوئی شخص (صدقِ دل اور اخلاصِ نیت سے) اپنے ایمان کو اچھا بنا لیتا ہے تو وہ جو بھی نیکی کرتا ہے اس پر اس کے اعمالنامہ میں اس جیسی دس سے لے کر سات سو تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور وہ جو بھی برائی کرتا ہے اس پر اس کے نامۂ اعمال میں اس جیسی ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے ملاقات کرے۔'' (بخاری، مسلم)

ایمان کی نشانی اور گناہ کی علامت

(۴۱) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا (یارسول اللہ!) ایمان (کی نشانی) کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب تمہاری نیکی تمہیں بھلی لگے اور تمہاری برائی تمہیں بری لگے تو (سمجھو کہ) تم مومن ہو۔'' پھر اس شخص نے پوچھا یارسول اللہ! گناہ (کی علامت) کیا ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب کوئی بات تمہارے دل میں کھٹک اور تردد پیدا کرے (تو سمجھو کہ وہ گناہ ہے) لہٰذا اس کو چھوڑ دو۔'' (احمد)

چند اہم سوالات اور ان کے جوابات

(۴۲) حضرت عَمرو بن عَبَسَہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ! (دعوتِ اسلام کے آغاز میں) اس دین (اسلام) پر آپ کے ساتھ کون تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ایک آزاد (ابو بکر) اور ایک غلام (بلال)''۔ میں نے عرض کیا اسلام کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ''پاکیزہ

کلامی، اور (مساکین کو) کھانا کھلانا۔'' میں نے عرض کیا ایمان کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ''صبر اور سخاوت'' (یعنی بری باتوں سے باز رہنا اور طاعت پر ثابت قدم رہنا) میں نے کہا کون سا مسلمان بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا ''جس کی زبان اور ہاتھ (کی ایذا) سے مسلمان محفوظ رہیں۔'' میں نے کہا ایمان میں بہتر چیز کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ''اچھے اخلاق'' میں نے کہا نماز میں کون سی چیز بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا ''دیر تک کھڑا رہنا۔'' میں نے کہا کون سی ہجرت بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا ''یہ کہ تم اس چیز کو چھوڑ دو جس کو تمہارا پروردگار ناپسند کرتا ہے۔'' میں نے کہا جہاد میں افضل کون ہے؟ ارشاد فرمایا ''وہ شخص افضل ہے جس کا گھوڑا مارا جائے اور وہ خود بھی شہید ہو جائے۔'' میں نے کہا سب سے افضل کون سا وقت ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''آخری رات کا درمیانی حصہ (یعنی رات کے چھ حصوں میں سے پانچواں حصہ)'' (احمد)

شرک سے پرہیز اور فرائض کی پابندی پر بشارت

(۴۳) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جس شخص نے اللہ سے اس حال میں ملاقات کی کہ اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہرا رکھا تھا۔ پانچوں وقت کی نماز پڑھتا تھا اور رمضان کے روزے رکھتا تھا تو وہ بخش دیا جائے گا۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو خوشخبری سنا دوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو تا کہ عمل کرتے رہیں۔'' (احمد)

ایمان کی بہترین خصلتیں

(۴۴) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: ایمان کی بہترین خصلتیں کیا ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''(کسی سے) تمہاری محبت بھی اللہ کے لیے ہواور بغض وعداوت بھی اللہ ہی کے لیے ہواور تم اپنی زبان کو (حضورقلب کے ساتھ) خدا کے ذکر میں مشغول رکھو۔'' معاذ نے پوچھا: یارسول اللہ! (اس کے علاوہ) اور کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا'' دوسروں کے لیے وہی چیز پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ اور جس چیز کو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو اس کو دوسروں کے لیے بھی ناپسند کرو۔'' (احمد)

کبیرہ گناہوں اور نفاق کی نشانیوں کا بیان

(فصل اول)

سب سے بڑے گناہ

(۴۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' یہ ہے کہ جس اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے، تم کسی کو اس کا شریک ٹھہراؤ۔'' پھر اس شخص نے پوچھا، اس کے بعد سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا'' یہ ہے کہ تم اپنی اولاد کو اس خیال سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔'' پھر اس نے پوچھا، اس کے بعد سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا'' یہ ہے کہ تم اپنے ہم سایہ کی بیوی سے زنا کرو۔'' (حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ) اسی ارشاد کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا﴾ (سورۂ فرقان: ٦٨)

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود نہیں ٹھہراتے، اور جس شخص کو قتل کرنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے اس کو ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کرتے ہیں، اور جو کوئی یہ کام کرے گا وہ گناہ کے وبال میں پڑے گا۔ (بخاری، مسلم)

(۴۶) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، ناحق کسی کو مار ڈالنا اور جھوٹی قسم کھانا بڑے گناہ ہیں۔'' (بخاری)

اور حضرت انس کی روایت میں ''جھوٹی قسم'' کے بجائے ''جھوٹی گواہی دینا'' ہے۔ (بخاری، مسلم)

سات ہلاک کرنے والے گناہ

(۴۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(لوگو!) سات ہلاک کرنے والی باتوں سے بچو۔'' پوچھا گیا یا رسول اللہ! وہ سات ہلاک کرتے والی باتیں کون سی ہیں؟ ارشاد فرمایا (۱) کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) جس جان کو مار ڈالنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود کھانا (۶) جنگ کے وقت دشمن کو پیٹھ دکھانا (۷) پاکدامن، ایمان والی اور بے خبر عورتوں کو زنا کی تہمت لگانا۔'' (بخاری، مسلم)

بڑے گناہوں کے ارتکاب کے وقت ایمان کا نور باقی نہیں رہتا

(۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''زنا کرنے والا جس وقت زنا کرتا ہے، اس وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا، چوری کرنے والا جس وقت چوری کرتا ہے، اس وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا، شراب پینے والا جس وقت شراب پیتا ہے، اس وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا، اور لوٹ مار

کرنے والا جس وقت لوٹ مار کرتا ہے، اور لوگ اس کو (کھلم کھلا) لوٹ مار کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، اس وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا، اور خیانت کرنے والا جس وقت خیانت کرتا ہے، اس وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا، پس تم (ان گناہوں سے) بچو۔'' (بخاری، مسلم)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ''قتل کرنے والا جس وقت (ناحق) قتل کرتا ہے، اس وقت اس کا ایمان باقی نہیں رہتا'' عکرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے (یہ حدیث سن کر) پوچھا کہ اس سے کس طرح ایمان علیحدہ کرلیا جاتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اس طرح (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں اور پھر ان انگلیوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرلیا۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا اگر وہ توبہ کرلیتا ہے تو ایمان اس طرح واپس آجاتا ہے، اور (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنی انگلیوں کو پھر ایک دوسری میں داخل کرلیا۔

نیز ابو عبداللہ (یعنی امام بخاری) نے فرمایا ہے کہ (اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ) وہ شخص (گناہ کا ارتکاب کرتے وقت) مومن کامل نہیں رہتا اور اس میں ایمان کا نور باقی نہیں رہتا۔ (بخاری)

منافق کی تین نشانیاں

(۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''منافق کی تین نشانیاں ہیں، اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے (۳) اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔'' (بخاری، مسلم)

نفاق کی چار خصلتیں

(۵۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس شخص میں چار خصلتیں ہوں گی وہ پورا منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے (اور وہ چار خصلتیں یہ ہیں) (۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (۳) جب قول وقرار کرے تو اس کے خلاف کرے (۴) اور جب جھگڑے تو گالیاں بکے۔'' (بخاری، مسلم)

منافق کی مثال

(۵۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو نر کی خواہش رکھتی ہے اور دو ریوڑوں کے درمیان (ماری ماری) پھرتی ہے کبھی اِس طرف مائل ہو جاتی ہے اور کبھی اُس طرف'' (مسلم)

(فصل دوم)

نو واضح احکام

(۵۲) حضرت صَفوان بن عَسّال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ! اس نبی کے پاس چلیں، اس کے ساتھی نے کہا انہیں نبی نہ کہو، کیوں کہ اگر انہوں نے سن لیا (کہ یہودی بھی مجھے نبی کہتے ہیں) تو ان کی چار آنکھیں ہو جائیں گی (یعنی خوشی سے پھولے نہیں سمائیں گے) بہر حال وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے نو (۹) واضح احکام کے

بارے میں پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "(۱) کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) جس جان کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اس کو ناحق قتل نہ کرو (۵) کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس مت لے جاؤ تا کہ وہ اس کو قتل کرے (۶) جادو نہ کرو (۷) سود نہ کھاؤ (۸) پاک دامن عورت کو (زنا) کی تہمت نہ لگاؤ (۹) میدان جنگ میں دشمن کو پیٹھ نہ دکھاؤ، اور اے یہودیو! تمہارے لیے خاص طور پر واجب ہے کہ ہفتے کے دن (حکم الٰہی سے) تجاوز نہ کرو۔"

راوی فرماتے ہیں کہ (یہ سن کر) دونوں یہودیوں نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پیر چوم لیے اور بولے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ واقعی نبی ہیں، سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "(جب تمہیں میری رسالت پر یقین ہے تو) میری اتباع سے تم کو کون سا امر مانع ہے؟" انہوں نے کہا، داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ نبی ہوا کرے اس لیے ہم ڈرتے ہیں کہ اگر آپ کی پیروی کریں تو یہودی ہمیں مار ڈالیں گے" (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

تین باتیں ایمان کی جڑ ہیں

(۵۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "تین باتیں ایمان کی جڑ ہیں (۱) جو شخص "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کا اقرار کرے، اس (کو تکلیف پہنچانے) سے باز رہنا، نہ کسی گناہ کی وجہ سے اس کو کافر کہو، نہ کسی عمل کی وجہ سے اس کو اسلام سے خارج کرو۔ (۲) جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے جہاد جاری ہے یہاں تک کہ اس امت کا آخری شخص دجال سے جنگ کرے، جہاد کو نہ کسی ظالم کا ظلم موقوف کرے گا، نہ کسی عادل کا عدل وانصاف ختم کرے گا۔ (۳) اور تقدیر پر ایمان لانا۔" (ابوداؤد)

زنا کی نحوست

(۵۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر پر سائبان کی طرح معلق ہو جاتا ہے پھر جب وہ اس معصیت سے نکلتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

(فصل سوم)

دس اہم وصیتیں

(۵۵) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی، چنانچہ ارشاد فرمایا۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اگرچہ تمہیں جان سے مار ڈالا جائے اور جلا دیا جائے۔

(۲) اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں اپنے اہل اور مال کو چھوڑ دینے کا حکم دیں۔

(۳) جان بوجھ کر کوئی فرض نماز نہ چھوڑو کیوں کہ جو شخص عمداً نماز چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔

(۴) شراب مت پیو، کیوں کہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

(۵) اللہ کی نافرمانی اور گناہ سے بچو، کیوں کہ نافرمانی کرنے سے اللہ کا غصہ اُترتا ہے۔

(۶) جہاد میں دشمنوں کو ہرگز پیٹھ نہ دکھلاؤ اگرچہ تمہارے تمام ساتھی ہلاک

ہو جائیں۔

(۷) جب لوگوں میں موت (وباء کی صورت میں) پھیل جائے، اور تم ان میں موجود ہو تو ثابت قدم رہو (یعنی موت کے خوف سے مت بھاگو)

(۸) اپنے اہل وعیال پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرتے رہو۔

(۹) تربیت کی غرض سے اپنی لاٹھی ان سے نہ ہٹاؤ (یعنی ان پر اپنا دباؤ باقی رکھو، اور غفلت ولاپرواہی کی صورت میں مناسب تنبیہ کرتے رہو)

(۱۰) اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں انہیں ڈراتے رہو (یعنی اپنے اہل وعیال کو شریعت کی خلاف ورزی پر عذاب خداوندی سے ڈراتے اور سمجھاتے رہو) (احمد)

نفاق اعتقادی کا علم اب ناممکن ہے

(۵۶) حضرت حُذَیفَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نفاق (اعتقادی کا علم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (ممکن) تھا ـــــ اب تو وہ کفر ہے یا ایمان۔ (بخاری)

فائدہ: آج بھی نفاق عملی کو ان علامتوں کے ذریعہ جانا جا سکتا ہے جو احادیث میں بیان کی گئی ہیں، مگر نفاق اعتقادی کا علم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں ہوسکتا کیونکہ دلوں میں جو بات پوشیدہ ہے اس کو وحی کے بغیر نہیں جانا جاسکتا، اور وحی کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہو گیا ہے، اس لیے آج جو لوگ نفاق اعتقادی میں مبتلا ہیں وہ اخروی احکام میں کافر اور دنیوی احکام میں مؤمن ہیں۔

وسوسوں کا بیان

(فصل اول)

وسوسوں کی معافی

(۵۷)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت سے ان وسوسوں کو معاف کردیا ہے جو ان کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں جب تک وہ ان وسوسوں پر عمل نہ کریں اور ان کو زبان پر نہ لائیں۔'' (بخاری، مسلم)

وسوسوں کو برا جاننا کھلا ہوا ایمان ہے

(۵۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم اپنے دلوں میں بعض ایسی باتیں (یعنی وسوسے) پاتے ہیں جس کا زبان پر لانا ہم برا سمجھتے ہیں، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم واقعی ایسا پاتے ہو؟ (یعنی جب کوئی ایسا وسوسہ آتا ہے تو خود تمہارا دل اس کو ناپسند کرتا ہے اور اس کا زبان پر لانا تم برا جانتے ہو؟) صحابہ نے عرض کیا جی ہاں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کھلا ہوا ایمان ہے۔ (مسلم)

جب برا خیال آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو اور اپنا ایمان تازہ کرو

(۵۹)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے بعض آدمیوں کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اور اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ (یعنی آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ اور زمین کو کس

نے پیدا کیا؟ وغیرہ) پھر آخر میں کہتا ہے تیرے پروردگار کو کس نے پیدا کیا؟ جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے تو وہ اللہ کی پناہ طلب کرے اور اس سلسلہ کو ختم کر دے۔'' (بخاری، مسلم)

(٦٠) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لوگ ہمیشہ پوچھتے رہیں گے، یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ اس مخلوق کو خدا نے پیدا کیا ہے (تو) خدا کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پس جس شخص کے دل و دماغ میں اس قسم کا خیال اور وسوسہ پیدا ہو تو وہ یہ کہے کہ میں خدا تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔'' (بخاری، مسلم)

انسان کے دو ساتھی

(٦١) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ ایک ساتھی جنوں (شیطان) میں سے اور ایک ساتھی فرشتوں میں سے مقرر نہ کیا گیا ہو۔'' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ کے لیے بھی (جنوں میں سے ایک ساتھی متعین ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہاں میرے لیے بھی، لیکن خدا نے اس (شیطان) سے مقابلہ کرنے میں میری مدد فرما رکھی ہے (اس لیے میں اس کے مکر وفریب سے نہ صرف محفوظ رہتا ہوں بلکہ) وہ (شیطان) میرا تابع دار بن گیا ہے اس لیے وہ (شیطان) بھی مجھے بھلائی کا مشورہ دیتا ہے۔'' (مسلم)

شیطان کی اثر اندازی

(٦٢) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''انسان کے اندر شیطان اس طرح دوڑتا پھرتا ہے جیسے رگوں میں خون گردش کرتا

رہتا ہے''(بخاری، مسلم)

بچے کی پیدائش کے وقت شیطان کی شرارت

(۶۳)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بنی آدم کے یہاں جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے شیطان اس کو چھوتا ہے(یعنی اس کی کوکھ میں اس طرح انگلی مارتا ہے کہ بچہ کو تکلیف ہوتی ہے) جس کی وجہ سے بچہ چیخ اُٹھتا ہے لیکن حضرت مریم اور ان کے بیٹے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو شیطان نے نہیں چھوا۔'' (بخاری، مسلم)

(۶۴)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ولادت کے وقت بچہ اس لیے چلاتا ہے کہ شیطان اس کو انگلی چبھوتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

کونسا شیطان ابلیس کا مقرب ہے؟

(۶۵)حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ابلیس اپنا تخت پانی (یعنی سمندر) پر رکھتا ہے۔ پھر اپنی فوجوں کو روانہ کرتا ہے تا کہ لوگوں کو فتنہ اور گمراہی میں مبتلا کریں۔ اس کی فوجوں میں ابلیس کا سب سے بڑا مقرب وہ ہے جو سب سے بڑا فتنہ پرداز ہو، ان میں سے ایک واپس آ کر کہتا ہے، میں نے فلاں فلاں فتنے برپا کیے، ابلیس اس کے جواب میں کہتا ہے، تو نے کچھ نہیں کیا۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے میں نے (ایک بندہ کو گمراہ کرنا شروع کیا اور) اس وقت تک اس شخص کا پیچھا نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈلوادی۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ابلیس (یہ سن کر) اس کو اپنے قریب بٹھالیتا ہے اور کہتا ہے تو نے اچھا کام کیا۔''

(حدیث کے ایک راوی) اعمش فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ حضرت جابر نے یہ بھی فرمایا: پھر ابلیس اس کو گلے سے لگاتا ہے۔ (مسلم)

شیطان مسلمانوں کے درمیان فتنہ وفساد پھیلاتا رہتا ہے

(۶۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''شیطان اس بات سے تو مایوس ہوگیا کہ جزیرۂ عرب میں نماز پڑھنے والے (یعنی مسلمان) اس کی پرستش کریں لیکن ان کے درمیان فتنہ وفساد پھیلاتا رہتا ہے'' (مسلم)

(فصل دوم)

برے خیال کو عملی جامہ نہ پہناؤ

(۶۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی نے حاضر ہوکر عرض کیا (یارسول اللہ!) میں اپنے اندر ایسا (برا) خیال پاتا ہوں کہ زبان سے اس کے اظہار کے بجائے جل کر کوئلہ ہوجانا مجھ کو زیادہ پسند ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا ''اللہ کا شکر ہے جس نے اس خیال کو وسوسہ کی حد تک رکھا۔'' (ابوداؤد)

شیطان اور فرشتہ کے تصرفات

(۶۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بے شک انسان پر ایک تصرف شیطان کا ہے اور ایک تصرف فرشتہ کا۔ شیطان کا تصرف تو یہ ہے کہ وہ برائی پر ابھارتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے۔

اور فرشتہ کا تصرف یہ ہے کہ وہ نیکی پر ابھارتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے لہٰذا جو

شخص یہ (یعنی نیکی پر ابھارنے کی) کیفیت اپنے اندر پائے اس کو سمجھنا چاہیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، اس پر اس کو اللہ کا شکر بجالانا چاہیے، اور جو شخص دوسری کیفیت (یعنی شیطان کی وسوسہ اندازی) اپنے اندر پائے اس کو چاہیے کہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۶۸) شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور تم کو بری بات کا مشورہ دیتا ہے (ترمذی)

شیطانی وسوسوں کا علاج

(۶۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''لوگ برابر پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا ساری مخلوق کو اللہ نے پیدا کیا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب لوگ یہ پوچھیں تو تم کہو کہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ کسی نے اس کو جنا ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے، پھر اپنی بائیں طرف تین بار تھتکارو، اور شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو'' (ابوداؤد)

(فصل سوم)

شیطانی وسوسہ

(۷۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''لوگ آپس میں پوچھا پاچھی کرتے رہیں گے (یعنی شیطانی وسوسوں کی صورت میں ان کے اندر اس طرح کے خیالات پیدا ہوتے رہیں گے) کہ جب ہر چیز کو خدا نے

پیدا کیا (تو) خدائے بزرگ و برتر کو کس نے پیدا کیا؟'' (بخاری)

اور مسلم کی روایت میں یوں ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ کی امت کے لوگ ہمیشہ یہ کہتے رہیں گے کہ یہ کیا ہے؟ اور کیسے ہوا؟ پھر آخر میں یہ کہیں گے کہ تمام چیزوں کو اللہ نے پیدا کیا ہے تو خدائے بزرگ و برتر کو کس نے پیدا کیا؟''

شیطانی وسوسوں سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ

(۷۱) حضرت عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے اور میری نماز اور قراءت کے درمیان شیطان حائل ہو جاتا ہے، اور ان چیزوں میں شبہ ڈالتا رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہ وہ شیطان ہے جس کو 'خِنزَب'' کہا جاتا ہے۔ پس جب تمہیں اس (شیطانی وسوسے)) کا احساس ہو، تو اس (شیطان مردود) سے خدا کی پناہ مانگو اور بائیں طرف تین دفعہ تھتکارو۔'' حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق) میں نے اسی طرح کیا تو خدا تعالیٰ نے ان شیطانی وسوسوں سے مجھے نجات عطا فرمائی۔ (مسلم)

(۷۲) حضرت قاسم بن محمد سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے اپنی نماز میں وہم ہوتا رہتا ہے (یعنی کبھی تو یہ وہم ہوتا ہے کہ میری نماز درست نہیں ہوئی، کبھی یہ وہم ہو جاتا ہے کہ ایک رکعت رہ گئی) اس کی وجہ سے مجھے گرانی ہوتی ہے۔ انہوں نے فرمایا (تم اس طرح کے خیال پر دھیان نہ دو اور) اپنی نماز پوری کرو، اس لیے کہ وہ (وہم) تم سے جب ہی دور ہوگا کہ تم اپنی نماز پوری کرلو اور کہو کہ ہاں میں نے اپنی نماز پوری نہیں کی۔ (مالک)

تقدیر پر ایمان لانے کا بیان

(فصل اول)

تقدیریں کب لکھی گئیں؟

(۷۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھ دی تھیں۔'' نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔'' (مسلم)

ہر چیز تقدیر سے ہے

(۷۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہر چیز تقدیر کے ساتھ ہے یہاں تک کہ ناکارہ اور ناقابل ہونا اور قابل و ہوشیار ہونا بھی تقدیر کے ساتھ ہے'' (مسلم)

حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کی گفتگو

(۷۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(عالم بالا میں) حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار کے سامنے مناظرہ کیا اور (اور اس مناظرہ میں) حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ وہی آدم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ کے قالب میں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح پھونکی، اپنے فرشتوں

سے آپ کو سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا، مگر آپ نے اپنی خطا کی وجہ سے لوگوں کو زمین پر اتار دیا، اس پر آدم علیہ السلام بولے: تم تو وہی موسیٰ ہو جس کو اللہ نے اپنی رسالت اور ہم کلامی سے برگزیدہ کیا۔ تمہیں اس نے وہ الواح (تختیاں) دیں جن میں ہر چیز کا واضح بیان موجود تھا پھر سرگوشی کے لیے نزدیک کیا، تو بتلاؤ! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کرنے سے کتنے سال پہلے تورات لکھ لی تھی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا چالیس سال پہلے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا: کیا تم نے اس (تورات) میں یہ مضمون لکھا ہوا نہیں پایا ﴿وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ﴾ (یعنی: آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور غلطی میں پڑ گیا) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ہاں، پایا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تو تم مجھے اس عمل پر کیوں ملامت کرتے ہو جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے چالیس سال پہلے لکھ دیا تھا کہ میں وہ کام کروں گا۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ''اس دلیل سے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (مناظرہ میں) غالب آگئے۔'' (مسلم)

تقدیر پیدائش سے پہلے لکھدی گئی ہے

(۷۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو صادق ومصدوق ہیں، ہم سے ارشاد فرمایا ''تم میں سے ہر شخص کا وجود (اس طرح عمل میں آتا ہے کہ بالکل ابتدائی مرحلہ میں اس کا مادۂ تخلیق) اس کے ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک بصورت نطفہ جمع کیا جاتا ہے (اور اس دوران حرارت سے اس میں کچھ تغیر ہوتا رہتا ہے) پھر اتنے ہی دنوں (یعنی چالیس دن) تک خون کے لوتھڑے کی صورت میں رہتا ہے، پھر اتنے ہی دنوں (یعنی چالیس دنوں) تک گوشت کے ٹکڑے کی صورت میں رہتا ہے پھر (جب ہڈی اور گوشت کا ایک قالب بن جاتا ہے تو) اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ کو چار باتوں کے ساتھ بھیجتا ہے چنانچہ وہ فرشتہ (۱) اس کا عمل۔ (۲) اس

کی موت کا وقت۔ (۳) اس کا رزق (۴) اور اس کا بد بخت یا نیک بخت ہونا لکھ دیتا ہے، پھر اس میں روح ڈالی جاتی ہے، پس اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! تم میں سے ایک شخص جنتیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان بس ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ جاتا ہے (یعنی جنت کے بالکل قریب پہنچ جاتا ہے) مگر تقدیر کا لکھا اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں جیسے کام کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں جا گرتا ہے، اسی طرح تم میں سے ایک شخص دوزخیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ہاتھ بھر کا فاصلہ رہ جاتا ہے مگر تقدیر کا لکھا اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ جنتیوں جیسے کام کرنے لگتا ہے اور جنت میں جا پہنچتا ہے۔" (بخاری، مسلم)

جس کا ایمان پر خاتمہ ہو وہی جنت میں جائے گا

(۷۷) حضرت سَہل بن سَعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بے شک ایک بندہ دوزخیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے لیکن ہوتا ہے وہ جنتی، اسی طرح ایک بندہ جنتیوں کے سے کام کرتا رہتا ہے مگر ہوتا ہے وہ دوزخی، دراصل (جنت یا دوزخ میں لے جانے والا) عمل تو بس وہی ہے جس پر خاتمہ ہو" (بخاری، مسلم)

پورے یقین کے ساتھ کسی کو جنتی نہ کہو

(۷۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک انصاری بچہ کے جنازہ میں شرکت کے لیے بلایا گیا تو (اس وقت) میں نے کہا: یا رسول اللہ! خوش حالی ہے اس بچہ کے لیے جو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑیا ہے، اس نے نہ کوئی برا کام کیا، نہ برائی کا زمانہ پایا (یہ سن کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! کیا (تم نے جنتی ہونے کا یقین کرلیا؟) جب کہ معاملہ اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے

(یعنی اس بچہ کو پورے یقین کے ساتھ جنتی نہ جانو، کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو جنت کے لیے پیدا کیا ہے اور ان کو جنتی اس وقت بنا دیا تھا جب وہ اپنے باپ داداؤں کے پشتوں میں تھے، اور کچھ لوگوں کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے، اور ان کو دوزخی اس وقت بنا دیا تھا جب وہ اپنے باپ داداؤں کے پشتوں میں تھے (مسلم)

تقدیر پر بھروسہ کرکے نیک کام ترک نہ کرو

(۷۹) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کو مخاطب کرکے) ارشاد فرمایا: "تم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کا ٹھکانا جنت یا دوزخ میں لکھا نہ جا چکا ہو۔ (یعنی یہ متعین ہو چکا ہے کہ دوزخی کون ہے اور جنتی کون)" صحابہ کرام نے کہا: یارسول اللہ! کیا ہم اپنے نوشتہ (تقدیر) پر بھروسہ کرکے عمل کرنا چھوڑ نہ دیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(نہیں)، عمل ضرور کیے جاؤ، ہر ایک شخص کے لیے وہی آسان کیا جائے گا جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

چنانچہ جو شخص نیک بختوں میں سے ہے اس کے لیے نیک بختی کے اعمال آسان کیے جاتے ہیں اور جو شخص بدبختوں میں سے ہے اس کے لیے بدبختی کے کام آسان کیے جاتے ہیں۔" پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورۃ واللیل کی) یہ آیت ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ آخر تک پڑھی۔ (بخاری، مسلم)

زنا کی مختلف شکلیں

(۸۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے آدمی کی تقدیر میں زنا کا جو حصہ لکھ دیا ہے اس میں وہ ضرور مبتلا ہوگا۔ پس آنکھ کا زنا (کسی نامحرم کو حرام نظر سے) دیکھنا ہے اور زبان کا زنا (کسی نامحرم سے برے جذبات کے تحت) بات کرنا ہے اور (یادرکھو) نفس خواہش و آرزو کرتا ہے اور

شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب کرتی ہے۔" (بخاری، مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے آدمی کے مقدر میں زنا کا جتنا حصہ لکھ دیا ہے یقیناً وہ اس میں مبتلا ہو کر رہے گا، پس دونوں آنکھوں کا زنا (نامحرم کی طرف حرام نظر سے) دیکھنا ہے، دونوں کانوں کا زنا (شہوت انگیز باتیں) سننا ہے، زبان کا زنا (نامحرم سے شہوت کی) بات کرنا ہے، ہاتھوں کا زنا (شہوت کے ساتھ نامحرم کو) پکڑنا یا اس کے جسم کو ہاتھ لگانا ہے اور پیروں کا زنا (بدکاری کے لیے) چلنا ہے۔ اور دل خواہش و آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب کرتی ہے۔"

ہر انسان وہی کام کرتا ہے جو تقدیر میں لکھا گیا ہے

(۸۱) حضرت عِمرَان بن حُصَین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) قبیلہ مزینہ کے دو آدمیوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں یہ بتائیے کہ آج (اس دنیا میں) لوگ جو بھی کام کرتے ہیں اور اس میں (کامیابی حاصل کرنے کے لیے) محنت و مشقت اٹھاتے ہیں، آیا یہ وہی چیز ہے جو ان کے لیے مقدر کی گئی ہے اور ان کی ازلی تقدیر کا ایک حصہ ہے، جس کا فیصلہ ہو چکا ہے، یا یہ وہ چیز ہے جو آئندہ پیش آنے والی ہے اور ان امور میں سے ہے جن کو ان کا نبی ان کے پاس لے کر آیا ہے اور ان پر دلیل واضح ہو چکی ہے؟ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "نہیں یہ وہی چیز ہے جو ان کے لیے مقدر کی جا چکی ہے، اور جس کا فیصلہ ان کے حق میں پہلے ہی ہو چکا ہے۔ اور اس کی تصدیق اللہ بزرگ و برتر کی کتاب کی اس آیت سے ہوتی ہے ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰاهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا﴾ یعنی قسم ہے جان کی! اور اس ذات پاک کی جس نے (جان کو) پیدا کیا! پھر اس میں اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری ڈالی" (مسلم)

زنا کے خوف سے خصی ہونا جائز نہیں

(۸۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (ایک مرتبہ) عرض کیا: یارسول اللہ! میں جوان آدمی ہوں اور مجھ کو اندیشہ ہے کہ کہیں میرا نفس زنا کے گناہ میں مبتلا نہ ہو جائے کیوں کہ مجھ میں اتنی استطاعت نہیں ہے کہ کسی عورت سے نکاح کروں (اور نفس کا تقاضا جائز طریقہ سے پورا کروں) گویا حضرت ابو ہریرہ (زنا سے بچنے کی خاطر) آنحضرت سے خصی ہو جانے کی اجازت چاہتے تھے، حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے، میں نے پھر عرض کیا تو آنحضرت اب بھی خاموش رہے، میں نے پھر عرض کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی خاموش رہے، اور جب میں نے (آخری مرتبہ) عرض کیا تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ابو ہریرہ! جو کچھ تمہیں پیش آنے والا ہے اس کو تمہارے مقدر میں لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے۔ اب اس کے باوجود چاہے تم خصی بن جاؤ یا رہنے دو۔'' (بخاری)

طاعت و بندگی کی دعا مانگو

(۸۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تمام آدمیوں کے دل، رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان اس طرح ہیں جیسے وہ ایک ہی آدمی کا دل ہو۔ وہ جس طرح چاہتا ہے دلوں کو الٹتا پلٹتا ہے۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا مانگی ''اے دلوں کو اُلٹنے پلٹنے والے خدا! ہمارے دلوں کو اپنی طاعت و بندگی کی طرف پھیر دے۔'' (مسلم)

بچے کو کافر کون بناتا ہے؟

(۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''کوئی بچہ ایسا نہیں ہوتا جو فطرت پر پیدا نہ کیا گیا ہو، آگے اس کے ماں باپ کا کام ہوتا ہے کہ وہ اس کو یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی بنا دیتے ہیں یا مجوسی (آتش پرست) بنا دیتے ہیں، جیسے چار پاؤں والی مادہ (جب جنتی ہے تو) سالم بچہ چار پاؤں والا ہی جنتی ہے، کیا تم اس میں کوئی نقصان پاتے ہو؟'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی فطرت پر قائم رہو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بدلنا نہیں چاہیے، اور یہی درست دین ہے۔'' (بخاری، مسلم)

اللہ تعالیٰ کی شان

(۸۵) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے پانچ باتوں پر مشتمل خطبہ دیا؛ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بے شک (۱) اللہ تعالیٰ سوتا نہیں (۲) اور اس کی شان بھی نہیں ہے کہ وہ سوئے (۳) وہ ترازو کو جھکاتا بھی ہے اور بلند بھی کرتا ہے (۴) دن کے عمل سے پہلے رات کے عمل اور رات کے عمل سے پہلے دن کے عمل اس کی بارگاہ میں پیش ہو جاتے ہیں (۵) اس کا پردہ نور ہے، اگر وہ اس پردے کو اٹھا دے تو اس پاک ذات کے انوار کی شعاعیں جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے اس کی مخلوقات کو جلا دے۔'' (مسلم)

خرچ کرنے سے اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوتی

(۸۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا ہاتھ (یعنی اس کا خزانہ) بھرا ہوا ہے، جس میں خرچ کرنے سے کوئی کمی نہیں ہوتی، رات اور دن برابر خرچ کرتا اور دیتا رہتا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس نے جب سے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے کس قدر خرچ کیا؟ لیکن اس قدر خرچ کرنے

سے اس چیز میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی جو اس کے ہاتھ (یعنی خزانہ) میں ہے جب کہ (وہ اس قدر خرچ اسی وقت سے کر رہا ہے جب) اس کا عرش پانی پر تھا، اور اسی کے ہاتھ میں (رزق کی) ترازو ہے جس کو وہ جھکاتا اور بلند کرتا ہے (یعنی کسی کو کم رزق دیتا ہے اور کسی کو زیادہ)'' (بخاری، مسلم)

(۸۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ زیادہ جاننے والا ہے کہ وہ (اگر زندہ رہتے تو بڑے ہو کر) کیسے کیسے عمل کرتے۔'' (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

قلم تقدیر نے ہر چیز لکھ دی ہے

(۸۸) حضرت عُبادہ بن صَامِت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جو چیز پیدا فرمائی وہ قلم ہے، پھر اس کو حکم دیا کہ لکھ! قلم نے عرض کیا: کیا لکھوں؟ ارشاد فرمایا: تقدیر لکھ، چنانچہ قلم نے ہر وہ چیز لکھ دی جو (اب تک) واقع ہوئی اور جو (آئندہ) ابد تک واقع ہونے والی ہے۔'' (ترمذی)

تقدیر الٰہی کے باجود اعمال کی اہمیت

(۸۹) حضرت مُسْلِم بن یَسَار بیان فرماتے ہیں کہ اس آیت ﴿ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ ﴾ (اور جب تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا الخ) کے بارے میں سیدنا فاروق سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس آیت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے بھی سوال کیا گیا تھا اور

(اس کے جواب میں) میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پھر ان کی پشت پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرا، پھر ان کی پشت سے (کچھ) ذرّیت کو نکالا اور ارشاد فرمایا: ان کو میں نے جنت کے لیے اور جنتیوں کے سے عمل کرنے کے لیے بنایا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم کی پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا اور ان کی پشت سے (کچھ) ذریت کو نکالا اور ارشاد فرمایا کہ ان کو میں نے دوزخ کے لیے اور دوزخیوں کے سے عمل کرنے کے لیے بنایا ہے۔''

یہ سن کر ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! پھر عمل کی اہمیت کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(عمل کی یوں اہمیت ہے کہ) جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو جنت میں پہنچانے کے لیے پیدا فرماتا ہے تو (پہلے اس دنیا میں) اس سے وہی عمل کراتا رہتا ہے جو جنتیوں کے ہوتے ہیں تا آنکہ اس شخص کی موت کسی ایسے ہی عمل کی حالت میں آتی ہے جو جنت والے کرتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کے اُسی عمل کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل فرما دیتا ہے، اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوزخ میں ڈالنے کے لیے پیدا فرماتا ہے تو (پہلے اس دنیا میں) اس سے وہ عمل کراتا ہے جو دوزخیوں کے ہوتے ہیں، تا آنکہ اس شخص کی موت کسی ایسے ہی عمل کی حالت میں ہوتی ہے جو دوزخ والے کرتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کے اُسی عمل کی وجہ سے اس کو دوزخ میں ڈال دیتا ہے۔'' (مالک، ترمذی، ابوداوٗد)

(۹۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے حجرہ سے) نکل کر (مسجد میں) تشریف لائے اس وقت آپ کے ہاتھ میں دو رجسٹر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم لوگوں کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا: ''تم جانتے ہو یہ دونوں رجسٹر کیسے ہیں؟'' ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم کچھ نہیں جانتے، آپ بتائیں تو معلوم ہوگا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رجسٹر کے بارے میں جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھا، ارشاد فرمایا: ''یہ تو پروردگارِ عالم کا وہ رجسٹر ہے جس

میں جنتیوں کے نام، ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں اور آخر میں ان کی میزان جوڑ دی گئی ہے (یعنی ٹوٹل دے دیا گیا ہے) نہ تو ان میں کسی نام کا کبھی اضافہ ہوتا ہے، اور نہ ان میں سے کوئی نام کبھی کم کیا جاتا ہے۔"

پھر آپ ﷺ نے اس رجسٹر کے بارے میں جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھا ارشاد فرمایا: "یہ پروردگارِ عالم کا وہ رجسٹر ہے جس میں دوزخیوں کے نام، ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں اور آخر میں ان کی میزان جوڑ دی گئی ہے۔ نہ تو ان میں کسی نام کا کبھی اضافہ ہوتا ہے اور نہ ان میں سے کوئی نام کبھی کم کیا جاتا ہے۔" (یہ سن کر) آپ کے صحابہ بولے: یارسول اللہ! اگر سارا معاملہ نمٹایا جا چکا ہے تو پھر عمل کی کیا اہمیت ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "(بیشک کسی کا جنتی یا دوزخی ہونا پہلے ہی سے متعین ہو چکا ہے لیکن اس کے باوجود عمل کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے لہٰذا) عمل کو خوب مضبوط کرو، اور (حق تعالیٰ کا) قرب حاصل کرنے کی سعی میں مصروف رہو، کیوں کہ جو شخص (تقدیر الٰہی میں) جنت کا اہل ہے اس کا خاتمہ جنت والوں کے ہی عمل پر ہوگا اگرچہ وہ (مدت العمر) کیسے ہی (اچھے یا برے) عمل کرتا رہا ہو۔ اسی طرح جو شخص (تقدیر الٰہی میں) دوزخ کا اہل ہے، اس کا خاتمہ دوزخ والوں ہی کے عمل پر ہوگا اگرچہ وہ کیسے ہی عمل کرتا رہا ہو۔"

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو حرکت دی اور ان دونوں رجسٹروں کو (اپنے پیچھے) ڈال دیا، پھر ارشاد فرمایا "تمہارا رب بندوں (کے متعلق فیصلہ) سے فارغ ہو چکا، ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں جائے گا۔" (ترمذی)

انسان کا ہر کام مقدر ہے

(۹۱) حضرت ابُو خِزَامَہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ جھاڑ پھونک جو ہم کراتے ہیں، وہ دوا جس کے ذریعہ ہم

علاج کرتے ہیں اور وہ حفاظتی چیز (یعنی ڈھال اور زرہ وغیرہ) جس کے ذریعہ ہم اپنا بچاؤ کرتے ہیں، مجھے بتائیے کہ کیا یہ چیزیں تقدیر الٰہی کو بدل دیتی ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہ چیزیں بھی تقدیر الٰہی میں شامل ہیں۔'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

تقدیر الٰہی کو بحث کا موضوع نہ بناؤ

(۹۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم (چند) صحابہ (بیٹھے ہوئے) آپس میں تقدیر کے مسئلہ پر بحث و مباحثہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے اور (ہمیں بحث و مباحثہ میں مشغول دیکھا تو) آپ ﷺ کو اتنا غصہ آیا کہ چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور سرخ بھی ایسا کہ جیسے انار کے دانوں کا پانی، آپ کے رخساروں میں نچوڑ دیا گیا ہو۔

اور پھر آپ ﷺ نے (ہمیں مخاطب کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا ''کیا تمہیں اس بات پر مامور کیا گیا ہے؟ اور تمہارے درمیان کیا میں اسی لیے مبعوث کیا گیا ہوں؟ بلاشبہ تم سے پہلے (بعض امتوں) کے لوگ ہلاک اسی وقت کیے گئے جب وہ اس (تقدیر کے) مسئلہ میں بحث و مناقشہ کرنے لگے تھے۔ دیکھو میں تم کو قسم دیتا ہوں (پھر) تم کو قسم دیتا ہوں کہ (آئندہ پھر کبھی) اس مسئلہ میں بحث و مباحثہ مت کرنا۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

انسانوں میں زمین کے خواص پائے جاتے ہیں

(۹۳) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی (خاک) سے پیدا کیا جس کو ساری زمین سے جمع کیا گیا تھا۔ چنانچہ آدم کی اولاد زمین کے مطابق پیدا ہوئی کہ ان میں سے کچھ سرخ ہیں، کچھ سفید ہیں اور کچھ سیاہ اور کچھ ان کے درمیان یعنی سانولے۔

اسی طرح ان میں سے کچھ نرم مزاج ہیں، کچھ سخت مزاج اور ان میں کچھ ناپاک ہیں اور کچھ پاک۔'' (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

ہر شخص کی تقدیر لکھی جا چکی ہے

(۹۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق (جن وانس) کو تاریکی میں پیدا کیا، پھر اس پر اپنا کچھ نور ڈالا چنانچہ جس کو اس نور کی روشنی نصیب ہوئی وہ راہ یاب ہوا، اور جو اس نور کی روشنی سے محروم رہا وہ گمراہ ہوا۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ قلم اللہ کے علم پر خشک ہوگیا (یعنی جس کو جو کچھ پیش آنا ہے وہ اس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے اب اس میں کوئی تغیر وتبدل ممکن نہیں۔)'' (احمد، ترمذی)

اللہ سے دین پر ثابت قدم رکھنے کی دعا مانگتے رہو

(۹۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے ''اے دلوں کے پھیرنے والے (پروردگار!) میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔'' چنانچہ میں نے (ایک دن یہ دعا سن کر) عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر اور آپ کی لائی ہوئی (کتاب وشریعت) پر ایمان لا چکے ہیں، پھر بھی آپ ہمارے بارے میں ڈرتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہاں دراصل دل تو اللہ ہی کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان (یعنی اس کے قبضۂ قدرت اور تصرف) میں ہیں، وہ ان کو جس طرح چاہتا ہے الٹتا پلٹتا ہے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

دل کی مثال

(۹۶) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''دل کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پَر کسی کھلے میدان میں پڑا ہو اور جس کو ہوائیں اُلٹ پلٹ کررہی ہوں۔'' (احمد)

چار باتیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے

(۹۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ چار باتوں پر ایمان نہ لائے (۱) اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اور مجھ کو اللہ نے حق (یعنی دین اسلام) کے ساتھ بھیجا ہے (۲) مرنے پر ایمان لائے (۳) اس بات پر ایمان لائے کہ مرنے کے بعد پھر جی اُٹھنا ہے۔ (۴) اور تقدیر پر ایمان لائے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

دو فرقے جن کا اسلام سے کچھ تعلق نہیں

(۹۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میری امت میں دو فرقے ایسے (پیدا) ہوں گے جن کا اسلام سے کچھ واسطہ نہیں ہوگا ایک مُرجِئَہ اور دوسرا قَدَرِیَّہ۔'' (ترمذی)

فائدہ: یہاں مُرجِئَہ سے مراد جبریہ ہیں جو انسان کو اینٹ پتھر کی طرح مجبور محض مانتے ہیں، اور قَدَرِیَّہ وہ ہیں جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں (مظاہر حق قدیم)

تقدیر کا انکار کرنے والوں پر خدا کا عذاب

(۹۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ''میری امت میں بھی خسف (زمین میں دھنس جانے) اور مسخ (صورت بدل جانے) کا عذاب ہوگا، اور یہ ان لوگوں میں ہوگا جو تقدیر کو جھٹلاتے ہیں'' (ترمذی، ابوداؤد)

تقدیر کا انکار کرنے والوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے

(۱۰۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قدریہ (تقدیر کا انکار کرنے والے) اس امت کے مجوس ہیں۔ پس اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مریں تو ان کے جنازہ میں شرکت نہ کرو۔'' (احمد، ابوداؤد)

(۱۰۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قدریوں (تقدیر کا انکار کرنے والوں) کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا نہ رکھو اور نہ ان کو حاکم بناؤ۔'' (ابوداؤد)

چھ آدمی جن پر لعنت کی گئی

(۱۰۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''چھ (طرح کے) آدمی ایسے ہیں جن پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللہ نے بھی ان پر لعنت کی ہے اور ہر نبی کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ (ایک تو) اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا (دوسرا) اللہ کی تقدیر کو جھٹلانے والا (تیسرا) زبردستی تسلط و غلبہ حاصل کرنے والا، تاکہ وہ اس شخص کو تو عزت دے جس کو اللہ نے ذلیل کیا ہے، اور اس شخص کو ذلیل کرے جس کو اللہ نے عزت دی ہے (چوتھا) اللہ کے حَرم (میں قتل وقتال اور شکار وغیرہ) کو حلال جاننے والا (پانچواں) میری اولاد کے حق میں اس چیز کو حلال جاننے والا، جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور (چھٹا) میری سنت کو ترک کرنے والا'' (بیہقی)

انسان وہاں ضرور پہنچتا ہے جہاں موت مقدر ہوتی ہے

(۱۰۳) حضرت مَطر بن عُکامِس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی موت کسی زمین میں مقدر کر دیتا ہے تو اس زمین کی طرف اس کی حاجت کو بھی پیدا کر دیتا ہے۔'' (احمد، ترمذی)

مؤمنین کی اولاد باپ کے تابع ہے

(۱۰۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دن) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مومنوں کی اولاد کے بارے میں (جو بچپن میں مرجاتے ہیں) آپ کیا فرماتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''وہ اپنے باپوں کے تابع ہیں (یعنی ان کے باپوں کے ساتھ ان کا ٹھکانا بھی جنت ہے)'' میں نے (یہ سن کر) کہا: یارسول اللہ! کچھ کیے دھرے بغیر ہی (ان کو) جنت مل جائے گی؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ اس چیز کو خوب جانتا ہے جو ان کے عمل کی صورت میں ظاہر ہوتی۔'' پھر میں نے کہا: اچھا مشرکوں کی اولاد کے بارے میں (آپ کیا فرماتے ہیں؟) آنحضرت ﷺ نے جواب دیا ''وہ بھی اپنے باپوں کے تابع ہیں'' (یہ سن کر) میں نے کہا: کسی (برے) عمل کے (ارتکاب کے) بغیر ہی؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ اس چیز کو خوب جانتا ہے جو ان کے عمل کی صورت میں ظاہر ہوتی'' (ابوداؤد)

(۱۰۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''گاڑنے والی اور گاڑی ہوئی، دونوں دوزخ میں ہیں۔'' (ابوداؤد)

(فصل سوم)

پانچ باتیں طے کر دی گئی ہیں

(۱۰۶) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں سے ہر بندہ کے متعلق پانچ باتوں سے فارغ ہو چکا ہے،

وہ (پانچ باتیں) یہ ہیں۔ (۱) اس کی اجل (۲) اس کا عمل (۳) اس کا ٹھکانا (۴) اس کی جولان گاہ (۵) اور اس کا رزق۔'' (احمد)

تقدیر کے مسئلہ میں گفتگو نہ کرنے کا فائدہ

(۱۰۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جو شخص تقدیر سے متعلق کسی بات میں کوئی گفتگو کرے گا تو قیامت کے دن اس سے پوچھ گچھ ہوگی اور جو شخص اس معاملہ میں اپنی زبان بند رکھے گا اس سے پوچھ گچھ نہیں ہوگی۔'' (ابن ماجہ)

تقدیر الٰہی پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے؟

(۱۰۸) حضرت ابن دَیْلَمِی (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابی بن کعب کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا کہ تقدیر کے متعلق میرے دل میں (یہ) شبہ پیدا ہوگیا ہے (کہ اگر سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے اور تقدیر کے تحت ہے تو پھر اوامر ونواہی اور ثواب وعذاب کی باتیں کیا معنی رکھتی ہیں؟) لہٰذا آپ کوئی حدیث میرے سامنے بیان کیجیے، شاید اللہ تعالیٰ اس حدیث کے ذریعے میرے دل کے شبہ کو دور کردے۔ (یہ سن کر) انہوں نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ آسمان والوں اور زمین والوں کو عذاب میں مبتلا کرے تو وہ (سب کو) عذاب میں مبتلا کرسکتا ہے اور ان کے حق میں ظالم نہیں کہلائے گا، اور اگر وہ ان سب کو اپنی رحمت سے نواز دے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہوگی اور (یادرکھو) اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کروگے تو اللہ تعالیٰ اُس کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک تم تقدیر پر (پوری طرح) ایمان نہ لے آؤ، نیز اس بات کو بھی خوب جان لو کہ جو کچھ تمہیں پہنچا، وہ کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو تم تک نہ پہنچتی، اور جو چیز تمہیں نہیں پہنچی وہ ایسی

چیز نہیں تھی جو تم تک پہنچتی (یعنی کسی چیز کا پہنچنا یا نہ پہنچنا تمہاری کوشش سے نہیں بلکہ تقدیر الٰہی سے ہے) اور اگر تم نے اس دنیا سے ایسی حالت میں کوچ کیا کہ تقدیر پر تمہارا ایمان نہیں تھا، تو تم یقیناً دوزخ میں جاؤ گے۔ ابن دیلمی فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس پہنچا تو انہوں نے بھی یہی بات کہی۔ پھر میں حضرت حذیفہ بن یمان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بھی یہی کہا، پھر حضرت زید بن ثابت کے پاس آیا تو انہوں نے میرے سامنے نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کی جو اسی مضمون کی تھی۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

تقدیر کا انکار کرنے والے عذاب سے مامون نہیں

(۱۰۹) حضرت نافع بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: فلاں صاحب نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا: لیکن مجھ کو تو یہ معلوم ہوا ہے کہ اس شخص نے دین میں نئی بات نکالی ہے، اگر واقعی اس نے دین میں نئی بات نکالی ہے تو میری طرف سے اس کو سلام نہ پہنچانا کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "میری امت میں" یا یہ ارشاد فرمایا کہ "اس امت میں، زمین میں دھنس جانے، صورت بگڑ جانے اور پتھر برسنے کا عذاب (اگر) واقع ہوگا تو انہی لوگوں پر ہوگا جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔" (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

اہل ایمان اور اہل کفر وشرک کی اولاد کا انجام

(۱۱۰) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت خدیجہ نے نبی کریم ﷺ سے اپنے ان (دونوں کمسن) بچوں کے بارے میں جو (ان کے پہلے شوہر سے تھے اور) زمانہ جاہلیت میں مر گئے تھے، پوچھا (کہ ان کا کیا انجام ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "وہ دونوں (دوزخ کی) آگ میں ہیں۔" حضرت

علی فرماتے ہیں کہ (یہ سن کر حضرت خدیجہ کچھ ملول اور رنجیدہ سی ہوگئیں ...... اور) آنحضرت ﷺ نے ان کے چہرہ پر رنجیدگی اور ناپسندیدگی کے اثرات دیکھے تو ارشاد فرمایا ''اگر تم اپنے ان دونوں بچوں کا حال اور ٹھکانا دیکھ لو (کہ وہ کیسی ذلت میں اور رحمت الٰہی سے کتنے دور ہیں) تو خود تم ان سے نفرت کرنے لگو گی۔'' حضرت خدیجہ بولیں: یا رسول اللہ! اور میرے ان (کمسن) بچوں کا (کیا انجام ہے) جو آپ سے ہوئے تھے یعنی قاسم اور عبداللہ؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''وہ جنت میں ہیں۔'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اہل ایمان اور ان کی اولاد کا ٹھکانا جنت ہے اور اہل کفر و شرک اور ان کی اولاد کا ٹھکانا دوزخ ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے (اس بات کی دلیل میں) یہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ﴾ تلاوت فرمائی (احمد)

بھول چوک انسان کی فطرت ہے

(۱۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا (یعنی فرشتہ کو ہاتھ پھیرنے کا حکم دیا) پس ان کی پشت سے وہ تمام جانیں باہر نکل آئیں جن کو اللہ تعالیٰ اُن (آدم) کی نسل سے قیامت تک پیدا کرنے والا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر انسان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نورانی چمک رکھی، اس کے بعد ان تمام جانوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کر دیا حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا: میرے پروردگار! یہ سب کون ہیں؟ پروردگار نے ارشاد فرمایا: یہ سب تمہاری اولاد ہیں (جن کو پشت بہ پشت قیامت تک پیدا ہونا ہے) حضرت آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک کو جو دیکھا تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی چمک ان کو بہت بھلی لگی۔ انہوں نے پوچھا: اے میرے پروردگار! یہ کون ہے؟ پروردگار نے ارشاد فرمایا: یہ داؤد

(علیہ السلام) ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا: میرے پروردگار! تو نے اس کی عمر کتنی مقرر کی ہے؟ پروردگار نے ارشاد فرمایا: ساٹھ برس! حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: میرے پروردگار! میری عمر میں سے چالیس (۴۰) سال لے کر اس کی عمر میں اضافہ کر دیجیے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب حضرت آدم علیہ السلام کا عرصۂ حیات پورا ہونے میں چالیس سال باقی رہ گئے تو موت کا فرشتہ ان کے پاس آ پہنچا۔ حضرت آدم علیہ السلام (اس کو دیکھ کر) بولے: میرا عرصۂ حیات پورا ہونے میں کیا ابھی چالیس سال باقی نہیں ہیں؟ موت کے فرشتہ نے کہا: کیا آپ نے اپنی عمر کے چالیس سال اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دے دیئے تھے؟ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:) حضرت آدم علیہ السلام نے اس بات سے انکار کیا اور اسی لیے ان کی اولاد بھی انکار کرتی ہے اور حضرت آدم (خدا کا حکم) بھول گئے تھے جس کے نتیجہ میں انہوں نے ممنوع درخت میں سے کھالیا تھا اور اسی لیے ان کی اولاد بھی بھولتی ہے اور آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوگئی تھی اسی لیے ان کی اولاد بھی خطا میں مبتلا ہوتی ہے'' (ترمذی)

اللہ کی۔ بے نیازی

(۱۱۲) حضرت ابو دَرْدَاء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا'' آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب پیدا کیا تو ان کے دائیں مونڈھے پر (دست قدرت سے یا فرشتہ کے ہاتھ کے ذریعہ) تھپکی لگائی اور ان کی وہ اولاد باہر نکالی جو سفید چمکدار تھی اور ایسی معلوم پڑتی تھی جیسے وہ (سفید) چیونٹیاں ہوں۔ پھر ان کے بائیں مونڈھے پر تھپکی لگائی اور ان کی وہ اولاد باہر نکالی جو کالے رنگ میں تھی اور ایسی معلوم پڑتی تھی جیسے وہ کوئلہ ہوں، پھر اللہ تعالیٰ نے (آدم کی) اس اولاد کے بارے میں جو ان کے دائیں مونڈھے کی (طرف سے نکلی) تھی، ارشاد فرمایا کہ یہ جنت

میں جانے والی مخلوق ہے اور مجھ کو اس کی پروانہیں۔ پھر (آدم کی) اُس اولاد کے بارے میں، جوان کے بائیں مونڈھے کی (طرف سے نکلی) تھی، ارشاد فرمایا کہ یہ آگ میں جانے والی مخلوق ہے اور مجھ کو اس کی پروانہیں'' (احمد)

(۱۱۳) حضرت ابو نَضرَہ (تابعی) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی جن کو ابو عبداللہ کہا جاتا ہے۔ جب (بیمار ہوئے اور) ان کے احباب عیادت کے لیے ان کے پاس پہنچے تو (دیکھا کہ) وہ (اللہ کے خوف اور آخرت کی باز پرس کے ڈر سے) رو رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا: کاہے کو روتے ہو؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے تم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اپنے لب کے بال خوب پست کرو، اور اس پر قائم رہو یہاں تک کہ تم مجھ سے آملو۔ ابو عبداللہ نے کہا: ہاں، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اللہ بزرگ و برتر نے (اپنی مخلوق میں سے) ایک حصہ کو اپنے داہنے ہاتھ کی مٹھی میں لیا اور دوسرے حصہ کو دوسرے ہاتھ میں لیا، پھر فرمایا: یہ (دائیں مٹھی والے) جنت میں جانے کے لیے ہیں اور مجھے اس کی پروا نہیں، اور یہ (بائیں مٹھی والے) دوزخ میں جانے کے لیے ہیں، اور مجھے اس کی پروا نہیں۔'' (پھر ابو عبداللہ نے کہا) مجھے معلوم نہیں کہ میں ان دونوں مٹھیوں میں سے کس میں ہوں؟ (احمد)

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے کیا عہد لیا ہے؟

(۱۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے (نکالی گئی ان کی ساری ذریت سے اپنی ربوبیت کا) عہد ''نعمان'' یعنی عرفات کے میدان میں لیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے وہ ساری ذریت باہر نکالی (جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھی) اور ان سب کو آدم علیہ السلام کے سامنے چیونٹیوں کی طرح پھیلا دیا پھر اللہ تعالیٰ نے

ان سے روبرو گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا بیشک، آپ ہمارے رب ہیں (اس کے بعد اللہ نے ارشاد فرمایا:) میں نے تم سے یہ اقرار اس لیے کرایا ہے کہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہنے لگو کہ ہم تو (تیری ربوبیت و توحید سے) غافل اور ناواقف تھے، یا تم یہ کہنے لگو کہ شرک ہمارے باپ دادا نے اختیار کیا تھا جو ہم سے پہلے تھے اور ہم تو ان کی اولاد ہونے کی وجہ سے ان کے پیچھے (یعنی ان کے تابع) رہے، پس تو ہمیں اس چیز کی وجہ سے کیوں ہلاکت میں ڈالتا ہے جو باطل والوں نے (یعنی ہمارے باپ دادا نے) اختیار کی تھی' (احمد)

بنی آدم اور انبیاء سے عہد لینے کا بیان

(۱۱۵) حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ بزرگ و برتر کے ارشاد ﴿ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ ﴾ (اور جب تمہارے پروردگار نے اولادِ آدم کی پشتوں سے ان کی ذریت کو باہر نکالا) کی تفسیر میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یکجا کیا اور ان کو طرح طرح کا قرار دیا (یعنی یہ طے کیا کہ جب یہ اپنے وقت پر دنیا میں جائیں گے تو فلاں مالدار ہوگا اور فلاں غریب ہوگا وغیرہ وغیرہ) پھر ان کو شکل وصورت عطا کر کے گویائی بخشی، اور انہوں نے باتیں بھی کیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد و پیمان لیا (یعنی ان کی زبانوں سے اقرار کرایا) اور ان کے تئیں خود ان ہی کو گواہ بنا کر پوچھا ''کیا میں تم سب کا پروردگار نہیں ہوں؟'' ان سب نے جواب دیا ''بیشک آپ ہی ہمارے پروردگار ہیں۔''

پروردگار نے ارشاد فرمایا ''تمہارے اس (عہد و اقرار) پر میں ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو گواہ بناتا ہوں اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو بھی شاہد قرار دیتا ہوں تاکہ تم قیامت کے دن یوں نہ کہنے لگو کہ، ہم تو اس (توحید) سے ناواقف تھے۔ جان لو! نہ تو میرے سوا کوئی معبود ہے، اور نہ میرے سوا کوئی رب ہے، پس میرے ساتھ کسی

کو شریک نہ کرنا، بے شک میں تمہارے پاس اپنے رسول اور نبی بھیجتا رہوں گا، جو تمہیں اس عہد و پیمان کی یاد دلاتے رہیں گے، جو میں نے تم سے لیا ہے، اور تمہارے اوپر اپنی کتابیں بھی نازل کروں گا۔" (یہ سن کر) وہ سب بولے "ہم اس امر کی شہادت دیتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ بیشک آپ ہی ہمارے پروردگار ہیں، اور ہمارے معبود ہیں۔ آپ کے سوا ہمارا کوئی پروردگار نہیں اور آپ کے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں۔"

پس ساری اولاد آدم نے (اس طرح حق تعالیٰ کی ربوبیت اور توحید کا) اقرار کیا اور اس وقت آدم علیہ السلام کو ان سب کے سامنے اتنی اونچی جگہ دی گئی تھی کہ وہ اپنی اولاد کے اس عہد و پیمان کا سارا منظر (بخوبی) دیکھ رہے تھے، چنانچہ جب انہوں نے دیکھا کہ (ان میں سے) کچھ تو غریب ہیں، اور کچھ مالدار، کچھ اچھی شکل وصورت والے ہیں، اور کچھ دوسری صورت والے (یعنی بدصورت) ہیں، تو عرض کیا: میرے پروردگار! تو نے اپنے بندوں کے درمیان یہ عدم مساوات اور نابرابری کیوں رکھی؟ پروردگار نے ارشاد فرمایا: دراصل مجھ کو یہ پسند ہے کہ بندے میرا شکر ادا کرتے رہیں۔

اور (اس موقع پر) آدم علیہ السلام نے ان سب کے درمیان رسولوں اور نبیوں کو بھی دیکھا جن پر نور اس طرح جلوہ گر ہو رہا تھا کہ وہ چراغوں کی مانند (چمک رہے) تھے اور ان (رسولوں و نبیوں) سے ان کی رسالت و نبوت کے تعلق سے خصوصی عہد و پیمان لیا گیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾ میں مذکور ہے۔ ان روحوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے، جن (کی روح) کو (پھر اس دنیا میں) اللہ تعالیٰ نے (حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے) حضرت مریم تک بھیجا۔ اور اُبی بن کعب سے روایت کیا گیا ہے کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی) وہ روح حضرت مریم میں ان کے منہ کی طرف سے داخل ہوئی۔ (احمد)

پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ سکتا ہے مگر خصلت نہیں بدل سکتی

(۱۱۶) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم (چند صحابہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے وقوع پذیر ہونے والی چیزوں کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہماری باتوں کو سن کر) ارشاد فرمایا ''اگر تم سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے سرک گیا ہے تو اس کو (چاہے) سچ مان لینا، لیکن اگر تم یہ سنو کہ کسی شخص کی خصلت و جبلت بدل گئی ہے تو اس کا ہرگز اعتبار نہ کرنا کیوں کہ جو شخص جس خصلت و جبلت کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے وہ اسی کا ہو کر رہے گا۔'' (احمد)

تکالیف بھی تقدیر الٰہی کا حصہ ہیں

(۱۱۷) حضرت اُمِّ سَلَمَہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک دن) کہا: یارسول اللہ! ہر سال آپ کو کوئی نہ کوئی تکلیف پہنچتی رہتی ہے اس زہر آلود بکری کی وجہ سے جو (غزوۂ خیبر کے موقع پر) آپ نے کھالی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو بھی تکلیف مجھ کو پہنچتی ہے، وہ اسی وقت میری تقدیر میں لکھی جا چکی تھی، جب آدم علیہ السلام اپنی مٹی کے اندر تھے۔'' (ابن ماجہ)

عذاب قبر کا بیان

(فصل اول)

قبر میں مؤمن اور کافر کا جواب

(۱۱۸) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ نے ارشاد فرمایا ''جب قبر میں مسلمان سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ﴾ یعنی: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں حق بات پر ثابت قدم رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔''

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہ آیت ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ﴾ عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (قبر میں جب) مومن سے سوال کیا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

(۱۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بندہ (کا جسد خاکی) جب قبر کے اندر رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے (جنازہ کے) ساتھ آنے والے لوگ واپس ہوتے ہیں تو وہ (بندہ) ان (واپس ہونے والوں) کے جوتوں کی آواز سنتا ہے (پھر) دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اس کو بٹھا دیتے ہیں پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ......... تو اس شخص یعنی محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتا تھا (اور کیا عقیدہ رکھتا تھا؟) پس وہ (بندہ) اگر مومن ہوتا ہے تو جواب دیتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (جب وہ ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے) تو اس سے کہا جاتا ہے دیکھ! وہ دوزخ میں تیرا ٹھکانا تھا جس کو بدل کر اللہ تعالیٰ نے اب جنت میں تیرا یہ ٹھکانا کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ بندہ ان دونوں ٹھکانوں کو ایک ساتھ دیکھتا ہے ـــــ اور جب یہی سوال کافر اور منافق سے کیا جاتا ہے کہ اس شخص (محمد ﷺ) کے بارے میں تو کیا کہتا تھا، تو وہ جواب دیتا ہے مجھ کو کچھ معلوم نہیں، جو اور لوگ (یعنی مومن) کہا کرتے تھے وہی میں بھی کہہ دیتا تھا۔ (جب وہ کافر و منافق

ٹھیک ٹھیک جواب نہیں دے پاتا) تو اس سے کہا جاتا ہے کہ تو نے نہ اپنی عقل سے کچھ جانا پہچانا نہ تو نے قرآن پڑھا۔ اور لوہے کے گرزوں سے اس کی پٹائی کی جاتی ہے، اور وہ زور زور سے اس طرح چیختا چلاتا ہے کہ جنات اور انسانوں کے علاوہ اس کے قریب جتنی چیزیں ہیں سب اس (چیخ و پکار) کو سنتی ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

مُردوں کو صبح و شام ان کا اصلی ٹھکانا دکھایا جاتا ہے

(۱۲۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص جب مر جاتا ہے تو (برزخ میں) اس کو صبح و شام اس کا (اصلی اور ابدی) ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہوتا ہے تو جنتیوں والا ٹھکانا، اور اگر دوزخی ہوتا ہے تو دوزخیوں والا ٹھکانا (اس کو دکھایا جاتا ہے) پھر اس سے کہا جاتا ہے یہ ہے تیرا اصل ٹھکانا (اس کا انتظار کرتا رہ) یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھ کو (اس عارضی جگہ سے) اُٹھا کر وہاں پہنچا دے گا۔'' (بخاری، مسلم)

قبر کا عذاب برحق ہے

(۱۲۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ایک دن) ان کے پاس ایک یہودی عورت آئی اور اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا، پھر اس عورت نے حضرت عائشہ سے کہا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تمہیں قبر کے عذاب سے بچائے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے عذابِ قبر کے بارے میں دریافت کیا (کہ کیا قبر میں بھی عذاب ہوگا؟) تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں، قبر کا عذاب ''حق'' ہے۔'' حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز پڑھی ہو، پھر (دعا میں) قبر کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو (بخاری، مسلم)

قبر اور دوزخ کے عذاب سے اور فتنوں سے پناہ مانگو

(۱۲۲) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر پر سوار، بنونجار کے باغ میں (سے گذر رہے) تھے اور ہم کچھ صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ کا خچر بدک گیا، اور اس طرح بدکا جیسے ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا دے گا، پھر وہاں پانچ چھ قبریں نظر آئیں اور (ان قبروں کی طرف اشارہ کر کے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ان قبروں کو کوئی جانتا ہے؟ ایک صاحب بولے جی ہاں میں جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کب مرے (یعنی کفر و شرک کی حالت میں مرے تھے یا ایمان کی حالت میں؟) ان ہی صاحب نے جواب دیا شرک کی حالت میں...... (یہ سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دراصل یہ لوگ اپنی قبروں میں آزمائے جا رہے ہیں (یعنی ان پر قبر کا عذاب ہو رہا ہے) اور اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ تم لوگ (اپنے مردوں کو) دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ (ان قبروں کے اندر کی) آوازیں تمہیں سنا دے جو مجھے سنائی دے رہی ہیں۔'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرۂ مبارک ہماری طرف کر کے ارشاد فرمایا ''آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' صحابہ نے فرمایا: ہم آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' صحابہ نے فرمایا: ہم قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اُن فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو جو کھلے ہوئے ہیں، اور جو چھپے ہوئے ہیں (یعنی جو گناہ بدن سے اور دل سے ہوتے ہیں ان سے اللہ کی پناہ مانگو)۔'' صحابہ نے فرمایا: ہم ہر ظاہری اور باطنی فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' صحابہ نے فرمایا: ہم دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ (مسلم)

(فصل دوم)

قبر کی راحتوں اور سزاؤں کی تفصیل

(۱۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مردہ جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس کالے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں جن میں سے ایک کو منکر کہا جاتا ہے اور دوسرے کو نکیر۔ پھر دونوں فرشتے سوال کرتے ہیں کہ تو (دنیا میں) اس شخص (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ پس مردہ اگر مومن ہوتا ہے تو جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (یہ سن کر) فرشتے کہتے ہیں: ہم جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا۔ اس کے بعد اس کی قبر لمبائی اور چوڑائی میں ستر در ستر گز وسیع و کشادہ کر دی جاتی ہے اور اس (قبر میں) اس کے لیے روشنی کر دی جاتی ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے اب اپنی اس خواب گاہ میں مزے سے سوجا (یہ سن کر) وہ کہتا ہے (مجھے ذرا اجازت دیدو کہ) میں واپس جا کر اپنے گھر والوں کو اس کی اطلاع دے آؤں۔ (یہ سن کر) وہ فرشتے کہتے ہیں (نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے) تو بس (شب عروسی کے) اس دولہا کی طرح سوجا جس کو وہی جگاتا ہے جو اس کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ (اور) اس وقت تک (سوتا رہ جب تک) اللہ تعالیٰ تجھ کو تیری اسی خواب گاہ سے نہیں اُٹھاتا ـــــ اور اگر وہ مردہ منافق ہوتا ہے تو یوں جواب دیتا ہے کہ اس شخص کے بارے میں جو بات دوسرے لوگوں کو کہتے ہوئے میں سنا کرتا تھا وہی میں کہہ دیا کرتا تھا (اس کے سوا) میں اور کچھ نہیں جانتا۔ (یہ سن کر) فرشتے کہتے ہیں: ہم جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا۔ اس کے بعد زمین کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس مردہ کے اوپر

دونوں طرف سے مل جا، چنانچہ زمین اس کے اوپر اس طرح مل جاتی ہے (یعنی اس طرح اس کو بھینچتی اور دباتی ہے کہ) اس کی دائیں پسلیاں (بائیں پسلیوں میں) اور بائیں پسلیاں (دائیں پسلیوں میں) ایک دوسرے کے درمیان گھس جاتی ہیں اور اس کو اسی طرح برابر عذاب دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اُسے اس جگہ سے اٹھائے۔'' (ترمذی)

(۱۲۴) حضرت بَرَاء بن عَازِب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا'' قبر (یعنی برزخ) میں مردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھلا کر اس سے سوال کرتے ہیں بتا تیرا رب کون ہے؟ اس کے جواب میں وہ (مردہ مومن) کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ فرشتے سوال کرتے ہیں: بتا تیرا دین کیا ہے؟ اس کے جواب میں وہ کہتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ پھر فرشتے سوال کرتے ہیں: بتا یہ کون شخص ہے جس کو تمہارے درمیان بھیجا گیا تھا؟ اس کے جواب میں وہ کہتا ہے: یہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس پر فرشتے پوچھتے ہیں: یہ بات تجھے کس نے بتائی؟ وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ کی کتاب پڑھی تو اس پر ایمان لایا اور اسکو سچ مانا (اور ظاہر ہے کہ جو اللہ کی کتاب پر ایمان لایا وہ اللہ کے رسول پر ایمان لایا) یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ﴾ یعنی جو لوگ ایمان لائے، ان کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں پکی بات (یعنی کلمہ شہادت) پر ثابت قدم رکھتا ہے۔'' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: '' (قبر کے اس سوال و جواب میں مومن بندہ کامیاب ہوجاتا ہے تو) ایک پکارنے والا (یعنی خود اللہ تعالیٰ یا اس کے حکم سے فرشتہ) آسمان سے یہ فرمان سناتا ہے کہ یہ میرا سچا بندہ ہے لہٰذا اس کے لیے (اس قبر میں) جنت والا بستر بچھاؤ، اس کو جنت والی پوشاک پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ اس کے لیے (قبر میں) جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے'' اور آنحضرت

ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اس (مومن) کی طرف جنت کی ہوائیں اور جنت کی خوشبوئیں آتی ہیں، اور اس کے لیے قبر میں اس کی حد نگاہ تک وسعت وکشادگی کر دی جاتی ہے۔

رہا کافر تو آنحضرت ﷺ نے اس کے مرنے کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا'' پھر اس کے جسم میں اس کی روح لوٹائی جاتی ہے اور دو فرشتے اس کے پاس آ کر اس کو بٹھلاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کافر کہتا ہے: ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں: بتا تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا، پھر فرشتے پوچھتے ہیں: بتا یہ کون شخص ہے جو لوگوں کے درمیان بھیجا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے: ہاہ ہاہ میں نہیں جانتا، تب ایک پکارنے والا آسمان سے یہ فرمان سناتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے، اس کے لیے آگ کا بستر بچھا دو، اس کو آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دو، چنانچہ اس کے لیے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس سے اس (کافر) کی طرف دوزخ کی گرم ہوائیں اور لوئیں آتی رہتی ہیں۔'' اور آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا'' پھر اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی (دونوں طرف کی) پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مسلط کر دیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے، اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو پہاڑ مٹی ہو جائے۔ وہ فرشتہ اسی گرز سے اس (کافر) کو اس طرح مارتا ہے کہ اس مار کی آواز (اور کافر کی چیخ وپکار) مشرق ومغرب کے درمیان جن وانس کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور وہ (کافر اس گرز کی مار سے) مٹی کے ڈھیر میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اس کی روح پھر اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔'' (احمد، ابوداؤد)

آخرت کی پہلی منزل

(۱۲۵) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ جب کسی قبر کے پاس

کھڑے ہوتے تو ان پر شدید گریہ طاری ہوجاتا تھا یہاں تک کہ (روتے روتے آنسوؤں سے) ان کی ڈاڑھی تر ہوجاتی تھی۔ ان سے کسی نے کہا: آپ جنت و دوزخ کا ذکر کرتے وقت تو روتے نہیں، مگر یہاں (کسی قبر کے پاس) کھڑے ہوتے ہو تو رونے لگتے ہو (اس کی وجہ کیا ہے؟) حضرت عثمان نے جواب دیا: دراصل میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل قبر ہی ہے، اس منزل سے جو شخص کامیابی کے ساتھ گزر گیا اس کے بعد کی منزل اس کے لیے زیادہ آسان ہوگی۔ اور جو شخص اس منزل میں پھنس گیا تو اس کے بعد کی منزل اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی۔'' حضرت عثمان نے فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ: ''میں نے قبر سے زیادہ سخت اور وحشت ناک منظر کوئی دوسرا نہیں دیکھا۔'' (ترمذی)

تدفین کے بعد میت کے لیے ثابت قدمی کی دعا

(۱۲۶) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ جب میت کی تدفین سے فارغ ہوجاتے تو اس (کی قبر) کے پاس کچھ دیر کھڑے رہتے اور (وہاں موجود لوگوں سے) فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو، اور اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کیوں کہ اس وقت اس سے سوال ہو رہا ہے۔'' (ابوداؤد)

قبر کے اژدھے کتنے زہریلے ہیں؟

(۱۲۷) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بلاشبہ کافر پر اس کی قبر (یعنی برزخ) میں ننانوے (۹۹) اژدھے مسلط کردیے جاتے ہیں جو اس کو کاٹتے اور ڈستے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت کا دن آجائے۔ ان

میں سے ایک اژدہا اگر زمین پر پھنکار مار دے تو زمین سبزہ اُگانے کی صلاحیت کھو بیٹھے۔‘‘(دارمی)

(فصل سوم)

نیک بندوں کو بھی قبر بھینچتی ہے

(۱۲۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے جنازہ میں شرکت کے لیے گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اور ہم سب) ان کے جنازہ کی نماز سے فارغ ہو گئے اور ان کا جسد خاکی قبر میں اتار کر قبر کی مٹی برابر کی جا چکی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی (یعنی سبحان اللہ سبحان اللہ کہا) چنانچہ ہم سب دیر تک تسبیح پڑھتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی (یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر کہا) تو ہم سب تکبیر کہتے رہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اس موقع پر آپ نے پہلے تسبیح پھر تکبیر کیوں کہی؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’دراصل اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے (ہماری تسبیح و تکبیر کی برکت سے) اس (قبر) کو وسیع و کشادہ کر دیا۔‘‘(احمد)

(۱۲۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’یہ (سعد بن معاذ) وہ شخص ہے جس (کی موت) پر عرش ہلا (یعنی سعد کی پاک روح کے اوپر آنے پر عرش والوں نے خوشی و مسرت کا اظہار کیا) اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور اس کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے اور (اس کے باوجود) ایک بار (قبر نے) اس کو دبوچا پھر (تسبیح و تکبیر کی برکت سے) اس سختی سے نجات پا گیا۔‘‘(نسائی)

قبر کا فتنہ دجال کے فتنے جیسا ہوگا

(۱۳۰) حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے قبر کے اس فتنہ (امتحان و آزمائش) کا ذکر فرمایا جس میں آدمی مبتلا کیا جاتا ہے چنانچہ جب آپ نے اس (فتنہ و آزمائش یعنی قبر کی سختیوں اور عذاب کی تفصیل) کا ذکر کیا تو سارے مسلمان (خوف و دہشت کے مارے) چیخ چیخ کر رونے لگے ــــــ اس روایت کو بخاری نے اتنا ہی نقل کیا ہے لیکن نسائی نے (حضرت اسماء کے) یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں: یہ (مسلمانون کے چیخ چیخ کر رونے کی) صورتِ حال میرے لیے رسول اللہ ﷺ کی (آگے کی) بات سننے سمجھنے میں مانع ہوگئی۔ پھر جب ان کے رونے چلانے کی آواز بند ہوئی تو میں نے اس آدمی سے پوچھا جو میرے قریب تھا، اے فلاں! اللہ تعالیٰ آپ کے (علم و حلم) میں برکت نازل فرمائے، ذرا مجھے یہ تو بتادو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ کے آخر میں کیا ارشاد فرمایا؟ چنانچہ اس آدمی نے بتایا کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا: ”مجھ پر یہ وحی نازل ہوئی ہے کہ تم اپنی قبروں میں جس فتنہ اور آزمائش و امتحان میں ڈالے جاؤ گے وہ دجال کے فتنہ کے قریب قریب ہوگا۔“

نمازی بندہ قبر میں بھی نماز کو نہیں بھولتا

(۱۳۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”جب (مومن) مردہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کو ایسا سماں بتلایا جاتا ہے گویا سورج ڈوبنے کے قریب ہے۔ چنانچہ وہ اپنی آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ بیٹھتا ہے اور کہتا ہے مجھ کو چھوڑو میں نماز تو پڑھ لوں۔“ (ابن ماجہ)

قبر میں مؤمن اور کافر کا حال

(۱۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب مردہ قبر میں پہنچ جاتا ہے تو وہ شخص (جو دنیا میں نیک و فرمانبردار مومن ہوتا ہے) اپنی قبر میں اس طرح اُٹھ بیٹھتا ہے کہ نہ تو وہ خوفزدہ ہوتا ہے اور نہ گھبرایا ہوا پریشان حال۔ پھر جب اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ بتا تو کس دین پر تھا؟ تو وہ جواب میں (بڑے اطمینان سے) کہتا ہے: میں اسلام پر تھا۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے: بتا یہ شخص کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے: یہ اللہ کے رسول محمد ﷺ ہیں، جو ہمارے پاس اللہ کی طرف سے (اپنی رسالت و شریعت کی) کھلی دلیلیں لے کر آئے تو ہم نے ان کو مانا (اور ان پر ایمان لائے) پھر اس سے سوال کیا جاتا ہے کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے: بھلا اللہ کو دیکھنا کسی کے لیے روا اور ممکن ہے؟ پھر اس کے لیے (قبر میں) دوزخ کی طرف ایک دریچہ کھولا جاتا ہے، چنانچہ وہ دوزخ کی طرف دیکھتا ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو توڑ رہا ہے (یعنی اس میں سے اٹھتی ہوئی آگ کی لپٹیں ایک دوسرے کو نگلتی نظر آتی ہیں) پھر اس سے کہا جاتا ہے دیکھ! یہ وہ جگہ ہے جس سے اللہ نے تجھ کو بچالیا، پھر اس کے لیے (قبر میں) جنت کی طرف ایک دریچہ کھول دیا جاتا ہے چنانچہ وہ جنت کی بہاروں اور نعمتوں کو دیکھتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے دیکھ! یہ تیرا (ابدی) ٹھکانا ہے، اس یقین و ایمان کی وجہ سے جس پر تو (دنیا میں) تھا، اسی پر تیری موت آئی اور اسی پر ان شاء اللہ تجھے (قیامت کے دن یہاں سے) اُٹھایا جائے گا۔

اور برا شخص اپنی قبر میں اٹھ کر بیٹھتا ہے تو نہایت خوفزدہ اور نہایت گھبرایا ہوا پریشان حال ہوتا ہے جب اس سے سوال کیا جاتا ہے بتا تو کس دین پر تھا؟ تو وہ کہتا ہے: مجھے نہیں معلوم۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے بتا یہ شخص کون تھا؟ تو وہ کہتا ہے:

لوگوں کو جو کہتے سنا وہی میں نے کہہ دیا۔ پھر اس کے لیے (قبر میں) جنت کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعہ وہ جنت کے سبزہ زاروں اور وہاں کی دوسری بہاروں اور نعمتوں کو دیکھتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے دیکھ! یہ وہ جگہ ہے جو اللہ نے تجھ سے پھیر دی، پھر اس کے لیے (قبر میں) دوزخ کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے وہ دیکھتا ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو توڑ رہا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے، اس شک کی بنا پر جس میں تو مبتلا رہا، اسی شک کی حالت میں تیری موت آئی اور ان شاء اللہ اسی حالت میں تجھے (قیامت کے دن یہاں سے) اُٹھایا جائے گا۔ (ابن ماجہ)

کتاب وسنت کو مضبوط پکڑنے کا بیان

(فصل اول)

بدعت کی مذمت

(۱۴۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات نکالی جس کا اس دین سے کچھ بھی تعلق نہیں تو وہ مردود ہے۔'' (بخاری، مسلم)

کتاب وسنت کو تھامنے اور بدعت سے بچنے کی تاکید

(۱۴۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک روز ہمارے سامنے خطبہ دیا اور اس میں حمد وثنا کے بعد) ارشاد فرمایا ''بے شک سب سے بہتر کلام، اللہ کا کلام (قرآن پاک) ہے اور سب سے بہتر راستہ، محمد (ﷺ) کا

راستہ ہے، اور سب سے برے کام (دین میں) نئی نکالی ہوئیں باتیں ہیں (جن کو بدعت کہتے ہیں) اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (مسلم)

تین آدمی نہایت ناپسندیدہ ہیں

(۱۳۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''سب لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند تین لوگ ہیں (ایک تو) حدودِ حرم میں الحاد یعنی کجروی کرنے والا (اور دوسرا) اسلام میں زمانۂ جاہلیت کے طور طریق ڈھونڈنے والا اور (تیسرا) کسی مسلمان کے خونِ ناحق کا طلبگار تا کہ اس کے خون کو بہائے'' (بخاری)

سرکشی کرنے والا جنت سے محروم رہے گا

(۱۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میری ساری امت جنت میں جائے گی علاوہ اس شخص کے جس نے قبول نہ کیا اور سرکشی کی۔'' پوچھا گیا: یارسول اللہ! کس نے قبول نہیں کیا اور سرکشی کی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس نے میری اطاعت اور پیروی کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی در حقیقت اس نے قبول نہیں کیا اور سرکشی کی۔'' (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال

(۱۳۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں (ایک دن) چند فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے جب آپ سو رہے تھے، ان فرشتوں نے آپس میں (ایک دوسرے سے) کہا کہ تمہارے ان صاحب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایک مثال صادق آتی ہے، ذرا وہ مثال ان (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی سنا دو۔ بعض فرشتے بولے یہ تو سو رہے ہیں (ایسی صورت میں اس مثال کو بیان کرنے سے کیا فائدہ؟)

لیکن بعض فرشتوں نے کہا بے شک ان کی آنکھیں سو رہی ہیں لیکن ان کا دل تو جاگ رہا ہے۔ تب ان فرشتوں نے کہنا شروع کیا" ان (محمد ﷺ) کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے مکان بنایا اور اس میں کھانے کا دستر خوان چنا۔ پھر اس نے (اس کھانے میں شرکت کے لیے لوگوں کو بلانے کے لیے) ایک داعی یعنی بلانے والا بھیجا۔

پس جس شخص نے اس بلانے والے کو (سچا) مانا وہی اس مکان میں داخل ہوگا، اور وہاں کا کھانا کھائے گا اور جس شخص نے اس بلانے والے کو نہیں مانا وہ نہ تو اس مکان میں گھس پائے گا اور نہ وہاں کا کھانا کھا سکے گا۔" (یہ مثال بیان کرنے کے بعد) فرشتوں نے (آپس میں ایک دوسرے سے) کہا اب اس مثال کی وضاحت بھی کر دینی چاہیے تا کہ یہ (محمد ﷺ) اس کو سمجھ جائیں۔ بعض فرشتوں نے کہا یہ تو سو رہے ہیں لیکن بعض فرشتوں نے کہا: بے شک ان کی آنکھیں سو رہی ہیں، لیکن ان کا دل تو جاگ رہا ہے، تب فرشتوں نے وضاحت کی کہ" (اس مثال میں) مکان سے مراد جنت ہے۔ مکان بنانے والے سے مراد اللہ کی ذات ہے، کھانے سے مراد جنت کی نعمتیں ہیں اور داعی یعنی بلانے والے سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ پس جس نے محمد (ﷺ) کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد (ﷺ) کی نافرمانی کی اس نے درحقیقت اللہ کی نافرمانی کی۔ بیشک محمد (ﷺ) لوگوں کے درمیان (یعنی کافر اور مومن کے درمیان، حق اور باطل کے درمیان، صالح اور فاسق کے درمیان) فرق کر دینے والے ہیں" (بخاری)

سنت نبوی سے اعراض کا انجام

(۱۳۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) تین آدمی نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے پاس اس مقصد سے آئے کہ ان سے نبی کریم ﷺ کی عبادت کا حال دریافت کریں، جب ان کو آپ کی عبادت کے بارے میں بتایا گیا تو

گویا انہوں نے اس کو کم خیال کر کے آپس میں کہا کہ نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں ہماری کیا حیثیت ہے؟ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر رکھے ہیں، پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ دن میں روزہ رکھا کروں گا اور افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''کیا تم لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے؟ کان کھول کر سن لو، میں اللہ سے تم لوگوں سے زیادہ ڈرتا ہوں، اور تم سے زیادہ پرہیز کرتا ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، (رات میں) نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ (یاد رکھو) جس نے میرے طریقہ اور میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔'' (بخاری، مسلم)

سنت نبوی کو اپنانے کی تاکید

(۱۳۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے کوئی کام کیا اور اس کے متعلق لوگوں کو رخصت (آسانی) عطا فرمائی۔ لیکن کچھ لوگوں نے اس رخصت پر (عمل کرنے) سے اجتناب کیا۔ جب اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی تو آپ نے خطبہ دیا (اس خطبہ میں پہلے) آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر ارشاد فرمایا ''ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جو ایک ایسی بات سے اجتناب کرتے ہیں جس کو میں نے اختیار کیا۔ خدا کی قسم! میں اللہ (کی خوشی و ناخوشی) کو ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں'' (بخاری، مسلم)

دینی کاموں میں حضور ﷺ کی اتباع ضروری ہے

(۱۴۰) حضرت رَافِع بن خَدِیج رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب

(مکہ سے ہجرت کرکے) مدینہ تشریف لائے تو (دیکھا کہ) مدینہ والے کھجور کے درختوں میں ''تابیر'' کیا کرتے ہیں (اور گابھا دیا کرتے ہیں یعنی نر کھجور کے پھول مادہ کھجوروں پر جھاڑتے ہیں) آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: یہ تم کیا کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم ہمیشہ سے اسی طرح کرتے آئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید تمہارے لیے بہتر ہو۔ چنانچہ (اس سال) لوگوں نے ''تابیر'' کو چھوڑ دیا تو (اس سال) پھل کم آئے۔ راوی فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اس کا ذکر آپ سے کیا تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں بھی ایک انسان ہوں۔ لہٰذا جب میں تمہیں کسی ایسی بات کا حکم دوں جو تمہارے دین سے متعلق ہو تو اس کو (فوراً) اختیار کرلو۔ اور جب (کسی دنیاوی معاملہ میں) اپنی عقل سے کوئی بات تمہیں بتاؤں (تو سمجھو کہ) میں بھی ایک انسان ہوں۔'' (مسلم)

حضور ﷺ کی بات ماننے اور نہ ماننے والے کی مثال

(۱۴۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری مثال اور جو (دین وشریعت) مجھ کو دے کر اللہ نے بھیجا ہے اس کی مثال اس آدمی کی سی ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور بولا: اے میری قوم کے لوگو! اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میں نے تمہارے (دشمنوں کا) ایک لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ تم لوگ (دشمن کے اس لشکر سے جو صبح ہوتے ہی تم پر حملہ کردے گا) نجات کا راستہ تلاش کرلو۔ نجات کا راستہ تلاش کرلو۔ چنانچہ قوم کے کچھ لوگوں نے تو اس کی بات مان لی اور اپنے گھروں سے راتوں رات نکل کھڑے ہوئے اور اطمینان سے چلتے ہوئے (کسی محفوظ مقام پر پہنچ کر) نجات حاصل کرلی اور ان کے برعکس کچھ لوگوں نے اس (ڈرانے والے) کی بات نہیں مانی اور صبح تک اپنے گھروں میں (بے فکر) پڑے رہے، پھر صبح ہوتے ہی (دشمنوں کے) اس لشکر نے ان

پر دھاوا بول دیا اور (دیکھتے ہی دیکھتے) ان کو ہلاک کر دیا اور ان کی بیخ و بنیاد تک اُکھیڑ کر پھینک دی۔ پس یہی مثال ہے اس شخص کی جس نے میری بات مان کر میری لائی ہوئی شریعت کی پیروی کی اور اس شخص کی جس نے میری بات نہیں مانی اور جو حق بات میں لے کر آیا ہوں اس کو جھٹلایا۔'' (بخاری، مسلم)

(۱۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، اور جب اس آگ نے اپنے اردگرد کو روشن کر دیا تو پروانے اور وہ پتنگے جو آگ میں جا پڑتے ہیں اس آگ میں گرنا شروع کر دیتے ہیں، ادھر آگ جلانے والا بھی ان کو روکنا شروع کرتا ہے۔ مگر وہ اس پر غالب آجاتے ہیں، اور (اس کے روکنے کے باوجود) آگ میں گر پڑتے ہیں۔ بس (یہی حال میرا سمجھو کہ) میں تمہاری کمریں پکڑے ہوئے ہوں (اور پوری کوشش کر رہا ہوں کہ تمہیں آگ میں نہ گرنے دوں) مگر تم ہو کہ آگ میں گرے پڑتے ہو۔'

یہ بخاری کی روایت ہے، اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت نقل کی ہے؛ لیکن مسلم کی روایت کے آخری الفاظ یوں ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بس یہی تمہاری اور میری مثال ہے کہ میں تو آگ سے بچانے کے لیے تمہاری کمریں پکڑے ہوئے ہوں اور کہے جا رہا ہوں کہ میری طرف آؤ، آگ سے بچو، میری طرف آؤ، آگ سے بچو، مگر تم ہو کہ مجھ پر حاوی ہوئے جاتے ہو اور آگ میں گرے پڑتے ہو۔'' (بخاری، مسلم)

علم و ہدایت کی مثال

(۱۴۳) حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور علم کی صورت میں جو کچھ مجھے دے کر (اس دنیا میں) بھیجا ہے اس کی مثال بہت زیادہ بارش کی سی ہے جو زمین پر برسی ہو؛ چنانچہ زمین کا جو قطعہ

اچھا تھا اس نے بارش کا پانی قبول کرلیا (یعنی اپنے اندر جذب کرلیا) پھر اس نے گھاس اور ہرا چارہ خوب اُگایا، اور زمین کا جو حصہ سخت تھا اس نے بارش کا پانی روکے رکھا جس سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع پہنچایا بایں طور کہ وہی پانی ان کے پینے پلانے اور ان کی کھیتی باڑی کے کام آیا۔ نیز (اس بارش کا پانی زمین کے) ایک ایسے قطعہ پر بھی برسا جو بالکل ہموار اور چٹیل میدان تھا۔ چنانچہ اس نے نہ تو پانی کو روک رکھا اور نہ گھاس اور چارہ اُگایا۔ پس ان (مذکورہ باتوں) میں اس شخص کی مثال ہے جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اس علم و ہدایت نے اس کو نفع پہنچایا جو اللہ نے مجھے دے کر بھیجا ہے چنانچہ اس شخص نے (کتاب و سنت کو) خود بھی سیکھا، اور دوسروں کو بھی سکھایا اور اس شخص کی بھی مثال ہے جس نے (تکبر اور سرکشی کا رویہ اختیار کرکے) اس (کتاب و سنت) کی طرف دیکھنے کے لیے سر نہیں اُٹھایا، اور اللہ کی اس ہدایت کو قبول نہیں کیا جسے مجھے دے کر بھیجا گیا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

گمراہ لوگوں سے دور رہنے کی تاکید

(۱۴۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ مِنْهُ اٰیَاتٌ مُّحْکَمَاتٌ﴾ اور آخری حصہ ﴿وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُو الْاَلْبَابِ﴾ تک اس کو پڑھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اس آیت کی تلاوت کے بعد) ارشاد فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو قرآن کی آیاتِ متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تو (سمجھو کہ) یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ نے (کجرو) نام رکھا ہے۔ لہٰذا تم ان سے بچ کے رہو۔ (بخاری، مسلم)

ہلاکت وتباہی کا ایک اہم سبب

(۱۴۵) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن دوپہر کے وقت

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اس وقت) آنحضرت ﷺ نے دو آدمیوں کی آواز سنی جو کسی (متشابہ) آیت کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے (یعنی اس آیت کے معنی کے تعین میں ایک دوسرے سے الجھ رہے تھے) پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف لائے (اور اس وقت) آپ کے چہرہ پر غصہ کے آثار نمایاں تھے، پھر آپ نے ارشاد فرمایا ”تم سے پہلے لوگ (اللہ کی) کتاب میں اختلاف کرنے ہی کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے۔“ (مسلم)

سب سے بڑا مجرم کون ہے؟

(۱۴۶) حضرت سَعْد بن اَبِی وَقَّاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم و گنہگار وہ مسلمان ہے جو کسی ایسی چیز کے متعلق سوال کرے جو لوگوں پر حرام نہیں کی گئی تھی، پھر اس کے سوال کرنے کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔“ (بخاری، مسلم)

جھوٹی حدیثیں بیان کرنے والوں سے دور رہو

(۱۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”آخر زمانہ میں فریب دینے والے اور جھوٹے لوگ تمہارے سامنے حدیث کے نام پر ایسی باتیں پیش کریں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپ داداؤں نے۔ پس تم ان سے بچنا اور ان کو تم اپنے سے دور رکھنا تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور فتنہ میں نہ ڈالنے پائیں۔“ (مسلم)

اہل کتاب کی باتوں کا اعتبار نہ کرو

(۱۴۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب یعنی یہودی (اپنی آسمانی

کتاب) تورات کو (اپنی مذہبی زبان) عبرانی میں پڑھا کرتے تھے اور مسلمانوں کے سامنے اس کا ترجمہ عربی میں بیان کیا کرتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے (ان کا یہ عمل دیکھ کر صحابہ سے) ارشاد فرمایا: ''تم اہل کتاب کو نہ تو سچا جانو اور نہ ان کو جھٹلاؤ، بلکہ یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم پر اتاری گئی ہے، اور اس چیز پر بھی جو حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب اور یعقوب کی اولاد پر اتاری گئی، اور اس پر بھی جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو دیا گیا، اور اس پر بھی جو کچھ اور انبیاء کو دیا گیا ان کی رب کی طرف سے، اور ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے، اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرمانبردار ہیں۔'' (بخاری)

بلا تحقیق کوئی بات نقل نہ کرو

(۱۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جس بات کو سنے اسے (تحقیق کے بغیر) نقل کردے۔'' (مسلم)

نافرمان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرو

(۱۵۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جو بھی نبی جس امت میں بھیجا اسی امت کے کچھ لوگ اس کے (مخصوص) مددگار اور اصحاب تھے جو اس (نبی) کا اسوہ اور طریقہ اختیار کرتے، اور اس کے حکم کی پیروی کرتے تھے، پھر ان (مددگاروں اور اصحاب) کے (گزرنے کے) بعد ایسے ناخلف پیدا ہونے لگے جو لوگوں کو ایسی بات کہتے جس کو خود نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کا ان کو حکم نہیں ملا تھا۔ پس (اس امت میں بھی ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوں تو تم میں سے) جو شخص ان سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے، اور جو ان

سے اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے اپنے دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں۔'' (مسلم)

ہدایت کی دعوت دینے والے کا اجر وثواب

اور گمراہی کی طرف بلانے والے کا گناہ

(۱۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے ہدایت و راستی کی دعوت دی اس کو اتنا ہی اجر وثواب ملے گا جتنا ان لوگوں کو ملتا ہے جنہوں نے اس کی پیروی کی، اور اس سے ان لوگوں کے ثواب میں ذرا بھی کمی نہیں ہوگی اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا اس کو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا ان لوگوں کو ہوتا ہے جنہوں نے اس کی پیروی کی، اور اس سے ان لوگوں کے گناہ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔'' (مسلم)

آخر زمانہ میں کتاب وسنت پر عمل کرنے والوں کے لیے خوش خبری

(۱۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اسلام ''غربت'' سے شروع ہوا اور پھر ویسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ شروع میں تھا۔ پس مژدہ اور خوش خبری ہے غرباء (یعنی کتاب وسنت پر عمل کرنے والوں) کے لیے'' (مسلم)

آخر زمانہ میں دین مدینہ میں سمٹ آئے گا

(۱۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بے شک ایمان سمٹ کر اس طرح مدینہ میں آجائے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے سوراخ میں چلا جاتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

دین کے داعی کی مثال

(۱۵۴) حضرت رَبِیْعَه جُرَشِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (خواب میں) دکھایا گیا کہ کوئی آپ سے کہہ رہا ہے کہ آپ کی آنکھیں سوئیں، آپ کے کان سنیں، اور آپ کا دل سمجھے (یعنی آپ اِدھر اُدھر نہ دیکھیں، غور سے سنیں اور سمجھیں) چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری آنکھیں سوئیں، میرے کانوں نے سنا، اور میرے دل نے سمجھا'' (یعنی میں نے حکم کی تعمیل کی) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ ''میرے سامنے (بطور تمثیل) ذکر کیا گیا کہ ایک مالک نے گھر بنایا، پھر کھانے کا دستر خوان چنا اور ایک داعی کو بھیجا (کہ وہ لوگوں کو اس کھانے میں شریک ہونے کے لیے بلا لائے) پس جس نے اس داعی کی بات مانی وہ تو اس گھر میں آ گیا اور کھانے میں شریک ہوا اور اس سے مالک خوش ہو گیا۔ لیکن جس نے داعی کی بات نہ مانی وہ نہ تو اس گھر میں آیا اور نہ اس نے اس کھانے میں شرکت کی جس پر مالک اس سے خفا ہو گیا۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''پس (اس مثال میں) مالک، سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، داعی سے مراد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، گھر سے مراد اسلام ہے اور دستر خوان سے مراد جنت ہے۔'' (دارمی)

احکام نبوی پر عمل کرنے کی تاکید

(۱۵۵) حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے چھپر کھٹ پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا ہو، اور اس کے سامنے میرے احکام میں سے کوئی حکم آئے، جس کو اختیار

کرنے کا میں نے حکم دیا ہے یا جس سے میں نے منع کیا ہے، اور اس پر وہ کہے کہ میں اس کو نہیں جانتا میں تو صرف اس بات کو مانتا ہوں جو میں نے اللہ کی کتاب میں پائی ہے۔" (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

(۱۵۶) حضرت مِقْدَام بن مَعْدِیْکَرِب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "آگاہ رہو! مجھے قرآن دیا گیا ہے، اور اس جیسی ایک چیز اور اس کے ساتھ دی گئی ہے۔ آگاہ رہو! (وہ وقت) قریب ہے کہ (جب) ایک پیٹ بھرا شخص، اپنے چھپر کھٹ پر (یعنی اپنی مسند پر ٹیک لگا کر یا اپنی کرسی پر بے فکری کے ساتھ) بیٹھا ہوا کہے گا کہ بس اس قرآن کو اپنے لیے ضروری سمجھو (یعنی صرف قرآن کو دین جانو) اور اس میں جس چیز کو تم حلال پاؤ اس کو حلال سمجھو اور جس چیز کو تم حرام پاؤ اس کو حرام سمجھو، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کو اللہ کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، وہ اسی طرح (حرام) ہے جس طرح وہ چیز (حرام) ہے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، آگاہ رہو! تمہارے لیے گدھا حلال نہیں ہے، درندوں میں سے کچلی رکھنے والے جانور حلال نہیں ہیں۔ کسی عہد والے کا لقطہ حلال نہیں ہے؛ مگر جب خود مالک اس سے بے پروا ہو، اور (سنو) جب کوئی شخص کسی قوم میں آکر اترے تو (اس قوم کے) لوگوں پر لازم ہے کہ وہ اس شخص کی مہمانی کریں اور اگر وہ اس کی مہمانی نہ کریں تو اس کو حق ہے کہ اپنی مہمانی کے بقدر ان سے وصول کرلے۔" (ابوداؤد)

(۱۵۷) حضرت عِرْبَاض بن سَارِیَہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا "کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے چھپر کھٹ پر تکیہ لگائے (آرام سے پڑا ہوا) اس خیال (خام) میں مبتلا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے وہ بس وہی ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں؟ آگاہ رہو! خدا کی قسم! جن چیزوں کا میں نے حکم دیا ہے، اور جن چیزوں کی میں نے نصیحت کی ہے، اور جن چیزوں سے میں نے روکا ہے، وہ قرآن میں (مذکور احکام)

کے بقدر ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ ہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال نہیں کیا ہے کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہو جاؤ جب تک اجازت حاصل نہ کرلو، نہ ان کی عورتوں کو مارنا حلال کیا ہے اور نہ ان کے پھل اور میووں کا کھانا حلال کیا ہے جب تک وہ تمہارے اس مطالبہ کو ادا کرتے رہیں، جو ان پر واجب ہے (مطلب یہ کہ اہل کتاب یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کو اس طرح نہ ستاؤ کہ ان کے گھروں میں بلا اجازت گھستے پھرو یا ان کے گھر والوں کو مارو پیٹو یا ان کے مال واسباب کو نقصان پہنچاؤ جب تک وہ تمہیں جزیہ ادا کرتے رہیں)'' (ابوداؤد)

حضور ﷺ کی اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو

(۱۵۸) حضرت عِرْبَاض بن سَارِیَہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) چہرۂ مبارک ہماری طرف کر کے بیٹھ گئے، پھر ہمیں اتنی عمدہ اور بلیغ نصیحتیں فرمائیں کہ ان (کے اثر) سے آنکھیں آنسو بہانے لگیں، اور دل کانپ اُٹھے، اس وقت ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو ایسی نصیحت ہے جیسے کوئی رخصت کرنے والا شخص نصیحت کرتا ہے (کہ وہ رخصت کرتے وقت اپنی آخری باتیں نہایت موثر انداز میں اور کمالِ جامعیت کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے تا کہ کوئی بات کہنے سے رہ نہ جائے۔) لہٰذا (ہمیں محسوس ہو رہا ہے کہ آپ شاید اس دنیا سے جلد ہی جانے والے ہیں، اس لیے میری استدعا ہے کہ) آپ ہمیں (ایسی) وصیت فرما دیجیے (جو آپ کے بعد ہماری دینی و دنیاوی فلاح و بہبود کے لیے کار آمد ہو) تب آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں تم لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور (اہل اسلام کے حاکم و امیر کی) اطاعت و فرماں برداری کرتے رہنا اگر چہ وہ (حاکم و امیر) حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، بلاشبہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ جلد ہی (مسلمانوں میں پیدا ہونے

والے) بہت اختلاف دیکھے گا پس (اس وقت کے لیے خاص طور سے تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ) میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طور وطریق کو لازم پکڑنا، اسی پر بھروسہ کرنا اور اس کو دانتوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑے رہنا نیز (دین میں پیدا کی جانے والی) نئی نئی باتوں سے بچنا کیوں کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔" (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی)

صراط مستقیم پر گامزن رہو

(۱۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (سمجھانے کے) لیے (زمین پر) ایک سیدھی لکیر کھینچی اور ارشاد فرمایا: "یہ اللہ کا راستہ ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (سیدھی) لکیر کے دائیں بائیں دونوں طرف سات سات (چھوٹی اور ٹیڑھی) لکیریں کھینچیں اور ارشاد فرمایا: "یہ بھی (متعدد) راستے ہیں جن میں سے ہر ایک راستہ پر شیطان (کھڑا) ہے اور (لوگوں کو) اس راستہ کی طرف بلا رہا ہے۔" پھر آپ نے یہ آیت ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ﴾ آخر تک پڑھی (احمد، نسائی، دارمی)

کامل مؤمن کی پہچان

(۱۶۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم میں سے کوئی شخص (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات اس (دین وشریعت) کے تابع نہ ہوجائیں جو میں (اللہ کی طرف سے) لے کر آیا ہوں۔" (شرح السنۃ)

سنت زندہ کرنے کا ثواب اور بدعت ایجاد کرنے کا گناہ

(۱۶۱) حضرت بِلاَل بن حَارِث مُزَنِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا ''جس نے میری سنت کو زندہ کیا (یعنی اس کی ترویج واشاعت کی) جو میرے بعد ترک کردی گئی تھی تو یقیناً اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا اس سنت پر عمل کرنے والوں کو (مجموعی طور پر ملے گا) بغیر اس کے کہ ان (عمل کرنے والوں) کے ثواب میں کچھ کم کیا جائے اور جس نے کوئی ایسی گمراہ کن بدعت ایجاد کی جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی ناراضگی کا باعث ہو تو اس کو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس بدعت پر عمل کرنے والوں کو (مجموعی طور پر ہوگا) بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں سے کچھ کم کیا جائے'' (ترمذی)

بگاڑ کو درست کرنے کا ثواب

(۱۶۲) حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بے شک (آخر زمانہ میں) حجاز (یعنی مکہ ومدینہ اور اس کے مضافات) میں دین اس طرح سمٹ آئے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے اور دین ملک حجاز میں اس طرح پناہ لے گا جیسے پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لیتی ہے۔ دراصل دین 'غربت' سے شروع ہوا اور (آخر زمانہ میں) پھر ویسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ شروع ہوا تھا۔ پس خوش حالی ہے غرباء کے لیے جو اس بگاڑ کو درست کریں گے جسے میرے بعد لوگ میری سنت میں پیدا کردیں گے'' (ترمذی)

تہتر فرقوں میں سے کونسا فرقہ جنت میں جائے گا؟

(۱۶۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس میں ذرا شک نہیں کہ میری امت پر (وہ زمانہ) آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا بالکل اسی طرح جیسے ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر ہوتی ہے۔

یہاں تک کہ اگر ان (بنی اسرائیل) میں کوئی ایسا شخص گزرا ہوگا جو علانیہ اپنی ماں کے پاس (بدکاری کے لیے) آیا تھا تو یقیناً میری امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو ایسا ہی کرے گا، بے شک بنی اسرائیل بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی۔ جو ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی سب کے سب دوزخ میں جائیں گے۔" (یہ سن کر) صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ ایک فرقہ (جو نجات پائے گا) کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا "(اس طریقہ اور روش پر چلنے والے لوگ) جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔" (ترمذی)

اور احمد و ابوداؤد کی ایک روایت میں، جو حضرت معاذ سے نقل کی گئی ہے، یوں ہے کہ "بہتر (۷۲) فرقے دوزخ میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور یہ فرقہ وہ ہوگا جو "جماعت" ہے۔ قریب ہے کہ میری امت میں ایسے گروہ ظاہر ہوں گے جن (کے عقائد و اعمال) میں نفسانی خواہشات (یعنی بدعتیں) اس طرح سرایت کیے ہوئے ہوں گی جس طرح ہڑک، ہڑک والے کے اندر سرایت کر جاتی ہے کہ (اس کے جسم کی) کوئی رگ اور کوئی جوڑ ایسا باقی نہیں بچتا جس میں وہ ہڑک گھس نہ گئی ہو۔"

امت محمدیہ کی فضیلت

(۱۶۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ میری امت کو" یا (میری امت کے بجائے) یہ ارشاد فرمایا: "محمد کی امت کو گمراہی پر متفق نہیں کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ (جنتیوں کی جماعت سے) الگ کر کے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔" (ترمذی)

بڑی جماعت کی پیروی کرو

(۱۶۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ کیونکہ (جماعت سے) جو الگ ہوا وہ (جنتیوں کی جماعت سے) الگ کر کے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔'' (ابن ماجہ)

سنت نبوی کو اختیار کرنے کا اجر وثواب

(۱۶۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ''اے میرے بیٹے! اگر تجھے اس بات پر قدرت ہو کہ تیری صبح اور تیری شام (یعنی تیرا ہر وقت اور ہر لمحہ) اس طرح گزرے کہ تیرے دل میں کسی کے لیے کینہ اور دغا بازی نہ ابھرے، تو اسی طرح (اپنا پورا عرصۂ حیات) گزار دے۔'' پھر ارشاد فرمایا ''اے میرے بیٹے! اور یہ (یعنی کسی بھی وقت اپنے دل میں کسی کے لیے کینہ ودغا بازی نہ رکھنا) میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو پسند واختیار کیا درحقیقت اس نے مجھ کو دوست ومحبوب رکھا اور جس نے مجھ کو دوست ومحبوب رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' (ترمذی)

سنت زندہ کرنے کا ثواب

(۱۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میری امت کے بگاڑ کے زمانہ میں جو شخص میری سنت اور میرے طریقے پر کاربند رہے گا اس کو سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ملے گا۔'' (بیہقی)

شریعت اسلامی میں کوئی کمی نہیں

(۱۶۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت عمر فاروق، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: ہم یہودیوں سے ان کی (مذہبی) باتیں سنتے ہیں جو ہمیں بھلی لگتی ہیں تو کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ (ان میں

سے) کچھ باتوں کو لکھ لیں (جو ہمیں بھلی لگتی ہیں اور جن کو ہم اپنی شریعت کے خلاف نہیں پاتے ؟) آپ ﷺ نے (یہ سن کر، ناگواری کے ساتھ) ارشاد فرمایا ''کیا تم لوگ حیرت میں گرفتار ہو، جیسے یہود و نصاریٰ (اپنے عقائد اور مذہبی احکام میں) حیرت و پریشانی کا شکار ہیں۔

(کان کھول کر سن لو) میں جو شریعت تمہارے پاس لایا ہوں وہ بلا شبہ روشن و صاف ہے اور اگر (آج) موسیٰؑ زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔'' (احمد، بیہقی)

تین باتوں کی اہمیت

(۱۶۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس نے پاک (رزق) کھایا اور سنت پر عمل کیا، اور لوگ اس کی زیادتیوں سے محفوظ رہے وہ جنت میں جائے گا۔'' (یہ سن کر) ایک صاحب نے کہا: یا رسول اللہ! آج کل تو یہ بات بہت لوگوں میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اور میرے بعد کے زمانوں میں بھی اس طرح کے لوگ ہوں گے۔'' (ترمذی)

اچھے اور برے دور کے اجر و ثواب میں تفاوت

(۱۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا ''تم لوگ ایسے دور میں ہو کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اس چیز کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دے جس کا حکم اس کو دیا گیا ہے تو وہ ہلاک ہو جائے گا، پھر ایک دور ایسا آئے گا کہ اس زمانہ کے لوگوں میں سے کوئی شخص اس چیز کے دسویں حصہ پر بھی عمل کرے گا، جس کا حکم اس کو دیا گیا ہے تو وہ نجات پا جائے گا'' (ترمذی)

جھگڑے کی نحوست

(۱۷۱) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "کوئی بھی قوم راہِ ہدایت پر گامزن ہونے کے بعد اسی وقت گمراہی کا شکار ہوئی جب اس کو جھگڑنے کی عادت ہوگئی۔" اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت، پڑھی ﴿مَاضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ "وہ (کفار) اس بات کو آپ کے سامنے صرف جھگڑنے کے لیے بیان کرتے ہیں بلکہ (درحقیقت) وہ قوم جھگڑالو ہے۔" (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

اپنے اوپر سختی نہ کرو

(۱۷۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ "(دین کے بارے میں) تم اپنی جانوں پر سختی نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ (پھر) اللہ تعالیٰ بھی تم پر سختی کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک قوم (بنی اسرائیل) نے اپنی جانوں پر سختی کی تو اللہ نے بھی ان پر سختی کردی۔ یہ گرجوں اور دِیار میں جو لوگ ہیں وہ انہی کے بچے کھچے ہیں۔ رہبانیت کو خود انہوں نے ایجاد کیا، ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی" (ترمذی)

قرآن پاک کے مضامین کا خلاصہ

(۱۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "قرآن پاک پانچ طرح پر نازل ہوا ہے۔ (۱) حلال (۲) حرام (۳) محکم (۴) متشابہ (۵) اور امثال۔ پس تم حلال کو حلال جانو، حرام کو حرام سمجھو، محکم پر عمل کرو، متشابہ پر ایمان لاؤ اور امثال سے عبرت حاصل کرو۔" (مصابیح، بیہقی)

احکام شرع تین طرح کے ہیں

(۱۷۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حکم تین طرح کے ہیں، ایک تو وہ حکم جس کی ہدایت اور صداقت ظاہر اور واضح ہے، پس اس کی پیروی کرو، دوسرا وہ حکم جس کی گمراہی واضح اور ظاہر ہے پس اس سے بچو، اور تیسرا وہ حکم جس میں اختلاف کیا گیا ہے، پس اس کو اللہ عز وجل کے سپرد کردو۔ (احمد)

(فصل سوم)

شیطان بھیڑیا ہے

(۱۷۵) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حقیقت یہ ہے کہ شیطان، انسان کا بھیڑیا ہے جس طرح بکری کا بھیڑیا اس بکری کو پکڑ لیتا ہے جو ریوڑ سے بھاگ کر اکیلی ہوگئی ہو، اور جو ریوڑ سے دور ہوگئی ہو اور جو ریوڑ کے کنارہ پر ہو، اور تم پہاڑ کے دروں سے بچو (یعنی شاہراہ اسلام چھوڑ کر گمراہی کی گھاٹیوں میں نہ گھسو) نیز جماعت اور مجمع کے ساتھ رہنے کو اپنے اوپر لازم کرلو" (احمد)

جماعت کو لازم پکڑو

(۱۷۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص (اہل حق کی) جماعت سے بالشت بھر (یعنی ایک ساعت کے لیے) جدا ہوا، اس نے اسلام کی رسی کا پھندا اپنی گردن سے نکال ڈالا" (احمد، ابوداؤد)

کتاب وسنت کومضبوطی سے پکڑو

(۱۷۷)حضرت امام مالک بن انس بطریق ارسال نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا'' (اے مسلمانو!) میں تمہارے لیے ایسی دو چیزیں چھوڑکر جارہاہوں کہ جب تک تم ان کو پکڑے رہوگے (یعنی پابندی سے ان پرعمل کرتے رہو گے) ہرگزگمراہ نہیں ہوگے۔ (ایک تو) اللہ کی کتاب (قرآن) اور (دوسری) اللہ کے رسول کی سنت'' (موطا)

بدعت ایجادکرنے کی نحوست

(۱۷۸)حضرت غُضَیف بن حَارِث ثُمَالِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا''جوبھی قوم وجماعت کوئی بدعت ایجادکرتی ہے،تواس جیسی کوئی سنت اُٹھالیجاتی ہے۔پس سنت کومضبوطی سے پکڑنا، بدعت کے ایجادکرنے سے بہتر ہے۔'' (احمد)

(۱۷۹)حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب بھی کوئی قوم وجماعت اپنے دین میں کوئی بدعت نکالتی ہےتو اللہ تعالیٰ اتنی ہی سنت ان سے چھین لیتاہےاورپھروہ سنت قیامت تک ان کے پاس لوٹ کرنہیں آسکتی۔ (دارمی)

بدعتی کی تعظیم مت کرو

(۱۸۰)حضرت اِبْرَاهِیم بن مَیْسَرَه (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا''جس شخص نے بدعت ایجادکرنے والے یابدعت پرعمل کرنے والے کی عزت وتوقیر کی اس نے درحقیقت اسلام (کی عمارت) ڈھانے میں مدد کی۔'' (بیہقی)

گمراہی سے بچنے کا بہترین طریقہ

(۱۸۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کتاب اللہ کی تعلیم حاصل کی، پھر جو کچھ کتاب اللہ میں ہے اس کی پیروی کی تو اس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں گمراہی سے بچا کر راہِ ہدایت پر (گامزن اور ثابت قدم) رکھے گا۔ اور قیامت کے دن برے حساب یعنی مواخذہ سے بچائے گا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جس شخص نے کتاب اللہ کی اطاعت و پیروی کی، وہ نہ تو دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں بد بخت ہوگا، یعنی عذابِ آخرت سے محفوظ رہے گا۔ اس کے بعد ابن عباس نے (اپنی بات کے ثبوت میں) یہ آیت پڑھی ﴿فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی﴾ یعنی جس شخص نے میری ہدایت (قرآن) کی پیروی کی وہ (دنیا میں) گمراہ نہیں ہوگا، اور (آخرت میں) بد بخت نہیں ہوگا (رزین)

صراط مستقیم کی مثال

(۱۸۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے (اپنے دین کے راستے کی) ایک مثال اس طرح بیان کی کہ ایک سیدھی سڑک ہے، سڑک کے دونوں طرف دو (۲) دیواریں ہیں، ان دیواروں میں دروازے کھلے ہوئے ہیں، اور ان دروازوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں...........اور سڑک کے سرے پر ایک آگاہ کرنیوالا کھڑا ہے جو کہہ رہا ہے (دیکھو) سڑک پر بالکل سیدھے سیدھے چلو، ٹیڑھی میڑھی چال اختیار نہ کرو۔ اور اس سے آگے ایک اور آگاہ کرنے والا (کھڑا) ہے، جب کوئی بندہ ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ (آگاہ کرنے والا) اس کو آگاہ کرتا ہے کہ ہائے تو (یہ کیا کرنے جا رہا ہے!!) اس کو مت کھول، اگر تو اس کو کھول دے گا تو پھر اس میں گھس پڑے گا (جہاں تجھے دکھ اور

پریشانی کے سوا کچھ نہیں ملے گا)'' اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اس مثال کی وضاحت کی اور بیان فرمایا: سڑک سے مراد ''اسلام'' ہے (جس پر چل کر جنت تک پہنچا جاتا ہے) کھلے ہوئے دروازوں سے مراد ''اللہ کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں''، پڑے ہوئے پردوں سے مراد ''اللہ کی (قائم کی ہوئی) حدود'' ہیں، سڑک کے سرے پر جو آگاہ کرنے والا کھڑا ہے اس سے مراد ''قرآنِ پاک'' ہے۔ اور اس سے آگے جو آگاہ کرنے والا کھڑا ہے اس سے مراد ''اللہ کی طرف سے نصیحت کرنے والا وہ (فرشتہ) ہے جو ہر مومن کے دل میں (خیر کی باتیں ڈالتا رہتا) ہے۔'' (رزین، احمد، ترمذی، بیہقی)

صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلو

(۱۸۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص کسی کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ ان لوگوں کا طریقہ اختیار کرے جو اس دنیا سے گذر گئے ہیں، کیوں کہ زندہ شخص (دین میں) فتنوں سے محفوظ و مامون نہیں ہوتا۔ اور وہ لوگ (جو اس دنیا سے گذر گئے ہیں،) محمد ﷺ کے صحابہ ہیں جو اس امت کے سب سے اچھے لوگ تھے، جو دل کے اعتبار سے اس امت کے نیک ترین اور علم کے اعتبار سے اس امت کے کامل ترین افراد تھے۔ اور اس امت میں سب سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی رفاقت وصحبت کے لیے اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب کیا تھا؛ پس تم لوگ ان حضرات کی عظمت وفضیلت کو پہچانو ان کے نقش قدم کی پیروی کرو، اور تم سے جہاں تک ہو سکے ان کے اخلاق وعادات اور ان کی سیرت وخصلت کو اختیار کرو، اس لیے کہ وہی لوگ راہ ہدایت پر تھے۔'' (رزین)

قرآن وسنت پر کسی چیز کو ترجیح مت دو

(۱۸۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت عمر بن

خطاب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تورات کا نسخہ لے کر حاضر ہوئے اور بولے: یا رسول اللہ! یہ تورات کا نسخہ ہے۔ (یہ سن کر) آنحضرت ﷺ خاموش رہے۔ پھر حضرت عمر نے اس (تورات) کو پڑھنا شروع کیا اور رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک (مارے غصہ کے) متغیر ہونے لگا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نے (حضرت عمر کو مخاطب کر کے) فرمایا: (عمر!) گم کرنے والیاں تمہیں گم کر دیں، کیا تم رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کے تغیر کو نہیں دیکھ رہے ہو؟ تب حضرت عمر نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور (معذرت خواہی کے طور پر) بولے: میں اللہ کے غضب سے اور اللہ کے رسول کے غصہ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ہم اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے (جامع و مکمل ترین) دین ہونے پر، محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی اور خوش ہیں۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! اگر موسیٰ علیہ السلام تمہارے درمیان آ جائیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھ کو چھوڑ دو تو تم یقیناً راہِ راست سے گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت (کا زمانہ) پاتے تو وہ بھی میری پیروی کرتے۔'' (دارمی)

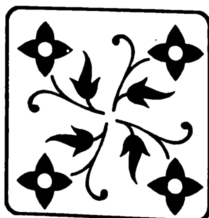
ناسخ اور منسوخ کا بیان

(۱۸۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میرا کلام، اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا اور اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے کلام کا بعض حصہ، اپنے بعض حصہ کو منسوخ کر دیتا ہے۔'' (دارقطنی)

(۱۸۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس طرح قرآن میں نسخ ہوتا ہے (کہ پہلے نازل شدہ کسی حکم کو بعد میں نازل ہونے والا حکم منسوخ کر دیتا ہے) اسی طرح میری بعض حدیثیں بعض حدیثوں کو منسوخ کر دیتی ہیں۔'' (دارقطنی)

بحث سے بچو اور احکام خداوندی پر عمل کرو

(۱۸۷) حضرت ابو ثَعْلَبَہ خُشَنِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے کئی فرائض لازم کیے ہیں، پس تم ان کو ضائع نہ کرو۔ اور کئی چیزیں حرام قرار دی ہیں، پس تم ان کے قریب مت جاؤ۔ اور کئی حدود مقرر کیں ہیں (جیسے قصاص وغیرہ) پس تم ان سے تجاوز نہ کرو (یعنی ان میں کمی زیادتی نہ کرو) اور کئی چیزوں کے بارے میں بغیر کسی بھول چوک کے (قصداً) سکوت اختیار فرمایا ہے (یعنی ان چیزوں کا حلال یا حرام ہونا واضح نہیں فرمایا ہے) پس تم ان کے بارے میں (بلا ضرورت) بحث ومباحثہ نہ کرو۔" (دار قطنی)



علم کا بیان

(فصل اول)

صحیح احادیث بیان کرنے اور غلط احادیث سے بچنے کی تاکید

(۱۸۸) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میری باتیں (حدیثیں) لوگوں تک پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو اور بنی اسرائیل کی باتیں نقل کر سکتے ہو اور اس میں کوئی گناہ نہیں۔ اور جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ لگایا، اس کو چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرے۔'' (بخاری)

(۱۸۹) حضرت سَمُرَہ بن جُندُب رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص میری طرف منسوب کر کے ایسی حدیث بیان کرے جس کو وہ جھوٹ سمجھتا ہے تو وہ شخص بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے'' (مسلم)

دین کا علم حاصل کرو

(۱۹۰) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ جس شخص کو بھلائی پہنچانا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ (یعنی احکامِ شریعت، طریقت اور حقیقت کی پہچان) دیدیتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ میں بانٹتا ہوں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے (یعنی میں حدیث وغیرہ بیان کر دیتا ہوں اور دین کی سمجھ اور اس پر عمل

کی توفیق اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں)۔'' (بخاری، مسلم)

(۱۹۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''لوگ کان ہیں جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں۔ جو لوگ (اسلام سے قبل) زمانۂ جاہلیت میں اچھے مانے جاتے تھے، وہ اسلام میں بھی اچھے لوگ ہیں۔ بشرطیکہ وہ دین کا علم وفہم حاصل کرلیں۔'' (مسلم)

دو قابل رشک بندے

(۱۹۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دو شخصوں کو چھوڑ کر (اور کسی شخص سے) حسد کرنا جائز نہیں ہے۔ ایک شخص تو وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا، پھر اس کو حق کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور دوسرا شخص وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے (دین کا) علم عطا کیا، پھر وہ شخص اس علم کے مطابق حکم کرتا (اور خود بھی عمل کرتا) ہے، اور دوسروں کو بھی علم دین سکھاتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

تین چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے

(۱۹۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''آدمی جب مر جاتا ہے تو اس کے عمل کے ثواب کا سلسلہ اس سے منقطع ہو جاتا ہے۔ ہاں اس کی تین چیزیں ایسی ہیں جن کے ثواب کا سلسلہ (موت کے بعد بھی) جاری رہتا ہے۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے اور (۳) نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔'' (مسلم)

علم دین سیکھنے سکھانے اور دیگر چند کاموں کا اجر وثواب

(۱۹۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

”جو شخص کسی مسلمان سے دنیا کی سختیوں میں سے کوئی سختی اور مشکل کو دور کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی سختیوں میں سے بہت بڑی سختی اور مشکل کو دور کردے گا۔

اور جو شخص (اس دنیا میں) کسی تنگ دست و پریشان حال کو راحت و آسانی پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ اس شخص کو دنیا و آخرت میں راحت و آسانی پہنچائے گا۔

اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس شخص کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندے کی اس وقت تک مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

اور جو شخص ایسے راستے پر چلا جس میں وہ علم کو تلاش کر رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص کے لیے جنت تک پہنچانے والا راستہ سہل اور آسان کردے گا۔

اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر یعنی مسجد میں جب بھی آکر جمع ہوتے ہیں، اور اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں اس کو پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان لوگوں پر تسکینا زل ہوتی ہے، ان پر رحمت سایہ فگن ہو جاتی ہے، ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان کا ذکر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کے درمیان کرتا ہے جو اس کی حضوری اور پیشی میں ہوتے ہیں۔

اور (یہ بھی سن لو کہ) جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے کردیا ہے اس کو اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکے گا“ (مسلم)

ریاکار دوزخ میں جائے گا

(۱۹۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے اس شخص کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا جس کو شہید کردیا

گیا تھا۔ چنانچہ جب اس شخص کو پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو (دنیا میں عطا کردہ) اپنی نعمتیں یاد دلائے گا، اور وہ شخص ان نعمتوں کا اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا، (بتا) ان نعمتوں کے شکرانہ میں تو نے (میری رضا و خوشنودی کی خاطر) کون سے (اچھے) کام کیے؟ وہ شخص کہے گا: میں تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا، دراصل تو اس لیے لڑا تھا کہ تجھے (خلقت کے درمیان) جرأت و بہادری کی شہرت و ناموری ملے۔ اور جرأت و بہادری کی شہرت و ناموری تجھے حاصل ہوگئی (تو اب مجھ سے کس چیز کی طلب و آرزو رکھتا ہے) چنانچہ اس شخص کے بارے میں حکم کیا جائے گا، اور اس کو اس کے منہ کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ (دوزخ کی) آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

اور ایک اس شخص کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا جس نے دین کا علم حاصل کیا تھا، دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دی تھی اور قرآن پاک پڑھا تھا چنانچہ جب اس شخص کو پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو (دنیا میں عطا کردہ) اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ شخص ان نعمتوں کا اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا (بتا) ان نعمتوں کے شکرانہ میں تو نے (میری رضا و خوشنودی کی خاطر) کون سے (اچھے) کام کیے؟ وہ شخص کہے گا: میں نے دین کا علم حاصل کیا، دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دی اور تیری خوشنودی کے لیے قرآنِ پاک پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا، دراصل تو نے علم اس غرض سے حاصل کیا تھا کہ لوگ یہ کہیں تو بڑا عالم ہے، اور قرآن تو نے اس غرض سے پڑھا تھا کہ لوگ یوں کہا کریں یہ شخص اچھا قاری ہے، پس تو مشہور و نامور ہوا (تو اب کس جزاء و انعام کی طلب و آرزو لے کر میرے پاس آیا ہے) چنانچہ اس شخص کے بارے میں حکم کیا جائے گا اور اس کو اس کے منہ کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ (دوزخ کی) آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

اور ایک اس شخص کے خلاف فیصلہ کیا جائے گا جس پر اللہ نے اس کی روزی کشادہ

کر دی تھی، اور ہر طرح کے مال واسباب سے اس کو نوازا تھا۔ چنانچہ جب اس شخص کو پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو (دنیا میں عطا کردہ) اپنی نعمتیں یاد دلائے گا اور وہ شخص ان نعمتوں کا اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے سوال کرے گا (بتا) ان نعمتوں کے شکرانہ میں تو نے (میری رضا و خوشنودی کی خاطر) کون سے (اچھے) کام کیے؟ وہ شخص کہے گا: میں نے ہر اس اچھے مصرف میں تیری خوشنودی کی خاطر مال خرچ کیا، جس میں مال کا خرچ کیا جانا تجھے پسند اور مطلوب تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا۔ دراصل خرچ تو نے اس غرض سے کیا تھا کہ (لوگ تیرے بارے میں ایک دوسرے سے) یوں کہا کریں کہ یہ شخص بڑا سخی ہے۔ پس (جب لوگوں کے ذریعہ تیری اصل غرض پوری ہوگئی کہ ایک بڑے سخی کی حیثیت سے) تو مشہور و نامور ہوا (تو اب کس جزاء و انعام کی طلب و آرزو لے کر میرے پاس آیا ہے) چنانچہ اس شخص کے بارے میں حکم کیا جائے گا اور اس کو اس کے منہ کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ (دوزخ کی) آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم)

آخر زمانہ میں علم دین کس طرح اُٹھایا جائے گا؟

(۱۹۶) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(آخری زمانہ میں) اللہ تعالیٰ دین کا علم اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے اندر سے اسے کھینچ لے گا بلکہ (اس دنیا سے) علماء کو اٹھا لینے کی صورت میں دین کا علم اُٹھائے گا۔ یہاں تک کہ جب کوئی عالم دین باقی نہیں رہے گا، تو عوام جاہلوں کو مقتداء اور پیشوا بنالیں گے، جن سے دینی مسئلے پوچھے جائیں گے، پھر وہ (مقتداء اور پیشوا) علم سے خالی ہونے کی صورت میں جب فتوے دیں گے، تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے" (بخاری، مسلم)

ہر روز وعظ مناسب نہیں

(۱۹۷) حضرت شَقِیق (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ (ایک دن) کسی شخص نے ان سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! (یہ ابن مسعود کی کنیت ہے) میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے سامنے ہر روز وعظ بیان کیا کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے (یہ سن کر) فرمایا: تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اس سلسلہ میں جو چیز میرے لیے مانع ہے وہ یہ ہے کہ (روزانہ کے وعظ و بیان کے ذریعہ) تم لوگوں کو تنگی اور اُکتاہٹ میں ڈالنا مجھے پسند نہیں ہے۔ دراصل میں موعظت و نصیحت کے ذریعہ تمہاری نگہبانی اور محافظت اسی طرح کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری تنگی اور اُکتاہٹ کے خدشہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ہماری نگہبانی اور محافظت کرتے تھے (بخاری، مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات تین بار دوہراتے تھے

(۱۹۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات فرماتے تو اس کو تین بار دہراتے تھے جس کی وجہ سے آپ کی بات کو لوگ خوب سمجھ لیتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کے پاس آتے اور ان کو سلام کرنا چاہتے تو ان کو تین بار سلام کرتے (بخاری)

بھلائی کا راستہ بتانے والے کا اجر و ثواب

(۱۹۹) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) نبی

کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا: میری سواری کا جانور ناکارہ ہوگیا ہے، لہٰذا مجھے کوئی سواری دے دیجیے، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میرے پاس (اس وقت) کوئی سواری موجود نہیں ہے۔'' (یہ سن کر) ایک صاحب بولے: یا رسول اللہ! کیا اس شخص کو میں ایک ایسا آدمی بتادوں جو اس کو سواری دے دے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (ہاں اس شخص کو وہ آدمی ضرور بتادو کیوں کہ) ''جو شخص کسی کو بھلائی کا راستہ بتاتا ہے تو اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا اس بھلائی کے کرنے والے کو دیا جاتا ہے۔'' (مسلم)

اچھے کام رائج کرنے کا ثواب اور برے کام رائج کرنے کا گناہ

(۲۰۰) حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے کہ کچھ لوگ، جو برہنہ جسم تھے اور (اپنے ستر چھپانے کے لیے) کمبل یا عباء لپیٹے ہوئے تھے اور گلے میں تلواریں لٹکائے ہوئے تھے آپ ﷺ کی خدمت میں آئے، ان میں سے اکثر لوگ بلکہ وہ سب ہی قبیلہ مُضر کے تھے۔ (ان لوگوں کو دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ کیوں کہ آپ نے ان لوگوں پر فاقہ کا اثر دیکھا تھا (جس سے آپ کو بہت رنج ہوا) چنانچہ آپ ﷺ (مجلس سے اٹھ کر) اپنے گھر میں تشریف لے گئے (تا کہ ان لوگوں کی مدد کرنے کے لیے کچھ مل جائے تو لا کر دیں۔ مگر جب تلاش کے باوجود آپ کو اپنے گھر میں کچھ نہیں ملا تو) پھر باہر آ گئے۔ (اتنے میں ظہر کا یا جمعہ کا وقت ہوگیا تھا) لہٰذا آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا، پس انہوں نے اذان دی اور تکبیر کہی۔ پھر جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو (منبر پر کھڑے ہوئے اور) خطبہ ارشاد فرمایا: (اس خطبہ میں پہلے) آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ آخر آیت ﴿اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ تک، پھر یہ آیت تلاوت

فرمائی جو سورۂ حشر میں ہے: ﴿اِتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ (پھر ارشاد فرمایا) ''ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے دینار میں سے، اپنے درہم میں سے، اپنے کپڑوں میں سے، اپنے گیہوں کے پیمانے میں سے، اور اپنی کھجوروں کے پیمانہ میں سے (ان مفلوک الحال اور فاقہ زدہ لوگوں کی مدد کے لیے) خیرات کرے۔'' یہاں تک کہ آپ نے ارشاد فرمایا'' (خیرات کرے) اگر چہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔''

راوی کا بیان ہے کہ (آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد سن کر) ایک انصاری صحابی نے (دینار یا درہم سے) بھری ہوئی (اتنی وزنی) تھیلی لا کر پیش کی کہ (اس کے بوجھ سے) ان کا ہاتھ تھک جانے کے قریب تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تھک گیا، پھر ایک کے بعد ایک جو لوگوں نے لا لا کر جمع کرنا شروع کیا تو میں نے دیکھا کہ (وہاں) کھانے پینے کی اشیاء اور کپڑوں کے دو (بڑے بڑے) ڈھیر لگ گئے۔

پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ اقدس دیکھا جو (خوشی کے مارے) ایسا چمک رہا تھا جیسے سونا چڑھائی ہوئی چیز۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے تو اس کو اس (اچھے طریقہ کے رائج کرنے) کا ثواب ملے گا اور ہر اس شخص کے ثواب کے بقدر (مزید ثواب ملے گا) جو اس کے بعد اس اچھے طریقہ پر عمل کرے گا جب کہ ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔ اور جو شخص اسلام میں کسی برے طریقہ کو رائج کرے تو اس کو اس (برے طریقہ کے رائج کرنے) کا گناہ ہوگا اور ہر اس شخص کے گناہ کے بقدر (مزید) گناہ بھی ہوگا جو اس کے بعد اس برے طریقہ پر چلے گا جب کہ ان (برے طریقہ پر چلنے والوں) کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی'' (مسلم)

(۲۰۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ظلم کے طور پر جو شخص قتل کیا جاتا ہے، اس کے خون کا ایک حصہ آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر ہوتا ہے (یعنی جتنا گناہ قاتل پر لکھا جاتا ہے اتنا ہی آدم کے بیٹے قابیل پر

لکھا جاتا ہے) کیوں کہ ناحق قتل کرنے کا طریقہ (اس دنیا میں) سب سے پہلے اسی نے نکالا ہے"(بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

طالب علم اور عالم دین کے فضائل

(۲۰۲) حضرت کَثِیر بن قَیس (تابعی) بیان کرتے ہیں کہ میں (ایک دن) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ (صحابی) کی مجلس میں دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک صاحب ان کے پاس آئے، اور بولے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس شہر (مدینہ منورہ) سے چل کر آپ کی خدمت میں ایک حدیث کی خاطر آیا ہوں جس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کو آپ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ اس کے سوا میری آمد کا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ (یہ سن کر) حضرت ابودرداء نے ارشاد فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جو شخص (دین کا تھوڑا یا بہت) علم حاصل کرنے کے لیے کوئی (طویل یا مختصر) راہِ مسافرت اختیار کرتا ہے تو اس شخص کو اللہ تعالیٰ جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلائے گا، اور اس طالب علم کی خوشنودی کے لیے فرشتے اپنے پر رکھ دیتے ہیں (یعنی طالب علم کی خوشنودی کے لیے فرشتے اپنی پرواز روک کر کھڑے ہو جاتے ہیں) اور بلاشبہ عالم دین کے لیے آسمان کی ساری مخلوق (یعنی تمام فرشتے) اور زمین کی ساری مخلوق (یعنی تمام انسان اور جنات وغیرہ) اور پانی میں مچھلیاں مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔

اور عابد پر عالم کو ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کو تمام تاروں پر بڑائی اور برتری حاصل ہے، اور علماءِ دین انبیاء کے وارث ہیں، اور اس میں شک نہیں کہ انبیاء اپنا ورثہ دینار و درہم (اور کسی دنیاوی مال و اسباب) کی صورت میں چھوڑ کر

نہیں جاتے، وہ تو اپنا ورثہ صرف علم دین کی صورت میں چھوڑ کر جاتے ہیں۔ پس جس نے دین کا علم حاصل کرلیا تو اس نے پورا حصہ پایا۔" (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

(۲۰۳) حضرت ابو اُمَامَہ بَاھِلِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ کیا گیا جن میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم (اور آپ سے پوچھا گیا کہ ان دونوں میں افضل کون ہے؟) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی مجھ کو تم میں سے سب سے معمولی شخص پر فضیلت حاصل ہے۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمان والے اور زمین والے، یہاں تک کہ اپنے بلوں میں چیونٹیاں اور یہاں تک کہ مچھلیاں، سب کے سب اس شخص کے لیے بھلائی کی دعاء کرتے ہیں جو لوگوں کو بھلائی (یعنی دینی علم) کی تعلیم دینے والا ہے۔" (ترمذی)

اور دارمی نے اس روایت کو مکحول سے بطریق ارسال نقل کیا ہے اور ان کی روایت میں "دو شخصوں" کا ذکر نہیں ہے بلکہ وہ روایت یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی مجھ کو تم میں سے سب سے معمولی شخص پر فضیلت حاصل ہے۔" پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ﴾ (یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماءِ دین ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں) اور اس کے بعد دارمی نے روایت کو ...... آخر تک نقل کیا ہے۔

دین کا علم وفہم حاصل کرنے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو

(۲۰۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے (ہم صحابہ کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا "دیکھو! لوگ تمہارے تابع ہیں (یعنی میرے بعد لوگ تمہاری پیروی کریں گے، تمہارے طریقے پر چلیں گے) اور

اطراف عالم سے کتنے ہی لوگ دین کا علم وفہم حاصل کرنے کے لیے تمہارے پاس آئیں گے پس جب وہ آئیں تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں تم میری وصیت قبول کرو (یعنی میں وصیت کرتا ہوں کہ ان لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنا، اور ان کو دینی علم کی تعلیم دینا)'' (ترمذی)

حکمت کی بات حکیم کی گمشدہ چیز ہے

(۲۰۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حکمت ودانائی کی بات حکیم کی کھوئی ہوئی چیز ہے، لہٰذا جہاں بھی اس کو پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

عالم کی عابد پر فضیلت

(۲۰۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ایک فقیہ (عالم) شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے'' (ترمذی، ابن ماجہ)

علم دین حاصل کرنا فرض ہے

(۲۰۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے اور نااہلوں کو علم سکھانا ایسا ہے جیسے سوروں کو جواہرات، موتیوں اور سونے کا ہار پہنانا۔'' (ابن ماجہ)

دو اچھی خصلتیں

(۲۰۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''منافق میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتی۔ (۱) اچھی سیرت (۲) اور دین کا علم وفہم'' (ترمذی)

علم دین حاصل کرنے کے فضائل

(۲۰۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص علم دین کی طلب وتلاش میں نکلا، وہ جب تک واپس نہ آجائے، اللہ کی راہ میں ہے'' (ترمذی، دارمی)

(۲۱۰) حضرت سَخبَرہ ازدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے دین کا علم حاصل کیا (اس کے لیے) وہ (علم حاصل کرنا) گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگا۔'' (ترمذی، دارمی)

(۲۱۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مومن کا پیٹ خیر کی بات سننے (یعنی دین کا علم حاصل کرنے) سے کبھی نہیں بھرتا، یہاں تک کہ اس کی انتہاء جنت ہوتی ہے۔'' (ترمذی)

دینی بات چھپانے کا انجام بد

(۲۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص سے علم دین کی کوئی بات پوچھی گئی اور وہ اس کو جانتا ہے، پھر اس کو چھپاتا ہے تو اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔'' (احمد، ابوداؤد، ترمذی)

غلط مقصد سے علم حاصل کرنے کا انجام بد

(۲۱۳) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے اس غرض سے علم حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ علماءِ دین کا مقابلہ کرے یا بے وقوفوں سے بحث اور جھگڑا کرے یا لوگوں کو اپنی شخصیت کی طرف متوجہ کرے تو اس شخص کو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا۔'' (ترمذی)

(۲۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے اُس علم کو سیکھا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کی جاتی ہے، مگر اس نے صرف دنیا کی متاع حاصل کرنے کے لیے اس علم کو سیکھا تو اس کو قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہوگی۔'' (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

چار باتوں کی ترغیب

(۲۱۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس بندہ کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات (یعنی حدیث) سنی، پھر اس کو یاد کیا اور ہمیشہ یاد رکھا، پھر اس کو (جس طرح سنا تھا اسی طرح لفظ بلفظ دوسرے لوگوں تک) پورا پورا پہنچایا، پس بعض حامل فقہ، فقیہ نہیں ہوتے، اور بعض حامل فقہ اس شخص تک پہنچادیتے ہیں جو اس سے بڑا فقیہ ہوتا ہے۔

(اور دیکھو) تین چیزیں ایسی ہیں جن پر مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا (ایک چیز تو) عمل کا خالص اللہ کے لیے کرنا، اور (دوسری چیز) مسلمانوں کے حق میں خیر خواہی کرنا اور (تیسری چیز) مسلمانوں کی جماعت سے چمٹے رہنا۔ کیوں کہ ان (مسلمانوں) کی دعا سب طرف سے ان کو گھیرے ہوئے ہے'' (شافعی، بیہقی، احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

احادیث کو یاد کرنے اور ان کو دوسروں تک پہنچانے کی فضیلت

(۲۱۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''اللہ تعالیٰ اس مرد کو تروتازہ رکھے جس نے مجھ سے کچھ سنا (اور پورا یاد رکھا) پھر جس طرح اس نے سنا تھا اسی طرح دوسرے تک پہنچایا۔ پس بہت سے لوگ جن کو بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔''

(ترمذی، ابن ماجہ)

من گھڑت حدیثیں بیان کرنے کا انجام بد

(۲۱۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مجھ سے حدیث بیان کرنے سے بچو، صرف وہی (حدیث بیان کرو) جس کو تم جانتے ہو۔ پس جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا (یعنی کسی جھوٹی حدیث کو میری طرف منسوب کیا) اس کو اپنا ٹھکانا دوزخ میں ڈھونڈنا چاہیے۔'' (ترمذی)

اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر مت کرو

(۲۱۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا؛ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرے۔'' (ترمذی)

(۲۱۹) حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے قرآن پاک میں اپنی عقل اور رائے سے کچھ کہا اس نے اگر ٹھیک بھی کہا تب بھی غلطی کی۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے

(۲۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قرآن پاک میں جھگڑنا (یعنی ایک آیت کو دوسری آیت کے خلاف جاننا اور اس کو جھٹلانا) کفر ہے۔'' (احمد، ابوداؤد)

فائدہ: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نصوص یعنی آیات اور احادیث کو آپس میں نہ ٹکراؤ اس طرح کہ ایک آیت کو دوسری آیت کا اور ایک حدیث کو دوسری حدیث کا مخالف سمجھو اور اس کو نہ مانو۔

(۲۲۱) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کے بارے میں سنا کہ وہ قرآن پاک (کی کسی آیت کے مفہوم و مراد) میں باہم اختلاف کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑتے ہیں تو (سخت ناراض ہوئے اور) ارشاد فرمایا "(کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ) تم سے پہلے جو لوگ تھے، ان کی ہلاکت و بربادی کا باعث یہی چیز بنی کہ انہوں نے اللہ کی کتاب کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ٹکرادیا (یعنی کسی نے ایک حصہ کو دوسرے حصہ کے خلاف قرار دے ڈالا، اور کسی نے اس دوسرے حصہ کو پہلے حصہ کے منافی مان لیا)

اور (اے لوگو! کان کھول کر سن لو) اللہ کی کتاب اس طرح نازل ہوئی ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو سچا کرتا ہے۔ لہٰذا تم اس کے کسی حصہ کو کسی دوسرے حصہ کے ذریعہ مت جھٹلاؤ۔ اور (قرآن کی کسی بھی آیت کے بارے میں) تم وہی بات کہو جس کو تم اچھی طرح جانتے ہو، اور جس کو تم نہیں جانتے اس کو علم رکھنے والوں کو سونپ دو۔" (احمد، ابن ماجہ)

ہر آیت کا ظاہر و باطن

(۲۲۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "قرآن پاک سات حرفوں پر نازل کیا گیا ہے۔ اس (قرآن) کی ہر آیت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ اور ہر حد کی ایک جائے اطلاع ہے۔" (بغوی)

تین ضروری علوم

(۲۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (ضروری) "علم تین ہیں (۱) آیت محکمہ (۲) سنت قائمہ (۳) فریضہ عادلہ اور اس

کے علاوہ جو کچھ ہے وہ فضل (ضرورت سے زائد) ہے۔'' (ابوداؤد، ابن ماجہ)

وعظ و نصیحت اخلاص کے ساتھ کرو

(۲۲۴) حضرت عَوْف بن مَالِک اَشْجَعِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وعظ و نصیحت نہیں کرتا مگر حاکم یا محکوم یا متکبر'' (ابوداؤد) ــــــ اور دارمی کی روایت میں متکبر کے بجائے ''ریاکار'' ہے۔

غلط فتویٰ اور غلط مشورہ دینا

(۲۲۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس جاہل اور ناواقف شخص کو غلط فتویٰ دیا گیا (اور اس نے اس فتویٰ پر عمل کیا) تو اس کا گناہ اسی شخص پر ہوگا جس نے اس کو غلط فتویٰ دیا ہے۔

اور جس شخص نے اپنے بھائی کو کسی ایسے کام کا مشورہ دیا جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ بھلائی اس کے برخلاف دوسرے کام میں ہے تو اس نے خیانت کی'' (ابوداؤد)

مغالطہ دینے کی ممانعت

(۲۲۶) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغالطہ دینے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد)

قرآن و حدیث کو سیکھو اور سکھاؤ

(۲۲۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ فرائض اور قرآن کا علم حاصل کرو اور لوگوں کو سکھاؤ، کیوں کہ میں (اس دنیا سے) اٹھا لیا جاؤں گا۔'' (ترمذی)

(۲۲۸)حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم (کچھ صحابہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ نے آسمان کی طرف اپنی نگاہ اٹھائی اور ارشاد فرمایا ''اب وہ وقت آن پہنچا جب لوگوں سے علم (وحی) روک دیا جائے گا، پھر لوگ اس علم (وحی) سے کچھ بھی نہیں پاسکیں گے۔'' (ترمذی)

مدینہ کے ایک عالم کی فضیلت

(۲۲۹)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہین کہ وہ زمانہ قریب ہے جب لوگ علم حاصل کرنے کے لیے اونٹوں کے جگر (پر پیر) ماریں گے (یعنی تیز چلیں گے اور دور دراز کا سفر کریں گے) پس مدینہ کے عالم سے بڑا عالم کسی کو نہیں پائیں گے'' (ترمذی)

ہر سو سال پر ایک مجدد پیدا ہوتا ہے

(۲۳۰)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ جانا اور پایا ہے اس میں سے (ایک حدیث) یہ بھی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''بے شک اللہ بزرگ و برتر اس امت (کو نفع پہنچانے) کے لیے ہر صدی کے سرے پر ایسا شخص بھیجے گا جو امت کے سامنے دین کو تازہ کردے گا۔'' (ابوداؤد)

علماء کی ذمہ داریاں

(۲۳۱)حضرت اِبْرَاهِيم بن عَبْدُالرَّحمٰن عُذْرِی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''آئندہ آنے والے ہر گروہ میں سے اچھے اور نیک لوگ (یعنی معتمد ثقہ لوگ) اس (کتاب و سنت کے) علم کو حاصل کریں گے (پھر) اس علم کے ذریعہ غلو کرنے والوں کی تحریف کو دور کریں گے، غلط کاروں کی غلطیوں کو

رفع کریں گے اور (آیاتِ قرآنی اور احادیث میں) جاہلوں کی تاویل کو رد کریں گے۔" (بیہقی)

(فصل سوم)

حصولِ علم کی حالت میں جو مر گیا اس کا درجہ

(۲۳۲) حضرت حسن بصری سے بطریق ارسال روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس شخص کی موت ایسی حالت میں آئے کہ وہ دین کا علم حاصل کررہا تھا تاکہ اس کے ذریعہ اسلام کو پھیلائے، تو جنت میں اس کے اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجہ کا (یعنی مرتبہ نبوت کا) فرق رہے گا۔" (دارمی)

دین کی تعلیم دینے والے عالم کی عابد پر فضیلت

(۲۳۳) حضرت حسن بصری سے بطریق ارسال روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے دو آدمیوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو بنی اسرائیل میں سے تھے۔ ان میں سے ایک تو عالم تھا جو فرض نماز پڑھ کر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جایا کرتا تھا اور دوسرا شخص وہ تھا جو دن میں روزے رکھتا اور پوری رات نفل نماز میں گذار دیتا تھا۔ (آپ سے پوچھا گیا کہ) ان میں سے کون شخص افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس عالم کو جو فرض نماز پڑھ کر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا ہے؛ اس عابد پر جو دن میں روزے رکھتا اور پوری رات نماز پڑھتا ہے، ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی تم میں سے ادنیٰ مرتبہ رکھنے والے شخص پر میری فضیلت" (دارمی)

ماہر عالم کی تعریف وتوصیف

(۲۳۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "کیا

ہی بہتر شخص ہے وہ جو دین کی کامل سمجھ رکھتا ہے۔ اگر اس کے پاس کوئی حاجت لائی گئی تو اس نے نفع پہنچایا اور اگر اس سے بے پرواہی برتی گئی تو اس نے بھی اپنے آپ کو بے نیاز کرلیا'' (رزین)

ابن عباس کی چند نصیحتیں

(۲۳۵) حضرت عِکْرِمَہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (ان سے) ارشاد فرمایا: ہر جمعہ میں ایک بار لوگوں کے سامنے حدیث بیان کیا کرو۔ اور اگر تمہیں یہ پسند نہ ہو تو پھر دوبار، اور بہت کرو تو بس تین بار۔ اور لوگوں کو اس قرآن سے تنگ مت کرو۔

اور (دیکھو) میں تمہیں اس حال میں نہ پاؤں کہ تم کچھ لوگوں کے پاس آؤ اور وہ اپنی باتوں میں مشغول ہوں، اور تم ان کے سامنے وعظ کرنا شروع کر کے ان کی بات بیچ میں سے کاٹ دو اور ان کو ملال میں ڈال دو۔ بلکہ (اس وقت تمہیں چاہیے کہ) خاموش رہو اور جب لوگ تم سے (وعظ و نصیحت کی) فرمائش کریں تو ان کے سامنے حدیث بیان کرو جب کہ وہ (تمہاری باتیں سننے میں) رغبت و دلچسپی رکھتے ہوں۔

نیز دعاء میں قافیہ بندی چھوڑ دو، اور اس سے اجتناب کرو۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے بارے میں میرا علم یہ ہے کہ دعاؤں میں قافیہ بندی نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

طالب علم کو ہر حال میں ثواب ملتا ہے

(۲۳۶) حضرت وَاثِلَہ بن اَسْقَع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے علم دین طلب کیا، اور اس کو پالیا تو اس کے لیے دُہرا ثواب ہے، اور اگر اس کو نہیں پا سکا تو اس کے لیے ثواب کا ایک حصہ ہے۔ (دارمی)

وہ کام جن کا اجر وثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے

(۲۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ نیک اعمال اور کارِ خیر جن کا ثواب مومن کو اس کی موت کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے، ان میں سے وہ علم ہے جس کو اس (مومن) نے سیکھا اور (درس وتدریس یا تصنیف و تالیف وغیرہ کے ذریعہ) پھیلایا اور نیک بخت اولاد جو اس نے چھوڑی، یا قرآن پاک (اور دینی کتابیں) جو اپنے وارثوں کے لیے چھوڑ گیا، یا مسجد (اور مدرسہ وخانقاہ) جو وہ بنا کر گیا، یا مسافر خانہ جو وہ بنا کر گیا، یا نہر جو وہ جاری کر گیا، یا وہ صدقہ جو اس نے اپنی صحت وتندرستی اور اپنی زندگی میں اپنے مال سے نکالا۔ (ان چیزوں کا ثواب) مومن کو اس کی موت کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے۔'' (ابن ماجہ، بیہقی)

دین کی جڑ پرہیزگاری اختیار کرنا ہے

(۲۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ''اللہ عزوجل نے میرے پاس یہ وحی بھیجی ہے کہ جو شخص علم دین کی طلب میں راہِ مسافرت اختیار کرے گا، میں اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دوں گا، اور میں نے جس شخص کی دونوں آنکھیں لے لیں (اور اس شخص نے اپنی دونوں آنکھیں چلی جانے پر صبر کیا) تو میں ان دونوں آنکھوں کے عوض اس کو جنت دوں گا۔ اور علم میں زیادتی، عبادت میں زیادتی سے بہتر ہے (یعنی علومِ دینیہ کے پڑھنے پڑھانے میں زیادہ وقت لگانا، عبادت میں زیادہ وقت لگانے سے بہتر ہے) اور دین کی جڑ، پرہیزگاری اختیار کرنا ہے۔'' (بیہقی)

علم دین سیکھنا اور سکھانا نفل عبادت سے بہتر ہے

(۲۳۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا

''رات میں تھوڑی دیر علم دین پڑھنا، پڑھانا پوری رات عبادت کرنے سے بہتر ہے۔'' (دارمی)

(۲۴۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گذرے تو ارشاد فرمایا: دونوں مجلسیں بھلائی پر ہیں لیکن ان میں سے ایک مجلس (نیکی میں) دوسری مجلس سے افضل ہے، ایک مجلس کے لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دعا میں مشغول ہیں اور (حصول مقصد کے لیے) اسی کی طرف متوجہ ہیں (مگر حصولِ مقصد مشیت الٰہی پر موقوف ہے) اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو عطا فرمائے اور اگر نہ چاہے تو عطا نہ کرے۔

اور دوسری مجلس کے لوگ فقہ سیکھ رہے ہیں یا یہ ارشاد فرمایا کہ علم سیکھ رہے ہیں اور جاہلوں کو سکھا رہے ہیں، پس یہ لوگ ان لوگوں سے افضل ہیں، اور بے شک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی مجلس میں بیٹھ گئے۔ (دارمی)

چالیس حدیثیں یاد کرنے کی فضیلت

(۲۴۱) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: علم کی وہ کون سی مقدار اور حد ہے جس تک پہنچنے سے آدمی "فقیہ" یعنی عالم ہو جاتا ہے؟ (اور آخرت میں علماء کے زمرہ میں شمار ہونے کی سعادت حاصل کر لیتا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص میری امت کے نفع کے لیے دینی امور سے متعلق چالیس (۴۰) حدیثیں یاد کرے گا اللہ تعالیٰ (آخرت میں) اس کو فقیہ بنا کر اٹھائے گا؛ اور میں اس کے لیے قیامت کے دن شفاعت کرنے والا اور اس کی نیکی و بھلائی پر گواہی دینے والا ہوں گا'' (بیہقی)

سب سے بڑا سخی

(۲۴۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول

اللہ ﷺ نے (صحابہ سے) پوچھا: جانتے ہو سب سے بڑا سخی کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''سب سے بڑا سخی اللہ تعالیٰ ہے، پھر سارے آدمیوں میں زیادہ سخی میں ہوں اور میرے بعد لوگوں میں زیادہ سخی وہ شخص ہے جس نے دین کا علم حاصل کیا، پھر اس کو لوگوں میں پھیلایا۔ قیامت کے دن ایسا شخص اکیلا ایک امیر (سردار) بن کر آئے گا۔'' یا یہ ارشاد فرمایا کہ 'وہ ایک گروہ بن کر آئے گا۔'' (بیہقی)

دو حریص کبھی سیر نہیں ہوتے

(۲۴۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' دو (۲) حرص کرنے والے کبھی سیر نہیں ہوتے، ایک علم کی حرص رکھنے والا کبھی علم سے سیر نہیں ہوتا، اور دوسرا دنیا کی حرص رکھنے والا کبھی دنیا سے اس کا پیٹ نہیں بھرتا'' (بیہقی)

(۲۴۴) حضرت عون فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا'' دو حریص کبھی سیر نہیں ہوتے، ایک صاحب علم اور دوسرا دنیا دار۔ اور یہ دونوں برابر نہیں ہیں کیوں کہ صاحب علم اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی زیادہ کرتا ہے جب کہ دنیا دار سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے۔''

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود نے (اس بات کے ثبوت میں) یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى﴾ ''ہرگز نہیں، بے شک انسان جب خود کو مستغنی دیکھتا ہے (یعنی مال و دولت کی کثرت سے خود کو بے نیاز سمجھ لیتا ہے) تو سرکشی کرتا ہے۔'' عون فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے دوسرے شخص کے بارے میں یہ آیت پڑھی: ﴿ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ﴾ ''اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ کے بندوں میں سے علماءِ دین ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔'' (دارمی)

امیروں کی قربت سے گناہ ہی حاصل ہوتا ہے

(۲۴۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بے شک میری امت میں سے کچھ لوگ دین کی سمجھ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم حکمرانوں کے پاس جا کر ان کی دنیا سے کچھ حاصل کریں لیکن ہم اپنے دین کو ان سے بچائے رکھیں گے۔ حالانکہ ایسا نہ ہو سکے گا، جیسا کہ خاردار درخت سے سوائے کانٹے کے کوئی اور چیز حاصل نہیں ہوتی، اسی طرح حکمرانوں کی قربت و نزدیکی سے سوائے گناہ کے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی" (ابن ماجہ)

علم دین صرف رضائے الٰہی کے لیے سیکھا جائے

(۲۴۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: عالم لوگ اگر علم کی حفاظت کرتے اور جو شخص اس کا اہل ہے اسی کو سکھاتے تو وہ علم کے سبب اپنے زمانہ کے آقا اور سردار بنے رہتے؛ لیکن انہوں نے جب علم کو اہل دنیا پر اس لیے خرچ کیا کہ اس کے ذریعہ ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کرلیں تو وہ دنیا والوں کی نظر میں بے وقعت ہو گئے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جس شخص نے تمام فکروں کو صرف ایک فکر یعنی آخرت کی فکر بنالیا تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی تمام فکروں کے لیے کافی ہو جاتا ہے، اور جس شخص کو فکروں یعنی احوال دنیا نے پراگندہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں کہ وہ دنیا کے کسی جنگل میں (یعنی دنیا کی کسی بھی پریشان حالی میں مبتلا ہو کر) ہلاک ہو جائے۔" (ابن ماجہ)

علم کی آفت اور اس کا ضیاع

(۲۴۷) حضرت اَعْمَش (تابعی) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا ''علم کی آفت ''نسیان'' (بھولنا) ہے اور اس (علم) کا ضائع کرنا یہ ہے کہ اس کو نااہل کے سامنے بیان کرے۔'' (دارمی)

ارباب علم کون ہیں؟ اور دل سے علم کیسے نکل جاتا ہے؟

(۲۴۸) حضرت سفیان (تابعی) سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (مشہور تابعی عالم دین اور تورات وغیرہ کے علوم پر گہری نظر رکھنے والے) حضرت کعب احبار سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک اربابِ علم کون ہیں؟ حضرت کعب نے جواب دیا: وہ لوگ جو ان باتوں پر عمل کرتے ہیں جن کو وہ جانتے ہیں (یعنی عالم باعمل ہی کو اربابِ علم میں شمار کیا جا سکتا ہے) پھر حضرت عمر نے پوچھا: اچھا وہ کون سی چیز ہے جو علماء کے دلوں سے علم (کی برکت و ہیبت اور علم کے نور) کو نکال دیتی ہے؟ حضرت کعب احبار نے جواب دیا: طمع (اور لالچ)۔ (دارمی)

سب سے برا اور سب سے اچھا کون ہے؟

(۲۴۹) حضرت اَحوَص بن حَکِیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شر (برائی) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ''مجھ سے شر کے بارے میں نہ پوچھو، بلکہ مجھ سے خیر (بھلائی) کے بارے میں پوچھو۔'' یہ بات آپ نے تین بار فرمائی پھر ارشاد فرمایا ''جان لو! بُروں میں سب سے بُرے بُرے علماء ہیں۔ اور بھلوں میں سب سے بھلے، بھلے علماء ہیں'' (دارمی)

قیامت کے دن سب سے بدترین شخص کون ہوگا؟

(۲۵۰) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک مرتبہ کے اعتبار سے بدترین شخص وہ عالم ہے جس

نے اپنے علم سے فائدہ حاصل نہیں کیا۔'' (دارمی)

کونسی چیز اسلام کو ڈھا دیتی ہے؟

(۲۵۱) حضرت زِیاد بن حُدَیر (تابعی) فرماتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: جانتے ہو کیا چیز اسلام (کی عمارت) کو ڈھا دیتی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ ارشاد فرمایا: عالم کا پھسلنا (یعنی اس کا خطا اور گناہ میں مبتلا ہو جانا) منافق کا کتاب اللہ کے ذریعہ جھگڑا کرنا اور گمراہ قائدین کا احکام و فیصلے صادر کرنا، اسلام کو ڈھا دیتا ہے (دارمی)

علم نافع اور غیر نافع

(۲۵۲) حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: علم دین کی دو قسمیں ہیں ایک علم تو دل میں ہوتا ہے اور یہی علم فائدہ دینے والا ہے اور دوسرا علم زبان پر ہوتا ہے اور یہ علم اللہ عزوجل کی طرف سے آدم کے بیٹے پر حجت ہے۔ (دارمی)

دو طرح کے علم

(۲۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برتن (یعنی دو طرح کے علم) محفوظ کیے ہیں۔ پس ان میں سے ایک (علم) کو تو میں نے تم میں پھیلا دیا ہے اور دوسرے (علم) کو اگر میں پھیلاؤں تو یہ گلا کاٹ ڈالا جائے گا۔'' (بخاری)

جہل کا اعتراف کرنے میں تکلف مت کرو

(۲۵۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا

''لوگو! جو شخص کسی بات کو جانتا ہے، اس کو بیان کرے اور جو شخص نہ جانتا ہو وہ یوں کہے: اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے۔ کیوں کہ جس چیز کے بارے میں معلوم نہیں اس کے متعلق یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے علم کی ایک قسم ہے (کیونکہ معلوم کا غیر معلوم سے تمیز کرنا ایک طرح کا علم ہے) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے ارشاد فرمایا ﴿قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾: اے نبی! کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس (قرآن) پر کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔'' (بخاری، مسلم)

اچھے عالم سے دین کا علم حاصل کرو

(۲۵۵) حضرت ابن سیرین (تابعی) سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ''یہ (کتاب وسنت کا) علم درحقیقت دین ہے، سو اچھی طرح دیکھ بھال لو کہ اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔'' (مسلم)

استقامت ہزار کرامتوں سے بہتر ہے

(۲۵۶) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ''اے قاریوں کی جماعت! استقامت اختیار کرو یعنی جس راہِ راست کو تم نے پکڑا ہے اس پر قائم رہو۔ بلاشبہ تم نے بہت بڑی سبقت حاصل کر رکھی ہے، اور (دیکھو) اگر تم دائیں یا بائیں مڑ و گے تو گمراہی میں بہت دور جا پڑو گے۔'' (بخاری)

مبغوض ترین علماء اور ان کا انجام

(۲۵۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم لوگ جُبِّ حُزْن یعنی رنج وغم کے کنویں سے اللہ کی پناہ چاہو۔'' (یہ سن کر) صحابہ

نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ جُبّ حُزْن کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جہنم میں ایک کھائی ہے جس سے خود دوزخ ہر روز چار سو بار پناہ مانگتی ہے۔'' صحابہ بولے: یا رسول اللہ! اور اس میں کون ڈالا جائے گا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''وہ قرآن پڑھنے والے جو اپنے عمل میں ریاکاری کرتے ہیں۔'' (ترمذی)

اور اسی طرح ابن ماجہ نے بھی نقل کیا ہے اور ان کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ''قاریوں میں سے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین ہیں جو حکمرانوں سے ملاقات کرتے ہیں۔'' اور (اس حدیث کے ایک راوی) محاربی نے کہا کہ یہاں حکمرانوں سے مراد ظالم حکمراں ہیں۔

حضور ﷺ کی ایک پیشین گوئی

(۲۵۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عنقریب ایسا زمانہ لوگوں پر آنے والا ہے کہ اسلام میں سے صرف اس کا نام باقی رہ جائے گا اور قرآن میں سے صرف اس کے نقوش باقی رہیں گے۔ ان کی مسجدیں (بظاہر) آباد ہوں گی مگر حقیقت میں ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اس زمانے کے علماء آسمان کے نیچے کی ساری مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے، ان کے پاس سے فتنہ اٹھے گا اور ان میں لوٹے گا۔'' (بیہقی)

علم پر عمل نہ کرنے کا انجام

(۲۵۹) حضرت زِیاد بن لَبِید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے ایک چیز کا (یعنی فتنہ اور اس میں لوگوں کے مبتلا ہونے کا) ذکر کیا، پھر ارشاد فرمایا: ''یہ اس وقت ہوگا جب علم اٹھ جائے گا۔'' یہ (سن کر) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! علم کیسے اٹھ جائے گا؟ جب کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں

گے اور ہمارے وہ بچے (بڑے ہوکر) اپنے بچوں کو پڑھائیں گے، تا آنکہ قیامت آئے (یعنی جب آپ کی امت میں قیامت تک قرآن پڑھنے اور پڑھانے کا سلسلہ جاری رہے گا تو علم اس دنیا سے کیسے اٹھ جائے گا؟) اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "تیری ماں تجھے گم کرے زیاد! میں تو تجھے مدینہ کے آدمیوں میں بڑا سمجھدار آدمی سمجھتا تھا۔ کیا یہ یہود و نصاریٰ، تورات اور انجیل نہیں پڑھتے ہیں؟ مگر ان کتابوں میں (احکام و ہدایات کی صورت میں) جو کچھ ہے ان میں سے کسی چیز پر وہ عمل نہیں کرتے۔" (احمد، ابن ماجہ)

علم دین سیکھنے اور سکھانے میں کوتاہی مت کرو

(۲۶۰) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا "علم دین سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ فرائض (کا علم، یا وہ احکام جو فرض ہیں) سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ۔ اور قرآن کا علم حاصل کرو، اور لوگوں کو بھی اس کی تعلیم دو کیونکہ میں ایک انسان ہوں جو (اس دنیا سے) اٹھالیا جاؤں گا، اور (بعد میں) علم بھی اٹھالیا جائے گا اور فتنے رونما ہوں گے، یہاں تک کہ کسی فرض چیز کے بارے میں دو آدمی اختلاف کریں گے مگر (قلت علم، یا فتنوں کی کثرت کے سبب) کسی کو ایسا نہیں پائیں گے جو ان دونوں کے درمیان فیصلہ کردے۔" (دارمی، دارقطنی)

غیر نافع علم کی مثال

(۲۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے (یعنی نہ دوسروں کو سکھائے، نہ خود اس علم پر عمل کرے) اس (علم) کی مثال اس خزانہ کی سی ہے جس میں سے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے۔" (احمد، دارمی)

فضائل قرآن کا بیان

(فصل اول)

سب سے بہتر شخص کون ہے؟

(۲۶۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن کریم سیکھا اور سکھایا۔'' (بخاری)

قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کا اجر وثواب

(۲۶۳) حضرت عُقْبَہ بن عَامِر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ تو ہم ''صُفَّہ'' پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ارشاد فرمایا: ''تم میں سے کون شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ ہر روز بُطْحَان یا عقیق کی طرف جائے اور دو اونٹنیاں بڑے کوہان والی بغیر کسی گناہ اور بغیر قطع رحمی کے لائے؟'' ہم نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ہم سب پسند کرتے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''(غور سے سنو!) تم میں سے جو شخص مسجد جاتا ہے اور وہاں کتاب اللہ کی دو آیتیں کسی کو سکھاتا ہے یا خود پڑھتا ہے تو وہ اس کے لیے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے، تین آیتیں اس کے لیے تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں اس کے لیے چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔ حاصل یہ کہ آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔'' (یعنی پانچ آیتیں پانچ اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چھ آیتیں چھ اونٹنیوں سے بہتر ہیں اسی طرح آگے تک

قیاس کیا جائے)(مسلم)

نماز میں قرآن کریم پڑھنے کا اجر وثواب

(۲۶۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ جب گھر میں لوٹ کر آئے تو وہاں تین حاملہ اور بڑی فربہ اونٹنیاں پائے؟'' ہم نے عرض کیا: ''جی ہاں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے جو شخص اپنی نماز میں قرآن کی تین آیتیں پڑھتا ہے، وہ اس کے لیے تین حاملہ اور بڑی موٹی اونٹنیوں سے بہتر ہے۔'' (مسلم)

ماہر قرآن اور اٹک اٹک کر پڑھنے والے کا اجر وثواب

(۲۶۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ماہر قرآن ان فرشتوں کے ساتھ ہے جو لکھنے والے اور بزرگ و نیکوکار ہیں، اور جو شخص قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور قرآن (پڑھنا) اس کے لیے مشکل ہوتا ہے، اس کے لیے دو ثواب ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

دو قابل رشک بندے

(۲۶۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''صرف دو شخصوں پر حسد (یعنی رشک) کرنا (جائز) ہے، ایک تو وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی اور وہ شخص دن اور رات کے اکثر حصہ میں اس قرآن میں مشغول رہتا ہے۔

دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا، اور وہ اس کو دن و رات کے اکثر حصہ میں خرچ کرتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

قرآن پڑھنے اور نہ پڑھنے والے مسلمان اور منافق کی مثال

(۲۶۷) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ مسلمان جو قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج (بجورالیموں) کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی لطیف ہے اور اس کا مزہ بھی اچھا ہے، اور جو مسلمان قرآن کریم نہیں پڑھتا: اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ اس میں خوش بو نہیں ہوتی اور اس کا مزہ شیریں ہوتا ہے، اور وہ منافق جو قرآن کریم نہیں پڑھتا: اس کی مثال اندرائن کے پھل کی سی ہے جس میں بو نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بہت تلخ ہوتا ہے، اور وہ منافق جو قرآن کریم پڑھتا ہے اس کی مثال خوشبودار پھول کی سی ہے جس میں خوشبو خوب ہوتی ہے مگر اس کا مزہ نہایت تلخ۔''
(بخاری، مسلم)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو مسلمان قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے وہ ترنج (بجورالیموں) کے مانند ہے، اور جو مسلمان قرآن نہیں پڑھتا اور اس پر عمل کرتا ہے وہ کھجور کے مانند ہے۔

مسلمانوں کا عروج وزوال

(۲۶۸) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب یعنی قرآن کے ذریعہ کتنے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اس کے ذریعے کتنے لوگوں کو پست کرتا ہے۔'' (مسلم)

قرآن کی تلاوت پر فرشتوں کا نزول

(۲۶۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت اُسَید رات میں سورۂ بقرہ پڑھ

رہے تھے، اور ان کی گھوڑی جوان کے قریب ہی بندھی ہوئی تھی اچانک اچھلنے کودنے لگی، چنانچہ انہوں نے پڑھنا بند کردیا تو گھوڑی نے بھی اچھل کود بند کردی (اُسَید نے یہ سوچ کر کہ یونہی اچھل کود رہی ہوگی) پھر پڑھنا شروع کردیا۔ گھوڑی پھر اچھلنے کودنے لگی وہ پھر رک گئے تو گھوڑی بھی رک گئی۔ پھر جب انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو گھوڑی نے اچھل کود شروع کی (اب انہیں احساس ہوا کہ گھوڑی کی اچھل کود یوں ہی نہیں ہے بلکہ اس کی خاص وجہ ہے) چنانچہ انہوں نے پڑھنا موقوف کردیا (اتفاق سے) ان کا بچہ جس کا نام یحییٰ تھا گھوڑی کے قریب ہی تھا انہیں خوف ہوا کہ کہیں گھوڑی (اس اچھل کود میں) اس بچہ کو کوئی تکلیف نہ پہنچادے (اس لیے وہ اٹھ کر گھوڑی کے پاس گئے تاکہ بچہ کو وہاں سے ہٹادیں) جب انہوں نے بچہ کو وہاں سے ہٹایا اور ان کی نظر آسمان کی طرف اٹھی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بادل کے مانند کوئی چیز ہے جس میں چراغ جل رہے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو اُسَید نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: ''ابن حُضَیر! تم پڑھتے رہتے! ابن حُضَیر! تم پڑھتے رہتے۔'' اُسَید نے عرض کیا ''یارسول اللہ! میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں گھوڑی یحییٰ کو کچل نہ ڈالے کیوں کہ یحییٰ گھوڑی کے قریب ہی تھا، چنانچہ جب میں یحییٰ کی طرف گیا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی چیز بادل کے مانند ہے جس میں چراغ سے جل رہے ہیں، پھر میں (تحقیق حال کے لیے اپنے گھر سے) باہر نکلا مگر وہ (چراغ) مجھے پھر نظر نہیں آیا۔'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جانتے ہو وہ کیا تھا؟'' اُسَید نے کہا: ''نہیں!'' آپ نے ارشاد فرمایا ''وہ فرشتے تھے جو تمہاری قرأت کی آواز (سننے) کے لیے قریب آگئے تھے، اگر تم پڑھتے رہتے تو اسی طرح صبح ہوجاتی اور لوگ فرشتوں کو دیکھتے اور وہ فرشتے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہوتے۔'' (بخاری، مسلم)

قرآن کی تلاوت پر سکینت کا نزول

(۲۷۰) حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا اور اس کے قریب ہی اس کا گھوڑا دو رسوں سے بندھا ہوا تھا کہ اسے ایک ابر (کے ٹکڑے) نے ڈھانک لیا، وہ قریب سے قریب تر ہونے لگا یہاں تک کہ گھوڑے نے اچھل کود شروع کی۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پورا ماجرا کہہ سنایا، آپ نے ارشاد فرمایا ''کہ وہ سکینہ تھی جو قرآن پڑھے جانے کی وجہ سے اُتری تھی۔'' (بخاری، مسلم)

قرآن کریم کی ایک عظیم سورت

(۲۷۱) حضرت ابو سَعِیدبن مُعَلّٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، اس وقت میں نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر (نماز سے فارغ ہوکر) جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا: ''یارسول اللہ! (اس وقت) میں نماز پڑھ رہا تھا (اس لیے میں نے جواب نہیں دیا تھا)'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ اور رسول کو جواب دو جب رسول اللہ تمہیں بلائیں؟'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' ہم اس مسجد سے نکلیں اس سے پہلے کیا میں تمہیں قرآن کی ایک بہت بڑی (یعنی افضل) سورت نہ سکھلاؤں؟'' پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور جب ہم مسجد سے نکلنے کو ہوئے تو میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ میں تمہیں قرآن کی ایک بہت بڑی سورت سکھاؤں گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ سورت ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ہے وہ سات آیتیں ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں اور وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے'' (بخاری)

سورۂ بقرہ کی فضیلت

(۲۷۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (یاد رکھو) شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔'' (مسلم)

سورۂ بقرہ اور آل عمران کے فضائل

(۲۷۳) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''قرآن کریم پڑھا کرو کیوں کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارش کرے گا اور (خاص طور پر) جگمگاتی ہوئی دو سورتیں یعنی سورۂ بقرہ اور سورۂ آلِ عمران پڑھو، کیوں کہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آویں گی گویا وہ بادل کے دو ٹکڑے ہیں یا دو سایہ کرنے والی چیزیں ہیں یا صف باندھے ہوئے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں اور وہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑیں گی، اور سورۂ بقرہ پڑھو، کیوں کہ اس کے پڑھنے پر مداومت، اس کے مفہوم و معانی میں غور و فکر اور اس (کے احکام) پر عمل کرنا برکت (یعنی نفع عظیم) ہے اور اس کو ترک کرنا (قیامت کے دن) حسرت (یعنی ندامت کا باعث) ہوگا اور (یاد رکھو سورۂ بقرہ طویل ہونے کی وجہ سے) اس کے پڑھنے کی طاقت وہ لوگ نہیں رکھتے جو کاہل اور سُست ہیں۔'' (مسلم)

(۲۷۴) حضرت نوّاس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن قرآن کو اور ان لوگوں کو لایا جائے گا جو قرآن پڑھتے تھے اور ان پر عمل کرتے تھے، سارے قرآن کے آگے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران ہوں گی۔ گویا وہ ابر کے دو ٹکڑے ہیں یا ابر کے دو سیاہ ٹکڑے

ہیں اور ان کے درمیان ایک چمک ہے، یا گویا صف بستہ پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں جو پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑیں گی (یعنی اپنے پڑھنے والوں کے حق میں سفارش کریں گی) (مسلم)

عظیم تر آیت

(۲۷۵) حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ مجھ سے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَبُو الْمُنْذِرْ! (یہ حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے) کیا تم جانتے ہو کہ تمھارے نزدیک کتاب اللہ کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں (کہ وہ کون سی آیت ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) پوچھا: اَبُو الْمُنْذِرْ! تم جانتے ہو کہ تمھارے نزدیک کتاب اللہ کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ میں نے کہا ﴿ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴾ (یعنی آیت الکرسی) حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ (یہ سن کر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر مارا اور ارشاد فرمایا: اَبُو الْمُنْذِرْ! تمہیں علم خوشگوار ہو (مسلم)

آیت الکرسی کی فضیلت

(۲۷۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکوٰۃ (یعنی صدقۂ فطر) کی نگہبانی اور جمع کرنے پر مجھے مامور فرمایا (تاکہ جمع ہونے کے بعد آپ اسے فقراء میں تقسیم فرما دیں) چنانچہ (اس دوران) ایک شخص میرے پاس آیا اور اپنے ہاتھوں سے (اپنے دامن اور اپنے برتن میں) غلہ بھرنا شروع کر دیا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: میں تجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا۔ (اور تجھے اس غلط حرکت کی سزا دلواؤں گا) اس نے کہا کہ میں محتاج ہوں، میرے اوپر

میرے اہل وعیال کا نفقہ ہے، اور میں سخت حاجتمند ہوں (یعنی میرے ذمہ قرض وغیرہ بھی ہے) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے (اس کی یہ خستہ حالت سن کر) اسے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو رسولِ خدا ﷺ مجھ سے فرمانے لگے ''ابو ہریرہ! تمھارے گذشتہ رات کے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ مجھ سے اپنی سخت حاجت اور عیال داری کا رونا رونے لگا اس لیے مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا خبردار رہنا! اس نے (اپنے حالات کے اظہار میں) تم سے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر آئے گا، میں سمجھ گیا کہ ضرور آئے گا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ پھر آئے گا۔

چنانچہ میں اس کا منتظر رہا، وہ آیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنا شروع کر دیا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: (اب تو) میں تجھے رسولِ خدا ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دیجیے میں ضرورتمند ہوں میرے اوپر کنبہ کا نفقہ ہے، آئندہ میں نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو رسولِ خدا ﷺ نے مجھ سے پھر ارشاد فرمایا: ''ابو ہریرہ! تمہارا قیدی کیا ہوا؟'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ میرے سامنے اپنی شدید ضرورت و حاجت اور عیالداری کا دُکھڑا رونے لگا، اس لیے مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہوشیار رہنا، اس نے (اس مرتبہ بھی) جھوٹ بولا ہے (کہ میں آئندہ نہیں آؤں گا) وہ پھر آئے گا۔''

چنانچہ میں اس کا منتظر رہا، وہ پھر آیا، جب اس نے غلہ بھرنا شروع کیا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا: ''میں آج تو تجھے ضرور رسولِ خدا ﷺ کے پاس لے جاؤں گا یہ آخری تیسرا موقع ہے تو نے کہا تھا آئندہ نہیں آؤں گا، مگر تو پھر آ گیا۔'' اس نے کہا: مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے تمہیں نفع پہنچائے گا (اور وہ کلمات یہ ہیں) جب تم (سونے کے لیے) اپنے بستر پر جاؤ تو آیت

الکرسی ﴿اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ آخر آیت (یعنی وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ) تک پڑھو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے ساتھ ہمیشہ ایک نگہبان (فرشتہ) رہا کرے گا اور صبح تک تمہارے پاس کوئی شیطان (خواہ وہ انسان میں سے ہو یا جنات میں سے دینی یا دنیوی تکلیف واذیت پہنچانے کے لیے) نہیں آئے گا۔ میں نے (یہ سن کر) اسے اس مرتبہ بھی چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے مجھ سے پھر ارشاد فرمایا: تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: ''قیدی نے (جب) مجھ سے یہ کہا کہ وہ مجھے کچھ کلمات سکھائے گا۔ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائے گا (تو میں نے اس کو چھوڑ دیا)'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' آگاہ رہو (اگر چہ) اس نے تم سے (ان کلمات کے بارے میں) سچ کہا ہے (مگر) وہ (دوسری باتوں میں) جھوٹا ہے، اور تم جانتے ہو کہ تم ان تین راتوں میں کس سے مخاطب تھے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' وہ شیطان تھا (جو اس طرح مکر وفریب سے صدقات کے مال میں کمی کرنے آیا تھا۔)'' (بخاری)

دو نوروں کی بشارت

(۲۷۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے (یعنی حضرت جبرئیل نے) اوپر کی طرف دروازہ کھلنے کی آواز سنی چنانچہ انہوں نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا'' یہ آسمان کا دروازہ آج ہی کھولا گیا ہے؛ آج کے علاوہ کبھی نہیں کھولا گیا۔'' پھر اس دروازے سے ایک فرشتہ اُترا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا:'' یہ فرشتہ آج ہی زمین پر اترا ہے، آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا۔'' پھر اس فرشتے نے (آنحضرت ﷺ کو) سلام کیا اور کہا:'' خوش ہوں آپ دو (۲) نوروں سے جو آپ ہی کو دیئے گئے؛ آپ سے پہلے اور کسی نبی کو نہیں دیئے گئے وہ (دو نور) سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا آخری

حصہ ہیں۔ آپ ان میں سے جو حرف (یعنی کلمہ) پڑھیں گے، وہ آپ کو ضرور دیا جائے گا (یعنی اجر وثواب ملے گا یا دعا قبول کی جائے گی)'' (مسلم)

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت

(۲۷۸) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص رات میں سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورت تک پڑھتا ہے؛ اس کے لیے وہ کافی ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

سورۂ کہف کی پہلی دس آیتوں کی فضیلت

(۲۷۹) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کرے گا وہ دجال (کے شر سے) بچایا جائے گا'' (مسلم)

سورۂ اخلاص کے فضائل

(۲۸۰) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کیا تم میں سے کوئی شخص ایک رات میں تہائی قرآن پڑھنے سے عاجز ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: ''تہائی قرآن کیسے پڑھا جائے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے (جس شخص نے رات میں یہ سورت پڑھ لی گویا اس نے تہائی قرآن پڑھ لیا)'' (مسلم)

(۲۸۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجا، وہ شخص نماز میں اپنے رفقاء کی امامت بھی کرتا تھا اور (اس کا معمول تھا کہ اپنی قرأت) قُلْ ھُوَ اللہ پر ختم کرتا تھا، جب وہ (لشکر کے لوگ) واپس

آئے تو انہوں نے اس کا تذکرہ آنحضرت ﷺ سے کیا، آپ نے ان سے ارشاد فرمایا: اس شخص سے دریافت کرو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ لوگوں نے اس سے پوچھا: تو اس نے کہا: ''میں یہ اس لیے کرتا ہوں کہ اس سورت میں رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کی صفت بیان کی گئی ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ (اللہ کی صفت کے پیش نظر) اس سورت کو (ہمیشہ) پڑھوں۔'' نبی کریم ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: ''اس شخص کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے (کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے)'' (بخاری، مسلم)

(۲۸۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس سورت یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ کو دوست رکھتا ہوں (یعنی اسے اکثر پڑھتا رہتا ہوں) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس سورت سے تمہاری دوستی تمہیں جنت میں داخل کرے گی'' (ترمذی)

معوذتین اور قل ھو اللہ کے فضائل

(۲۸۳) حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''آج کی رات ایسی عجیب آیتیں اُتاری گئی ہیں کہ (پناہ طلب کرنے کے سلسلہ میں) ان کا کوئی جواب نہیں، اور وہ ﴿ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ہیں'' (مسلم)

(۲۸۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ روزانہ رات میں جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو (سونے سے پہلے) اپنے دونوں ہاتھ ملا کر ان پر دم کرتے؛ اور ان پر ﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے، پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے جسم پر جہاں تک ہوسکتا پھیرتے، پہلے آپ اپنے سر، منہ اور بدن کے اگلے حصہ پر ہاتھ پھیرتے (پھر باقی بدن پر ہاتھ پھیرتے) آپ یہ عمل (یعنی پڑھنا، دم کرنا اور بدن پر ہاتھ پھیرنا) تین مرتبہ کرتے تھے (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

قیامت کے دن تین چیزیں عرش کے نیچے ہوں گی

(۲۸۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن عرش کے نیچے تین چیزیں ہوں گی ایک تو قرآن جو بندوں سے جھگڑے گا اور قرآن کے لیے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، عرش کے نیچے دوسری چیز امانت اور تیسری چیز رشتہ داری ہوگی جو پکارے گی، خبردار! جس شخص نے مجھے ملایا (یعنی صلہ رحمی کی) اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت کے ساتھ) ملائے گا اور جس شخص نے مجھے کاٹا (یعنی قطع رحمی کی) اللہ تعالیٰ اس شخص کو (اپنی رحمت سے) کاٹے گا'' (شرح السنۃ)

صاحب قرآن کا درجہ

(۲۸۶) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' (قیامت کے دن) صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور (بہشت کے درجوں پر) چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا پس تیرا مرتبہ اس آخری آیت کے پاس ہے جسے تو پڑھے گا۔'' (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

قرآن نہ پڑھنے والے کی مثال

(۲۸۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس شخص کا دل قرآن سے خالی ہے وہ (یا اس کا دل) ویران گھر کی طرح ہے'' (ترمذی، دارمی)

قرآن کریم کے فضائل

(۲۸۸) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن کریم میرے ذکر اور مجھ سے مانگنے سے باز رکھتا ہے تو میں اس کو اس چیز سے بہتر عطا کرتا ہوں جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں، اور تمام کلاموں کے مقابلہ میں کلام اللہ کو وہی عظمت و بزرگی حاصل ہے جو اللہ رب العزت کو اس کی تمام مخلوقات پر بزرگی اور برتری حاصل ہے (اسی طرح قرآن کریم میں مشغول رہنے والے کو دوسری چیزوں میں مشغول رہنے والوں پر برتری و بزرگی حاصل ہوتی ہے) (ترمذی، دارمی، بیہقی)

(۲۸۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا، اس کے لیے ہر حرف کے عوض ایک نیکی ہے، جو دس نیکیوں کے برابر ہے (یعنی قرآن کے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں) میں یہ نہیں کہتا کہ ''الٓم'' ایک حرف ہے (بلکہ) الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (یعنی الٓم کہنے پر تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔)'' (ترمذی، دارمی)

(۲۹۰) حضرت حارث اَعْوَر بیان کرتے ہیں کہ میں (ایک دن کوفہ کی) مسجد میں (بیٹھے ہوئے لوگوں کے پاس) گیا (تو میں نے دیکھا کہ وہ) لوگ بے فائدہ باتوں (یعنی قصے کہانیوں) میں مصروف ہیں، پھر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان کو بتایا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ''کیا انہوں نے واقعی ایسا کیا ہے۔'' (کہ تلاوتِ قرآن وغیرہ چھوڑ کر بیکار باتوں میں مصروف ہیں!) میں نے کہا ''جی ہاں'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: سنو! میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خبردار! فتنہ واقع ہوگا (یعنی لوگوں کے دینی افکار و عقائد میں اختلاف ہوگا، اعمال میں سُست روی اور گمراہی پیدا ہوگی اور گمراہ لوگ اسلام

کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! ایسی سورت نہ تورات میں، نہ انجیل میں، نہ زبور میں اُتاری گئی ہے نہ قرآن میں نازل کی گئی ہے، سورۂ فاتحہ "سبع مثانی" ہے (یعنی سات آیتیں ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں) اور یہ "قرآنِ عظیم" ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ (ترمذی)

قرآن کی تلاوت کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال

(۲۹۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قرآن سیکھو، پھر اُسے پڑھو، کیونکہ جو شخص قرآن سیکھتا ہے، پھر پڑھتا ہے، اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس تھیلی کی سی ہے جو مشک سے بھری ہوئی ہے، جس کی خوشبو ہر جگہ پھیلتی ہے، اور اس شخص کی مثال جس نے قرآن سیکھا اور سو رہا (یعنی قرآن کریم کی نہ تلاوت کی نہ اس پر عمل کیا) اس تھیلی کی سی ہے جسے مشک پر باندھ دیا گیا ہو۔" (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

سورۂ مؤمن کی ابتدائی تین آیتوں اور آیۃ الکرسی کی فضیلت

(۲۹۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص صبح کے وقت سورۂ حٰمٓ المؤمن اِلَیۡهِ الۡمَصِیۡرُ تک، اور آیت الکرسی پڑھے؛ وہ ان کی برکت سے شام تک (ظاہری و باطنی آفتوں اور بلاؤں سے) محفوظ رہتا ہے اور جو شخص ان کو شام کے وقت پڑھے؛ وہ ان کی برکت سے صبح تک محفوظ رہتا ہے۔" (ترمذی، دارمی)

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت

(۲۹۷) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے ایک کتاب لکھی (یعنی فرشتوں کو لکھنے کا حکم دیا) اس کتاب میں سے دو آیتیں نازل فرمائیں جن پر سورۂ بقرہ کا اختتام ہوتا ہے (یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورت تک) یہ آیتیں جس مکان میں تین رات تک پڑھی جاتی ہیں شیطان اس کے نزدیک نہیں پھٹکتا'' (ترمذی، دارمی)

سورۂ کہف کی ابتدائی تین آیتوں کی فضیلت

(۲۹۸) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا ''جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی تین آیتیں پڑھے گا وہ دجال کے فتنہ سے بچایا جائے گا'' (ترمذی)

قرآن کا دل

(۲۹۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہر چیز کا دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے، جو شخص سورۂ یٰس پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پڑھنے کی وجہ سے (اس کے نامۂ اعمال میں) دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھتا ہے'' (ترمذی، دارمی)

سورۂ طٰہٰ اور یٰسٓ کی فضیلت

(۳۰۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے سورۂ طٰہٰ اور سورۂ یٰس پڑھی جب فرشتوں نے قرآن (یعنی ان دونوں سورتوں کا پڑھنا) سنا تو کہنے لگے کہ خوش بختی ہے اس امت کے لیے جس پر یہ (دونوں سورتیں) اتاری جائیں گی اور خوش بختی ہے ان دلوں کے لیے جو انہیں اٹھائیں گے (یعنی ان کو یاد کریں گے اور ان کی محافظت کریں گے) اور خوش بختی ہے ان زبانوں کے لیے جو انہیں پڑھیں گی'' (دارمی)

سورۂ دُخان کی فضیلت

(۳۰۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’جو شخص رات میں سورۂ حٰمٓ الدخان پڑھتا ہے، وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ ستر ہزار فرشتے اس کے لیے بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔‘‘ (ترمذی)

(۳۰۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’جو شخص جمعہ کی رات میں سورۂ حٰمٓ الدخان پڑھتا ہے؛ اس کی بخشش کی جاتی ہے‘‘ (ترمذی)

مُسَبِّحَات کی فضیلت

(۳۰۳) حضرت عِرْبَاض بن سَارِیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مُسَبِّحَات (یعنی (۱) سورۂ اسراء (۲) سورۂ حدید (۳) سورۂ حشر (۴) سورۂ صف (۵) سورۂ جمعہ (۶) سورۂ تغابن (۷) اور سورۂ اعلیٰ) پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

سورۂ ملک کی فضیلت

(۳۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’قرآن کریم میں ایک سورت ہے جس میں تیس (۳۰) آیتیں ہیں، اس سورت نے ایک شخص کے حق میں شفاعت کی یہاں تک کہ اس کی بخشش کی گئی اور وہ سورۂ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ ہے‘‘ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(۳۰۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی نے اپنا خیمہ ایک قبر پر کھڑا کیا اور انہیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہاں

قبر ہے پھر اچانک انہوں نے سنا کہ اس (قبر) میں ایک شخص تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس نے وہ سورت ختم کی، اس کے بعد خیمہ کھڑا کرنے والا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو یہ واقعہ بتایا، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''سورۂ ملک (عذاب سے) روکنے والی اور نجات دینے والی ہے، یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو اللہ کے عذاب سے چھٹکارا دلاتی ہے۔'' (ترمذی)

سونے سے پہلے حضور ﷺ کا معمول

(۳۰۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ الم تنزیل، (یعنی سورۂ سجدۃ) اور تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے (احمد، ترمذی، دارمی)

تین سورتوں کے فضائل

(۳۰۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ دونوں راوی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''سورۂ اِذَا زُلْزِلَت آدھے قرآن کے برابر ہے، اور قُلْ ھُوَ اللہ تہائی قرآن کے برابر ہے اور قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے'' (ترمذی)

سورۂ حشر کی آخری تین آیتوں کے فضائل

(۳۰۸) حضرت مَعْقَل بن یَسار رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص صبح کے وقت تین (۳) مرتبہ کہے اَعُوْذُ بِاللہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم (میں اللہ تعالیٰ کی جو سننے والا جاننے والا ہے پناہ پکڑتا ہوں مردود شیطان سے) پھر سورۂ حشر کی آخری تین (۳) آیتیں (یعنی ھُوَ اللہُ الَّذِیْ

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے آخر سورت تک) پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے متعین کرتا ہے جو اس کے لیے شام تک (خیر و بھلائی اور رحمت و بخشش کی) دعا کرتے رہتے ہیں، اور اگر وہ شخص اس دن میں مرجاتا ہے تو شہادت کی موت پاتا ہے، اور جو شخص اس کو (یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ اور ان آیتوں کو) شام کے وقت پڑھتا ہے، اس کو صبح تک یہ (مذکورہ بالا) سعادت حاصل ہوتی ہے۔'' (ترمذی، دارمی)

قل ھو اللہ کے فضائل

(۳۰۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا'' جو شخص ہر روز دو سو (۲۰۰) مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے، اس (کے نامۂ اعمال میں) سے پچاس برس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں مگر یہ کہ اس پر دَین (قرضہ) ہو'' (ترمذی، دارمی)

(۳۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا'' جو شخص اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے، پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ کر سو (۱۰۰) مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے تو قیامت کے دن پروردگار اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے! جنت میں اپنی دائیں طرف داخل ہو جا'' (ترمذی)

(۳۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے سنا تو ارشاد فرمایا: '' اس کے لیے واجب ہوگئی۔'' میں نے عرض کیا: کیا چیز واجب ہوگئی؟ ارشاد فرمایا '' جنت '' (مالک، ترمذی، نسائی)

سورۂ کافرون کی فضیلت

(۳۱۲) حضرت فَرْوَہ بن نَوْفَل اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کچھ سکھلا دیجیے جسے میں اپنے بستر پر

جا کر (یعنی سونے سے پہلے) پڑھ لیا کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا "قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ پڑھ لیا کرو کیوں کہ یہ سورت شرک سے بیزاری ہے (لہٰذا اسے پڑھ کر سوؤ گے، تو شرک سے پاک ہو کر سوؤ گے اور اگر مرو گے تو توحید پر مرو گے)" (ترمذی، ابوداوٗد، دارمی)

تین قُلْ کے فضائل

(۳۱۳) حضرت عُقْبَہ بن عامِر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جُحْفَہ اور اَبْوَاء (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان دو مقام ہیں) کے درمیان چلے جارہے تھے کہ اچانک سخت آندھی اور شدید اندھیرے نے ہمیں گھیر لیا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے ذریعہ پناہ مانگنی شروع کی (یعنی یہ سورتیں پڑھنے لگے) اور مجھ سے (بھی) ارشاد فرمایا: "عقبہ ان دونوں سورتوں کے ذریعہ پناہ چاہو، کیونکہ کسی پناہ چاہنے والے نے ان دونوں (سورتوں) کے مانند کسی چیز کے ذریعہ پناہ نہیں چاہی ہے" (ابوداوٗد)

(۳۱۴) حضرت عَبْدُاللہ بن خُبَیْب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سخت اندھیری اور بارش کی رات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے (یعنی آپ کہیں تشریف لے جارہے تھے ہم بھی آپ کو ڈھونڈتے ہوئے نکلے تاکہ آپ کے ہمراہ ہوجائیں) چنانچہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیا، آپ نے (اس وقت) ارشاد فرمایا: "پڑھو" میں نے عرض کیا: کیا پڑھوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا "صبح اور شام تین (۳) مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ لیا کرو یہ تمہیں ہر چیز سے کفایت کریں گی (یعنی ہر آفت و بلاء کو دفع کریں گی)" (ترمذی، ابوداوٗد، نسائی)

(۳۱۵) حضرت عُقْبَہ بن عامِر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ! کیا میں (پناہ چاہنے اور برائی سے بچنے کے لیے) سورۂ ہود یا سورۂ یوسف پڑھ لیا

کروں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم اللہ کے نزدیک قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس) سے زیادہ کامل کوئی چیز (یعنی کوئی سورت یا آیت) ہرگز نہیں پڑھ سکتے۔'' (احمد، نسائی، دارمی)

(فصل سوم)

قرآن کریم پر عمل کرو

(۳۱۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قرآن کے معانی بیان کرو اور اس کے غرائب کی پیروی کرو اور اس کے غرائب، اس کے فرائض اور اس کی حدود ہیں۔'' (فرائض سے مأمورات اور حدود سے منہیات مراد ہیں) (بیہقی)

قرآن کی تلاوت دیگر اذکار سے افضل ہے

(۳۱۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''نماز میں قرآن پڑھنا، نماز کے علاوہ قرآن پڑھنے سے افضل ہے، اور نماز کے علاوہ قرآن کا پڑھنا تسبیح و تکبیر سے زیادہ ثواب رکھتا ہے، اور تسبیح صدقہ سے زیادہ ثواب رکھتی ہے، اور صدقہ روزہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے، اور روزہ، دوزخ کی آگ سے ڈھال ہے'' (بیہقی)

قرآن کو زبانی اور دیکھ کر پڑھنے کا اجر وثواب

(۳۱۸) حضرت عثمان بن عبداللہ بن اوس ثقفی اپنے دادا (حضرت اوس رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''آدمی کا بغیر

مصحف (یعنی زبانی) قرآن پڑھنا ہزار درجہ ثواب رکھتا ہے اور مصحف میں (دیکھ کر) پڑھنے کا ثواب دو ہزار درجہ تک زیادہ کیا جاتا ہے۔'' (بیہقی)

دل کے زنگ کو کیسے دور کیا جائے؟

(۳۱۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یاد رکھو! دل زنگ پکڑتے ہیں جیسا کہ پانی پہنچنے سے لوہا زنگ پکڑتا ہے۔'' عرض کیا گیا ''یا رسول اللہ! اس کی جلا اور صفائی کا کیا ذریعہ ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''موت کو زیادہ یاد کرنا اور قرآن کریم کی تلاوت۔'' (بیہقی)

عظیم سورت، عظیم آیت اور محبوب آیتیں

(۳۲۰) حضرت اَیْفَع بن عَبْد کَلاعِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا: ''یا رسول اللہ! قرآن مجید میں سب سے عظیم سورت کون سی ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' اس نے عرض کیا ''قرآن کریم میں سب سے عظیم آیت کون سی ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا ''آیت الکرسی اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔''

اس نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! وہ کون سی آیت ہے جس کے بارے میں آپ پسند کرتے ہیں کہ وہ (یعنی اس کا ثواب اور اس کا فائدہ) آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''سورۂ بقرہ کا آخری حصہ، بیشک وہ (آخری حصہ) خدا کی رحمت کے خزانوں میں سے ہے اور عرش کے نیچے سے اُترا ہے، اور اللہ نے اِس اُمت کو عطا کیا ہے، اور دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں پر مشتمل ہے'' (ترمذی)

سورۂ فاتحہ ہر بیماری کے لیے شفا ہے

(۳۲۱) حضرت عَبْدُ المَلِک بن عُمَیْر بطریق ارسال روایت کرتے ہیں کہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سورۂ فاتحہ ہر بیماری کے لیے شفاء ہے" (دارمی، بیہقی)

سورۂ آل عمران کے آخری رکوع کی فضیلت

(۳۲۲) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص رات میں سورۂ آلِ عمران کا آخری حصہ (یعنی آخری رکوع) پڑھے اس کے لیے قیامِ لیل (یعنی شب بیداری) کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (دارمی)

سورۂ آل عمران کی فضیلت

(۳۲۳) حضرت مَکْحُوْل فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ آلِ عمران پڑھتا ہے، اس کے لیے رات تک فرشتے دعا اور استغفار کرتے ہیں۔ (دارمی)

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت

(۳۲۴) حضرت جُبَیْر بن نُفَیْر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کو دو آیتوں پر ختم فرمایا ہے یہ دو آیتیں مجھے اس کے خزانے سے عطا فرمائی گئی ہیں جو عرش کے نیچے ہے لہٰذا ان آیتوں کو تم سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھلاؤ کیوں کہ وہ آیتیں رحمت ہیں اور خدا کے قرب کا ذریعہ ہیں اور (تمام دینی و دنیاوی بھلائیوں کے حصول کے لیے) دعا ہیں" (دارمی)

جمعہ کے دن سورۂ ھود اور سورۂ کہف پڑھا کرو

(۳۲۵) حضرت کعب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جمعہ کے دن سورۂ ہود پڑھا کرو۔" (دارمی)

شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھتا ہے، اس کے لیے (یعنی اس کے دل میں ایمان و ہدایت کا) نور دوسرے جمعہ تک روشن رہتا ہے۔'' (بیہقی)

سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک کے فضائل

(۳۲۷) حضرت خالد بن مَعْدَان سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا (رات کے ابتدائی حصہ میں) اُس سورت کو پڑھا کرو جو (قبر وحشر کے) عذاب سے نجات دینے والی ہے اور وہ سورت الم تنزیل ہے کیونکہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص تھا جو یہی سورت پڑھا کرتا تھا وہ اس سورت کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھتا تھا (یعنی اس نے اس سورت کے علاوہ اور کسی چیز کو ورد قرار نہیں دیا تھا) اور وہ شخص بہت زیادہ گنہگار تھا، چنانچہ جب اس شخص کا انتقال ہوا تو اس سورت نے اس پر اپنے بازو پھیلا دیئے اور کہا اے میرے پروردگار! اس شخص کی بخشش فرما کیوں کہ یہ مجھے بہت زیادہ پڑھا کرتا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس شخص کے حق میں اس سورت کی شفاعت قبول فرمائی اور (فرشتوں کو) حکم دیا کہ (اس کے نامۂ اعمال میں) اس کے ہر گناہ کے بدلہ نیکی لکھ دو اور اس کا درجہ بلند کردو۔

حضرت خالد یہ بھی فرماتے ہیں کہ ''بیشک یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں جھگڑتی ہے اور کہتی ہے الٰہی! اگر میں تیری کتاب (قرآن کریم) میں سے ہوں تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما، اور اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اس سے مٹا دے۔'' نیز حضرت خالد نے فرمایا ''یہ سورت (قبر میں) ایک پرندہ کی مانند آئے گی اور اس پر اپنے بازو پھیلا کر اس کے لیے (اللہ تعالیٰ سے) شفاعت کرے گی اور اس کو عذاب قبر سے بچائے گی۔'' حضرت خالد نے سورۂ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ کے بارے میں بھی یہی کہا ہے (یعنی اس سورت کی بھی یہی تاثیر اور برکت ہے) اور حضرت خالد یہ دونوں سورتیں پڑھے بغیر نہیں سوتے

تھے۔ حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ ان دونوں سورتوں کو قرآن کریم کی ہر سورت پر ساٹھ نیکیوں کے ساتھ فضیلت بخشی گئی ہے۔ (دارمی)

دن کے شروع میں اور مُردوں کے پاس سورۂ یٰسٓ پڑھو

(۳۲۸) حضرت عَطاء بن اَبی رَبَاح (تابعی) فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص دن کے ابتدائی حصہ میں سورۂ یٰس پڑھتا ہے، اس کی (دینی و دنیوی) حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔'' (دارمی)

(۳۲۹) حضرت مَعْقَل بن یَسَار مُزَنِی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص اللہ رب العزت کی رضا و خوشنودی کی طلب میں سورۂ یٰس پڑھتا ہے، اس کے وہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جو اس نے پہلے کیے ہیں لہٰذا اس سورت کو اپنے مُردوں (یعنی قریب المرگ لوگوں یا قبروں) کے پاس پڑھو۔'' (بیہقی)

سورۂ بقرہ اور مفصلات کے فضائل

(۳۳۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا ''ہر چیز کے لیے رفعت و بلندی ہوتی ہے اور قرآن کی رفعت و بلندی سورۂ بقرہ ہے، اور ہر چیز کا خلاصہ (حاصلِ مقصد) ہوتا ہے اور قرآن کا خلاصہ مفصلات ہے۔'' (یعنی سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک سارے قرآن کا خلاصہ ہے) (دارمی)

سورۂ رحمان کی فضیلت

(۳۳۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''ہر چیز کے لیے زینت ہوتی ہے اور قرآن کریم کی زینت سورۂ رحمٰن ہے۔'' (بیہقی)

سورۂ واقعہ کی خصوصیت

(۳۳۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص ہر شب میں سورۂ واقعہ پڑھتا ہے وہ کبھی بھی فاقہ کی حالت کو نہیں پہنچتا'' اور حضرت ابن مسعود اپنی صاحبزادیوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ وہ ہر شب میں یہ سورت پڑھا کریں۔ (بیہقی)

سورۂ اعلیٰ کی فضیلت

(۳۳۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت یعنی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلیٰ کو بہت محبوب رکھتے تھے۔ (احمد)

نہایت جامع سورت،

(۳۳۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے پڑھایئے، آپ نے ارشاد فرمایا ''قرآن کریم کی ان سورتوں میں سے جن کے شروع میں الر ہے تین (۳) سورتیں پڑھو۔'' اس نے عرض کیا ''میری عمر زیادہ ہو چکی ہے اور دل میرا سخت ہو گیا ہے (یعنی میرے قلب پر حافظہ کی کمی اور نسیان کا غلبہ ہے) نیز میری زبان موٹی ہے (یعنی کلام اللہ خصوصاً بڑی سورتیں میں یاد نہیں کر سکتا۔)'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر تم وہ سورتیں نہیں پڑھ سکتے تو ان سورتوں میں سے تین (۳) سورتیں پڑھو جن کے شروع میں حٰم ہے (کیوں کہ یہ سورتیں ان سورتوں کی بہ نسبت چھوٹی ہیں۔)'' اس شخص نے پھر وہی کہا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی جامع سورت پڑھایئے (یعنی کوئی ایسی سورت بتایئے جس میں بہت سی باتیں جمع ہوں) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسے ''سورۂ اِذَا زُلْزِلَت'' پڑھائی۔ جب آپ (پوری سورت پڑھا کر) فارغ ہوئے تو اس شخص نے کہا: ''قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس پر (عمل کرنے میں) کبھی بھی زیادتی نہیں کروں گا۔'' پھر اس شخص نے پیٹھ پھیری، تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس شخص نے مراد حاصل کرلی۔'' یہ بات آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمائی۔ (احمد، ابوداؤد)

سورۂ تکاثر روزانہ پڑھا کرو

(۳۳۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھا کرے۔'' صحابہ نے عرض کیا: ''کون شخص اس بات پر قادر ہوسکتا ہے کہ وہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھتا رہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا ''کیا کوئی شخص اس بات پر قادر نہیں ہوسکتا کہ وہ (روزانہ) اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ لیا کرے۔'' (بیہقی)

سورۂ اخلاص کو بہت پڑھا کرو

(۳۳۶) حضرت سعید بن میتب بطریق ارسال نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص سورۂ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ دس (۱۰) بار پڑھے، اس کے لیے اس کی وجہ سے جنت میں ایک محل بنایا جاتا ہے، اور جو شخص اس کو بیس (۲۰) مرتبہ پڑھے اس کے لیے اس کی وجہ سے جنت میں دو محل بنائے جاتے ہیں، اور جو شخص اس کو تیس (۳۰) مرتبہ پڑھے، اس کے لیے اس کی وجہ سے جنت میں تین محل بنائے جاتے ہیں۔'' (لسانِ نبوت سے یہ بشارت سن کر) حضرت عمر بن خطاب کہنے لگے: ''خدا کی قسم! اے اللہ کے رسول! پھر تو ہم (جنت میں) اپنے بہت زیادہ محل بنالیں گے۔'' (یعنی جب اس سورت کو پڑھنے کی یہ برکت اور اس کا یہ ثواب ہے تو ہم اس سورت کو

بہت زیادہ پڑھیں گے تاکہ اس کی وجہ سے جنت میں ہمارے لیے بہت زیادہ محل بنیں) رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ فراخ ہے۔'' (یعنی اس سورت کی فضیلت اور اس کا ثواب بہت عظیم اور بہت وسیع ہے لہٰذا اس بشارت پر تعجب نہ کرو بلکہ اس کے حصول کی کوشش کرو) (دارمی)

قرآن کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کیا کرو

(۳۳۷) حضرت حسن بصری بطریق ارسال نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص رات میں (قرآن کی) سو (۱۰۰) آیتیں پڑھتا ہے اس رات میں قرآن اس سے نہیں جھگڑتا، اور جو شخص رات میں دوسو (۲۰۰) آیتیں پڑھتا ہے اس کے لیے شب بیداری کا ثواب لکھا جاتا ہے، اور جو شخص رات میں پانچ سو (۵۰۰) سے ہزار (۱۰۰۰) آیتیں پڑھتا ہے، وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لیے قنطار کے برابر ثواب ہوتا ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: ''قِنطَار کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بارہ ہزار (درہم یا دینار)'' (دارمی)

آدابِ قرآن کا بیان

(فصل اول)

قرآن کی خبر گیری کیا کرو

(۳۳۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قرآن کی خبر گیری کرو (یعنی قرآن برابر پڑھتے رہا کرو) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قرآن سینوں سے اتنی جلدی نکل جاتا ہے کہ اونٹ

بھی اتنی جلدی اپنی رسی سے نہیں نکلتا۔'' (بخاری، مسلم)

(۳۳۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''کسی شخص کا یہ کہنا برا ہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں کہے کہ بھلایا گیا اور قرآن کریم (برابر) یاد کرتے رہا کرو کیونکہ وہ لوگوں کے سینوں سے جانوروں (کے اپنی رسیوں سے نکل جانے) سے بھی جلد نکل جاتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

حافظ قرآن کی مثال

(۳۴۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''صاحب قرآن (یعنی قرآن یاد کرنے والے) کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کے مالک کی سی ہے، اگر وہ اس اونٹ کی خبر گیری کرتا ہے تو وہ بندھا اور رُکا رہتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دیتا ہے تو وہ جاتا رہتا ہے۔'' (اسی طرح اگر کوئی شخص قرآن کریم برابر نہ پڑھے اور یاد نہ کرے تو قرآن اس کے سینہ سے نکل جاتا ہے۔) (بخاری، مسلم)

قرآن کب تک پڑھنا چاہئے؟

(۳۴۱) حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' قرآن پڑھو جب تک تمہارے دِل خواہش کریں، اور جب اُکتا جاؤ تو کھڑے ہو جاؤ۔'' (یعنی قرآن پڑھنا بند کردو۔) (بخاری، مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کیسی تھی؟

(۳۴۲) حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کیسی تھی؟ حضرت انس نے فرمایا: آپ کی قراءت مد والی تھی، پھر حضرت انس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اس طرح پڑھا کہ بسم اللہ میں مد کرتے تھے،

رحمٰن میں مد کرتے تھے اور رحیم میں مد کرتے تھے۔ (بخاری)

اچھی آواز کے ساتھ قرآن پڑھو

(۳۴۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ جس طرح (پسندیدگی کے ساتھ) نبی کی آواز کو سنتا ہے جب وہ قرآن کریم کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھتا ہے، اس طرح اور کوئی آواز نہیں سنتا'' (بخاری، مسلم)

(۳۴۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ کسی چیز کو (اتنا) پسند نہیں کرتا جتنا خوش آواز نبی کے قرآن کو پسند کرتا ہے، جب نبی بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

(۳۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ شخص ہمارے طریقہ پر چلنے والا نہیں ہے جو قرآن کریم اچھی آواز کے ساتھ نہ پڑھے۔'' (بخاری)

دوسرے سے قرآن سننا

(۳۴۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت جب آپ منبر پر تھے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''میرے سامنے قرآن کریم پڑھو۔'' میں نے عرض کیا: ''آپ کے سامنے میں قرآن کریم پڑھوں! حالانکہ قرآن کریم آپ پر اُتارا گیا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں اسے پسند کرتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی دوسرے سے قرآن سنوں۔'' حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں: چنانچہ میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ (بھلا اُس (قیامت کے) دن (کافروں اور نافرمانوں کا) کیا حال

ہوگا جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ بلائیں گے (یعنی ہر امت کا نبی اس دن اپنی امت کے افعال واحوال کی گواہی دے گا) اور ہم آپ کو اس امت کا گواہ بنا کر بلائیں گے) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بس اب رک جاؤ۔'' پھر جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔ (بخاری، مسلم)

قاری کا مقام ومرتبہ

(۳۴۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا ﷺ نے حضرت اُبی بن کعب سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں۔'' حضرت اُبی نے عرض کیا: ''کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں!'' حضرت اُبی نے کہا: ''تمام جہانوں کے پروردگار کے یہاں میرا ذکر کیا گیا؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں!'' (یہ سنتے ہی) حضرت اُبی کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے ــــــ
اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت اُبی سے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے سورۃ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا پڑھوں۔'' حضرت اُبی نے عرض کیا: ''کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں!'' (یہ سنتے ہی) حضرت اُبی رو پڑے۔ (بخاری، مسلم)

جہاں قرآن کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو وہاں قرآن نہ لیجانے کی ہدایت

(۳۴۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دشمن ملک (یعنی دار الحرب) کی طرف قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا ہے (بخاری، مسلم)
اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ قرآن لے کر سفر نہ کرو اس لیے کہ مجھے اس بات سے اطمینان نہیں کہ دشمن کے ہاتھ لگ جائے (اور وہ اس کی بے حرمتی کرے)

(فصل دوم)

مفلس مہاجرین کے لیے بشارت

(۳۴۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک دن) غریب مہاجرین (یعنی اصحاب صفہ) کی ایک جماعت کے درمیان بیٹھا تھا اوران میں سے کچھ ننگے بدن ہونے کی وجہ سے اپنے ساتھیوں کی اوٹ میں بیٹھے ہوئے تھے اورایک شخص ہمارے سامنے قرآن پڑھ رہا تھا کہ اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہوگئے، پڑھنے والے نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے دیکھا تو وہ چپ ہوگیا اس وقت آپ نے ہمیں سلام کیا اور ارشاد فرمایا: ''تم لوگ کیا کرر ہے ہو؟'' ہم نے عرض کیا: ''ہم اللہ کی کتاب سن رہے ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے میری امت میں وہ لوگ پیدا کیے جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان کے ساتھ بیٹھوں۔'' راوی فرماتے ہیں کہ (یہ فرما کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان بیٹھ گئے (یعنی کسی خاص شخص کے پہلو میں نہیں بیٹھے) تاکہ آپ کی ذاتِ اقدس کا تعلق ہمارے سب کے ساتھ یکساں رہے پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا (کہ حلقہ بنا کر بیٹھ جاؤ) چنانچہ سب لوگ حلقہ بنا کر بیٹھ گئے اوران سب کے منہ آپ کی طرف ہوگئے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اے مہاجرین کے مفلس گروہ! تمہیں خوشخبری ہواس بات کی کہ قیامت کے دن تمہیں بھرپور نور حاصل ہوگا اورتم دولتمند طبقے سے آدھے دن پہلے جنت میں داخل ہوگے، اور یہ آدھا دن پانچ سو (۱۰۰) برس کے برابر ہوگا'' (ابوداؤد)

قرآن کو اپنی آواز سے مزین کرو

(۳۵۰) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو'' (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

قرآن بھول جانے پر وعید

(۳۵۱) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص قرآن پڑھ کر بھول جائے وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔'' (ابوداؤد، دارمی)

قرآن سمجھ کر پڑھو

(۳۵۲) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا (یعنی ختم کیا) اس نے قرآن کو (اچھی طرح) نہیں سمجھا۔'' (ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

بلند و پست آواز سے قرآن پڑھنے والے کی مثال

(۳۵۳) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بلند آواز سے قرآن کریم پڑھنے والا شخص علانیہ (کھلم کھلا) صدقہ دینے والے کی طرح ہے اور آہستہ قرآن پڑھنے والا شخص چھپا کر صدقہ دینے والے کی طرح ہے'' (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

قرآن پر ایمان لانے کا مطلب

(۳۵۴) حضرت صُہَیب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''وہ شخص قرآن پر ایمان نہیں لایا جو اس کے حرام کو حلال جانے۔'' (ترمذی)

آپ ﷺ قرآن کس طرح پڑھتے تھے؟

(۳۵۵) حضرت یعلی بن مَمْلَک روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ام المومنین حضرت اُم سلمہ سے نبی کریم ﷺ کی قراءت کے بارے میں پوچھا کہ آپ قرآن کریم کس طرح پڑھتے تھے۔ حضرت اُم سلمہ نے آنحضرت ﷺ کی قرآت بہت واضح ایک ایک حرف کر کے بیان کی۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

(۳۵۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ٹھہر ٹھہر کر قراءت کرتے تھے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ پڑھتے، پھر ٹھہرتے پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھتے اور ٹھہرتے۔ (ترمذی)

(فصل سوم)

تلاوت کے وقت خشوع خضوع کا حکم

(۳۵۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے جب کہ ہم میں دیہاتی لوگ بھی تھے، اور عجمی بھی، آپ نے ہم سے ارشاد فرمایا: ''پڑھو! تم میں سے ہر شخص اچھا پڑھتا ہے (یاد رکھو) عنقریب ایک ایسی جماعت پیدا ہونے والی ہے جس کے افراد قرآن کریم کو اس طرح سیدھا کریں گے جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے اور اس کا بدلہ جلدی (دنیا ہی میں) حاصل کرنا چاہیں گے آخرت کے لیے کچھ نہ چھوڑیں گے۔''
(ابوداؤد، بیہقی)

عربوں کی طرح قرآن پڑھو

(۳۵۸)حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’تم قرآن کریم اہل عرب کی طرح اوران کی آوازوں کے مطابق پڑھو۔ اہل عشق اور اہل کتاب کے طریقہ کے مطابق پڑھنے سے بچو، میرے بعد ایک جماعت پیدا ہوگی جس کے افراد راگ اورنوحہ کی طرح آواز بنا کر قرآن پڑھیں گے، ان کا حال یہ ہوگا کہ قرآن ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا (یعنی ان کا پڑھنا قبول نہیں ہوگا) نیز ان کے دل اوران کی قراءت سے خوش ہونے والوں کے دل فتنہ میں مبتلا ہوں گے‘‘ (بیہقی، رزیں)

اچھی آواز سے قرآن کا حسن بڑھتا ہے

(۳۵۹)حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ’’قرآن کو اچھی آواز کے ساتھ پڑھو کیوں کہ اچھی آواز قرآن کا حسن زیادہ کرتی ہے۔‘‘ (دارمی)

خشیت الٰہی کے ساتھ تلاوت کیا کرو

(۳۶۰)حضرت طاؤس بطریق ارسال نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قرآن پڑھنے کے سلسلہ میں از روئے آواز کون شخص سب سے بہتر ہے اور پڑھنے میں بھی (یعنی الفاظ کی ادائیگی کے اعتبار سے) کون شخص سب سے بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’وہ شخص جس کو تم پڑھتے ہوئے سنو تو تمہارا گمان ہو کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔‘‘ حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ حضرت طلق میں یہی بات تھی (کہ قرآن پڑھتے تو محسوس ہوتا کہ خشیت الٰہی ان پر غالب ہے)۔ (دارمی)

آداب قرآن

(۳۶۱) حضرت عُبَیْدَہ مُلَیْکِی رضی اللہ عنہ جو آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی ہیں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے اہل قرآن! قرآن سے تکیہ نہ کرو (یعنی اس کی تلاوت اور اس کے حقوق کی ادائیگی سے غافل نہ رہو) اور رات میں اور دن میں پڑھتے رہو جیسا کہ اس کو پڑھنے کا حق ہے اور قرآن کو پھیلاؤ (یعنی اس کی تعلیم کو عام کرو) اسے اچھی آواز کے ساتھ پڑھو اور اس میں غور وفکر کرو تاکہ تمہارا مطلوب (آخرت) حاصل ہو اور اس کا ثواب حاصل ہونے میں جلد بازی نہ کرو (یعنی دنیا ہی میں اس کا اجر حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو) کیوں کہ آخرت میں اس کا بڑا ثواب ہے۔'' (بیہقی)

مختلف قراءتوں اور قرآن کو جمع کرنے کا بیان

(فصل اول)

قرآن سات طریقوں پر اُتارا گیا ہے

(۳۶۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سنا کہ وہ سورۂ فرقان اس طریقہ کے خلاف پڑھ رہے ہیں جس طریقہ کے مطابق میں پڑھتا تھا، اور جس طرح سے مجھے رسولِ خدا ﷺ نے وہ سورت پڑھائی تھی پس قریب تھا کہ میں ان کی طرف جھپٹ پڑوں (یعنی قرأت ختم کرنے سے پہلے ہی میں ان سے لڑ پڑوں مگر) پھر میں نے ان کو اتنی مہلت دی کہ وہ پڑھنے سے فارغ ہوئے، اس کے بعد میں نے ان کی چادر اُن کی گردن میں ڈالی اور

انہیں کھینچتا ہوا رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں نے سنا ہے یہ سورۂ فرقان اس طریقہ کے خلاف پڑھتے ہیں جس طرح سے آپ نے مجھے وہ سورت پڑھائی ہے۔'' آپ نے ارشاد فرمایا ''عمر! انہیں چھوڑ دو۔'' پھر ہشام سے کہا: ''پڑھو۔'' چنانچہ ہشام نے اسی طرح پڑھا جس طرح میں نے انہیں پڑھتے سنا تھا، آنحضرت ﷺ نے (ان کی قراءت سن کر) ارشاد فرمایا: ''یہ سورت اسی طرح اُتاری گئی ہے۔'' پھر مجھ سے ارشاد فرمایا: ''اب تم پڑھو۔'' چنانچہ میں نے پڑھا تو (آپ نے میری قراءت سن کر) ارشاد فرمایا: ''یہ سورت اسی طرح اُتاری گئی ہے۔ یاد رکھو! یہ قرآن سات (۷) طریقوں پر اُتارا گیا ہے لہٰذا ان میں سے جو طریقہ آسان ہو اس کے مطابق پڑھو۔'' (بخاری، مسلم)

ہر قراءت صحیح ہے

(۳۶۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا اور رسولِ خدا ﷺ کو اس شخص کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا تھا، چنانچہ میں اس شخص کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا اور آپ سے صورتِ حال بیان کی (کہ اس شخص کی قراءت آپ کی قراءت سے مختلف ہے) پھر میں نے محسوس کیا کہ (میرے جھگڑنے اور اختلاف کی وجہ سے) آپ کے چہرۂ اقدس پر ناگواری کے آثار نمایاں ہیں، بہر کیف آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم دونوں صحیح اور اچھا پڑھتے ہو (دیکھو) آپس میں اختلاف نہ کرو کیوں کہ وہ لوگ جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں وہ آپس کے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔'' (بخاری)

حضور ﷺ کی تین درخواستیں اور تین مقبول دعائیں

(۳۶۴) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں مسجد میں تھا

کہ ایک شخص وہاں آیا اور نماز پڑھنے لگا اس نے (نماز ہی میں یا نماز کے بعد) ایسی قراءت پڑھی (یعنی ایسے لہجے میں قرآن شریف پڑھا) کہ میں نے اسے درست نہیں سمجھا، پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے پہلے شخص کے برخلاف قراءت پڑھی، جب ہم سب نماز سے فارغ ہو چکے تو رسولِ خدا ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور میں نے عرض کیا: ''حضرت! اس شخص نے ایسی قراءت پڑھی ہے جسے میں نے درست نہیں سمجھا اس کے بعد یہ دوسرا شخص آیا اس نے پہلے شخص کے برخلاف قراءت پڑھی۔'' نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر دونوں کو اپنے سامنے قرآن پڑھنے کا حکم دیا ان دونوں نے پڑھا؛ آپ نے ان دونوں کی قراءت کی تحسین وتوثیق فرمائی؛ پس میرے دل میں تکذیب کا ایسا وسوسہ پیدا ہوا کہ ایامِ جاہلیت میں بھی ایسا وسوسہ اور شبہ پیدا نہیں ہوا تھا جب آنحضرت ﷺ نے میری یہ کیفیت دیکھی، جو مجھ پر طاری تھی، تو آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا (تاکہ اس کی برکت سے وسوسہ ختم ہو جائے) چنانچہ میں پسینہ پسینہ ہوگیا اور خوف کی وجہ سے میری ایسی حالت ہوگئی کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ابی! جب قرآن نازل ہوا تو میرے پاس جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ حکم بھیجا گیا کہ میں ایک طریقہ (یعنی ایک قراءت یا ایک لغت) پر قرآن پڑھوں میں نے بارگاہِ الوہیت میں درخواست کی کہ میری امت پر آسانی فرمائی جائے؛ چنانچہ دوسری مرتبہ مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں دو طریقوں پر قرآن پڑھوں! میں نے پھر درخواست کی کہ میری امت کو مزید آسانی عطا فرمائی جائے؛ چنانچہ تیسری مرتبہ مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں قرآن کریم کو سات طریقوں سے (یعنی سات لغات یا سات قراءتوں کے مطابق) پڑھوں اور یہ بھی ارشاد فرمایا گیا کہ جتنی مرتبہ ہم نے آپ کو حکم دیا ہے اتنی ہی مرتبہ آپ ہم سے دُعا مانگئے ہم اسے قبول کریں گے؛ چنانچہ میں نے دو مرتبہ یہ دعا کی ''اے اللہ میری امت (میں سے کبیرہ گناہ کرنے

والوں) کو بخش دے، اے اللہ! میری امت (میں سے صغیرہ گناہ کرنے والوں) کو بخش دے، اور تیسری دعا میں نے اس دن کے لیے رکھ چھوڑی ہے جس دن مخلوق میری طرف خواہش کرے گی (اور شفاعت کی درخواست کرے گی) یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی (میری طرف خواہش کریں گے)۔'' (مسلم)

تمام قراءتیں احکام میں متفق ہیں

(۳۶۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پہلی مرتبہ مجھے ایک طریقہ پر قرآن پڑھایا، پھر میں نے اپنی امت کی آسانی کے لیے خدا کی طرف مراجعت کی اور میں آسانی میں برابر زیادتی طلب کرتا رہا جس کے نتیجہ میں مجھے زیادہ آسانی حاصل ہوتی رہی یہاں تک کہ سات طریقوں تک نوبت پہنچ گئی۔''

حضرت ابن شہاب زہری (تابعی) فرماتے ہیں: یہ بات مجھ تک پہنچی ہے کہ قراءت کے یہ سات طریقے دینی احکام و امور میں متفق و متحد ہیں، حلال و حرام میں ان سے کوئی اختلاف واقع نہیں ہوتا۔ (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

ہر طریقہ کافی شافی ہے

(۳۶۶) حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان سے ارشاد فرمایا: ''جبرئیل! میں ایک ناخواندہ قوم کی طرف بھیجا گیا ہوں میری قوم میں بوڑھی عورتیں اور بڑے بوڑھے مرد ہیں، لڑکے اور لڑکیاں ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔'' حضرت

جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اے محمد! قرآن کریم سات طرح پر (یعنی سات لغات یا سات قراءتوں) پر اتارا گیا ہے (لہٰذا جسے جو طریقہ آسان معلوم ہو اس کے مطابق قرآن کریم پڑھے) (ترمذی)

احمد اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ بھی کہا: کہ ان سات (۷) میں سے ہر طریقہ شافی اور کافی ہے۔

اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام میرے پاس آئے، جبرئیل علیہ السلام میری دائیں طرف بیٹھ گئے اور میکائیل علیہ السلام میری بائیں طرف، اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ "ایک طریقہ پر قرآن پڑھو۔" یہ سن کر میکائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ "ایک طریقہ سے زیادہ کی درخواست کیجیے، چنانچہ میں زیادتی طلب کرتا رہا اور زیادتی ہوتی رہی یہاں تک کہ سات (۷) قراءتوں تک نوبت پہنچ گئی لہٰذا ان میں سے ہر طریقہ شافی اور کافی ہے۔"

قرآن کو بھیک مانگنے کا ذریعہ مت بناؤ

(۳۶۷) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ ایک مرتبہ ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے جو قرآن کریم پڑھتا تھا اور لوگوں سے بھیک مانگتا تھا۔ حضرت عمران نے (یہ سن کر انتہائی تکلیف کے ساتھ) کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ، پھر انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جو شخص قرآن پڑھے، اسے چاہیے کہ وہ اس کے ذریعہ اللہ ہی سے مانگے اور وہ وقت آنے والا ہے جب لوگ قرآن کریم پڑھیں گے اور اس کے ذریعہ دوسروں کے آگے دستِ سوال دراز کریں گے۔" (احمد، ترمذی)

(فصل سوم)

دنیا کے لیے قرآن پڑھنے والے کا حال

(۳۶۸) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص قرآن کریم پڑھے اور اس کے ذریعہ لوگوں سے کھانا طلب کرے (یعنی قرآن کریم کو دنیاوی فائدہ کے لیے وسیلہ بنائے) وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ صرف ہڈی ہوگا اس پر گوشت نہیں ہوگا۔'' (بیہقی)

بسم اللہ کے بار بار نزول کا مقصد

(۳۶۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک سورت سے دوسری سورت کا فصل اور فرق نہیں پہچانتے تھے، جب تک آپ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل نہیں ہوتی تھی۔ (بوداؤد)

ایک شرابی کا معاملہ

(۳۷۰) حضرت عَلقَمَہ فرماتے ہیں کہ ہم "حِمْص" میں (جو ملک شام کے ایک شہر کا نام ہے) مقیم تھے وہیں ایک مرتبہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف پڑھی، تو ایک شخص نے ان کی قراءت سن کر کہا کہ یہ سورت اس طرح نازل نہیں کی گئی ہے، حضرت ابن مسعود نے فرمایا: ''خدا کی قسم! میں نے یہ سورت اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑھی تھی اور آپ نے اسے سن کر ارشاد فرمایا تھا کہ تم نے خوب پڑھا'' وہ شخص حضرت ابن مسعود سے گفتگو کر رہا تھا کہ اچانک حضرت ابن مسعود نے اس کے منہ سے شراب کی بو محسوس کی، چنانچہ حضرت ابن مسعود نے اس سے کہا: تو شراب پیتا ہے؟ (یعنی قرآن کے خلاف کرتا ہے؟) اور قرآن (کی قراءت) کو

جھٹلاتا ہے؟! پھر حضرت ابن مسعود نے اس پر حد جاری کی (یعنی شراب پینے کی سزا کے طور پر اسے کوڑے مارے) (بخاری، مسلم)

جمعِ قرآن کی تاریخ

(۳۷۱) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن دنوں اہل یمامہ سے جنگ ہوئی انہیں دنوں کی بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے کسی شخص کو میرے پاس مجھے بلانے کے لیے بھیجا، جب میں ان کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ حضرت ابوبکر کے پاس حضرت عمر فاروق بیٹھے ہوئے ہیں، حضرت ابوبکر نے مجھ سے فرمایا: عمر میرے پاس آئے اور کہا: قرآن کے قاریوں کی شہادت کا حادثہ یمامہ کے دن گرم ہوا (یعنی یمامہ کی لڑائی میں بہت سے قاری شہید ہوگئے اس لیے) مجھے خدشہ ہے کہ اگر اسی کثرت سے مختلف جنگوں میں قاریوں کی شہادت ہوتی رہی تو قرآن کا بہت بڑا حصہ جاتا رہے گا لہٰذا مجھے اسی میں بہتری اور مصلحت نظر آتی ہے کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیں، میں نے یہ سن کر حضرت عمر سے کہا: ''تم اس کام کو کس طرح کرو گے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔'' عمر نے کہا: خدا کی قسم! اس کام میں بھلائی اور بہتری ہے۔ عمر نے اس مسئلہ میں برابر مجھ سے گفتگو کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام (یعنی قرآن کو جمع کرنے) کے لیے میرا سینہ کھول دیا اور مجھے بھی وہی مصلحت نظر آئی جو عمر نے دیکھی۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابوبکر نے مجھ سے فرمایا: ''تم ایک سمجھ دار نوجوان مرد ہو (تمہاری نیک بختی اور سعادت کی وجہ سے قرآن کو جمع کرنے اور نقل کرنے کے سلسلہ میں جھوٹ وغیرہ کا) تم پر ہم اتہام نہیں لگا سکتے، نیز تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی لکھا کرتے تھے۔ لہٰذا تم قرآن کو تلاش کرو اور اس کو جمع کرو۔'' حضرت زید نے کہا: ''خدا کی قسم! اگر آپ پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو اٹھا کر منتقل کرنے کی خدمت میرے سپرد کرتے تو یہ خدمت میرے لیے اس خدمت یعنی قرآن جمع کرنے سے زیادہ سخت اور بھاری نہ ہوتی جس کا آپ نے مجھے حکم دیا ہے۔''

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہرکیف میں نے یہ حکم سن کر حضرت ابوبکر صدیق سے عرض کیا: آپ وہ کام کس طرح کریں گے جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا ''خدا کی قسم! اس کام میں بھلائی اور بہتری ہے۔'' حضرت ابوبکر مجھ سے اس سلسلہ میں برابر گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس طرح کھول دیا جس طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا سینہ کھولا تھا۔ چنانچہ میں نے قرآن کو تلاش کر کے جمع کرنا شروع کیا کھجور کی شاخوں سے، سفید پتھروں سے اور لوگوں سے؛ یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کا آخری حصہ ابو خُزَیْمَہ انصاری کے پاس پایا اور یہ حصہ مجھے ان کے سوا اور کسی کے پاس نہیں ملا اور وہ حصہ یہ ہے لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ آخر سورۂ براءت تک پھر وہ صحیفے (جو میں نے جمع اور نقل کئے تھے) حضرت ابوبکر کے پاس ان کی وفات تک رہے پھر ان کے بعد حضرت عمر کے پاس ان کی زندگی تک رہے؛ پھر ان کے بعد حضرت عمر کی صاحبزادی حضرت حفصہ کے پاس رہے (بخاری)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کارنامہ

(۳۷۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حذیفہ بن یَمان حضرت عثمان غنی کی خدمت میں حاضر ہوئے جب اہل شام، اہل عراق کے ساتھ آرمینیہ اور آذر بائیجان کی فتح میں مصروف تھے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو قراءت کے بارے میں لوگوں کے اختلاف نے اضطراب میں اور خوف میں مبتلا کر دیا تھا (کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ لوگ بے محابا آپس میں ایک دوسرے کی قراءت کا انکار کرتے ہیں) چنانچہ انہوں نے (حاضر ہوکر) حضرت عثمان سے عرض کیا ''امیر المومنین! اس امت کو تھامئے اس سے پہلے کہ وہ یہود و نصاریٰ کی طرح کلام اللہ میں اختلاف کرنے لگیں۔'' حضرت عثمان نے ان کی بات سن کر حضرت حفصہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ وہ

صحیفے جو حضرت ابوبکر نے جمع کئے تھے ہمارے پاس بھیج دیجئے ہم ان کونقل کرا کر وہ صحیفے آپ کے پاس بھیج دیں گے، حضرت حفصہ نے وہ تمام صحیفے حضرت عثمان کے پاس بھیج دیئے۔ حضرت عثمان نے انصار میں سے زید بن ثابت کو اور قریش میں سے عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبداللہ بن حارث بن ہشام کو ان صحیفوں کے نقل کرنے پر مامور کیا چنانچہ ان سب نے ان صحیفوں کو مصاحف میں نقل کیا اور حضرت عثمان نے سب حضرات سے فرمایا کہ اگر قرآن کے لغات میں کسی جگہ تم میں اور زید بن ثابت میں اختلاف ہو جائے تو اس کو لغت قریش کے مطابق لکھو کیونکہ کلام اللہ لغت قریش کے مطابق نازل ہوا ہے؛ چنانچہ ان سب نے اس پر عمل کیا، پھر ان حضرات نے جب مصاحف میں وہ صحیفے نقل کر لیے تو حضرت عثمان نے ان صحیفوں کو حضرت حفصہ کے پاس بھیج دیا اور ان مصاحف میں سے جو نقل کئے گئے تھے ایک ایک مصحف (اسلامی مملکت میں) ہر جگہ بھیج دیا، اس کے ساتھ ہی یہ حکم جاری فرمایا کہ ان مصاحف کے علاوہ قرآن کے جو صحیفے یا مصاحف ہیں ان کو جلا دیا جائے۔''

(حدیث کے ایک راوی) حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں کہ زید بن ثابت کے صاحبزادے خارجہ نے مجھے بتایا کہ میں نے اپنے والد حضرت زید بن ثابت کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس وقت ہم قرآن کریم (مصحف عثمانی میں) نقل کر رہے تھے مجھے سورۂ احزاب کی ایک آیت نہیں مل رہی تھی حالانکہ میں رسول خدا ﷺ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا۔ چنانچہ تلاش و جستجو کے بعد ہمیں یہ آیت حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملی۔ اور وہ آیت یہ ہے ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ﴾ چنانچہ ہم نے یہ آیت مصحف میں اس کی سورت (یعنی سورۂ احزاب) کے ساتھ ملا دی۔'' (بخاری)

سورۂ براءت کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ

(۳۷۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان

رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا وجہ پیش آئی کہ آپ نے سورۂ انفال کو جو ''مثانی'' میں سے ہے اور سورت براءت کو جو "مِئِیْن" میں سے ہے پاس پاس رکھا ہے اور دونوں سورتوں کے درمیان ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کی سطر بھی نہیں لکھی، نیز آپ نے سورۂ انفال کو سات لمبی سورتوں کے درمیان رکھا ہے آخر اس کا سبب کیا ہے؟'' حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وقت گزر تا رہتا تھا اور آیتوں والی سورتیں نازل ہوتی رہتی تھیں (یعنی قرآن کی آیتیں حسبِ موقع اور حسبِ ضرورت بتدریج اترتی تھیں) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب قرآن کا کچھ حصہ آپ پر نازل ہوتا تو آپ وحی لکھنے والوں میں سے کسی کو بلاتے اور ارشاد فرماتے: ان آیتوں کو فلاں سورت میں جس میں ایسا اور ایسا ذکر ہے رکھو۔ پھر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو اس کے بارے میں ارشاد فرماتے کہ اسے فلاں سورت میں جس میں ایسا اور ایسا ذکر ہے رکھو، اور سورۂ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو سب سے پہلے مدینہ میں نازل ہوئی ہے جبکہ سورۂ براءت قرآن کا وہ حصہ ہے جو آخر میں نازل ہوا ہے لیکن سورۂ انفال کے مضامین سورۂ براءت کے مضامین سے مشابہت رکھتے ہیں (یعنی دونوں سورتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا بیان ہے) الغرض رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے لیکن ہمیں یہ نہیں بتا گئے کہ سورۂ براءت، سورۂ انفال کا حصہ ہے یا نہیں؟ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ بتانے کی وجہ سے دونوں سورتوں کو پاس پاس رکھا لیکن دونوں کے درمیان ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کی سطر نہیں لکھی اور وہ دونوں سورتیں اکٹھی سات لمبی سورتوں میں رکھ دیں۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

فائدہ: جن سورتوں میں سو (۱۰۰) سے کم آیتیں ہیں ان کو "مَثَانِی" کہا جاتا ہے ـــــ اور جن سورتوں میں سو (۱۰۰) یا سو سے کچھ زائد آیتیں ہیں ان کو "مِئُوْن " یا "مِئِیْن" کہا جاتا ہے۔

دعاؤں کا بیان

(فصل اول)

آنحضرت ﷺ کی شان رحمت

(۳۷۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہر نبی کی ایک دعا قبول کی جاتی ہے چنانچہ ہر نبی نے اپنی دعا کے بارے میں جلدی کی لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھی ہے، پس میری یہ دعا اگر خدا نے چاہا تو میری امت کے ہر اس شخص کو فائدہ پہنچائیگی جو اس حال میں مرا کہ اس نے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو۔'' (مسلم، بخاری)

(۳۷۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی کہ اے میرے پروردگار! میں نے تیری خدمت میں ایک درخواست پیش کی ہے تو مجھے اس کی قبولیت سے نواز اور مجھے ناامید نہ کر، اور وہ درخواست یہ ہے کہ میں ایک انسان ہوں لہذا جس مومن کو میں نے کوئی ایذا پہنچائی ہو بایں طور کہ میں نے اسے برا بھلا کہا ہو یا میں نے اس پر لعنت کی ہو یا میں نے اسے مارا ہو تو ان سب چیزوں کو تو اس مومن کے حق میں رحمت کا سبب اور گناہوں سے پاکی کا ذریعہ اور اپنے قرب کا باعث بنادے، اور تو ان چیزوں کے سبب اس کو قیامت کے دن اپنا قرب نصیب فرما۔ (بخاری، مسلم)

پورے یقین اور رغبت کے ساتھ دعا مانگو

(۳۷۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو یوں نہ کہے: اے اللہ! مجھے بخش دے اگر تو چاہے، مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے، مجھے رزق عطا فرما اگر تو چاہے، بلکہ پورے یقین واعتماد کے ساتھ مانگے (شک وشبہ کا کلمہ مثلاً اگر تو چاہے وغیرہ استعمال نہ کرے) کیوں کہ اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے اس پر کوئی زور زبردستی کرنے والا نہیں''(بخاری)

(۳۷۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو اس طرح نہ کہے ''اے خدا مجھے بخش اگر تو چاہے''، بلکہ بلا کسی شک کے جزم ویقین کے ساتھ اور پوری رغبت کے ساتھ دعا مانگے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جو چیز عطا کرتا ہے وہ اس کے لیے مشکل نہیں ہوتی۔''(مسلم)

تھک کر دعا مانگنا چھوڑ نہ دو

(۳۷۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ گناہ کی یا ناتا توڑنے کی دعا نہیں مانگتا ،اور جب تک جلدی نہیں کرتا۔'' عرض کیا گیا: یارسول اللہ! جلدی کرنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دعا مانگنے والا کہے کہ میں نے دعا مانگی اور یقیناً میں نے دعا مانگی (یعنی بار بار دعا مانگی) لیکن میں نے اسے قبول ہوتے ہوئے نہیں دیکھا؛ پھر تھک کر بیٹھ جائے اور دعا مانگنا چھوڑ دے۔''(مسلم)

غائبانہ دعا قبول کی جاتی ہے

(۳۷۹) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''جو مسلمان بندہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرتا ہے، وہ قبول کی جاتی ہے۔اور دعا کرنے والے کے سر کے قریب ایک فرشتہ متعین کردیا جاتا ہے، جب وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ متعین شدہ فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ! اس کی دعا قبول کر اور (یہ بھی کہتا ہے کہ) تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔'' (مسلم) ۱

مال و اولاد کے لیے بددعا مت کرو

(۳۸۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اپنے لیے بددعا نہ کرو، نہ اپنی اولاد کے لیے بددعا کرو اور نہ اپنے مال (یعنی غلام، لونڈیوں، جانوروں اور دوسرے مال و اسباب) کے لیے بددعا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں اللہ کی طرف سے وہی گھڑی مل جائے جس میں جو چیز مانگی جاتی ہے وہ تمہارے لیے قبول کی جاتی ہے۔'' (مسلم)

(فصل دوم)

دعا عبادت ہے

(۳۸۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دعا عبادت ہے۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ: مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔'' (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

دعا عبادت کا مغز ہے

(۳۸۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دعا

عبادت کا مغز ہے۔" (ترمذی)

اللہ کے نزدیک دعا کی قدرومنزلت

(۳۸۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قدر و قیمت والی کوئی چیز نہیں ہے" (ترمذی، ابن ماجہ)

دعا اور نیکی کی اہمیت

(۳۸۴) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تقدیر کو دعا کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بدلتی اور عمر کو نیکی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بڑھاتی۔" (ترمذی)

دعا ہر بلا سے بچاتی ہے

(۳۸۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بلا شبہ دعا اس بلا کے لیے بھی نافع ہے جو پیش آچکی ہے، اور اس بلا کے لیے بھی نافع ہے جو پیش نہیں آئی؛ لہٰذا اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے لیے ضروری سمجھو۔" (ترمذی)

قبولیت دعا کا مطلب

(۳۸۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص جب دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہی چیز دیتے ہیں جو اس نے مانگی ہے یا اس سے اس کے بقدر برائی روک دیتے ہیں جب تک گناہ کی یا ناتا توڑنے کی دعا نہیں مانگتا (ترمذی)

اللہ سے اس کا فضل مانگو

(۳۸۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ مانگنے کو پسند کرتے ہیں، اور مصیبت کے بعد راحت کا انتظار کرنا بہترین عبادت ہے۔'' (ترمذی)

دعا نہ مانگنے پر اللہ کی ناراضگی

(۳۸۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے (کیوں کہ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنا تکبر اور استغناء کی علامت ہے)'' (ترمذی)

دعا کی فضیلت اور عافیت کی اہمیت

(۳۸۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے جس شخص کے لیے دعا کا دروازہ کھولا گیا (یعنی جس شخص کو پورے آداب و شرائط کے ساتھ بہت دعا مانگنے کی توفیق عطا کی گئی تو سمجھو کہ) اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے (کیوں کہ اس کی دعا کے نتیجہ میں کبھی تو اس کو مانگی ہوئی چیز ملتی ہے اور کبھی مانگی ہوئی چیز کے بدلہ میں اس سے برائی کو دور کر دیا جاتا ہے)
اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز نہیں مانگی گئی جو اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہو عافیت مانگنے سے (یعنی عافیت مانگنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے)'' (ترمذی)

وسعت و فراخی کے زمانہ میں دعا مانگنے کا فائدہ

(۳۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو

شخص چاہتا ہے کہ تنگی اور سختی کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے، وہ وسعت و فراخی کے زمانہ میں بہت دعا کرتا رہے۔" (ترمذی)

کس کی دعا قبول نہیں ہوتی؟

(۳۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے اللہ سے دعا مانگو، اور یاد رکھو! اللہ تعالیٰ غافل اور کھیلنے والے دل کی دعا قبول نہیں کرتا (یعنی اس شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی جس کا دل دعا مانگتے وقت اللہ سے غافل اور غیر اللہ میں مشغول ہو۔") (ترمذی)

دعا کے دو ادب

(۳۹۲) حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس وقت تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو اس سے اپنے ہاتھوں کے اندرونی رُخ کے ذریعہ مانگو، اس سے اپنے ہاتھوں کے اوپر کے رُخ کے ذریعہ نہ مانگو۔" ——— اور حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے اپنے ہاتھوں کے اندرونی رخ کے ذریعہ مانگو، اس سے اپنے ہاتھوں کے اوپر کے رُخ کے ذریعہ نہ مانگو اور جب تم دعا سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیر لو (تاکہ وہ برکت جو ہاتھوں پر اُترتی ہے منہ کو بھی پہنچ جائے") (ابوداؤد)

اللہ بہت حیادار اور بڑے سخی ہیں

(۳۹۳) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تمہارا پروردگار بہت حیامند ہے (یعنی وہ حیامندوں کا سا معاملہ کرتا ہے) اور بڑا سخی ہے، وہ اپنے بندہ سے حیا کرتا ہے کہ اسے خالی ہاتھ واپس کرے جب اس کا بندہ اس

کی طرف (دعا کے لیے) اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتا ہے۔'' (ترمذی، ابوداؤد، بیہقی)

دعا کا ایک ادب

(۳۹۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تو اس وقت تک ان کو نہ رکھتے جب تک اپنے منہ پر نہ پھیر لیتے (ترمذی)

جامع دعائیں مانگو

(۳۹۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان دعاؤں کو پسند فرماتے تھے جو جامع ہیں اور ان دعاؤں کو چھوڑ دیتے تھے جو جامع نہیں ہیں (ابوداؤد)

بہت جلد قبول ہونے والی دعا

(۳۹۶) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''بہت جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو غائب، غائب کے لیے کرے'' (ترمذی، ابوداؤد)

نیک لوگوں سے دعا کی درخواست کرو

(۳۹۷) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی تو آپ نے مجھے اجازت عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''اے میرے چھوٹے بھائی اپنی دعا میں ہمیں بھی شریک کر لینا اور دعا کے وقت ہمیں نہ بھولنا۔'' حضرت عمر فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کلمہ ارشاد فرمایا کہ اگر اس کے بدلہ میں مجھے تمام دنیا بھی دے دی جائے تو مجھے خوشی نہ ہوگی۔ (ابوداؤد)

تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی

(۳۹۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین شخص ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی۔ (۱) روزے دار کی دعا جب افطار کرتا ہے (۲) اور انصاف کرنے والے سردار کی دعا (۳) اور مظلوم کی دعا، اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو بادلوں کے اوپر اٹھالیتا ہے اور اس کی دعا کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پروردگار فرماتا ہے: ''قسم ہے میری عزت کی! میں تیری مدد ضرور کروں گا اگر چہ کچھ مدت کے بعد ہو (یعنی تیرا حق ضائع نہیں کروں گا، اور تیری دعا رد نہیں کروں گا اگر چہ مدت دراز گزر جائے'' (ترمذی)

فائدہ: یہاں خاص طور پر یہ بات یاد رہنی چاہئے کہ روزے دار کی دعا جو افطار کے وقت ہوتی ہے وہ ضرور قبول ہوتی ہے، لہٰذا افطار سے متصل مختصر اور انفرادی دعا مانگنی چاہئے، اجتماعی دعا سے اجتناب کرنا چاہئے۔

تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں

(۳۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تین (۳) دعائیں قبول کی جاتی ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ایک تو باپ کی دعا، دوسری مسافر کی دعا اور تیسری مظلوم کی دعا۔'' (ترمذی، ابوداوٗد، ابن ماجہ)

(فصل سوم)

ہر حاجت اللہ سے مانگو

(۴۰۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے ہر شخص کو اپنی تمام حاجتیں اپنے پروردگار سے مانگنی چاہئیں، یہاں تک کہ اگر اس کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسے بھی خدا سے مانگے۔'' (ترمذی)

اور ایک مرسل روایت میں یوں ہے ''یہاں تک کہ نمک بھی اس سے مانگے، اور

جب جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی خدا سے مانگے''۔

دعا کے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے؟

(۴۰۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم (کبھی) دعا کے وقت اپنے ہاتھوں کو اتنا اُٹھاتے تھے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی۔ (بیہقی)

(۴۰۲) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ (اکثر و بیشتر) اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے سرے اپنے مونڈھوں کے برابر رکھتے اور دعا مانگتے۔ (بیہقی)

دعا کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیرلو

(۴۰۳) حضرت سائب بن یزید اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھاتے تو اپنے منہ پر دونوں ہاتھوں کو پھیرتے (بیہقی)

دعا، استغفار اور انتہائی عاجزی کے آداب

(۴۰۴) حضرت عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ''سوال (یعنی دعا) کرنے کا ادب (پسندیدہ طریقہ) یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے مونڈھوں کے برابر یا ان کے قریب تک اُٹھاؤ، اور استغفار کا ادب یہ ہے کہ تم اپنی انگلی کے ذریعہ اشارہ کرو، اور دعا میں انتہائی عاجزی اور مبالغہ کرنا یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو دراز کرو (یعنی اتنے اُٹھاؤ کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگے)'' اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس نے فرمایا: انتہائی عاجزی کرنا اس طرح ہے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ان کی پشت کو اپنے چہرہ کی طرف کیا۔ (ابوداؤد)

دعا کے وقت ہاتھوں کو بہت اونچا اٹھانا بدعت ہے

(۴۰۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ "تمہارا اپنے ہاتھوں کو (بہت زیادہ) اُٹھانا بدعت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس پر یعنی سینہ سے اوپر نہیں اُٹھاتے تھے۔" (احمد)

پہلے اپنے لیے دعا مانگو پھر دوسروں کے لیے

(۴۰۶) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کا ذکر کرتے، پھر اس کے لیے دعا (کرنے کا ارادہ) کرتے تو پہلے اپنے لیے دعا کرتے (اس کے بعد اس شخص کے لیے دعا کرتے)۔ (ترمذی)

دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کیا عطا فرماتے ہیں؟

(۴۰۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو بھی مسلمان ایسی دعا مانگتا ہے جس میں نہ گناہ کی طلب ہے نہ (رشتہ) ناتا توڑنے کی، تو اللہ تعالیٰ اسے اس دعا کے نتیجے میں تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور دیتا ہے یا تو جلد ہی اس کا مطلوب عطا فرماتا ہے، یا اس کے لیے اس دعا کو ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے، یا اسے اس کی دعا کے بقدر برائی سے بچاتا ہے۔" صحابہ نے یہ سن کر عرض کیا "یا رسول اللہ! اب تو ہم بہت زیادہ دعائیں مانگیں گے (کیوں کہ ہمیں دعا کے بڑے فائدے معلوم ہوگئے)۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ کا فضل بہت زیادہ ہے۔" (احمد)

پانچ مقبول دعائیں

(۴۰۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے

ارشاد فرمایا ''پانچ دعائیں قبول کی جاتی ہیں (۱) مظلوم کی دعا یہاں تک کہ وہ (ظالم سے اپنے ہاتھ سے یا اپنی زبان کے ذریعہ) بدلہ لے لے (۲) حاجی کی دعا یہاں تک کہ وہ اپنے شہر اور اپنے اہل وعیال کے پاس واپس آجائے (۳) جہاد کرنے والے کی دعا، یہاں تک کہ وہ جہاد سے فارغ ہوکر بیٹھ جائے (۴) مریض کی دعا یہاں تک کہ وہ اچھا ہوجائے (۵) ایک بھائی کی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا۔'' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ان دعاؤں میں سب سے جلد قبول ہونے والی ایک بھائی کی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا ہے'' (بیہقی)

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا بیان

(فصل اول)

ذکر کے فضائل

(۴۰۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ دونوں راوی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب بھی کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتی ہے تو ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے، ان پر سکینہ کا نزول ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنے پاس والوں (یعنی مقرب فرشتوں) میں کرتا ہے۔'' (مسلم)

کثرت ذکر کی فضیلت

(۴۱۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا ﷺ مکہ کے راستہ پر چلے جارہے تھے کہ ایک پہاڑ کے پاس سے گزرے جس کا نام جُمدان تھا

آپ نے اس وقت ارشاد فرمایا ''چلے چلو یہ جُمدان ہے، مُفرِّدُون سبقت لے گئے۔'' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مُفرِّدُون کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنے والے مرد، اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنے والی عورتیں'' (مسلم)

اللہ کو یاد کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال

(۴۱۱) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے اور جو شخص اپنے پروردگار کو یاد نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ شخص اور مردہ شخص کی سی ہے۔'' (بخاری، مسلم)

ذکر کی برکت

(۴۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: میں اپنے بندہ کے گمان کے قریب ہوں جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے (یعنی میں بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں، اگر بندہ معافی کی امید رکھتا ہے تو معاف کرتا ہوں اور عذاب کا گمان رکھتا ہے تو عذاب دیتا ہوں) اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے، تو میں اس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو اس کی جماعت سے بہتر ہے۔'' (بخاری، مسلم)

نیکی کا ثواب اور اطاعت کا فائدہ

(۴۱۳) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اس کو اس جیسی دس نیکیوں کے برابر ثواب ملتا

ہے اور اس سے زیادہ بھی دیتا ہوں، اور جو شخص کوئی برائی کرتا ہے اس کو اسی برائی کے برابر سزا ملتی ہے یا میں اسے معاف کر دیتا ہوں۔ اور جو شخص اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعہ ایک بالشت میری طرف آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف آتا ہوں (یعنی میں اس کی توجہ و التفات سے کہیں زیادہ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھولتا ہوں) اور جو شخص میری طرف ایک ہاتھ آتا ہے میں اس کی جانب دونوں ہاتھوں کے پھیلانے کے بقدر بڑھتا ہوں، اور جو شخص میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں، اور جو شخص زمین کے برابر گناہ لے کر مجھ سے ملے گا بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں اس سے زمین کے برابر مغفرت لیکر ملوں گا۔'' (مسلم)

اللہ کے ولی کے فضائل

(۴۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس سے لڑائی کا اعلان کرتا ہوں، اور میرا بندہ میرا قرب حاصل نہیں کرتا کسی چیز کے ذریعہ جو میرے نزدیک ان چیزوں سے زیادہ محبوب ہو جو میں نے اس پر فرض کی ہیں، اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ برابر میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اسے اپنا دوست بنا لیتا ہوں، اور جب میں اسے اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو میں اس کی سماعت (کان) بن جاتا ہوں وہ اسی کے ذریعہ سنتا ہے، میں اس کی بینائی (آنکھ) بن جاتا ہوں وہ اسی کے ذریعہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں وہ اسی کے ذریعہ پکڑتا ہے، میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں وہ اسی کے ذریعہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اور وہ برائیوں اور مکروہات سے میری پناہ چاہتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں، اور جس کام کو میں کرتا ہوں اس میں ایسا تردد اور توقف

نہیں کرتا جیسا مومن بندہ کی جان قبض کرنے میں تردد کرتا ہوں کیوں کہ وہ موت کو پسند نہیں کرتا حالانکہ اس کی ناپسندیدگی کو میں ناپسند کرتا ہوں اور موت سے کسی حال میں مفر نہیں ہے۔" (بخاری)

اللہ کا ذکر کرنے والوں کے فضائل

(۴۱۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی فرشتے (مسلمانوں کے) راستوں میں پھرتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے ہیں (تا کہ ان سے ملیں اور ان کا ذکر سنیں) چنانچہ جب وہ ان لوگوں کو جو ذکر الٰہی میں مشغول ہیں پالیتے ہیں، تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ اپنے مطلوب کی طرف جلد آؤ!" آنحضرت نے ارشاد فرمایا "اس کے بعد وہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ان فرشتوں سے ان کا پروردگار ان لوگوں کے بارے میں پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ حالانکہ پروردگار ان فرشتوں سے کہیں زیادہ ان لوگوں کے بارے میں جانتا ہے۔"

آپ نے ارشاد فرمایا "فرشتے جواب دیتے ہیں وہ تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیری بڑائی بیان کرتے ہیں، تیری تعریف کرتے ہیں اور بزرگی وعظمت کے ساتھ تجھے یاد کرتے ہیں۔" آپ نے ارشاد فرمایا "پھر اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔" آپ نے ارشاد فرمایا "اس کے جواب میں فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں خدا کی قسم! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے۔" آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے کہتا ہے کہ اچھا اگر وہ مجھے دیکھتے تو پھر ان کی کیفیت کیا ہوتی؟" آپ نے ارشاد فرمایا "فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھتے تو پھر وہ تیری خوب عبادت کرتے، بزرگی اور عظمت کے ساتھ تجھے بہت یاد کرتے، اور تیری بہت زیادہ

پاکی بیان کرتے،" آپ نے ارشاد فرمایا "پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ وہ بندے مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں" آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟" آپ نے ارشاد فرمایا "فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں اے پروردگار! خدا کی قسم! انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا ہے۔" آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے: اچھا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟" آپ نے ارشاد فرمایا "فرشتے جواب دیتے ہیں اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو جنت کے لیے ان کی حرص کہیں زیادہ ہوتی، اس کے لیے ان کی خواہش وطلب اور زیادہ ہوتی، اور اس کی طرف ان کی رغبت بہت زیادہ ہوتی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے: اچھا وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟" آپ نے ارشاد فرمایا "فرشتے جواب دیتے ہیں وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔" آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں، نہیں ہمارے پروردگار! خدا کی قسم! انہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا ہے۔" آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو پھر ان کی کیفیت کیا ہوتی؟" آپ نے ارشاد فرمایا "فرشتے جواب دیتے ہیں اگر انہوں نے دوزخ کو دیکھ لیا ہوتا تو وہ اس سے بہت ہی بھاگتے (یعنی ان چیزوں سے بہت ہی دور رہتے جو دوزخ میں ڈالے جانے کا سبب بنتی ہیں) اور ان کے دل اور زیادہ ڈرنے والے ہوتے" آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا۔" آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "(یہ سن کر) ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں شخص ذکر کرنے والوں میں سے نہیں ہے؛ وہ اپنے کسی کام کے لیے آیا تھا (پھر وہیں ذکر کرنے والوں کے پاس بیٹھ گیا اس لیے وہ اس مغفرت کا مستحق نہیں) اللہ تعالیٰ

اس سے فرماتا ہے کہ یہ ایسی مجلس والے ہیں کہ ان کا ہم نشین بے نصیب نہیں ہوتا۔“ (بخاری)

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ کے کتنے ہی فرشتے گھومنے اور پھرنے والے ہیں جو حفاظت کرنے اور اعمال لکھنے والوں کے علاوہ ہیں؛ چنانچہ وہ فرشتے ذکر کی مجلسیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں جب وہ کسی ایسی مجلس کو پالیتے ہیں جس میں ذکر ہوتا ہے تو وہ اس میں بیٹھ جاتے ہیں اور وہ فرشتے آپس میں ایک دوسرے کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں یہاں تک کہ ذکر کرنے والوں اور آسمان دنیا کے درمیان کو فرشتے بھر دیتے ہیں۔ جب ذکر سے فراغت کے بعد مجلس برخاست ہوجاتی ہے تو وہ فرشتے اوپر چڑھتے ہیں اور آسمان پر پہنچ جاتے ہیں۔“

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے تم کہاں سے آئے ہو؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں خوب جانتا ہے (کہ وہ کہاں سے آئے ہیں؟) فرشتے کہتے ہیں ہم تیرے ایسے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین میں تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیرا کلمہ پڑھتے ہیں تجھے بزرگی وعظمت کے ساتھ یاد کرتے ہیں، اور تجھ سے مانگتے ہیں، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں پروردگار! ۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟...... نیز فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ بھی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تیری آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے میری آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: نہیں! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیتے تو پھر ان کی کیا کیفیت ہوتی؟...... نیز فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے بخشش بھی طلب کرتے ہیں۔“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان کو بخش دیا۔ میں

نے ان کو وہی چیز عطا کی جو انہوں نے مانگی (یعنی جنت) اور میں نے ان کو اس چیز سے پناہ دی جس سے انہوں نے پناہ مانگی (یعنی آگ سے)'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''فرشتے یہ سن کر عرض کرتے ہیں: پروردگار! ان میں فلاں بندہ تو بہت ہی گنہگار ہے، وہ تو وہاں سے گزر رہا تھا کہ ان کے پاس بیٹھ گیا۔'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اسے بھی بخش دیا، (کیونکہ) یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بے نصیب نہیں ہوتا۔''

خوف کی گھڑی اور غفلت کی گھڑی

(۴۱۶) حضرت حَنظَلَه بن رُبَیع اُسَیدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق کی ملاقات ہوئی تو وہ مجھ سے پوچھنے لگے ''کہو حنظلہ! تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: ''حنظلہ تو منافق ہو گیا۔'' حضرت ابوبکر نے کہا: ''سبحان اللہ!! حنظلہ! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟'' میں نے کہا: جب ہم رسولِ خدا ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور جس وقت آپ ہمیں دوزخ کے عذاب سے ڈراتے ہیں، اور جنت کی نعمتوں کی بشارت سناتے ہیں، تو اس وقت ایسا محسوس ہوتا ہے گویا ہم جنت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں مگر جب ہم رسولِ خدا ﷺ کی صحبت سے جدا ہوتے ہیں، اور اپنی بیویوں، اپنی اولاد اور اپنی زمینوں اور اپنے باغات میں مشغول ہوتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں'' ابوبکر نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم بھی اسی حالت کو پہنچے ہوئے ہیں۔'' (یعنی ہمارا بھی یہی حال ہے) اس کے بعد میں اور حضرت ابوبکر دونوں چلے یہاں تک کہ ہم رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔'' آنحضرت ﷺ نے پوچھا: اس کا سبب کیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہمیں دوزخ اور جنت (کے حالات بتا کر) نصیحت کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا

ہے گویا ہم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں مگر جب ہم آپ کے پاس سے اٹھ جاتے ہیں اور اپنی بیویوں، اپنی اولاد اور اپنی زمینوں اور اپنے باغات میں مشغول ہوتے ہیں تو ہم نصیحت کی بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔'' یہ سن کر رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم پر ہمیشہ وہی کیفیت طاری رہے جو میری صحبت اور حالت ذکر میں تم پر ہوتی ہے (یعنی تم ہر وقت صاف دل اور اللہ سے ڈرنے والے رہو) تو یقیناً فرشتے تم سے تمہارے بچھونوں پر اور تمہاری راہوں میں مصافحہ کریں، لیکن اے حنظلہ! یہ (خوف کی) گھڑی ہے اور وہ (غفلت کی) گھڑی ہے۔'' اور آپ نے یہ (آخری بات) تین مرتبہ بیان فرمائی (مسلم)

(فصل دوم)

ذکر خدا کی فضیلت

(۴۱۷) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسولِ خدا ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسے عمل سے آگاہ نہ کردوں جو تمہارے اعمال میں بہت بہتر، تمہارے بادشاہ کے نزدیک بہت پاکیزہ، تمہارے درجات میں بہت بلند، اور تمہارے لیے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے، اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمنوں (یعنی کفار) سے ملو، اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟'' صحابہ نے عرض کیا: ضرور بتایئے وہ کون سا عمل ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا ''خدا کا ذکر'' (مالک، احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

کون شخص بہتر ہے اور کونسا عمل بہتر ہے؟

(۴۱۸) حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی

کریم ﷺ کی خدمت میں ایک دیہاتی آیا اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! کون شخص بہتر ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا ''خوش بختی ہے اس شخص کے لیے (یعنی وہ شخص بہتر ہے) جس کی عمر دراز ہوئی اور اس کے اعمال نیک ہوئے۔'' اس نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! کون سا عمل بہتر ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا ''یہ کہ جب تم دنیا سے جدا ہوتو تمہاری زبان خدا کے ذکر سے تر ہو'' (ترمذی، احمد)

ذکر کی مجلسیں جنت کے باغات ہیں

(۴۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم جنت کے باغات میں سے گزرو تو پھل کھالیا کرو۔'' (یعنی اللہ کا ذکر کرلیا کرو) صحابہ نے عرض کیا کہ جنت کے باغات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''ذکر کے حلقے۔'' (ترمذی)

جو مجلس ذکر سے خالی ہو وہ قابل حسرت ہے

(۴۲۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں اللہ کو یاد نہ کرے تو اس کا بیٹھنا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے حسرت اور ٹوٹے کی بات ہوگی، اور جو شخص اپنی خوابگاہ میں لیٹے اور اس میں اللہ کو یاد نہ کرے تو یہ اللہ کی طرف سے اس کے لیے حسرت اور ٹوٹے کی بات ہوگی'' (ابوداؤد)

(۴۲۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو لوگ کسی ایسی مجلس سے اٹھیں جس میں خدا کا ذکر نہ کیا ہو تو وہاں سے ان کا اُٹھنا مردار گدھے (کا گوشت کھا کر اٹھنے) کی طرح ہے اور ان پر حسرت وافسوس ہے'' (ابوداؤد)

(۴۲۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

''جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہاں نہ تو اللہ کا ذکر کریں؛ نہ اپنے نبی (ﷺ) پر درود بھیجیں تو وہ مجلس ان کے لیے باعث افسوس ہوگی، چاہے اللہ تعالیٰ انہیں عذاب میں مبتلا کرے چاہے انہیں بخش دے۔'' (ترمذی)

مفید اور غیر مفید کلام

(۴۲۳) حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ابن آدم کا ہر کلام اس کے لیے وبال ہے علاوہ اس کلام کے جو امر بالمعروف (نیکی کی تاکید و تعلیم کرنے) یا نہی عن المنکر (برائی سے بچنے کی تلقین) یا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے ہو'' (ترمذی، ابن ماجہ)

غیر مفید کلام کی مضرت

(۴۲۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ذکر اللہ کے علاوہ زیادہ کلام نہ کرو کیوں کہ ذکر اللہ کے علاوہ کلام کی کثرت دل کی سختی کا باعث ہے، اور یاد رکھو! آدمیوں میں اللہ سے بہت دور وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہے۔'' (ترمذی)

کون سا مال بہتر ہے؟

(۴۲۵) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ الآية﴾ (جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں الخ) تو ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ کسی سفر میں تھے (یہ آیت سن کر) بعض صحابہ نے کہا کہ سونے اور چاندی کے بارے میں تو یہ آیت نازل ہوئی، (اور ہمیں ان چیزوں کا حکم اور ان کی مذمت معلوم ہوئی) کاش ہمیں یہ معلوم ہو جاتا کہ (سونے اور چاندی کے

علاوہ) کون سا مال بہتر ہے تا کہ ہم اسے جمع کریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''خدا کا ذکر کرنے والی زبان، شکر ادا کرنے والا دل اور مسلمان بیوی جو اپنے شوہر کو دین (کے کاموں) پر ابھارتی رہتی ہے (بہترین مال ہے)۔'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

(فصل سوم)

اہل ذکر کی فضیلت

(۴۲۶) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت امیر معاویہ ایک حلقہ کے پاس تشریف لائے جو مسجد میں تھا، پھر انہوں نے حلقہ والوں سے پوچھا: ''تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''ہم یہاں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔'' حضرت امیر معاویہ نے کہا: ''بخدا (کیا) تمہیں خدا کے ذکر ہی نے یہاں بٹھایا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''خدا کی قسم! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں صرف خدا کے ذکر ہی نے یہاں بٹھایا ہے۔'' حضرت معاویہ نے کہا ''دیکھو! میں نے تم پر تہمت رکھنے کے لیے (یعنی جھوٹا سمجھ کر) تمہیں قسم نہیں دی (بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں قسم کھلوائی ہے) پھر حضرت معاویہ نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کم نقل کرنے کے سلسلہ میں میرے برابر کوئی نہیں تھا۔ (یعنی میں احتیاطاً بہت کم احادیث روایت کیا کرتا تھا کہ کہیں کوئی کمی و زیادتی نہ ہو جائے) اس کے بعد حضرت معاویہ نے کہا: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ایک حلقہ کے پاس تشریف لائے، پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ یہاں تم کو کس چیز نے بٹھایا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: ''ہم یہاں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کی اس بات پر تعریف کرنے کے لیے بیٹھے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت بخشی، اور اس کے ذریعہ ہم پر احسان کیا۔''

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بخدا (کیا) تمہیں صرف اسی چیز نے یہاں بٹھایا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: ''خدا کی قسم! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں اسی چیز نے یہاں بٹھایا ہے۔'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دیکھو میں نے تم پر جھوٹ کی تہمت رکھنے کے لیے تم سے قسم نہیں کھلوائی بلکہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ عزوجل اپنے فرشتوں کے سامنے تمہاری وجہ سے فخر کرتا ہے۔'' (مسلم)

خدا کے ذکر سے ہمیشہ زبان تر رکھو

(۴۲۷) حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! اسلام کے احکام (یعنی نوافل) مجھ پر بہت ہو گئے ہیں (یعنی نوافل اتنے زیادہ ہیں کہ میں ان کی ادائیگی سے معذور ہوں) اس لئے آپ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتا دیجئے کہ میں اس کو مضبوطی سے تھام لوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہمیشہ تر (یعنی جاری) رہنی چاہئے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

کون سا بندہ بہتر اور افضل ہے؟

(۴۲۸) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا بندہ بہتر اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بلند درجہ والا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔'' عرض کیا گیا: ''یا رسول اللہ! کیا یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں سے بھی افضل اور بلند مرتبہ ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا اگر کوئی شخص کفار اور مشرکین میں اپنی تلوار چلائے یہاں تک کہ وہ تلوار ٹوٹ جائے؛ اور وہ خون سے رنگین ہو جائے (یعنی شہید ہو جائے) پھر بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے کا درجہ اس شخص سے بہتر ہے'' (احمد، ترمذی)

شیطان کو ہٹانے کا طریقہ

(۴۲۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''شیطان انسان کے دل سے چپکا رہتا ہے جب وہ دل سے اللہ کو یاد کرتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے، تو شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔'' (بخاری)

غافلوں کے درمیان خدا کا ذکر کرنے والے کی مثالیں

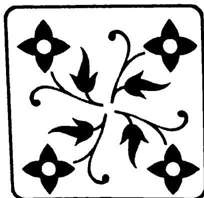
(۴۳۰) حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: غافلوں کے درمیان خدا کا ذکر کرنے والا، بھاگنے والوں کے پیچھے لڑنے والے کے مانند ہے (یعنی اس شخص کے مانند ہے جو میدان کارزار میں اپنے لشکر کے بھاگ کھڑے ہونے کے بعد تنہا کافروں کے مقابلہ میں ڈٹا رہا) نیز غافلوں کے درمیان خدا کا ذکر کرنے والا خشک درخت میں سرسبز شاخ کے مانند ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ''سرسبز وشاداب درخت کے مانند ہے۔'' اور خدا کا ذکر کرنے والا اندھیرے گھر میں چراغ کے مانند ہے، اور غافلوں میں خدا کا ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس کی زندگی ہی میں جنت میں اس کی جگہ دکھلاتا ہے۔ اور غافلوں میں خدا کو یاد کرنے والے کے لیے ہر فصیح اور غیر فصیح (یعنی تمام انسانوں اور چوپایوں) کی گنتی کے بقدر گناہ بخشے جاتے ہیں'' (رزین)

ذکر کے چند فضائل وفوائد

(۴۳۱) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''بندہ نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جو ذکر اللہ سے زیادہ اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والا ہو'' (مالک، ترمذی، ابن ماجہ)

(۴۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میرے ذکر کے لئے اپنے دونوں ہونٹ ہلاتا ہے، تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں (یعنی میں اس کا مددگار ہوتا ہوں اس کو توفیق دیتا ہوں اور اس پر رحمت ورعایت کرتا ہوں)۔" (بخاری)

(۴۳۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "ہر چیز کے لئے صفائی ہے اور قلوب کی صفائی خدا کا ذکر ہے اور کوئی چیز ذکرِ الٰہی سے زیادہ خدا کے عذاب سے نجات دلانے والی نہیں ہے" صحابہ نے عرض کیا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی ایسی چیز نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا "نہیں! اگرچہ وہ (مجاہد) اپنی تلوار اتنی چلائے کہ ٹوٹ جائے۔" (بیہقی)



جہاد کا بیان

(فصل اول)

جہاد کی فضیلت

(۴۳۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ اس شخص کو جنت میں داخل کرے خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے، خواہ اپنے وطن میں جہاں پیدا ہوا ہے بیٹھا رہے، صحابہ نے عرض کیا: ''کیا لوگوں کو ہم یہ خوشخبری نہ سنا دیں؟'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' (لیکن جہاد کی یہ فضیلت بھی سن لو کہ) جنت میں سو (۱۰۰) درجے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے تیار کیا ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور ہر دو درجوں کا درمیانی فاصلہ اتنا ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔ لہٰذا جب تم اللہ سے (جہاد پر بلند درجہ) مانگو تو فردوس کو مانگو کیوں کہ وہ (فردوس) جنت کے تمام درجات میں سب سے بہتر و افضل ہے، اور سب سے بلند پایہ جنت ہے اور اس کے اوپر خدا کا عرش ہے (گویا وہ عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہے) اور وہیں سے جنت کی نہریں بہتی ہیں'' (بخاری)

راہ خدا میں جہاد کرنے والے کا حال

(۴۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا حال ایسا ہے جیسا روزہ رکھنے والے، نماز پڑھنے والے اور اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرنے والے کا ہے، جو روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے سے کبھی نہیں تھکتا، یہاں تک کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا اپنے گھر واپس آجائے۔'' (بخاری ومسلم)

جہاد کا اجر وثواب

(۴۳٦) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلا اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہوگیا، اس کو (جہاد کے لیے) مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کے علاوہ اور کسی چیز نے نہیں نکالا (یعنی اس کا جہاد میں جانا دکھاوے سنانے کے لیے یا دنیا کی طلب وخواہش کے پیش نظر نہیں بلکہ وہ محض میری رضا وخوشنودی طلب کرنے کے لیے نکلا ہے) تو میں اس کو آخرت کے اجر وثواب کے ساتھ یا مالِ غنیمت کے ساتھ واپس کروں گا، یا (اگر شہید ہوگیا تو) میں اس کو جنت میں داخل کروں گا'' (بخاری ومسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبۂ جہاد اور شوق شہادت

(۴۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مجھے یہ خوف ولحاظ نہ ہوتا کہ بہت سے مسلمان (جو مفلس ونادار ہیں) وہ اس بات سے خوش نہیں ہوں گے کہ وہ مجھ سے پیچھے اور مجھ سے جدا رہیں، اور میں اتنی سواریاں نہیں پاتا جن پر ان

سب کو سوار کر دوں تو میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کسی بھی لشکر سے پیچھے نہ رہتا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری خواہش وتمنا یہی ہے کہ میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں (یعنی بار بار مارا جاؤں تاکہ ہر بار نیا ثواب پاؤں۔)'' (بخاری ومسلم)

دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر چیز

(۴۳۸) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ کی راہ میں ایک دن کی چوکیداری کرنا دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے'' (بخاری ومسلم)

(۴۳۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ایک صبح کو یا ایک شام کو خدا کی راہ میں (جہاد کی غرض سے) جانا، دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے۔'' (بخاری ومسلم)

راہ خدا میں چوکیداری کرنے کا اجر وثواب

(۴۴۰) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''راہِ خدا میں ایک دن اور ایک رات کی چوکیداری کرنا ایک مہینے کے روزے اور شب بیداری سے بہتر ہے، اور اگر وہ چوکیدار (اس خدمت کی انجام دہی کے دوران) مرجائے تو اس کے اس عمل کا ثواب جس پر وہ (اپنی زندگی میں) عامل تھا، جاری رہتا ہے (یعنی اپنی زندگی میں وہ جس نیک عمل پر عامل تھا اس کا ثواب اس کو مرنے کے بعد بھی ہمیشہ پہنچتا رہے گا) اور اس کے لیے (جنت کے طعام وشراب سے اس کا) رزق جاری کر دیا جاتا ہے اور وہ قبر کے فتنے سے محفوظ رہتا ہے'' (مسلم)

جہاد میں شرکت کی فضیلت

(۴۴۱)حضرت ابو عَبْس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس بندے کے پاؤں خدا کی راہ (یعنی جہاد) میں گرد آلود ہو جاتے ہیں اس کو (دوزخ کی) آگ نہیں چھوتی۔“ (بخاری)

جہاد میں دشمن کو قتل کرنے کا اجر و ثواب

(۴۴۲)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”کافر اور اس کو مارنے والا (مسلمان) کبھی بھی دوزخ میں یک جا نہیں ہو سکتے“ (مسلم)

بہترین زندگی

(۴۴۳)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسانی زندگی میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو خدا کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ لے اور جب کسی کی خوفزدہ آواز یا فریاد کرنے والے کی آواز سنے تو عجلت کے ساتھ گھوڑے کی پشت پر سوار ہو جائے اور (اس خوفزدہ یا فریادرس کی آواز کی طرف) دوڑتا ہوا چلا جائے اور اپنی موت کو یا اس جگہ کو تلاش کرتا پھرے جہاں موت کا گمان ہو (یعنی جب وہ کسی کی خوفزدہ چیخ و پکار یا فریاد و مدد چاہنے والے کی آواز سنے تو عجلت کے ساتھ چل پڑے اور اس آواز کو تلاش کرتا پھرے تاکہ موقع پر پہنچ کر فریاد کرنے والے کی مدد کرے اور اس بات سے نہ ڈرے کہ کہیں مجھے اپنی زندگی سے ہاتھ نہ دھونا پڑے)

یا بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو کچھ بکریوں کے ساتھ ان پہاڑوں میں سے کسی

پہاڑ کی چوٹی پر یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں رہتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور (اگر بکریاں حد نصاب کو پہنچتی ہیں تو) ان کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی عبادت و بندگی میں مشغول رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو موت آجائے اور یہ شخص انسانوں کا شریک نہیں ہے مگر بھلائی میں (یعنی لوگوں کے شر سے بچتا ہے اور صرف ان کی بھلائی میں شریک رہتا ہے) (مسلم)

مجاہد کی مدد کرنے کا اجر وثواب

(۴۴۴) حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس شخص نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا سامان درست کیا اس نے (گویا) جہاد کیا (یعنی وہ بھی جہاد کرنے والوں کے حکم میں داخل ہے اور جہاد کے ثواب میں شریک ہے) اور جو شخص کسی غازی ومجاہد کا اس کے اہل وعیال کے لیے نائب وخلیفہ بنا (یعنی جو شخص کسی غازی ومجاہد کے جہاد میں چلے جانے کے بعد اس کے اہل وعیال کا خدمت گذار رہا) اس نے (بھی گویا) جہاد کیا۔" (بخاری ومسلم)

مجاہد کے اہل وعیال میں خیانت کرنا

(۴۴۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مجاہدین کی عورتوں کی عزت وحرمت (گھروں میں) بیٹھنے والوں (یعنی جہاد کے لیے نہ جانے والوں) پر اسی طرح لازم ہے جس طرح خود ان کی ماؤں کی عزت و حرمت ان پر لازم ہے لہٰذا (یاد رکھو!) بیٹھنے والوں (یعنی جہاد میں نہ جانے والوں) میں سے جو شخص کسی مجاہد کا اس کے اہل وعیال کے لیے نائب وخلیفہ بنا (یعنی ان کا نگراں بنا) پھر اس نے اس (مجاہد) کے اہل وعیال (کی عزت وآبرو) میں خیانت کی تو اس کو قیامت کے دن اس مجاہد کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد اس کے (نیک

اعمال میں سے جس قدر چاہے گا لے لیگا، ایسی حالت میں تمہارا کیا خیال ہے؟'' (کہ وہ مجاہد اس کے کتنے نیک اعمال لے لیگا؟!) (مسلم)

راہ خدا میں خرچ کرنے کا اجر وثواب

(۴۴۶) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن دربارِ نبوت میں) ایک شخص نکیل پڑی ہوئی اونٹنی لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا: یہ اللہ کی راہ کے لیے ہے (یعنی میں اس اونٹنی کو اللہ کی رضا کے لیے جہاد میں پیش کرتا ہوں) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس پیشکش کو قبول کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''اس کے بدلے میں قیامت کے دن تمہیں سات سو (۷۰۰) اونٹنیاں ملیں گی اور وہ سب نکیل پڑی ہوئی ہوں گی۔'' (مسلم)

مجاہد اور اس کے اہل وعیال کی خبر گیری کرنے کا ثواب

(۴۴۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ بَنُو لِحیَان کی طرف ایک لشکر روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ دو شخصوں میں سے ایک شخص جہاد میں جانے کے لیے اٹھے (یعنی ہر قبیلے میں سے آدھے آدمی جہاد میں جائیں اور آدھے آدمی رہ جائیں تاکہ وہ جہاد میں جانے والوں کے اہل وعیال کی خبر گیری کریں) اور جہاد کا ثواب دونوں کو برابر ملے گا۔'' (مسلم)

دین کیسے قائم رہے گا؟

(۴۴۸) حضرت جابر بن سَمُرَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں میں سے ایک جماعت اس دین کی حفاظت کے لیے قیامت تک لڑتی رہے گی (یعنی روئے زمین جہاد سے خالی نہیں

رہے گی کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی صورت میں ہمیشہ جہاد ہوتا رہے گا اور اس کی وجہ سے دین قائم رہے گا)‘‘ (مسلم)

راہ خدا میں زخمی ہونے کی فضیلت

(۴۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’جو شخص خدا کی راہ (یعنی جہاد) میں زخمی کیا جاتا ہے ـــــ اور خدا اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی کیا جاتا ہے ـــــ تو وہ مجاہد قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا، اور اس کا رنگ خون جیسا ہوگا، اور اس کی بو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی۔‘‘ (بخاری ومسلم)

شہید کی آرزو

(۴۵۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’جنت میں داخل ہونے والا کوئی شخص یہ پسند نہیں کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس آئے، اور (جنت کی نعمتوں کے عوض) دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز اس کو ملے، مگر شہید یہ آرزو کرتا ہے کہ وہ دنیا میں واپس آئے، اور دس بار خدا کی راہ میں شہید کیا جائے اس اعزاز واکرام کی وجہ سے جس کو وہ دیکھتا ہے۔‘‘ (بخاری ومسلم)

(۴۵۱) حضرت مسروق (تابعی) فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر پوچھی ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ .الآية﴾ جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے، ان کو تم مردہ خیال نہ کرو، بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے الخ۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر

پوچھی تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''ان (شہداء) کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں ہیں ان کے لیے عرشِ الٰہی کے نیچے قندیلیں لٹکائی گئی ہیں، وہ (روحیں) بہشت میں جہاں سے ان کا جی چاہتا ہے میوے کھاتی ہیں پھر ان قندیلوں میں جا کر بسیرا کرتی ہیں، پھر پروردگار ان (شہداء) کی طرف جھانکتا ہے اور فرماتا ہے: ''کیا تم کو کسی چیز کی خواہش ہے؟'' وہ عرض کرتے ہیں: ''ہم کس چیز کی خواہش کریں حالانکہ ہم بہشت میں جہاں سے ہمارا جی چاہتا ہے میوے کھاتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ تین مرتبہ یہی معاملہ کرتا ہے (یعنی تین بار ان سے یہی سوال کرتا ہے) اور جب وہ دیکھتے ہیں کہ ہمیں پوچھے جانے سے چھوڑا نہیں جائے گا (یعنی جب وہ دیکھتے ہیں کہ پروردگار کی مراد یہ ہے کہ ہم کسی خواہش کا اظہار کریں) تو وہ عرض کرتے ہیں: ''اے ہمارے پروردگار! ہماری بس یہی خواہش ہے کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں واپس کردے (اور ہمیں دنیا میں واپس بھیج دے) تاکہ ہم ایک بار اور تیری راہ میں مارے جائیں''۔ جب اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ ان کی کوئی خواہش و حاجت نہیں ہے (کیوں کہ انہوں نے جس خواہش کا اظہار کیا ہے اس کو پورا کرنا اللہ کے ارادہ اور مصلحت کے خلاف ہے) تو ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ ان سے پوچھنا چھوڑ دیتا ہے) (مسلم)

شہادت سے کونسے گناہ معاف ہوتے ہیں؟

(۴۵۲) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے سامنے خطبہ دیا اور (اس خطبہ میں) ان کو آگاہ کیا کہ ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا سب سے بہتر اعمال ہیں۔'' (یہ سن کر) ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! مجھے یہ بتائیے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے؟'' رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں،

بشرطیکہ تم اللہ کی راہ میں اس حال میں مارے گئے کہ تم (سختیوں پر) صبر کرنے والے ہو، ثواب کے طالب ہو اور پیٹھ دکھا کر بھاگنے والے نہ ہو بلکہ دشمن کے مقابلے پر جمے رہنے والے ہو۔" پھر رسول خدا ﷺ نے ان سے پوچھا: "تم نے کیا کہا تھا؟" اس نے عرض کیا: "مجھے یہ بتایئے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟" رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "ہاں! بشرطیکہ تم صبر کرنے والے ہو، ثواب کے طالب ہو اور پیٹھ دکھا کر بھاگنے والے نہ ہو بلکہ دشمن کے مقابلے پر جمنے والے ہو، مگر قرض (یعنی وہ قرض معاف نہیں ہوگا جس کی ادائیگی کی نیت ہی نہ ہو) اور مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے۔" (مسلم)

(۴۵۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ کی راہ میں مارا جانا، دَین (یعنی حقوق العباد) کے علاوہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔" (مسلم)

دو شہیدوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں

(۴۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ دو (۲) شخصوں کو دیکھ کر ہنستا ہے (یعنی ان سے راضی ہوتا اور اپنی رحمت کے ساتھ ان پر متوجہ ہوتا ہے) ان میں سے ایک تو وہ ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے (یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے) پھر اللہ تعالیٰ اس کے قاتل کو توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے (اور کفر سے تائب ہو کر ایمان لے آتا ہے) پھر خدا کی راہ میں جہاد کر کے شہید ہو جاتا ہے (لہٰذا اس کو بھی جنت میں داخل کیا جاتا ہے)" (بخاری و مسلم)

طالب شہادت کا درجہ

(۴۵۵) حضرت سَہل بن حُنَیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے

ارشاد فرمایا ''جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے شہادت مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کے درجہ پر پہنچاتا ہے اگر چہ وہ اپنے بستر پر مرے (یعنی وہ صدقِ نیت اور طلبِ صادق کی وجہ سے شہیدوں جیسا ثواب پاتا ہے)'' (مسلم)

جنگ بدر کے دوشہید اوران کا مقام

(۴۵۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (میری پھوپھی) حضرت رُبَیِّع بنت بَرَاء جو حضرت حَارِثَہ بن سُرَاقَہ کی ماں ہیں (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے نبی! کیا آپ مجھ سے میرے بیٹے حارثہ کا حال بیان نہیں کریں گے ـــــ اور حارثہ جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے، اوران کو ایک ایسا تیر لگا تھا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہوا کہ کون تھا، ـــــ اگر وہ جنت میں ہو تو میں صبر کروں اور اگر وہ کسی اور جگہ ہو تو میں رونے کی کوشش کروں۔'' (یعنی خوب روؤں جیسا کہ عورتوں کی عادت ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اے حارثہ کی ماں! بے شک جنت میں بہت سے باغ ہیں اور تمہارا بیٹا فردوس بریں میں پہنچا ہوا ہے (جو جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے)'' (بخاری)

(۴۵۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (غزوۂ بدر کے موقع پر) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ (مدینہ سے) روانہ ہوئے اور مشرکین سے پہلے بدر (کے میدانِ جنگ) میں پہنچ گئے، پھر مشرکین کا لشکر آیا اور (مقابلہ کی تیاری شروع ہوئی) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جنت کے لیے کھڑے ہو جاؤ، وہ جنت جس کی چوڑائی زمین و آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے۔'' (ایک صحابی) حضرت عُمَیْر بن حُمَام اَنصاری نے (یہ ارشاد سن کر) فرمایا: ''خوب! خوب!'' رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''تم نے خوب خوب کیوں کہا؟'' عمیر نے کہا: ''یارسول اللہ! میں نے یہ الفاظ نہیں کہے مگر اس امید پر کہ میں بھی جنتی ہو جاؤں۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''اس میں کوئی شک نہیں کہ تم جنتی ہو۔'' راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمیر نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ بشارت سن کر اپنے ترکش سے کچھ کھجوریں نکالی اوران کو کھانا شروع کیا، پھر کہنے لگے ''اگر میں ان (ساری) کھجوروں کو کھانے تک زندہ رہا تو زندگی طویل ہو جائے گی۔'' چنانچہ انہوں نے ان کھجوروں کو جوان کے پاس تھیں پھینک دیں، اور کفار سے لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

شہداء کی قسمیں

(۴۵۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے (صحابہ سے) پوچھا کہ تم اپنے میں سے کس کو شہید شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو شخص اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس صورت میں میری امت کے شہیدوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔ جو شخص اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ (حقیقی) شہید ہے (لیکن) جو شخص اللہ کی راہ میں (بغیر قتل وقتال کے خود اپنی موت سے) مر جائے وہ بھی شہید ہے۔ جو شخص وبا میں مرے وہ بھی شہید ہے اور جو شخص پیٹ کی بیماری (یعنی استسقاء اور اسہال وغیرہ) میں مرے وہ بھی شہید ہے۔'' (یعنی ان سب کو شہادت کا ثواب ملتا ہے) (مسلم)

جہاد کا پورا اجر وثواب کب ملے گا؟

(۴۵۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس جماعت یا جس لشکر نے جہاد کیا اور مالِ غنیمت لے کر صحیح وسالم واپس آ گیا اس کو اس کا دو تہائی اجر جلدی (یعنی اسی دنیا میں) مل گیا اور جس جماعت یا جس لشکر نے جہاد کیا، اور اس کو مالِ غنیمت نہیں ملا، اور اس جماعت ولشکر کے لوگ زخمی کئے گئے یا شہید کر دیئے گئے تو ان کا اجر پورا باقی رہا۔'' (مسلم)

نفاق کی ایک علامت

(۴۶۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو مسلمان مر گیا اور اس نے نہ جہاد کیا، نہ اس کے دل میں جہاد کرنے کا خیال گزرا؛ تو اس کی موت ایک طرح کے نفاق پر ہوگی۔" (مسلم)

حقیقی مجاہد کون ہے؟

(۴۶۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: "ایک وہ شخص ہے جو مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے جنگ کرتا ہے، ایک وہ شخص ہے جو شہرت کے لیے جنگ کرتا ہے، اور ایک وہ شخص ہے جو اس لیے جنگ کرتا ہے تا کہ اس کا مرتبہ دیکھا جائے (یعنی اپنی شجاعت و بہادری دکھانے کے لیے جنگ کرتا ہے) تو ان (تینوں) میں کون اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والا) ہے؟" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "جو شخص اس لیے جنگ کرتا ہے، تا کہ اللہ کا دین سربلند ہو؛ وہی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔" (بخاری و مسلم)

عذر کی وجہ سے جہاد میں شرکت نہ کرنے والے کا اجر و ثواب

(۴۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جب) رسولِ خدا ﷺ غزوۂ تبوک سے لوٹے، اور مدینہ کے قریب پہنچے تو ارشاد فرمایا: "مدینے میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے نہ کوئی راستہ طے کیا نہ کوئی جنگل عبور کیا، مگر وہ تمہارے ساتھ تھے —— اور ایک روایت میں ہے مگر وہ اجر و ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔" صحابہ نے (یہ سن کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! اور وہ لوگ مدینہ ہی میں ہیں؟ (یعنی جب وہ ہمارے ساتھ جہاد میں شریک نہیں ہوئے تو ہمارے ساتھ اجر و ثواب میں کیسے شریک

ہوئے؟) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں وہ لوگ مدینہ میں ہیں (لیکن اس کے باوجود وہ اجر وثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں) ان کے عذر نے ان کو روکا ہے (یعنی وہ اپنے اعذار کے سبب تمہارے ساتھ جہاد میں شریک نہیں ہوسکے ورنہ وہ ضرور شریک ہوتے۔)'' (بخاری)

والدین کی خدمت کرنا بھی جہاد ہے

(۴۶۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر جہاد میں جانے کی اجازت چاہی؛ تو آپ نے اس سے پوچھا: ''کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟'' اس نے عرض کیا: ''ہاں'' آپ نے ارشاد فرمایا ''پھر تم انہیں کے درمیان (رہ کر) جہاد کرو (یعنی پوری محنت کے ساتھ ان کی خدمت کرو کہ تمہارے حق میں یہی جہاد ہے۔)'' (بخاری ومسلم)

فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں

(۴۶۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا ''فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور (جہاد کی) نیت باقی ہے۔ لہٰذا جب تم کو (جہاد کے لیے) بلایا جائے تو جہاد کے لیے نکلو۔'' (بخاری ومسلم)

(فصل دوم)

مسلمانوں کی ایک جماعت ہمیشہ جہاد میں مصروف رہے گی

(۴۶۵) حضرت عِمْرَان بن حُصَیْن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری اُمت کی کوئی نہ کوئی جماعت ہمیشہ حق کی حمایت وحفاظت کے لیے

برسر جنگ رہے گی اور جو بھی شخص اس (جماعت) سے دشمنی کرے گا وہ اس پر غالب رہے گی، یہاں تک کہ اس اُمت کے آخری لوگ مسیح دجال سے جنگ کریں گے“ (ابوداوٗد)

جہاد میں کسی بھی طرح شرکت نہ کرنے پر وعید

(۴۶۶) حضرت اُبوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”جس شخص نے نہ جہاد کیا، اور نہ کسی مجاہد کا سامان درست کیا، نہ کسی غازی کے اہل وعیال کی بھلائی کے ساتھ نیابت کی، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت سے پہلے کسی سخت مصیبت میں مبتلا کرے گا۔“ (ابوداوٗد)

جان ومال اور زبان کے ذریعہ جہاد

(۴۶۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”مشرکین (یعنی دشمنانِ اسلام) سے تم اپنی جان، اپنے مال اور اپنی زبان کے ذریعہ جہاد کرو۔“ (ابوداوٗد، نسائی، دارمی)

تین کام کرکے جنت کے وارث بنو

(۴۶۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”سلام کو عام کرو (یعنی ہر آشنا و ناآشنا کو سلام کرو) اور (غریب ومحتاج لوگوں کو) کھانا کھلاؤ اور کفار (کے فتنہ وفساد) کا سر کچلو، جنت کے وارث بنائے جاؤ گے۔“ (ترمذی)

راہ خدا میں پاسبانی کرنے کا اجر وثواب

(۴۶۹) حضرت فَضَالَہ بن عُبَیْد رضی اللہ عنہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ”ہر میت اپنے عمل پر اختتام پذیر ہوتی ہے (یعنی ہر شخص کے عمل کا

ثواب اس کی زندگی تک لکھا جاتا ہے، مرنے کے بعد اس کے عمل کا ثواب نہیں لکھا جاتا) لیکن جو شخص اللہ کی راہ میں پاسبانی کرتا ہوا مرے، اس کے لیے اس کا عمل قیامت کے دن تک بڑھایا جاتا ہے، اور وہ قبر کے فتنہ وعذاب سے مامون رہتا ہے۔"
(ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

مجاہد کے فضائل

(۴۷۰) حضرت مُعاذبن جَبَل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جو شخص اللہ کی راہ میں اونٹنی کے فُواق کے بقدر (یعنی تھوڑی دیر کے لیے) لڑا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی، اور جو شخص اللہ کی راہ میں (دشمنوں کے ہتھیار سے) زخمی ہوا، یا کوئی اور زخم پہنچا تو وہ زخم قیامت کے دن، دنیا میں جیسا تھا اس سے زیادہ تازہ ہو کر آئے گا، اور اس (زخم) کا رنگ زعفران جیسا اور اس کی بو مشک جیسی ہوگی، اور جس شخص کے (بدن میں) اللہ کی راہ میں پھوڑا نکلا تو (قیامت کے دن) اس پھوڑے پر (یا پھوڑے والے پر) شہیدوں کی مہر ہوگی (یعنی اس شخص کے ساتھ شہیدوں کی علامت ہوگی تاکہ جانا جائے کہ اس شخص نے دین کی سربلندی وحفاظت کے لیے جدوجہد کی تھی چنانچہ اس کو وہی اجر وانعام دیا جائے گا جو مجاہدین اسلام کو ملے گا۔)" (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

راہ خدا میں خرچ کرنے کا اجر وثواب

(۴۷۱) حضرت خُرَیم بن فَاتِک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص خدا کی راہ میں جو کچھ خرچ کرے گا، اس کے لیے سات سوگنا ثواب لکھا جائے گا" (ترمذی، نسائی)

(۴۷۲) حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بہترین صدقہ اس خیمہ کا سایہ ہے جو خدا کی راہ میں دیا جائے، اور بہترین صدقہ وہ خادم ہے جو خدا کی راہ میں دیا جائے، اور بہترین صدقہ اللہ کی راہ میں ایسی اونٹنی کا دینا ہے، جو نر کی جفتی کے قابل ہو (تاکہ وہ سواری کے کام آسکے)'' (ترمذی)

دو شخص دوزخ میں نہیں جائیں گے

(۴۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ شخص دوزخ میں نہیں جائے گا جو خدا کے خوف سے رویا، یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے، اور کسی بندے میں اللہ کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں یک جا نہیں ہو سکتے (یعنی جس مسلمان کا جسم خدا کی راہ میں غبار آلود ہوا، اس کو دوزخ کا دھواں چھو بھی نہیں سکتا)'' (ترمذی)

(۴۷۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو (دوزخ کی) آگ نہیں لگے گی۔ ایک وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے روئی، اور دوسری وہ آنکھ ہے جس نے خدا کی راہ میں نگہبانی کرتے ہوئے رات گزاری'' (ترمذی)

جنت کو واجب کرنے والا عمل

(۴۷۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک سفر کے دوران) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی پہاڑی راستہ سے گزرے، جس میں شیریں پانی کا ایک چشمہ تھا، وہ چشمہ ان کو بہت اچھا لگا، وہ کہنے لگے کاش! میں لوگوں سے علیحدگی اختیار کرلوں، اور اس راستہ میں ٹھہر جاؤں، جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ نے (اُن صحابی سے) ارشاد فرمایا: ''تم ایسا نہ کرنا، کیوں کہ تم میں سے کسی شخص کا اللہ کی راہ میں ٹھہرنا، اس کا اپنے گھر میں ستر (۷۰) برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے، کیا تم

اس کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو (کامل طور پر) بخش دے اور تمہیں (ابتداء ہی میں) جنت میں داخل کر دے؟ خدا کی راہ میں جہاد کرو (کیوں کہ) جس شخص نے خدا کی راہ میں اونٹنی کے فُواق کے بقدر (یعنی تھوڑی دیر کے لیے) بھی جہاد کیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔" (ترمذی)

راہ خدا میں چوکیداری کرنے کا اجر وثواب

(۴۷۶) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ کی راہ میں ایک دن کی چوکیداری کرنا اس کے علاوہ اور عبادتوں میں ہزار دن تک مشغول رہنے سے بہتر ہے۔" (ترمذی ونسائی)

سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے تین شخص

(۴۷۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میرے سامنے وہ پہلے تین شخص پیش کیے گئے جو جنت میں داخل ہوں گے: ان میں سے ایک شہید ہے، دوسرا احرام سے بچنے والا اور کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانے والا ہے، اور تیسرا وہ غلام ہے جس نے اللہ کی اچھی اطاعت وعبادت کی اور اپنے مالکوں کا بھی خیر خواہ رہا" (ترمذی)

چند اعمال کے فضائل

(۴۷۸) حضرت عَبْدُاللہ بن حُبْشِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "(نماز کے) اعمال وارکان میں سے کون سا عمل اور رکن افضل ہے؟" آپ نے ارشاد فرمایا "طویل قیام کرنا" پوچھا گیا "کون سا صدقہ افضل ہے؟" آپ نے ارشاد فرمایا "مفلس محتاج کا جدوجہد (کر کے صدقہ کرنا)۔" پوچھا

گیا ''کون سی ہجرت بہتر ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا ''جو اس چیز کو چھوڑ دے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے'' پوچھا گیا ''کون سا جہاد بہتر ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''جو اپنے مال اور اپنی جان کے ذریعہ مشرکین سے جہاد کرے۔'' پوچھا گیا ''(جہاد میں) کون سا مارا جانا بہتر ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا ''جس کا خون بہایا جائے اور جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹی جائیں (یعنی وہ شہید افضل ہے جو خود بھی مارا جائے اور اس کا گھوڑا بھی مارا جائے۔'') (ابوداؤد)

اور نسائی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ ایمان جس میں کوئی شک نہیں، اور وہ جہاد جس میں خیانت نہیں، اور مقبول حج، پھر پوچھا گیا نماز میں کون سا عمل بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: طویل قیام کرنا الخ۔

شہید کے لیے چھ امتیازی باتیں

(۴۷۹) حضرت مِقْدَام بن مَعْدِیْکَرِب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''حق تعالیٰ کے یہاں شہید کے لیے چھ خصلتیں (یعنی چھ امتیازی انعامات) ہیں (۱) اس کو اول وہلہ میں (یعنی خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی) بخش دیا جاتا ہے اور اس کو جنت میں اپنا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے۔ (۲) وہ قبر کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔ (۳) وہ بڑی گھبراہٹ (یعنی آگ کے عذاب) سے مامون رہے گا (۴) اس کے سر پر عظمت و وقار کا تاج رکھا جائے گا، جس کا ایک یاقوت دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر و گرانمایہ ہوگا (۵) اس کی زوجیت میں بڑی آنکھوں والی بہتر (۷۲) حوریں دی جائیں گی (۶) اور اس کے عزیز و اقرباء میں سے ستر (۷۰) آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

وہ جس کا دین ناقص ہے

(۴۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ اس پر جہاد کا کوئی اثر نہیں ہے تو وہ (گویا) اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ اس کا دین ناقص ہے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

شہید کو قتل کی اذیت محسوس نہیں ہوتی

(۴۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''شہید اپنے قتل کی بس اتنی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تکلیف تم میں سے کوئی شخص چیونٹی کے کاٹنے پر محسوس کرتا ہے۔'' (ترمذی، نسائی، دارمی)

دو قطروں اور دو نشانوں کی فضیلت

(۴۸۲) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''خدا کے نزدیک دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہے۔ ایک تو خدا کے خوف سے بہا ہوا آنسو کا قطرہ، اور دوسرا خون کا قطرہ ہے جو خدا کی راہ میں بہایا گیا ہو، اور دو نشانوں میں سے ایک نشان تو وہ ہے جو اللہ کی راہ میں قائم ہوا ہو، اور دوسرا نشان وہ ہے، جو اللہ کی طرف سے فرض کی ہوئی چیزوں میں سے کسی فرض پر عمل کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہو'' (ترمذی)

بلا ضرورت دریا کا سفر نہ کیا جائے

(۴۸۳) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم دریا کا سفر نہ کرو، مگر حج یا عمرہ یا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے، کیوں کہ دریا کے نیچے آگ ہے، اور آگ کے نیچے دریا ہے۔'' (ابوداؤد)

دریائی سفر کی مشقتوں کا اجر وثواب

(۴۸۴) اُمِ حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سمندر کے سفر میں جس شخص کا سر گھومنے لگے، اور اس کی وجہ سے اس کو قے ہو تو اس کو ایک شہید کا ثواب ملے گا، اور جو شخص (سفر کے دوران) دریا میں ڈوب جائے تو اس کو دو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔'' (ابوداؤد)

سفر جہاد کے دوران مرنے والا شہید ہے

(۴۸۵) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں (گھر سے) نکلا اور مر گیا، یا اس کو جان سے مار ڈالا گیا۔ یا اس کے گھوڑے یا اس کے اونٹ نے اس کو کچل ڈالا، یا کسی زہریلے جانور (جیسے سانپ وغیرہ) نے اس کو ڈس لیا، یا جس طرح اللہ نے چاہا اپنے بستر پر مر گیا تو وہ (ہر صورت میں) شہید ہے، اور اس کے لیے جنت ہے (یعنی وہ ابتداء ہی میں شہداء وصالحین کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔'' (ابوداؤد)

جہاد سے واپسی بھی جہاد ہے

(۴۸۶) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جہاد سے لوٹ کر آنا بھی جہاد کرنے کے مانند ہے۔'' (ابوداؤد)

مجاہد اور اس کی مدد کرنے والے کا اجر وثواب

(۴۸۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جہاد کرنے والے کو اس کا اجر ملتا ہے (یعنی مجاہد کے لیے جہاد کا جو مخصوص اجر

ہے وہ اس کو پورا ملتا ہے) اور جاعل یعنی مال دینے والے اور مجاہد کی مدد کرنے والے کو مال دینے کا اجر بھی ملتا ہے اور جہاد کرنے والے کا بھی۔'' (ابوداؤد)

اجرت پر جہاد کرنے کی مذمت

(۴۸۸) حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب تمہارے لیے (بڑے بڑے) شہر فتح ہوں گے اور جمع کئے گئے لشکر ہوں گے، اور اُن لشکروں میں تمہارے لیے فوجیں معین کی جائیں گی، پس ایک شخص (بلا معاوضہ فوج کے ہمراہ جہاد میں) بھیجے جانے کو ناپسند کرے گا، اور اپنی قوم سے نکل بھاگے گا (تا کہ جہاد میں جانے سے بچ جائے) پھر دوسرے قبیلوں کو تلاش کرتا پھرے گا اور ان کے سامنے اپنی خدمات پیش کرے گا اور کہے گا کہ کون شخص ہے جس کو میں ایسے لشکر سے کفایت کروں (یعنی وہ کون ہے جو میری خدمات کو اجرت پر حاصل کرے اور مجھے نوکر رکھے تا کہ میں اس کی طرف سے لشکر میں جا کر لڑائی کی محنت و مشقت اپنے ذمہ لوں حاصل یہ کہ وہ شخص بغیر اجرت کے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے جہاد میں جانے کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کی مذمت فرماتے ہیں کہ) ''خبردار! وہ شخص اپنے آخری قطرۂ خون تک مزدور ہی رہے گا (یعنی ایسے شخص کو غازی یا مجاہد مت سمجھنا بلکہ وہ کرایہ کا ٹٹو ہوگا جو دوسروں کی طرف سے میدان جنگ میں لڑے گا یہاں تک کہ مارا بھی جائے گا)'' (ابوداؤد)

اجرت پر جہاد کرنے والے کے لیے اجرت ہی ہے!

(۴۸۹) حضرت یَعلیٰ بن اُمَیَّہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک موقع پر) رسول خدا

ﷺ نے لوگوں کو جہاد میں جانے کے لیے آگاہ کیا، جب کہ میں بہت بوڑھا تھا، اور میرے پاس کوئی خادم نہیں تھا، اس لیے میں نے ایسا مزدور تلاش کیا (جو دورانِ جہاد میری دیکھ بھال کر سکے) چنانچہ مجھ کو ایک شخص مل گیا جس کی اُجرت تین دینار میں نے مقرر کردی پھر (جہاد سے فراغت کے بعد) جب مالِ غنیمت آیا تو میں نے ارادہ کیا کہ (مالِ غنیمت میں) اس شخص کا بھی حصہ لگاؤں اور (اس بارے میں مسئلہ دریافت کرنے کے لیے) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے صورتِ حال بیان کی، آپ نے ارشاد فرمایا: ''میں اس شخص کے لیے اس جہاد میں دنیا اور آخرت میں ان دیناروں کے علاوہ کچھ نہیں پاتا، جو اس کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔'' (ابوداؤد)

جہاد سے مال واسباب کا خواہشمند ثواب سے محروم رہے گا

(۴۹۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا ''یا رسول اللہ! ایک شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے حالانکہ وہ (اس جہاد کے ذریعہ) دنیا کے مال واسباب کا خواہشمند ہے۔'' رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اس کے نصیب میں ثواب نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

مقبول ونامقبول جہاد

(۴۹۱) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جہاد دو طرح کا ہوتا ہے: چنانچہ جس شخص نے اللہ کی رضا طلب کرنے کے لیے جہاد میں شرکت کی، اور امام کی اطاعت کی، اپنے پاک مال اور اپنی پاک جان کو (خدا کی راہ میں) صرف کیا، اور اپنے شریکِ کار سے اچھا معاملہ رکھا اور فتنہ وفساد سے بچتا رہا، تو اس کا سونا اور اس کا جاگنا سب کچھ اجر وثواب کا موجب ہے، اور جس شخص نے فخر کے طور پر (یعنی ناموری) اور دکھانے سنانے کے لیے جہاد کیا، امام کی نافرمانی کی

اور روئے زمین پر فتنہ وفساد پھیلایا تو وہ کوئی بدلہ لے کر واپس نہیں آئے گا (یعنی اس طرح کے جہاد سے نہ تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے اور نہ اس کو کوئی ثواب ملے گا)" {مالک، ابوداؤد، نسائی)

(۴۹۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا "یارسول اللہ! مجھے جہاد کے بارے میں بتایئے (کہ کس طرح کا جہاد موجب ثواب ہے؟)" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عبداللہ بن عمرو! اگر تم اس حال میں لڑو کہ صبر کرنے والے اور ثواب چاہنے والے ہو، تو اللہ تعالیٰ تمہیں (قیامت کے دن) صبر کرنے والا اور ثواب چاہنے والا ہی اٹھائے گا، اور اگر تم نمائش کی نیت سے اور اپنا زور جتلانے کے لیے لڑو گے، تو اللہ تعالیٰ تمہیں (قیامت کے دن) نمائش کرنے والا اور زور جتلانے والا اٹھائے گا، اے عبداللہ بن عمرو (یادرکھو!) تم جس حال میں لڑو گے یا جس حال میں مارے جاؤ گے اللہ تعالیٰ تمہیں اسی حال میں اٹھائے گا۔" (ابوداؤد)

نافرمان امیر کو معزول کرنا

(۴۹۳) حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "کیا تم اس سے عاجز ہو کہ جب میں کسی شخص کو (تمہارا امیر وحاکم بنا کر) بھیجوں اور وہ میرے حکم کی فرمانبرداری نہ کرے، تو تم اس کو معزول کر دو، اور اس کی جگہ کسی ایسے شخص کو مقرر کر دو جو میرے مفوضہ کام کو انجام دے۔" (ابوداؤد)

(فصل سوم)

رہبانیت کی مذمت اور جہاد کی فضیلت

(۴۹۴) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ہم لوگ رسول خدا

ﷺ کے ساتھ ایک لشکر میں نکلے، دورانِ سفر ایک شخص ایک ایسے غار کے پاس سے گزرا جس میں کچھ پانی اور سبزہ تھا تو اس نے اپنے دل میں سوچا کہ وہ اسی غار میں رہ جائے اور دنیا سے کنارہ کشی کر لے۔ چنانچہ اس نے اس بارے میں رسولِ خدا ﷺ سے اجازت چاہی، آپ نے ارشاد فرمایا: یاد رکھو! نہ تو میں دین یہودیت کے ساتھ (اس دنیا میں) بھیجا گیا ہوں اور نہ دین عیسائیت کے ساتھ (کہ میں تم لوگوں کو رہبانیت کی تعلیم دوں) بلکہ میں تو دین حنیفیت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں، جو ایک آسان دین ہے۔ قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! صبح کو یا شام کو خدا کی راہ (یعنی جہاد) میں چلے جانا، دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے، اور تم میں سے کسی کا (قتال یا جماعت کی) صف میں کھڑا ہونا اس کی ساٹھ سال کی (تنہا پڑھی جانے والی) نماز سے بہتر ہے (احمد)

اخلاصِ نیت کی اہمیت

(۴۹۵) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے صرف رسی حاصل کرنے کی نیت سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، تو اس کے لیے وہی چیز ہے، جس کی اس نے نیت کی ہے۔'' (نسائی)

جہاد کی اہمیت

(۴۹۶) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین برحق ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر راضی ہوا (یعنی دل سے ان سب کو مانا) تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔'' ابو سعید نے یہ ارشاد سنا تو ان کو اس پر بڑا تعجب ہوا انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ان کلمات کو ایک مرتبہ پھر میرے سامنے ارشاد فرمائیے۔''

آنحضرت ﷺ نے ان کے سامنے پھر یہی کلمات دہرائے، پھر ارشاد فرمایا: ''ایک چیز اور ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ جنت میں بندے کو سو (۱۰۰) درجے کی بلندی پر پہنچاتا ہے اور ان میں سے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہے۔'' ابوسعید نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! وہ کیا چیز ہے؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے، وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔'' (مسلم)

جنت کی طرف سبقت کرو

(۴۹۷) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ بیان کیا کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔'' (یہ سن کر) ایک خستہ حال شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا ''ابوموسیٰ! کیا تم نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟'' انہوں نے فرمایا ''ہاں!'' (یہ سنتے ہی) وہ شخص اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا اور کہا: ''میں تمہیں (آخری) سلام کرتا ہوں'' پھر اس نے اپنی تلوار کا نیام توڑ کر پھینک دیا، پھر اپنی تلوار لے کر دشمنوں کی طرف روانہ ہوا، اور ان سے لڑا یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ (مسلم)

شہدائے اُحد کا پیغام

(۴۹۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا: جب تمہارے بھائی غزوۂ اُحد میں شہید کیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں منتقل کیا، چنانچہ وہ روحیں (ان پرندوں کے قالب میں) جنت کی نہروں پر آتی ہیں، وہاں کے میوے کھاتی ہیں، پھر ان سونے کی قندیلوں میں جا کر بسیرا کرتی ہیں، جو عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی

ہیں۔ جب ان روحوں نے اپنے کھانے پینے، اور اپنے بسیرے کی لطف اندوزی کو پایا تو کہنے لگیں ”کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام پہنچادے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں (اور حق تعالیٰ کی ایسی ایسی عظیم نعمتوں سے لطف اندوز ہیں) تاکہ وہ جنت کو حاصل کرنے میں بے رغبتی و کوتاہی نہ کریں، اور لڑائی کے وقت سستی نہ کریں۔“ اللہ تعالیٰ نے (ان کی یہ بات سن کر) ارشاد فرمایا: ”تمہاری طرف سے میں ان کو یہ پیغام پہنچاؤں گا۔“ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ آخر آیت تک (ابوداود)

مؤمنوں کی تین قسمیں

(۴۹۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”دنیا میں تین طرح کے مومن ہیں۔

(۱) کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر کسی شک وشبہ میں مبتلا نہیں ہوئے، نیز انہوں نے اپنی جانوں اور اپنے اموال کے ذریعہ اللہ کی راہ میں جہاد کیا (یعنی یہ وہ جماعت ہے جس نے اپنے نفس کو مہذب، اور پاکیزہ بنایا، اور اس کے ساتھ ہی مخلوقِ خدا کی فلاح و بہبودی کے لیے بھی جدوجہد کی اور یہی وہ جماعت ہے جو مرتبہ کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ واشرف ہے)

(۲) وہ مؤمن ہے جس سے لوگوں کے مال اور ان کی جانیں محفوظ ہیں (یعنی اگرچہ اس نے مخلوقِ خدا کی فلاح و بہبودی کے لیے جدوجہد نہیں کی لیکن اس کے ذریعہ لوگوں کو کسی طرح کا نقصان وضرر بھی نہیں پہنچا۔

(۳) پھر وہ مؤمن ہے کہ جب اس کے دل میں (کسی کو نقصان پہنچانے کا) خیال آتا ہے تو خدا کے خوف سے اس خیال (پر عمل کرنے) سے باز رہتا ہے“ (احمد)

شہادت کی فضیلت

(۵۰۰)حضرت عبدالرحمن بن ابی عَمِیْرَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی مسلمان کی روح قبض کرتا ہے تو شہید کے علاوہ کوئی شخص اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ لوٹ کر تمہارے پاس آئے، اور اس کو دنیا اور دنیا کی چیزیں ملیں (یعنی شہید اللہ تعالیٰ کے یہاں پہنچنے کے بعد جب شہادت کے عظیم مرتبہ کی سعادتوں اور عظمتوں کو دیکھتا ہے تو پروردگار سے اس خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ وہ لوٹ کر دوبارہ دنیا میں آئے اور اللہ کی راہ میں پھر مارا جائے۔)“ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ (بھی) ارشاد فرمایا کہ ”خدا کی قسم! میرا خدا کی راہ میں مارا جانا میرے نزدیک اس چیز سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ خیمے والے اور حویلیوں والے (یعنی تمام لوگ) میرے مملوک ومحکوم ہوں۔“ (نسائی)

جنت میں کون کون لوگ ہوں گے؟

(۵۰۱)حضرت حسناء بنت معاویہ (بن سلیم) فرماتی ہیں کہ مجھ سے میرے چچا حضرت اسلم بن سلیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک دن) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ”جنت میں کون کون لوگ ہوں گے؟“ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جنت میں نبی ہوں گے، شہید ہوں گے، جنت میں بچے ہوں گے اور جنت میں وہ بچے بھی ہوں گے جن کو جیتے جی گاڑ دیا گیا ہے۔“ (ابوداؤد)

جہاد میں مال خرچ کرنے کا اجروثواب

(۵۰۲)حضرت علی، حضرت ابودرداء، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوامامہ، حضرت

عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہم اجمعین یہ سب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں روپیہ پیسہ اور سامان واسباب بھیجا اور خود اپنے گھر میں بیٹھا رہا (یعنی جہاد میں خود شریک نہیں ہوا بلکہ روپے پیسے اور سامان سے جہاد میں مدد کی) تو اس کو ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ملیں گے، اور جس شخص نے خود جہاد کیا، اور جہاد میں روپیہ پیسہ اور مال بھی خرچ کیا (یعنی لڑائی میں خود شریک بھی ہوا اور اپنا مال بھی خرچ کیا) تو اس کو ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم ملیں گے'' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے اس کے ثواب میں اور اضافہ کرتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

شہداء کی قسمیں اور ان کے فضائل

(۵۰۳) حضرت فَضَالَہ بن عُبَیْد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ '' شہید چار طرح کے ہیں ایک تو وہ شخص ہے جو کامل الایمان مسلمان تھا اور جب دشمن سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو سچ کر دکھایا یہاں تک کہ (لڑتے لڑتے) مارا گیا، یہ وہ شخص ہے جس کی طرف قیامت کے دن لوگ اس طرح سر اٹھا کر دیکھیں گے (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنا سر اٹھایا یہاں تک کہ ان کی ٹوپی گر پڑی۔'' حدیث کے وہ راوی (جنہوں نے اس روایت کو حضرت فضالہ سے نقل کیا ہے) فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ حضرت فضالہ کی مراد کس کی ٹوپی تھی (یعنی انہوں نے یہ واضح نہیں کیا کہ) حضرت عمر کی ٹوپی گری تھی یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی گری تھی۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اور دوسرا وہ شخص ہے جو کامل الایمان

مومن تھا اور جب دشمن سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی تو وہ اپنی بزدلی کی وجہ سے ایسا نظر آنے لگا جیسے اس کے بدن میں خاردار درخت کے کانٹے گاڑ دیئے گئے ہوں (یعنی بزدلی کی وجہ سے اس کے رونگٹے کھڑے ہوگئے) پھر ایک تیر آ کر اس کو لگا۔ جس کا چلانے والا نامعلوم تھا، اور اس تیر نے اس کو موت کی آغوش میں پہنچا دیا پس یہ شخص (پہلے شخص کی بہ نسبت) دوسرے درجہ کا ہے۔

اور تیسرا شخص وہ مومن ہے جس نے کچھ اچھے اور کچھ برے اعمال کیے تھے اور جب دشمن سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو سچ کر دکھایا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے مارا گیا پس یہ شخص تیسرے درجہ کا ہے۔

اور چوتھا شخص وہ مسلمان ہے جس نے اپنی جان پر بہت اسراف کیا تھا (یعنی جس نے بہت زیادہ گناہ کیے تھے) اور جب دشمن سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو سچ کر دکھایا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے مارا گیا تو یہ شخص چوتھے درجہ کا ہے'' (ترمذی)

جہاد میں مارے جانے والے تین طرح کے ہیں

(۵۰۴) حضرت عُتْبَہ بن عبد سُلَمِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو لوگ جہاد میں مارے جاتے ہیں وہ تین طرح کے ہیں، ایک تو وہ کامل مومن ہے جس نے اللہ کی راہ میں اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعہ جہاد کیا چنانچہ جب دشمن سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی تو (وہ پوری بہادری اور شجاعت کے ساتھ) لڑا یہاں تک کہ مارا گیا۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''یہ وہ شہید ہے جس کو جہاد کی مشقتوں اور مصائب پر صبر کرنے کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا، یہ شہید (آخرت میں) عرشِ الٰہی کے نیچے اللہ کے خیمے میں ہوگا (یعنی اس کو حق تعالیٰ کا کمالِ قرب اور اس کے حضور میں درجۂ خاص حاصل ہوگا) اور انبیاء اس سے صرف درجۂ نبوت میں زیادہ ہوں گے۔

اور دوسرا شخص وہ مومن ہے جس کے اعمال ملے جلے تھے کہ اس نے کچھ نیک عمل کیے تھے اور کچھ برے عمل؛ پھر اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعہ خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جب دشمن سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی تو (پوری بہادری اور شجاعت کے ساتھ) لڑا یہاں تک کہ مارا گیا۔" نبی کریم ﷺ نے اس شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا "شہادت یا یہ خصلت، پاک کرنے والی ہے کہ اس کے گناہوں اور خطاؤں کو مٹاتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تلوار خطاؤں کو بہت زیادہ مٹانے والی ہے، یہ وہ شہید ہے کہ جس دروازے سے جانا چاہے گا جنت میں داخل کیا جائے گا۔"

اور تیسرا شخص منافق ہے کہ (اگر چہ) اس نے (بھی) اپنی جان اور اپنے مال کے ذریعہ جہاد کیا اور جب دشمن سے اس کی مڈبھیڑ ہوئی تو (خوب) لڑا یہاں تک کہ مارا گیا (لیکن) یہ شخص دوزخ میں جائے گا۔ کیوں کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔" (دارمی)

راہ خدا میں ایک رات پاسبانی کرنے کا اجر وثواب

(۵۰۵) حضرت ابن عائذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا ﷺ ایک شخص کے جنازے کے ساتھ چلے (تا کہ اس کی نماز پڑھیں) جب جنازہ رکھا گیا تو حضرت عمر بن خطاب نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! آپ اس جنازے کی نماز نہ پڑھیے کیوں کہ یہ ایک فاسق شخص تھا۔" (یہ سن کر) رسولِ خدا ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کسی شخص نے اس کو اسلام کا کوئی کام کرتے دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا "ہاں، یا رسول اللہ! اس شخص نے ایک رات اللہ کی راہ میں پاسبانی کی خدمت انجام دی تھی۔" (یہ سن کر) رسولِ خدا ﷺ نے اس جنازہ کی نماز پڑھی اور (تدفین کے وقت اس کی قبر پر) مٹی ڈالی اور (میت کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا: "تیرے ساتھیوں کا یہ گمان ہے کہ تو دوزخی ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے۔" پھر (حضرت عمر سے فرمایا) "عمر! تم سے لوگوں

کے اعمال کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا بلکہ تم سے فطرت (یعنی دین وایمان) کی بابت پوچھا جائے گا۔" (بیہقی)

اسبابِ جہاد کی تیاری کا بیان

(فصل اول)

جنگی ساز وسامان کی اہمیت

(۵۰۶) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "اور تم کافروں سے جنگ کرنے کے لیے (اپنی) طاقت وقوت کی جو (بھی) چیز تیار وفراہم کر سکتے ہو کرو۔ یاد رکھو! تیر اندازی قوت ہے، یاد رکھو! تیر اندازی قوت ہے، یاد رکھو! تیر اندازی قوت ہے۔" (مسلم)

تیر اندازی سیکھنے کی ترغیب

(۵۰۷) حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "عنقریب تمہارے لیے روم فتح کر دیا جائے گا، اور اللہ تعالیٰ تمہیں (اہل روم کی شرانگیزیوں سے) کفایت کرے گا لہٰذا تم میں سے کوئی شخص اپنے تیروں کے ساتھ کھیلنے میں سستی نہ کرے۔" (مسلم)

(۵۰۸) حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جس شخص نے تیر اندازی سیکھی، پھر اس کو چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی ہمارے طریقے پر چلنے والوں میں شامل نہیں ہے) یا آپ نے یہ فرمایا:

(۵۰۹) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا ﷺ، بنی اسلم کے ایک قبیلہ میں تشریف لائے اور وہ لوگ اس وقت بازار میں آپس میں تیراندازی (کی مشق) کررہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے بنی اسماعیل! (یعنی اے عربو!) تیر اندازی کرو، کیوں کہ تمہارے باپ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) تیر انداز تھے، اور میں فلاں قبیلے کے ساتھ ہوں (یعنی اس وقت بنی اسلم کے جو دو فریق آپس میں تیراندازی کی مشق کررہے تھے، آپ نے ان میں سے ایک فریق کا نام لے کر ارشاد فرمایا کہ اس مشق میں مَیں اس فریق کی طرف ہوں)۔ لیکن دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لیے (یعنی جب آنحضرت ﷺ ایک فریق کی طرف ہو گئے تو مقابل فریق نے تیراندازی سے اپنے ہاتھ کھینچ لیے) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ (یعنی تم نے تیر پھینکنے کیوں بند کردیئے؟) انہوں نے کہا: ''ہم اس صورت میں کیسے تیراندازی کرسکتے ہیں جب کہ آپ فلاں (فریق) کے ساتھ ہیں۔'' (یعنی ہمیں یہ گوارا نہیں ہے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر دوسرے فریق کی طرف ہوجائیں) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''(اچھا) تم تیراندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں'' (بخاری)

(۵۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (میدانِ جنگ میں) ایک ڈھال کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کا بچاؤ کررہے تھے، اور ابوطلحہ ایک بہترین تیر انداز تھے چنانچہ (وہ دشمنوں پر بڑی مہارت اور چابک دستی کے ساتھ تیراندازی بھی کررہے تھے اور آنحضرت ﷺ کی حفاظت بھی) جب وہ تیر پھینکتے تو نبی کریم ﷺ جھانک کر دیکھتے کہ تیر کہاں پڑا اور کس کو لگا ہے؟ (بخاری)

جہاد کے لیے گھوڑے پالنے کی ترغیب

(۵۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔'' (بخاری ومسلم)

(۵۱۲) حضرت جَرِیر بن عبداللہ بَجَلِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایک گھوڑی کی پیشانی کے بالوں کو اپنی انگلی سے بل دیتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیرو بھلائی بندھی ہوئی ہے، اور خیر و بھلائی سے مراد اجر وثواب اور مال غنیمت ہے (مسلم)

(۵۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کے وعدے کو سچ جاننے کی وجہ سے خدا کی راہ میں (کام لینے کے لیے) گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کی سیری وسیرابی (یعنی اس نے دنیا میں جو کچھ کھایا اور پیا ہے وہ) اور اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن اس شخص کے اعمال کی ترازو میں تولے جائیں گے۔'' (بخاری)

ناپسندیدہ گھوڑا

(۵۱۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے میں ''شِکال'' کو ناپسند کرتے تھے، اور ''شِکال'' یہ ہے کہ گھوڑے کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ پر سفیدی ہو، یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں پر سفیدی ہو۔ (مسلم)

گھوڑوں کی مسابقت

(۵۱۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کے درمیان مسابقت (گھوڑ دوڑ) کرائی جو اضمار کیے گئے تھے اور یہ مسابقت حَفْیاء سے شروع ہوئی اور ثَنِیَۃُ الْوَدَاع پر ختم ہوئی، اور ان دونوں مقامات (یعنی حَفْیاء اور ثَنِیَۃُ الْوَدَاع) کے درمیان چھ میل کا فاصلہ تھا، اور جن گھوڑوں کو اضمار نہیں کیا گیا تھا ان کے درمیان ثَنِیَۃُ الْوَدَاع سے مسجد بنی زُرَیْق تک

مسابقت کرائی اور ان دونوں مقامات (یعنی ثَنِیَّۃُ الْوَدَاع اور مسجد بنی زُرَیق) کا درمیانی فاصلہ ایک میل تھا (بخاری و مسلم)

فائدہ: اِضْمَار یہ ہے کہ گھوڑے کو پہلے گھانس کھلا کر فربہ کرتے ہیں، پھر گھانس کم کرتے کرتے اس کی خوراک پر لے آتے ہیں، اور ایک مکان میں بند کر کے اس پر گرم کپڑے وغیرہ باندھتے ہیں تاکہ گھوڑے کو پسینہ آئے، پھر جب پسینہ خشک ہو جاتا ہے تو گھوڑا سُبک اور تیز رفتار ہو جاتا ہے۔

مسابقت کا نتیجہ خوش دلی سے قبول کیا جائے

(۵۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اونٹنی تھی جس کا نام عَضْبَاء تھا اور وہ کبھی پیچھے نہیں رہتی تھی (یعنی اس کا جس اونٹ سے بھی دوڑ میں مقابلہ ہوتا اس کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جاتی تھی) لیکن (ایک دن) ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر آیا اور (جب اس نے عَضْبَاء کے ساتھ اپنا اونٹ دوڑایا تو) اس کا اونٹ آگے نکل گیا۔ یہ بات مسلمانوں پر سخت گزری تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”حق تعالیٰ کا یہ ایک ثابت شدہ فیصلہ ہے کہ دنیا کی جو بھی چیز سر بلند ہوتی ہے خدا اس کو پست کر دیتا ہے۔“ (بخاری)

(فصل دوم)

تیر اندازی اور گھوڑ سواری کی مشق

(۵۱۷) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”اللہ تعالیٰ (کفار پر چلائے جانے والے) ایک تیر کے بدلے میں تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے، ایک تو اس تیر کے بنانے والے کو جب کہ

وہ اپنے روزگار کے ساتھ ثواب کی بھی امید رکھے (یعنی جب وہ تیر بنائے تو اپنے روزگار کے ساتھ یہ نیت بھی رکھے کہ میں یہ تیر جہاد میں کام آنے کے لیے بنارہا ہوں) دوسرے (جہاد میں) تیر چلانے والے اور تیسرے تیر دینے والے کو (یعنی وہ شخص جو تیرانداز کے ہاتھ میں اپنا یا اسی کا تیر دے) لہٰذا تم تیراندازی کرو اور گھوڑوں پر سواری کرو (یعنی تیراندازی اور گھوڑ سواری کی مشق کرو) اور تمہاری تیراندازی میرے نزدیک سواری کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (اور یاد رکھو!) انسان جس چیز کو لہو لعب (یعنی محض کھیل اور تفریح) کے طور پر اختیار کرے وہ باطل اور ناروا ہے مگر اپنی کمان سے تیراندازی کرنا، اپنے گھوڑے کو سدھانا، اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیل کرنا، یہ سب چیزیں حق ہیں۔" (ترمذی، ابن ماجہ)

تیراندازی کی فضیلت

(۵۱۸) حضرت ابو نَجِیح سُلَمِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "جس شخص نے اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں ایک تیر (نشانے پر) پہنچایا (یعنی اس نے تیر چلا کر کافر کو مار ڈالا) تو اس کے لیے جنت میں ایک بڑا درجہ ہے، اور جس شخص نے اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں ایک تیر پھینکا (خواہ وہ کافر کو لگا یا نہ لگا) تو وہ اس کے لیے ایک بُردہ (غلام یا لونڈی) آزاد کرنے کے برابر ہے، اور جو شخص اسلام (کی حالت) میں بوڑھا ہو گیا (یعنی خدا نے اس کو اسلام کی حالت پر برقرار رکھا یہاں تک کہ وہ بوڑھا ہو گیا اور مر گیا) تو وہ بڑھاپا قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگا۔" (بیہقی)

مسابقت کی جائز اور ناجائز صورتیں

(۵۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''مسابقت کی شرط کا مال لینا جائز نہیں مگر تیر چلانے، اونٹ دوڑانے اور گھوڑ دوڑ میں۔'' (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

مسئلہ: مسابقت میں شرط باندھنے کی تین صورتیں ہیں جن میں ایک ناجائز اور دو صورتیں جائز ہیں (۱) دونوں طرف سے شرط باندھنا جیسے یوں کہا جائے کہ اگر میں آگے بڑھ گیا یا جیت گیا تو تمہیں اتنی رقم یا فلاں چیز دینی ہوگی، اور اگر تم آگے بڑھ گئے یا جیت گئے تو میں اتنی رقم یا فلاں چیز دوں گا ــــ اس طرح بازی لگانا اور شرط کا مال لینا حرام ہے۔

(۲) ایک طرف سے شرط باندھنا جیسے یوں کہنا کہ اگر تم آگے بڑھ گئے یا جیت گئے تو میں اتنی رقم یا فلاں چیز دوں گا، اور اگر میں آگے بڑھ گیا تو تمہیں کچھ نہیں دینا ہوگا۔

(۳) کوئی امیر و حاکم یا تیسرا شخص کہے کہ جو شخص آگے بڑھ جائے گا یا جیت جائے گا اس کو میں اتنی رقم یا فلاں چیز دوں گا ــــ یہ آخری دونوں صورتیں جائز ہیں اور دونوں صورتوں میں شرط کا مال لینا بھی جائز ہے۔

دو گھوڑوں کے درمیان تیسرا گھوڑا شامل کرنے کا حکم

(۵۲۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''جو شخص دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑا شامل کرے اگر وہ گھوڑا ایسا ہے کہ (جس کے تیز رو ہونے کی وجہ سے) اس کے بارے میں یہ یقین ہے کہ وہ (ان دونوں گھوڑوں سے) آگے نکل جائے گا تو اس میں بھلائی نہیں ہے، اور اگر یہ یقین نہیں ہے کہ وہ آگے نکل جائے گا تو پھر اس میں مضائقہ نہیں۔'' (شرح السنۃ)

اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر کوئی شخص دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑا شامل کرے یعنی جس کے بارے میں یہ یقین نہیں ہے کہ وہ آگے نکل جائے گا تو یہ قمار (جوا) نہیں ہے، اور اگر کوئی شخص دو

گھوڑوں کے درمیان اپنا (ایسا) گھوڑا شامل کرے جس کے بارے میں یہ یقین ہے کہ وہ آگے نکل جائے گا تو یہ قمار ہے۔''

جَلَبُ جائز ہے نہ جَنَبُ

(۵۲۱) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نہ جَلَبُ (جائز) ہے اور نہ جَنَبُ'' اور (ایک راوی) یحیٰی نے اپنی روایت میں لفظ ''فِیْ الرِّھَان'' کا اضافہ کیا (یعنی ان کی روایت میں یہ ہے کہ رہان یعنی گھوڑوں کی مسابقت میں نہ جَلَب جائز ہے اور نہ جَنَب) اس روایت کو ابوداؤد اور نسائی نے نقل کیا ہے، نیز ترمذی نے بھی اس روایت کو کچھ زائد الفاظ و معانی کے ساتھ باب الغصب میں نقل کیا ہے۔

فائدہ: گھوڑ دوڑ میں جَلَب یہ ہے کہ ایک شخص کو اپنے گھوڑے کے پیچھے رکھے، جو گھوڑے کو ڈانٹتا رہے تاکہ وہ گھوڑا آگے بڑھ جائے ——— اور جَنَب یہ ہے کہ ایک اور گھوڑا اپنے گھوڑے کے پہلو میں رکھے اور جب سواری کا گھوڑا تھک جائے تو اس گھوڑے پر سوار ہو جائے۔

پسندیدہ گھوڑے

(۵۲۲) حضرت ابوقتادہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''بہترین گھوڑا سیاہ گھوڑا ہے، جس کی پیشانی پر تھوڑی سی سفیدی ہو اور ناک کی جانب سفیدی ہو، پھر وہ گھوڑا بہتر ہے جس کی پیشانی پر تھوڑی سی سفیدی ہو اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں لیکن دایاں ہاتھ سفید نہ ہو، اور اگر سیاہ گھوڑا نہ ہو تو پھر اسی قسم کا کُمَیْت گھوڑا (بھی) بہتر ہے'' (ترمذی، دارمی)

فائدہ: ''کُمَیْت'' اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کی دم اور ایال سیاہ ہو اور باقی سرخ۔

(۵۲۳) حضرت ابو وهب جُشَمِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے لیے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والا کمیت گھوڑا ضروری ہے (یعنی اگر تم گھوڑا رکھو تو اس طرح کا گھوڑا رکھو) یا سرخ گھوڑا رکھو، جس کی پیشانی بھی سفید ہو اور ہاتھ پاؤں بھی سفید ہوں، یا سیاہ گھوڑا رکھو جس کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں'' (ابوداؤد، نسائی)

(۵۲۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''گھوڑوں کی برکت سرخ رنگ کے گھوڑوں میں ہوتی ہے'' (ترمذی، ابوداؤد)

گھوڑوں کے بال نہ کاٹے جائیں

(۵۲۵) حضرت عُتبہ بن عبد سُلَمِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''گھوڑوں کی پیشانی کے بال، ان کی ایال اور ان کی دُموں کو نہ کاٹو کیوں کہ ان کی دُمیں، ان کے مورچھل ہیں (کہ جن کو وہ ہلا ہلا کر مکھیوں اور کیڑوں کو اُڑاتے ہیں) اور ان کی ایالیں ان کو گرمی پہنچانے کی چیز ہیں، اور ان کی پیشانی کے بالوں میں بھلائی بندھی ہوئی ہے۔'' (ابوداؤد)

گھوڑوں کو پالنے کا حکم

(۵۲۶) حضرت ابو وهب جُشَمِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''گھوڑوں کو پالو، ان کی پیشانیوں اور ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا کرو، اور ان کی گردن میں پٹا باندھو، لیکن ان کی گردن میں کمان کی تانت نہ باندھو'' (ابوداؤد، نسائی)

اچھی زمین سے اچھی پیداوار حاصل کرنے کی ہدایت

(۵۲۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مامور

بندے تھے آپ نے ہم کو (یعنی اپنے اہل بیت کو) دوسرے لوگوں سے الگ کر کے تین باتوں کے علاوہ اور کسی بات کا مخصوص طور پر حکم نہیں دیا اور وہ (تین باتیں جن کا خاص طور پر اہل بیت کو حکم دیا تھا) یہ ہیں (۱) ہم وضو کو پورا کریں (۲) ہم صدقہ کا مال نہ کھائیں (۳) اور ہم گھوڑیوں پر گدھے نہ چھوڑیں۔ (ترمذی، نسائی)

(۵۲۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک موقع پر) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خچر بطور ہدیہ پیش کیا گیا، پھر آپ اس پر سوار ہوئے تو حضرت علی نے کہا: ''اگر ہم گھوڑیوں پر گدھے چھوڑیں تو ہمیں (بھی) ایسے خچر مل جائیں؟'' رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: ''یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں جو ناواقف ہیں'' (ابوداؤد، نسائی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کا ذکر

(۵۲۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضے کی ٹوپی چاندی کی تھی۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی)

(۵۳۰) حضرت ہود بن عبداللہ بن سعد اپنے دادا سے جن کا نام مزیدہ تھا نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے دن (مکہ میں) داخل ہوئے، اس وقت آپ کے پاس جو تلوار تھی اس پر سونے اور چاندی کا کام تھا۔ (ترمذی)

جنگ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر دو زرہیں تھیں

(۵۳۱) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ اُحد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کے جسم مبارک) پر دو زرہیں تھیں، آپ نے ایک کو دوسرے پر پہن رکھا تھا (ابوداؤد، ابن ماجہ)

آنحضرت ﷺ کے جھنڈے

(۵۳۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا بڑا جھنڈا سیاہ رنگ کا تھا اور چھوٹا جھنڈا سفید رنگ کا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۵۳۳) حضرت موسیٰ بن عبیدہ جو حضرت محمد بن قاسم (تابعی) کے آزاد کردہ غلام تھے فرماتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت محمد بن قاسم نے مجھے حضرت براء بن عازب (صحابی) کے پاس بھیجا تا کہ یہ دریافت ہو سکے کہ رسولِ خدا ﷺ کا جھنڈا کیسا تھا؟ چنانچہ حضرت براء نے ارشاد فرمایا کہ (آنحضرت ﷺ کا) جھنڈا سیاہ رنگ کا تھا (اس کا کپڑا) چوکور تھا اور اس میں سیاہ اور سفید دھاریاں تھیں (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

(۵۳۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے اس وقت آپ کا جھنڈا سفید تھا۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

(فصل سوم)

آپ ﷺ کی پسندیدہ چیزیں

(۵۳۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ کی نظر میں عورتوں کے بعد گھوڑوں سے زیادہ محبوب و پسندیدہ اور کوئی چیز نہیں تھی (نسائی)

آپ ﷺ کی پسندیدہ کمان اور نیزے

(۵۳۶) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ کے ہاتھ میں عربی کمان تھی، اور آپ ﷺ نے ایک شخص (صحابی) کے ہاتھ میں فارسی (ایرانی) کمان دیکھی تو ارشاد فرمایا: ''یہ کیا ہے؟ اس کو پھینک دو، تمہیں ایسی (یعنی عربی) کمان

رکھنی چاہیے اور اس طرح (یعنی اس وضع) کی رکھنی چاہیے۔ نیز تمہیں کامل نیزے رکھنے چاہئیں، یقیناً ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دین (کو سربلند کرنے) میں تمہاری مدد کرے گا اور (دشمنوں کے) شہروں میں تمہیں جمادے گا۔'' (ابن ماجہ)

آدابِ سفر کا بیان

(فصل اول)

سفر کے لیے پسندیدہ دن

(۵۳۷) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے کہ جہاد کے سفر کی ابتداء جمعرات کے دن کریں۔ (بخاری)

تنہا سفر کرنے کی ممانعت

(۵۳۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر لوگ اس (ضرر و پریشانی) کو جو تنہا سفر کرنے سے پیش آتی ہے جان لیں جتنا میں جانتا ہوں، تو کوئی سوار رات کو کبھی سفر (کرنے کی ہمت) نہ کرے'' (بخاری)

کتا، گھنٹی اور اونٹ کی گردن میں تانت باندھنے کی ممانعت

(۵۳۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اُس قافلہ کے ساتھ فرشتے نہیں ہوتے جس میں کتا اور گھنٹال ہو۔'' (مسلم)

(۵۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: ''جرس (یعنی گھنگھر و اور گھنٹی) شیطان کے باجے ہیں''۔ (مسلم)

(۵۴۱) حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کسی سفر میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قافلہ کے اندر اس حکم کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں کمان کی تانت کے قلادے (پٹے) کو باقی نہ رکھا جائے یا یہ ارشاد فرمایا کہ قلادے کو باقی نہ رکھا جائے بلکہ کاٹ ڈالا جائے (بخاری و مسلم)

سفر کے آداب

(۵۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب تم ارزانی کے زمانے میں (اونٹوں پر) سفر کرو تو ان اونٹوں کو ان کا زمین (سے کھانے) کا حق دو (یعنی ان کو گھاس کھانے کا موقع دو) اور جب تم قحط سالی کے زمانے میں سفر کرو تو ان پر جلدی سفر کرو؛ نیز جب تم کہیں رات میں پڑاؤ ڈالو تو راستے پر پڑاؤ نہ ڈالو کیوں کہ ان پر چوپائے چلتے ہیں اور وہ موذی (زہریلے) جانوروں کا مسکن اور ان کی گزرگاہیں ہیں'' اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ''جب تم قحط سالی کے زمانے میں (اونٹوں پر) سفر کرو تو تیزی کے ساتھ سفر طے کرو جب کہ اونٹوں میں گودا (یعنی بدن کی طاقت) موجود ہو'' (مسلم)

رفیق سفر کی مدد کرنا

(۵۴۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک موقع پر جب کہ ہم ایک سفر میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اچانک ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونٹ پر آیا اور اونٹ کو دائیں بائیں موڑنے لگا، چنانچہ (یہ دیکھ کر) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص کے پاس (اپنی ضرورت سے) زائد سواری ہو اس

کو چاہیے کہ وہ سواری اس شخص کو دیدے جس کے پاس سواری نہیں ہے، اور جس شخص کے پاس اپنی ضرورت سے زائد کھانے پینے کا سامان ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ کھانے پینے کا سامان اس شخص کو دیدے جس کے پاس کھانے پینے کا سامان نہیں ہے۔'' راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے مال اور چیزوں کی اقسام کا ذکر کیا (یعنی آپ نے چیزوں کا نام لے کر ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس فلاں چیز اور فلاں چیز جیسے کپڑا وغیرہ اپنی حاجت سے زائد ہو تو اس کو اس شخص پر خرچ کرنا چاہیے جس کے پاس وہ چیز نہیں ہے) یہاں تک کہ (آپ کی رغبت و نصیحت سے) ہمیں احساس ہو گیا کہ ہم میں سے کسی کا اپنی اس چیز پر کوئی حق نہیں ہے جو اس کے پاس اس کی ضرورت سے زائد ہے (بلکہ اس چیز کا حقیقی مستحق وہ شخص ہے جو اس وقت اس چیز سے محروم ہے) (مسلم)

سفر کا مقصد جب پورا ہو جائے تو جلد واپس ہو جائے

(۵۴۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے جو تمہیں نہ تو (آرام و راحت سے) سونے دیتا ہے اور نہ (ڈھنگ سے) کھانے پینے دیتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص (کہیں سفر میں جائے اور) اپنے سفر کی غرض کو پورا کرے (یعنی جس مقصد کے لیے سفر کیا ہے وہ مقصد پورا ہو جائے) تو اس کو چاہیے کہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس آجانے میں جلدی کرے'' (بخاری و مسلم)

بچوں اور عورتوں کے ساتھ برتاؤ

(۵۴۵) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ خدا ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کے اہلِ بیت کے بچوں کے ذریعہ آپ کا استقبال کیا

جاتا (یعنی آپ کے اہل بیت اپنے بچوں کو آپ کی خدمت میں لے جاتے) چنانچہ (ایک روز) آنحضرت ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لائے (اور مدینہ کے قریب پہنچے) تو مجھ کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے مجھے اٹھالیا اور اپنے آگے سوار کرلیا پھر حضرت فاطمہ کے دونوں بیٹوں میں سے ایک بیٹے (یعنی حضرت حسن یا حضرت حسین کو لایا گیا) تو آپ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور پھر (اس طرح) ہم تینوں ایک جانور پر (سوار) مدینہ میں داخل ہوئے۔ (مسلم)

(۵۴۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت طلحہ رسولِ خدا ﷺ کے ہمراہ (خیبر کے سفر سے) واپس آئے تو اس موقع پر حضرت صفیہ، نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھیں اور آپ نے ان کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا رکھا تھا۔ (بخاری)

رات کے وقت سفر سے نہ لوٹنے کی ہدایت

(۵۴۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس (سفر سے) رات کے وقت واپس نہیں آیا کرتے تھے، بلکہ دن کے ابتدائی حصہ میں یعنی صبح کے وقت، یا آخری حصہ میں یعنی شام کے وقت (گھر میں) داخل ہوا کرتے تھے (بخاری، مسلم)

(۵۴۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب تم میں سے کسی کی غیر حاضری کا عرصہ طویل ہو جائے (یعنی اس کو سفر میں زیادہ دن لگ جائیں) تو وہ (سفر سے واپسی کے وقت) اپنے گھر میں رات کے وقت داخل نہ ہو'' (بخاری، مسلم)

(۵۴۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر تم (سفر سے واپسی پر اپنے شہر و آبادی میں) رات کے وقت پہنچو تو اپنے گھر میں داخل نہ

ہو، جب تک بیوی زیرناف بالوں کو صاف نہ کرلے، اور وہ بیوی جس کے بال پراگندہ ہوں کنگھی چوٹی نہ کرلے۔'' (بخاری، مسلم)

سفر سے واپسی پر دعوت کرنا سنت ہے

(۵۵۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔ (بخاری، مسلم)

سفر سے واپسی کا مسنون طریقہ

(۵۵۱) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت کے علاوہ اور کسی وقت سفر سے واپس نہیں آیا کرتے تھے، چنانچہ جب آپ (سفر سے) واپس آتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے، اور دو رکعت نماز پڑھتے، پھر لوگوں سے ملاقات کرنے کے لیے وہاں بیٹھتے (بخاری، مسلم)

(۵۵۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک) سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، چنانچہ جب ہم مدینہ واپس آئے تو آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''مسجد میں جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو۔'' (بخاری)

(فصل دوم)

دن کا ابتدائی حصہ بابرکت ہے

(۵۵۳) حضرت صَخر بن وَدَاعہ غامِدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا (یعنی یوں دعا فرمائی) ''اے اللہ! میری امت کے لیے دن کے ابتدائی حصہ میں برکت عطا فرما (یعنی اگر میری امت کے لوگ دن کے

ابتدائی حصہ (صبح) میں طلب علم میں مشغول ہوں یا اپنے ذریعہ معاش میں منہمک ہوں یا سفر وغیرہ کریں تو اس میں انہیں برکت حاصل ہو)'' چنانچہ آنحضرت ﷺ جب کوئی چھوٹا یا بڑا لشکر روانہ فرماتے تو اس کو دن کے ابتدائی حصہ میں روانہ فرماتے۔ اور صَخُر جو ایک تاجر (سوداگر) تھے (اس دعاء کی برکت حاصل کرنے کی غرض سے) اپنا تجارتی مال دن کے ابتدائی حصہ ہی میں روانہ کرتے تھے، چنانچہ وہ مال دار ہوئے اور ان کے مال میں بہت اضافہ ہوا (ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

رات میں سفر کرنے کا فائدہ

(۵۵۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم رات کے وقت چلنا اپنے لیے ضروری سمجھو کیوں کہ رات کے وقت زمین لپیٹ دی جاتی ہے'' (ابوداؤد)

سفر میں کتنے ساتھی ہونے چاہئیں؟

(۵۵۵) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ایک سوار، ایک شیطان اور دو سوار، دو شیطان ہیں اور تین سوار، سوار ہیں۔'' (مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

سفر میں امیر مقرر کرنے کی ہدایت

(۵۵۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب سفر میں تین شخص ہوں تو ان میں سے کسی ایک کو امیر بنالینا چاہیے۔'' (ابوداؤد)

بہترین ساتھی اور بہترین لشکر

(۵۵۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''بہترین ساتھی اور رفقاء وہ ہیں جو (کم سے کم) چار ہوں، چھوٹے لشکروں میں بہترین لشکر وہ ہے جس میں چار سو (مجاہد) ہوں، اور بڑے لشکروں میں بہترین لشکر وہ ہے جس میں بارہ ہزار (مجاہد) ہوں اور بارہ ہزار (مجاہد) کم ہونے کی وجہ سے کبھی مغلوب نہیں ہوتے۔'' (ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

سفر کے دوران آپ ﷺ کا معمول

(۵۵۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ (سفر کے دوران) چلتے وقت (تواضع وانکسار کی وجہ سے اور ساتھیوں کی مدد و خبر گیری کے پیش نظر قافلے کے) پیچھے رہا کرتے تھے چنانچہ آپ کمزور (کی سواری) کو ہانکا کرتے (تاکہ وہ ہمراہیوں کے ساتھ مل جائے) اور اس ضعیف و کمزور کو جو پیدل چلتا ہوتا اس کو اپنے پیچھے سوار کر لیتے اور ان (قافلے والوں) کے لیے دعا کرتے رہتے۔ (ابوداؤد)

پڑاؤ کے وقت منتشر نہ ہونے کی ہدایت

(۵۵۹) حضرت ابو ثَعْلَبَہ خُشَنِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (پہلے) عام طور پر ایسا ہوتا تھا کہ لوگ (یعنی صحابہ) جب کسی منزل پر اترتے تو الگ الگ ہو کر پہاڑی گھاٹیوں اور وادیوں میں پھیل جاتے (یعنی کوئی کہیں اترتا تھا اور کوئی کہیں) چنانچہ رسول خدا ﷺ نے (اس طریقے کو ختم کرنے کے لیے) یہ ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ تمہارا اس طرح ان گھاٹیوں اور وادیوں میں الگ الگ ہو کر اترنا محض شیطان کی طرف سے ہے۔'' اس ارشاد کے بعد لوگ جب بھی کسی منزل پر اترتے تو آپس میں اتنے پاس

پاس ٹھہرتے کہ کہا جانے لگا کہ اگر ان سب پر ایک ہی کپڑا پھیلا دیا جائے تو وہ سب کو ڈھانک لے۔ (ابوداؤد)

سفر جہاد میں حضور ﷺ کا مساویانہ برتاؤ

(۵۶۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن (یعنی جنگ بدر کے موقع پر) ہماری یہ حالت تھی کہ ہم میں سے ہر تین آدمی (باری باری) ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے، اور ابولبابہ اور حضرت علی رسولِ خدا ﷺ کے اونٹ میں شریک سفر تھے، حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول خدا ﷺ کے اترنے کی باری آتی تو ابولبابہ اور حضرت علی عرض کرتے کہ آپ کے بدلے ہم پیدل چلیں گے (آپ اونٹ پر ہی سوار رہیں) لیکن آنحضرت ﷺ فرماتے: نہ تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقت ور ہو، نہ میں تم دونوں سے زیادہ ثواب سے بے نیاز ہوں (یعنی میں تم سے زیادہ قوی ہوں اور آخرت کے ثواب کا محتاج ہوں) (شرح السنۃ)

جانوروں کے بارے میں آپ ﷺ کی ہدایت اور صحابہ کا عمل

(۵۶۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''جانوروں کی پشت کو منبر نہ بناؤ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے جانوروں کو محض اس لیے تمہارے تابع کیا ہے کہ وہ تمہیں ان شہروں اور علاقوں میں پہنچا دیں جہاں تم مشقت و محنت کے بغیر پہنچ نہیں سکتے تھے (یعنی جانوروں سے مقصود ان پر سواری کرنا اور ان کے ذریعہ اپنے مقصد کو حاصل کرنا ہے لہٰذا ان کو ایذا پہنچانا روا نہیں ہے) اور اللہ تعالیٰ نے زمین کو تمہارے لیے (اسی مقصد کے لیے) پیدا کیا ہے لہٰذا تم اس پر اپنے کاموں اور اپنی حاجتوں کو پورا کرو۔'' (ابوداؤد)

(۵۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی منزل پر اترتے تو اس

وقت تک نماز نہیں پڑھتے تھے، جب تک جانوروں پر سے سامان نہ کھول لیا جاتا۔ (ابوداؤد)

حضور ﷺ کی حق شناسی

(۵۶۳) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ (ایک سفر میں) پیدل راستہ طے کر رہے تھے کہ ایک شخص اپنے گدھے پر سوار ہو کر آپ کے پاس آیا، اور عرض کیا: یارسول اللہ! (میرے گدھے پر) سوار ہو جایئے۔ اور (یہ کہہ کر) وہ شخص (گدھے کی پشت پر) پیچھے سرک گیا (تاکہ آنحضرت ﷺ آگے بیٹھ جائیں) لیکن آپ نے ارشاد فرمایا: میں آگے نہیں بیٹھوں گا کیوں کہ (اپنی سواری کے) جانور پر آگے بیٹھنے کے تم ہی مستحق ہو۔ مگر تم مجھے اس کا حقدار بنا دو (یعنی اگرچہ اس شخص نے پیچھے سرک کر آپ کو آگے بیٹھنے کا حقدار بنا دیا تھا۔ مگر آنحضرت ﷺ نے کمالِ احتیاط کے پیش نظر اس پر واضح کیا کہ میں تمہاری سواری پر آگے اسی وقت بیٹھ سکتا ہوں جب تم صریح الفاظ میں مجھ سے آگے بیٹھنے کے لیے کہو) اس شخص نے کہا: ''(میں صراحت کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ) آپ کو میں نے اس کا حقدار بنا دیا۔'' اس کے بعد آنحضرت ﷺ (اس کے) آگے بیٹھ گئے (ترمذی، ابوداؤد)

شیطانی اونٹ اور شیطانی گھر

(۵۶۴) حضرت سعید بن ابو ہند (تابعی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''(کچھ) اونٹ شیطانوں کے لیے ہوتے ہیں اور (کچھ) گھر شیطانوں کے لیے ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو اونٹ شیطانوں کے لیے ہوتے ہیں ان کو میں نے دیکھا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص عمدہ قسم کی اونٹنیوں کو لے کر نکلتا ہے جن کو اس نے خوب فربہ کیا ہے لیکن ان میں

سے کسی اونٹ پر سوار نہیں ہوتا اور اپنے مسلمان بھائی کے پاس سے گذرتا ہے جو تھک گیا ہے پھر بھی اس کو اس اونٹ پر سوار نہیں کرتا، اور جو گھر شیطانوں کے لیے ہوتے ہیں ان کو میں نے نہیں دیکھا ہے۔''

حدیث کے راوی حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ وہ گھر (جو شیطانوں کے لیے ہوتے ہیں) یہ پنجرے (اور کمرے) ہیں جن کو لوگ ریشمی کپڑوں سے ڈھانکتے ہیں۔ (ابوداؤد)

زیادہ جگہ گھیرنے اور راستہ میں ٹھہرنے کی ممانعت

(۵۶۵) حضرت سہل بن معاذ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں گئے (اور منزل پر قیام کیا) تو لوگوں نے (اس) منزل (کی ساری جگہوں) کو تنگ کر دیا اور راستہ کو کاٹ دیا (یعنی بعض لوگوں نے ضرورت سے زیادہ جگہوں پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو جگہ کی تنگی ہوگئی اس طرح راستہ بھی تنگ ہوگیا جس سے آنے جانے والوں کو پریشانی ہونے لگی) (یہ دیکھ کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کرنے والے کو لوگوں کے درمیان بھیج کر یہ اعلان کرایا کہ ''جس شخص نے منزل (کی جگہوں) کو تنگ کیا یا راستے کو کاٹا، اس کو جہاد کا ثواب نہیں ملے گا'' (ابوداؤد)

سفر سے واپسی کا بہترین وقت

(۵۶۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''سفر سے واپس آنے والے مرد کے لیے اپنے گھر والوں کے پاس پہنچنے کا بہترین وقت رات کا ابتدائی حصہ ہے۔'' (ابوداؤد)

فائدہ: یہ حکم اس صورت میں ہے جب سفر دور دراز کا نہ ہو، یا گھر والوں کو پہلے سے آنے کی اطلاع دے دی گئی ہو۔

(فصل سوم)

سفر میں آپ ﷺ کس طرح لیٹتے تھے؟

(۵۶۷) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ جب سفر میں ہوتے اور رات کے آخری حصہ میں (آرام کرنے کے لیے) اُترتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے اور جب صبح سے کچھ پہلے اترتے تو اپنا (داہنا) ہاتھ کھڑا کر کے اس کی ہتھیلی پر اپنا سر رکھ کر لیٹتے (تاکہ نیند غالب نہ آجائے)۔ (مسلم)

صبح کے وقت سفر شروع کرنے کا اجر و ثواب

(۵۶۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو (جہاد کے لیے) ایک چھوٹے لشکر کے ساتھ روانہ کیا، اتفاق سے وہ جمعہ کا دن تھا، چنانچہ ان کے ساتھی (یعنی لشکر کے لوگ) صبح کے وقت روانہ ہو گئے لیکن عبداللہ نے (اپنے دل میں سوچا یا کسی ساتھی سے) کہا کہ میں بعد میں روانہ ہوں گا۔ میں رسولِ خدا ﷺ کے ہمراہ جمعہ کی نماز پڑھوں گا، پھر لشکر والوں سے جا ملوں گا۔

جب عبداللہ نے رسولِ خدا ﷺ کے ہمراہ جمعہ کی نماز پڑھی، اور آنحضرت ﷺ نے ان کو دیکھا تو پوچھا: تمہیں صبح کے وقت اپنے ساتھیوں کے ساتھ جانے سے کس چیز نے روکا؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے یہ چاہا کہ جمعہ کی نماز آپ کے ساتھ پڑھ لوں، پھر اپنے ساتھیوں سے جا ملوں۔ آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا ''تم روئے زمین کی ساری چیزوں کو (راہِ خدا میں) خرچ کر دو تب بھی صبح کے وقت جانے والے اپنے ساتھیوں کے برابر ثواب حاصل نہیں کر سکو گے''

(ترمذی)

چیتے کی کھال کی ممانعت

(۵۶۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اس قافلے کے ساتھ (رحمت کے) فرشتے نہیں ہوتے جس میں چیتے کی کھال ہو۔'' (یعنی چیتے کی کھال پر سوار کا بیٹھنا یا اس کو استعمال کرنا ممنوع ہے کیوں کہ اس سے تکبر کی شان پیدا ہوتی ہے) (ابوداؤد)

سفر میں لوگوں کی خدمت کی فضیلت

(۵۷۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''سفر میں لوگوں کا امیر وسرداران کا خادم ہے، لہٰذا جو شخص خدمت میں سبقت لے گیا اس کے مقابلہ میں کوئی شخص شہادت کے علاوہ اور کسی عمل کے ذریعہ سبقت نہیں لے جاسکتا'' (بیہقی)

کافروں کو خطوط لکھنے اور ان کو اسلام کی طرف بلانے کا بیان

(فصل اول)

قیصر روم کے نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی

(۵۷۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر (یعنی روم کے بادشاہ) کو ایک گرامی نامہ لکھا جس میں اس کو اسلام کی دعوت دی تھی، اور آپ نے اپنا وہ گرامی نامہ دِحْیَہ کَلْبِی (صحابی) کے ہاتھ روانہ فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ اس گرامی نامہ کو بُصریٰ کے حاکم کے پاس پہنچادیں تاکہ وہ (حاکمِ بُصریٰ) اس کو

قیصر کے پاس پہنچادے، اس گرامی نامہ میں یہ لکھا تھا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ محمد کی جانب سے جو خدا کا بندۂ خاص اور رسول ہے۔ ہرقل کے نام جو روم کا حاکمِ اعلیٰ ہے۔ اس پر سلامتی ہو جو (قبولیت اسلام اور اپنے نیک کردار و اعمال کے ذریعہ) ہدایت کا پیرو ہے۔ بعدازاں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ اسلام قبول کر لیجیے! (دنیا کے اور آخرت کے عذاب سے) محفوظ و مامون رہو گے، آپ مسلمان ہو جائیے، اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا (کہ ایک تو اپنے نبی پر ایمان لانے کا اور ایک اجر مجھ پر ایمان لانے کا) اور اگر آپ منہ پھیریں گے (یعنی اسلام قبول نہیں کریں گے) تو آپ کے ملک والوں اور آپ کی رعیت کا گناہ (بھی) آپ پر ہوگا (کیوں کہ آپ کے اسلام نہ لانے سے وہ بھی کفر میں مبتلا رہیں گے اس لیے ان کی گمراہی کی ذمہ داری بھی آپ ہی پر ہوگی) اے اہل کتاب! ایسے کلمے کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں اور مشترک ہے، اور وہ کلمہ یہ ہے کہ ”ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا رب نہ بنائے، پس اگر وہ (اہل کتاب اس بات کو قبول کرنے سے) اعراض و انکار کریں تو (اے مومنو!) تم یہ اعلان کردو کہ (اے کافرو!) گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔“ (بخاری و مسلم)

مکتوب نبوی کے ساتھ کسریٰ کا توہین آمیز برتاؤ

(۵۷۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (یعنی فارس کے بادشاہ) کے نام اپنا نامۂ مبارک عبدُاللہ بن حُذافہ سہمی کے ہاتھ روانہ کیا (جو تقریباً اسی مضمون پر مشتمل تھا جو قیصر وغیرہ کو بھیجا گیا تھا) اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ اس نامۂ مبارک کو بحرین کے حاکم کے پاس لے جائیں (تا کہ وہ اس کو کسریٰ تک پہنچادے) چنانچہ عبدُاللہ بن حُذافہ وہ نامۂ مبارک بحرین کے حاکم کے پاس

لے گئے اور بحرین کے حاکم نے اس کو کسریٰ کے پاس پہنچایا، جب کسریٰ نے وہ نامہ مبارک پڑھا تو (بجائے اس پر عمل کرنے کے) اس کو پھاڑ ڈالا۔
(حدیث کے ایک راوی) ابن مسیب فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے کسریٰ اور اس کی رعایا کے لیے یہ بددعا فرمائی کہ وہ پارہ پارہ کردیئے جائیں بالکل پارہ پارہ (بخاری)

خطوط کے ذریعہ دعوت اسلام

(۵۷۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (ایران کے بادشاہ) کسری (روم کے بادشاہ) قیصر اور (حبش کے بادشاہ) نجاشی اور ہر متکبر و سرکش بادشاہ کو خطوط لکھے جن میں انہیں اللہ (یعنی اسلام) کی طرف بلایا گیا تھا۔
اور یہ نجاشی جس کو آپ ﷺ نے خط لکھا تھا وہ نجاشی نہیں ہے، جس کے لیے نبی کریم ﷺ نے (مدینہ میں غائبانہ) نمازِ جنازہ پڑھی تھی۔ (مسلم)

امیر لشکر اور مجاہدین کے لیے چند اہم ہدایات

(۵۷۴) حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے والد (حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسولِ خدا ﷺ جب کسی شخص کو کسی چھوٹے یا بڑے لشکر کا امیر مقرر فرماتے تو خاص طور پر اس کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی، اور اس کے ساتھ (جہاد میں) جانے والے مسلمانوں کے متعلق اس کو نیکی و بھلائی کرنے کی نصیحت فرماتے، اور اس کے بعد یہ فرماتے: '' جاؤ خدا کا نام لے کر خدا کی راہ میں جہاد کرو، اس شخص سے جنگ کرو جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ہے۔ جہاد کرو اور غنیمت کے مال میں خیانت نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا (یعنی کسی کے ناک کان وغیرہ نہ کاٹنا) اور بچوں کو قتل نہ کرنا۔ اور جب تم اپنے مشرک دشمن سے ملو تو (پہلے) ان کو تین چیزوں

(میں سے کسی ایک کو) اختیار کر لینے کی دعوت دو۔ ان تین چیزوں میں سے وہ مشرک دشمن جس چیز کو اختیار کریں، تم اس کو منظور کر لو اور ان (کو اس سے زیادہ تکلیف دینے) سے باز رہو، اور ان تین چیزوں میں سے پہلی چیز یہ ہے کہ ان کو اسلام کی دعوت دو، اگر وہ اس دعوت کو قبول کریں تو تم بھی اس کو منظور کر لو اور ان سے (جنگ کرنے سے) باز رہو، پھر (وہ اسلام قبول کریں تو) ان کو اپنے ملک (یعنی دارالحرب) سے مہاجرین کے ملک (یعنی دارالاسلام) کی طرف ہجرت کرنے کی دعوت دو اور ان کو یہ بتا دو کہ اگر وہ ایسا کریں گے (یعنی ہجرت کر کے دارالاسلام میں آجائیں گے) تو ان کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مہاجرین کو حاصل ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو مہاجرین پر عائد ہیں، اگر وہ ہجرت کرنے پر تیار نہ ہوں تو ان کو بتا دو کہ ایسی صورت میں وہ دیہاتی مسلمانوں کی طرح ہونگے اور ان پر خدا کا وہ حکم نافذ کیا جائے گا، جو تمام مسلمانوں پر نافذ ہوتا ہے (یعنی نماز وزکوۃ وغیرہ کا واجب ہونا اور قصاص ودیت جیسے احکام کا نافذ ہونا) اور غنیمت وفیٔ کے مال میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا البتہ ان کو اس وقت حصہ ملے گا جب وہ مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر جہاد کریں۔

اور اگر وہ (اسلام کی دعوت) قبول نہ کریں (اور مسلمان ہونے سے انکار کر دیں) تو (دوسری چیز یہ ہے کہ) ان سے جزیہ کا مطالبہ کرو اگر وہ جزیہ دینا قبول کر لیں تو تم بھی اس کو منظور کر لو اور ان سے (جنگ کرنے سے) باز رہو۔ اور اگر وہ جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو (تیسری چیز یہ ہے کہ) تم اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر کے ان سے جنگ شروع کر دو۔

اور جب تم کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرو اور وہ (قلعہ والے) تم سے اللہ اور اس کے نبی کے امان کا عہد لینا چاہیں، تو تم ان کو اللہ اور اس کے نبی کی طرف سے امان دینے کا عہد نہ کرنا البتہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے عہدِ امان دے دینا کیوں کہ اگر تم اپنے اور اپنے رفقاء کے دیئے ہوئے عہدِ امان کو توڑ دو گے تو یہ اللہ اور اس

کے رسول کے عہدِ امان کو توڑ دینے سے زیادہ سہل ہوگا۔ اور جب تم کسی قلعہ کے لوگوں کا محاصرہ کرو اور وہ (قلعہ والے) تم سے اللہ کے حکم پر اپنا محاصرہ اٹھالینے کی درخواست کریں تو تم اللہ کے حکم پر ان کا محاصرہ نہ اٹھانا بلکہ اپنے حکم پر ان کا محاصرہ اُٹھانا کیوں کہ تمہیں یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ تم ان کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت اللہ کے حکم تک پہنچ گئے ہو یا نہیں'' (مسلم)

آپ ﷺ کبھی سورج ڈھلنے کے بعد حملہ کرتے تھے

(۵۷۵) حضرت عبداللہ بن ابی اَوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ اپنی جنگوں میں سے ایک جنگ میں جب دشمن سے ملے تو سورج ڈھلنے تک (جنگ شروع کرنے کا) انتظار کرتے رہے پھر (جب سورج ڈھل گیا تو) آپ ﷺ لوگوں کے سامنے (خطبہ دینے کے لیے) کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا ''لوگو! تم اپنے دشمن سے مقابلہ کی آرزو نہ کرو (یعنی یہ نہ چاہو کہ کفار سے قتل وقتال کا بازار گرم ہو کیوں کہ یہ چاہنا گویا ابتلاء ومصیبت کی خواہش کرنا ہے جو ممنوع ہے) بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن وعافیت کے طالب رہو، ہاں جب دشمن سے تمہارا مقابلہ ہوجائے تو (پھر پوری بہادری کے ساتھ ڈٹ جاؤ اور) صبر واستقامت سے کام لو اور اس بات کو جان لو کہ جنت، تلواروں کے سائے کے نیچے ہے (یعنی تم جنت کے بالکل قریب ہو)'' اس کے بعد آپ نے یہ دعا فرمائی ''اے اللہ! کتاب کو نازل فرمانے والے! بادلوں کو چلانے والے! اور کفار کی جماعت کو شکست دینے والے! ان (دشمنوں) کو شکست دے اور ہم کو ان پر فتح عطا فرما'' (بخاری ومسلم)

آپ ﷺ صبح ہونے سے پہلے حملہ نہیں کرتے تھے

(۵۷۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ ہمارے ساتھ

کسی (دشمن) قوم سے جہاد کرتے، تو صبح ہونے سے پہلے ہمارے ساتھ ان پر حملہ آور نہیں ہوتے، پھر جب صبح ہو جاتی تو ان (دشمنوں کی آبادی اور ان کے ٹھکانوں) پر نظر ڈالتے (تاکہ مشاہدہ یا قرائن سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کون لوگ ہیں) اگر (ان کی طرف سے) اذان کی آواز سنتے تو ان سے (جنگ کرنے سے) باز رہتے اور اگر اذان کی آواز نہیں سنتے، تو ان پر حملہ کر دیتے۔ حضرت انس فرماتے ہیں: چنانچہ جب ہم (آنحضرت ﷺ کے ہمراہ جہاد کے لیے) خیبر روانہ ہوئے تو ان کی سرحدوں پر رات کے وقت پہنچے، جب صبح ہوگئی اور (ان کی طرف سے) اذان سنائی نہ دی تو آنحضرت ﷺ سواری پر سوار ہوئے اور میں ابوطلحہ کی سواری پر ان کے پیچھے بیٹھا اور (ہماری سواری آنحضرت کی سواری سے اتنی قریب تھی کہ) میرے پاؤں آنحضرت ﷺ کے قدم مبارک سے لگتے تھے، حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب (صبح ہونے پر) خیبر والے (ہماری آمد سے بے خبر، اپنے کھیتوں میں جانے کے لیے) اپنے پھاوڑے تھیلے (یعنی کھیتی باڑی کا سامان) لیے ہوئے (اپنے گھروں سے) نکلے اور ہماری طرف آئے۔

اور انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو (چیخ چیخ کر) کہنے لگے، محمد آگئے، خدا کی قسم! محمد اور ان کا لشکر آگئے (یہ کہتے ہوئے وہ بھاگ کھڑے ہوئے) اور قلعہ میں پناہ گزیں ہوگئے، جب رسولِ خدا ﷺ نے ان کو (اس طرح بھاگتے ہوئے) دیکھا تو (گویا اس کو ان کی شکست سے تعبیر کرتے ہوئے اور از راہِ تفاؤل) ارشاد فرمایا ''اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے، خیبر خراب ہوگیا، اس میں کوئی شک نہیں، ہم (مسلمانوں کی جماعت یا انبیاء) جب کسی قوم کے میدان میں (جنگ کے لیے) اترتے ہیں تو اس ڈرائی گئی قوم کی صبح بڑی خراب ہو جاتی ہے۔'' (بخاری و مسلم)

آپ ﷺ جنگ کب شروع کرتے تھے؟

(۵۷۷) حضرت نُعمان بن مُقَرِّن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسولِ خدا ﷺ

کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا ہوں، چنانچہ جب (کسی دن) آپ صبح کے وقت جنگ شروع نہ کرتے تو انتظار فرماتے یہاں تک کہ ہوائیں چلنے لگتیں، اور (ظہر کی) نماز کا وقت آجاتا (بخاری)

(فصل دوم)

آپ ﷺ کا جنگی نظام الاوقات اور اس کی حکمت

(۵۷۸) حضرت نُعمان بن مُقَرِّن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا ﷺ کے ہمراہ (لڑائیوں میں) شریک ہوا ہوں، چنانچہ آنحضرت ﷺ جب دن کے ابتدائی حصہ میں (یعنی صبح کے وقت) جنگ نہ کرتے تو انتظار کرتے، یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا، اور ہوائیں چلنے لگتیں، اور اللہ کی نصرت و مدد نازل ہوتی (ابوداؤد)

(۵۷۹) حضرت قتادہ حضرت نُعمان بن مُقَرِّن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا "میں نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جہاد کیا ہے، چنانچہ آنحضرت ﷺ طلوع فجر کے بعد اس وقت تک (جنگ شروع کرنے سے) رُکے رہتے جب تک (آپ فجر کی نماز سے فارغ نہ ہوجاتے اور) سورج نہ نکل آتا، پھر جب سورج نکل آتا تو جنگ شروع کردیتے اور جب دوپہر ہوجاتی تو (جنگ سے) رُک جاتے، پھر جب دوپہر ڈھل جاتی (اور ظہر کی نماز پڑھ لیتے) تو عصر تک جنگ کرتے، پھر رُک جاتے یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد پھر جنگ میں مشغول ہوجاتے۔"

قتادہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا تھا (یعنی صحابہ آنحضرت ﷺ کے اس جنگی نظام الاوقات کی حکمت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے) کہ یہ اس وجہ سے تھا کہ ان اوقات میں نصرت کی ہوائیں چلتی ہیں اور مسلمان اپنی نماز میں اپنے لشکروں کے لیے

(فتح وکامرانی کی) دعائیں کرتے ہیں (یعنی نماز کے بعد دعائیں مانگتے ہیں یا نماز کے دوران ہی دعائیں کرتے ہیں جیسا کہ قنوت پڑھنے کے سلسلہ میں احادیث منقول ہیں)(ترمذی)

مجاہدین کے لیے ایک اہم ہدایت

(۵۸۰) حضرت عِصَام مُزَنِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (جہاد کے لیے) ایک چھوٹے لشکر میں روانہ کیا اور ارشاد فرمایا: ''جب (کسی جگہ) تم کوئی مسجد دیکھو یا موذن کو اذان دیتے سنو تو وہاں کسی کو قتل نہ کرنا۔''(ترمذی، ابوداؤد)

(فصل سوم)

فارس کے سرداروں کے نام حضرت خالد کا مکتوب

(۵۸۱) حضرت ابووائل فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فارس یعنی ایران کے سرداروں کو یہ مکتوب بھیجا:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خالد بن ولید کی طرف سے رستم و مہران کے نام جو فارس کے سرداروں میں سے ہیں اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے بعدازاں! واضح ہو کہ ہم تمہیں اسلام (قبول کرنے) کی دعوت دیتے ہیں، اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے ہو تو ذلت وخواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کرو اور اگر تم اس (جزیہ ادا کرنے) سے (بھی) انکار کرو گے تو (تمہیں آگاہ ہو جانا چاہئے کہ ہلاکت وپشیمانی تمہارا مقدر بن چکی ہے کیونکہ) میرے ساتھ ایسے لوگوں کی جماعت ہے، جو خون بہانے کو (یعنی خدا کی راہ میں اپنی جان قربان کردینے کو) اسی طرح پسند کرتے ہیں جس طرح ایران کے لوگ شراب کو پسند کرتے ہیں، اور سلامتی ہو اس پر جو حق وہدایت کی پیروی کرے (بغوی)

جہاد میں لڑنے کا بیان

(فصل اول)

شہادت کا ثواب

(۵۸۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے موقع پر ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا: بتایئے! اگر میں مارا جاؤں (یعنی دشمنانِ اسلام سے لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں) تو میں کہاں ہوں گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنت میں" (یہ سنتے ہی) اس شخص نے وہ کھجوریں پھینک دیں، جو اس کے ہاتھ میں تھیں اور لڑائی میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ (بخاری اور مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی

(۵۸۳) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو اس کے بجائے دوسرے کا توریہ فرماتے (یعنی اس کے بجائے دوسری جگہ کے حالات دریافت فرماتے) یہاں تک کہ یہ غزوہ (یعنی غزوۂ تبوک) واقع ہوا، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک سخت گرمی کے زمانے میں کیا، آپ نے اس کے لیے دور دراز کا سفر اختیار فرمایا، اور بے آب و گیاہ جنگلات کو طے کیا۔ نیز اس میں دشمنوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب اس غزوہ کا ارادہ فرمایا تو) اس کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان صاف صاف اعلان کیا (اور اس غزوہ کے دوران پیش آنے والی مشکلات اور پریشانیوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا) تاکہ لوگ (جنگ کے لیے) اچھی طرح تیار ہو جائیں اور اپنے سامانِ جہاد کو

درست کرلیں۔ نیز آپ نے صحابہ کو ان راستوں اور مقامات کے بارے میں بھی بتادیا تھا جن کو آپ (تبوک پہنچنے کے لیے) اختیار کرنا چاہتے تھے (بخاری)

جنگ میں چال چلنا مفید ہے

(۵۸۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جنگ مکروفریب (کا نام) ہے۔" (بخاری، مسلم)

جہاد میں عمر رسیدہ عورتوں کی شرکت

(۵۸۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب (صحابہ کے ہمراہ) جہاد میں تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھ اُمِ سلیم اور انصار کی دوسری عورتوں کو بھی لے جاتے، وہ عورتیں (غازیانِ اسلام کو) پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال کرتیں (مسلم)

(۵۸۶) حضرت اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزووں میں شریک ہوئی ہوں۔ میں (میدانِ جنگ میں) اُن (مجاہدین) کے پیچھے ان کے ڈیروں میں رہا کرتی تھی جہاں میں ان کے لیے کھانا پکاتی، زخمیوں کی مرہم پٹی اور دوا دارو کرتی اور بیماروں کی دیکھ بھال کیا کرتی تھی (مسلم)

جنگ میں قصداً عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا ممنوع ہے

(۵۸۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور لڑکوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری، مسلم)

شب خون میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی گنجائش ہے

(۵۸۸) حضرت صَعب بن جثّامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

ان مشرکین کے بارے میں پوچھا گیا جو گھروں والے ہیں (یعنی جو آبادیوں میں رہتے ہیں) کہ اگر ان پر شبخون مارا جائے اور اس کے نتیجے میں ان کی عورتیں اور بچے مارے جائیں (تو کیا حکم ہے؟) آنحضرت ﷺ نے (اس کے جواب میں) ارشاد فرمایا ''وہ بھی انہیں میں سے ہیں'' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''وہ اپنے باپوں کے تابع ہیں'' (بخاری، مسلم)

بنونضیر کے درختوں کو کاٹنے اور جلانے کا حکم

(۵۸۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے بنی نضیر کے کھجوروں کے درختوں کو کاٹنے اور جلانے کا حکم فرمایا، اسی کے بارے میں (دربارِ رسالت کے شاعر) حضرت حسان بن ثابت انصاری نے یہ شعر کہا:

وَهَانَ عَلٰی سَرَاةِ بَنِیْ لُؤَیٍّ ❁ حَرِیْقٌ بِالْبُوَیْرَةِ مُسْتَطِیْرُ

یعنی بنی لؤی کے سرداروں کے لیے بُویرہ کو جلانا جو ہر طرف پھیلا ہوا ہے آسان ہوگیا

نیز اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِیْنَةٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰی اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ''تم نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے اور جن کو ان کی جڑوں پر چھوڑ دیا؛ یہ سب خدا کے حکم سے ہے۔'' (بخاری، مسلم)

جنگ میں دشمن کی غفلت سے فائدہ اٹھانا جائز ہے

(۵۹۰) حضرت عبداللہ بن عون سے روایت ہے کہ (حضرت ابن عمر کے آزاد کردہ غلام) حضرت نافع نے اُن (عبداللہ بن عون) کو ایک مکتوب بھیجا جس میں حضرت نافع نے اُن کو مطلع کیا کہ حضرت ابن عمر نے اُن (نافع) سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بَنِیْ مُصْطَلِق پر اس وقت حملہ کیا، جب وہ مُرَیْسِیْع میں اپنے

مویشیوں کے درمیان غافل پڑے تھے، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کر دیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا کر لے آئے (بخاری، مسلم)

چند جنگی ہدایات

(۵۹۱) حضرت اَبُو اُسَیدؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن (میدانِ جنگ میں) جب کہ ہم قریش کے خلاف اور قریش مکہ ہمارے خلاف صف آراء ہو گئے تو یہ حکم دیا کہ ''جب وہ (دشمن یعنی قریش مکہ) تمہارے (اتنے) قریب آ جائیں (کہ تمہارے تیر اُن تک پہنچ سکیں) تو ان پر تیر مارو'' اور ایک روایت میں یہ ہے کہ (آپ نے فرمایا) ''ان (دشمنوں) پر اس وقت تیر چلاؤ جب وہ تمہارے قریب آ جائیں اور اپنے تیروں کو باقی رکھو (یعنی اپنے سب تیر ختم نہ کر ڈالو بلکہ ان کو احتیاط کے ساتھ استعمال کر کے کچھ باقی بھی رکھو تاکہ دشمن تمہارے نہتے ہونے کا فائدہ اٹھا کر تم پر غالب نہ آ جائے)'' (بخاری)

(فصل دوم)

جنگ سے پہلے ریہرسل

(۵۹۲) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے میدان میں رات کے وقت ہمیں ہتھیار پہنا کر اس طرح کھڑا کیا، جس طرح لڑائی کے وقت کھڑے ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

امتیازی اور شناختی علامات

(۵۹۳) حضرت مُہَلَّبؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے (غزوۂ

خندق کے موقع پر) ہم سے ارشاد فرمایا: ''اگر دشمن تم پر شبخون مارے تو تمہاری علامت ''حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ'' ہونی چاہئے'' (ترمذی، ابوداوٗد)

(۵۹۴) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (کسی اور غزوے میں) لفظ ''عبداللہ'' مہاجرین کی علامت تھی، اور لفظ ''عبدالرحمٰن'' انصار کی علامت تھی'' (ابوداوٗد)

(۵۹۵) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم نے (ایک مرتبہ) حضرت ابوبکر صدیق کے ہمراہ (یعنی ان کی سربراہی میں) جہاد کیا، چنانچہ ہم نے ان (دشمنوں) پر شبخون مارا اور ان کو قتل کیا اور اس رات میں ہماری شناختی علامت ''اَمِتْ اَمِتْ'' کے الفاظ تھے (ان الفاظ کے معنی ہیں ''اے اللہ! دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُتار دے۔'') (ابوداوٗد)

صحابہ جنگ میں شور وشغب کو پسند نہیں کرتے تھے

(۵۹۶) حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ لڑائی کے وقت (اللہ کے ذکر کے علاوہ) آواز کو ناپسند کرتے تھے۔ (ابوداوٗد)

بڑوں کو قتل کرنے اور چھوٹوں کو قتل نہ کرنے کی ہدایت

(۵۹۷) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''بڑی عمر والے مشرکین کو قتل کرو، اور چھوٹی عمر والوں (یعنی ان کے بچوں) کو زندہ رہنے دو۔'' (ترمذی، ابوداوٗد)

چند جنگی ہدایات

(۵۹۸) حضرت عُروہ فرماتے ہیں کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ (جب) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن (اسامہ) کو (ایک لشکر کا امیر بنا کر جہاد کے

لیے بھیجا تو) یہ ہدایت وتاکید کی کہ ''تم ''اُبنیٰ'' پر صبح کے وقت دھاوا بولنا اور (دشمن کے گھر بار، کھیت کھلیان اور درخت وباغات کو) جلا ڈالنا۔'' (ابوداؤد)

(۵۹۹) حضرت اَبُو اُسَید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن (مجاہدینِ اسلام سے) فرمایا: ''جب کفار تمہارے قریب آجائیں، تو ان پر تیر چلانا اور تلوار اس وقت تک نیام سے نہ کھینچنا جب تک وہ بالکل تمہارے قریب نہ پہنچ جائیں'' (ابوداؤد)

عورت اور مزدور کو قتل نہ کیا جائے

(۶۰۰) حضرت رَباح بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (میدانِ جنگ میں) تھے، اور آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ (ایک جگہ) کسی چیز کے پاس جمع ہورہے ہیں، چنانچہ آپ نے ایک شخص کو بھیجا اور ارشاد فرمایا: وہاں جاکر دیکھو! لوگ کس چیز کے پاس جمع ہورہے ہیں، اس شخص نے واپس آکر عرض کیا کہ ایک عورت کو قتل کردیا گیا ہے، لوگ اس (کی نعش) کے پاس جمع ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا ''وہ عورت تو نہیں لڑ رہی تھی (پھر اس کو کیوں قتل کردیا گیا؟)'' اور لشکر کی اگلی صفوں کی کمان حضرت خالد بن ولید کے سپرد تھی، آپ نے ایک شخص کو (ان کے پاس) بھیجا کہ وہ جاکر خالد سے یہ کہہ دے کہ ''کسی عورت اور مزدور کو قتل نہ کرو'' (ابوداؤد)

مجاہدین کے لیے چند ہدایات

(۶۰۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کو (جہاد کے لیے روانہ کرتے وقت) یہ ارشاد فرمایا: ''جاؤ! اللہ کا نام لے کر، اللہ کی تائید وتوفیق کے ساتھ اور اللہ کے رسول کے دین پر (یاد رکھو!) شیخ فانی یعنی بڈھے کھوسٹ کو نہ مارنا، نہ چھوٹے لڑکے کو اور نہ عورت کو قتل کرنا نہ مالِ غنیمت میں خیانت کرنا، مالِ غنیمت کو جمع

کرنا، آپس میں صلح صفائی رکھنا (ایک دوسرے کے ساتھ) نیکی و بھلائی کرتے رہنا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور بھلائی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔" (ابوداؤد)

جنگ بدر کے بعض احوال

(۶۰۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب معرکۂ بدر کا دن آیا (اور میدانِ جنگ میں مجاہدینِ اسلام اور کفارِ مکہ، ایک دوسرے کے سامنے صف آراء ہوگئے) تو (کفار مکہ میں سے) عُتبہ بن رَبِیعَہ (لڑنے کے لیے صف میں سے نکل کر) آگے بڑھا، اس کے پیچھے اس کا بیٹا (یعنی ولید بن عتبہ) اور اس کا بھائی (یعنی شیبہ بن ربیعہ) بھی آیا، عتبہ نے پکار کر کہا "کون ہے جو (ہمارے مقابلہ پر) لڑنے کے لیے میدان میں آئے؟" (مجاہدین اسلام کی جانب سے) اس کا جواب انصار کے کئی جوانوں نے دیا (یعنی وہ عتبہ اور اس کے ساتھیوں سے لڑنے کے لیے صف میں سے نکل کر میدان میں آئے) عتبہ نے (ان کو دیکھا تو) پوچھا کہ تم کون ہو؟" ان جوانوں نے عتبہ کو بتایا کہ ہم (مدینہ کے) انصار ہیں، عتبہ نے کہا: "ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے (یعنی ہم تمہارے ساتھ لڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے) بلکہ ہم تو اپنے چچا کے بیٹوں (یعنی مکہ سے ہجرت کر کے چلے جانے والے قریشی مسلمانوں) سے لڑنا چاہتے ہیں۔" (یہ سن کر) رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: "حمزہ! تم کھڑے ہو جاؤ، علی! تم کھڑے ہو جاؤ، عبیدہ بن حارث! تم کھڑے ہو جاؤ" چنانچہ حضرت حمزہ، عتبہ کی طرف گئے (اور اس کو مار ڈالا) مَیں (یعنی علی) شیبہ کی طرف گیا (اور اس کو مار ڈالا) اور عبیدہ اور ولید کے درمیان دو سخت وار ہوئے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے مقابل کو زخمی اور نڈھال کر دیا، پھر ہم نے ولید پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا اور عبیدہ کو (جو ولید کے وار سے سخت زخمی ہو گئے تھے میدان جنگ سے) اٹھا لائے۔ (احمد، ابوداؤد)

میدان جنگ سے بھاگنا کب جائز ہے؟

(۶۰۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا (وہاں پہنچ کر ہمارے لشکر کے) لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، چنانچہ ہم مدینہ واپس آئے تو (مارے شرم وندامت کے) اپنے گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے اور ہم نے (اپنے دل میں) کہا: "ہم تو ہلاک ہو گئے۔" پھر ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "یا رسول اللہ! ہم تو میدان چھوڑ کر بھاگ آنے والے لوگ ہیں" آپ نے ارشاد فرمایا "(نہیں) بلکہ تم دوبارہ حملہ کرنے والے لوگ ہو اور میں تمہاری جماعت ہوں" (ترمذی)

اور ابوداؤد نے بھی ایسی ہی روایت نقل کی ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ "نہیں بلکہ تم دوبارہ حملہ کرنے والے لوگ ہو۔" حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ (جب ہم نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کوئی جواب طلب کرنے یا سرزنش کرنے کے بجائے اس شفقت آمیز انداز میں ہماری ہمت بڑھائی تو فرطِ عقیدت ومحبت سے) ہم آپ کے قریب پہنچے اور آپ کے دست مبارک کا بوسہ لیا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں مسلمانوں کی جماعت ہوں۔"

(فصل سوم)

غزوۂ طائف میں منجنیق کا استعمال

(۶۰۴) حضرت ثوبان بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف کے مقابلہ پر مِنجَنِیق نصب کی (ترمذی)

قیدیوں کے احکام کا بیان

(فصل اول)

جو قیدی مسلمان ہو جائے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتے ہیں

(۶۰۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ اس قوم پر تعجب کرتا ہے (یعنی ان لوگوں سے خوش ہوتا ہے) جو زنجیروں میں بندھے ہوئے جنت میں داخل ہوتے ہیں" (یعنی جن کو قید کر کے دارالاسلام میں لایا جاتا ہے وہ مسلمان ہو جاتے ہیں اور جنت میں داخل ہوتے ہیں) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے خوش ہوتا ہے) جو زنجیروں میں باندھ کر جنت کی طرف لے جائے جاتے ہیں (بخاری)

دشمن کے جاسوس کو قتل کرنا جائز ہے

(۶۰۶) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) مشرکین (دشمن) کا ایک جاسوس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب کہ آپ سفر میں تھے، چنانچہ اس جاسوس نے آپ کے صحابہ کے پاس بیٹھ کر باتیں کیں، پھر چلا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کے بارے میں معلوم ہوا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس کو تلاش کرو اور قتل کر ڈالو، چنانچہ میں نے اس کو قتل کر ڈالا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سامان و اسباب مجھے مرحمت فرمایا (بخاری، مسلم)

(۶۰۷) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (قبیلہ قیس کی ایک شاخ) ہوازن کے خلاف جہاد میں شریک تھے، (ایک دن) جب

کہ ہم رسولِ خدا ﷺ کے ہمراہ دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے، اچانک ایک شخص جو (دشمن کا جاسوس تھا اور) سرخ اونٹ پر سوار ہو کر آیا تھا، اس نے اونٹ بٹھایا اور (اِدھر اُدھر) دیکھنے لگا (یعنی وہ ہماری حالت کا جائزہ لینے لگا) اس وقت ہم بہت نڈھال ہو رہے تھے، ہمارے پاس سواریوں کی کمی تھی اور ہم میں سے بعض لوگ پیدل تھے۔ چنانچہ (جب اس شخص نے ہماری اس کمزوری کا اندازہ لگالیا کہ ہم سواریوں کی کمی اور اپنی خستہ حالی کی وجہ سے پریشان اور نڈھال ہیں، تو دشمن کو اس کی اطلاع دینے کے لیے) وہ اچانک (ہمارے درمیان سے) دوڑتا ہوا نکلا اور اپنے اونٹ کے پاس پہنچ کر (اس پر سوار ہونے کے بعد) اس کو کھڑا کیا اور وہ اونٹ اس کو لے کر تیزی سے دوڑنے لگا، میں (نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو میں بھی اپنے لوگوں کے درمیان سے) نکلا اور (اس شخص کے پیچھے) دوڑا یہاں تک کہ میں نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور اس کو بٹھا دیا، پھر اپنی تلوار سونت کر اس شخص کے سر پر (بھرپور) وار کیا (جس سے اس کا کام تمام ہو گیا) اس کے بعد اونٹ کو، جس پر اس شخص کا سامان اور اس کے ہتھیار تھے، کھینچتا ہوا لایا، جب رسولِ کریم ﷺ اور دوسرے لوگ میرے سامنے آئے تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا "اس شخص کو کس نے قتل کیا ہے؟" صحابہ نے فرمایا: سلمہ بن اکوع نے۔ آپ نے ارشاد فرمایا "اس سارے سامان کا حقدار یہی (سلمہ) ہے" (بخاری، مسلم)

جنگ میں تحکیم جائز ہے

(۶۰۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (مدینہ میں آباد) بَنُوْ قُرَیْظَه (کے یہودی) حضرت سعد بن معاذ کو حَکَمْ مان لینے پر اتر آئے (یعنی وہ اس پر آمادہ ہو گئے کہ سعد بن معاذ جو فیصلہ کریں گے، ہم اس کو تسلیم کرلیں گے) تو رسولِ خدا ﷺ نے (حضرت سعد کو بلانے کے لیے) ایک آدمی بھیجا، سعد بن معاذ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے، جب وہ قریب پہنچے تو رسولِ خدا ﷺ نے (حاضرین

سے) فرمایا: ''تم لوگ اپنے (سردار کی مدد) کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔'' سعد بن معاذ (آپ کے قریب) آ کر بیٹھ گئے، تو رسولِ خدا ﷺ نے (ان کو مخاطب کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: ''یہ لوگ (یعنی بنُو قُرَیظَه کے یہودی) تمہارے فیصلہ پر اتر آئے ہیں۔'' سعد بن معاذ نے کہا: ''میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان (یہودیوں) میں سے جو لوگ لڑنے (کی صلاحیت رکھنے) والے ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔'' آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا ''تم نے ان کے بارے میں بادشاہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے (یعنی تم نے ایسا فیصلہ کیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہے۔)'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت ثُمامہ کے اسلام لانے کا قصہ

(۶۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ایک لشکر کو نجد کی طرف روانہ کیا، لشکر کے لوگ (قبیلہ) بنو حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ کر (مدینہ) لائے جس کا نام ثُمامہ بن اُثال تھا، اور شہر یمامہ کے لوگوں کا سردار تھا، لوگوں نے اس شخص کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا، پھر رسول خدا ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس سے پوچھا: ''کہو ثُمامہ! تمہارے پاس (کہنے سننے) کو کیا ہے؟ (یعنی بتاؤ تمہارا کیا حال ہے؟ یا میرے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کس طرح کا سلوک کروں گا؟'') ثُمامہ نے کہا: ''میرے پاس بھلائی ہی بھلائی ہے یا میرے پاس بہت مال ہے، اگر آپ (مجھ کو) قتل کریں گے تو ایک خون والے شخص کو قتل کریں گے، اور اگر آپ (مجھے باعزت رہائی دے کر میرے ساتھ) اچھا سلوک کریں گے، تو ایسے شخص کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے، جو شکر گزار اور قدر داں ہے (یعنی میں بھی اس اچھے سلوک کا آپ کو بدلہ دوں گا) اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو

مانگیے، جتنا مال چاہیں گے دیا جائے گا۔'' (یہ باتیں سن کر) آنحضرت ﷺ نے اس کو (اس کے حال پر) چھوڑ دیا۔

جب دوسرا دن آیا تو آنحضرت ﷺ نے پھر اس سے پوچھا: ''کہو ثُمامہ! تمہارے پاس (کہنے سننے کو) کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''میرے پاس وہی چیز ہے جو میں کہہ چکا ہوں کہ اگر آپ اچھا سلوک کریں گے تو ایک ایسے شخص کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے جو شکر گذار و قدرداں ہے، اگر آپ قتل کریں گے تو ایک خون والے شخص کو قتل کریں گے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو مانگیے، جتنا مال چاہیں گے دیا جائے گا۔'' آنحضرت ﷺ نے (اس دن بھی یہ سن کر) اس کو (اس کے حال پر) چھوڑ دیا۔

جب تیسرا دن آیا تو آپ نے پھر اس سے پوچھا: ''کہو ثُمامہ! تمہارے پاس (کہنے سننے کو) کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''میرے پاس وہی چیز ہے جو میں کہہ چکا ہوں کہ اگر آپ اچھا سلوک کریں گے تو ایک ایسے شخص کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے جو شکر گذار و قدرداں ہے، اگر آپ قتل کریں گے تو ایک خون والے شخص کو قتل کریں گے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو مانگیے، جتنا مال چاہیں گے دیا جائے گا۔'' رسولِ کریم ﷺ نے (یہ سن کر) حکم دیا کہ ''ثُمامہ کو رہا کردو''

(رہائی پانے کے بعد کچھ کہے سنے بغیر) وہ کھجوروں کے ان درختوں (کے جھنڈ) میں چلا گیا، جو مسجد نبوی کے قریب تھے اور وہاں سے نہا دھو کر مسجد نبوی میں آیا اور (آنحضرت کے سامنے) کہا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ '' یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر کہا: اے محمد! خدا کی قسم! میرے نزدیک روئے زمین پر آپ کے چہرے سے زیادہ نفرت انگیز کوئی چہرہ نہیں تھا (یعنی مجھے آپ کی ذات سے جتنی نفرت تھی اتنی نفرت اور کسی ذات سے نہیں تھی) لیکن اب آپ کا

چہرۂ مبارک میرے نزدیک (دنیا کے) سارے چہروں سے زیادہ پیارا ہے، خدا کی قسم! میرے نزدیک آپ کے دین سے زیادہ نفرت انگیز کوئی دین نہیں تھا، لیکن اب آپ کا دین میرے نزدیک سارے دینوں سے زیادہ پیارا ہے، اور خدا کی قسم! میرے نزیک آپ کے شہر سے نفرت انگیز کوئی شہر نہیں تھا لیکن اب میرے نزدیک آپ کا شہر (دنیا کے) سارے شہروں سے زیادہ پیارا ہے"

(پھر عرض کیا: یارسول اللہ!) آپ کے لشکر نے مجھے اس وقت گرفتار کیا جب میں عمرہ (کرنے کے لیے مکہ جانے) کا ارادہ کر رہا تھا تو اب آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں (آیا میں عمرہ کے لیے مکہ جاؤں یا نہیں؟)" رسولِ خدا ﷺ نے (پہلے تو) ان کو بشارت دی (کہ اسلام قبول کر لینے کی وجہ سے تمہارے پہلے سارے گناہ بخش دیئے گئے ہیں) پھر ان کو عمرہ کرنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد ثمامہ جب (عمرہ کرنے کے لیے) مکہ پہنچے تو کسی کہنے والے نے ان سے کہا: "تم تو بے دین ہو گئے ہو۔" ثمامہ نے جواب دیا "نہیں! میں نے رسولِ خدا ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے، میں۔ بے دین نہیں ہوا ہوں اور (یاد رکھو) خدا کی قسم! اب یمامہ سے تمہارے پاس گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا، جب تک رسولِ خدا ﷺ اس کی اجازت نہ دیں۔" (مسلم)

قیدیوں کے حق میں سفارش

(۶۱۰) حضرت جُبَیر بن مُطعِم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتے، اور مجھ سے ان ناپاک قیدیوں کے حق میں سفارش کرتے، تو میں ان (قیدیوں) کو اُن (مطعم) کی سفارش پر رہا کر دیتا۔ (بخاری)

قیدیوں کو رہا کرنے کا قصہ

(۶۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے سال) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مکہ کے اسی (۸۰) آدمی ہتھیاروں سے لیس ہو کر تنعیم کے پہاڑ سے اتر آئے جن کا ارادہ یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؛ اور آپ کے صحابہ پر اچانک حملہ کر کے ان کو نقصان پہنچائیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (لڑے بھڑے بغیر) ان سب کو بے بس اور ذلیل کر کے گرفتار کر لیا، پھر ان کو زندہ چھوڑ دیا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے پھر ان کو رہا کر دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ﴾ ''اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے نواحِ مکہ میں ان (کفار) کا ہاتھ تمہارے خلاف اور تمہارا ہاتھ ان کے خلاف بند رکھا۔'' (مسلم)

مُردے بھی زندوں کا کلام سنتے ہیں

(۶۱۲) حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک نے حضرت ابوطلحہ کے حوالہ سے ہمارے سامنے یہ بیان کیا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن (مکہ کے) کفارِ قریش کے چوبیس (مقتول) سرداروں کے بارے میں حکم دیا (کہ ان کو ٹھکانے لگا دیا جائے) چنانچہ ان نعشوں کو بدر کے ایک ایسے کنویں میں ڈال دیا گیا جو ناپاک تھا اور ناپاک کرنے والا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ جب آپ (جنگ میں) کسی قوم (یعنی دشمنوں) پر غلبہ اور فتح پا لیتے تو میدانِ جنگ میں تین راتیں قیام فرماتے۔

چنانچہ (اسی عادت کے مطابق آپ جنگ جیت لینے کے بعد بدر کے میدانِ جنگ میں بھی تین راتیں قیام فرما رہے اور) جب تین دن گذر گئے تو آپ نے اپنی سواری کے اونٹ پر کجاوہ باندھنے کا حکم دیا چنانچہ کجاوہ باندھ دیا گیا اور آپ وہاں سے

روانہ ہوئے اور آپ کے صحابہ بھی آپ کے پیچھے ہولئے (جب اس کنویں پر پہنچے جس میں سردارانِ قریش کی نعشیں ڈالی گئیں تھیں تو) آپ اس کنویں کے کنارے کھڑے ہو گئے اور ان سرداروں کو ان کا اور ان کے باپوں کا نام لے کر پکارنا شروع کیا کہ اے فلاں ابن فلاں اور اے فلاں ابن فلاں، کیا (اب) تمہیں یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے؟ بلاشبہ ہمیں تو وہ چیز حاصل ہوگئی جس کا ہم سے ہمارے رب نے وعدہ کیا تھا، کیا تم نے بھی وہ چیز پالی جس کا تم سے تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا؟ (یعنی ہم کو تو خدا کے وعدے کے مطابق فتح و کامیابی حاصل ہوگئی کیا تم کو بھی عذاب ملا جس سے تمہارے پروردگار نے تمہیں ڈرایا تھا؟)

حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ ایسے جسموں سے گفتگو کر رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! ان (جسموں) سے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم اس کو زیادہ سننے والے نہیں ہو۔" اور ایک روایت، میں یوں ہے کہ "تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں لیکن (تم جواب دینے پر قادر ہو اور) یہ جواب نہیں دے سکتے۔" (بخاری، مسلم)

غزوۂ حنین کے قیدیوں کی واپسی

(۶۱۳) حضرت مروان اور حضرت مِسوَر بن مخرمہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ اس وقت (خطبہ دینے کے لیے) کھڑے ہوئے جب قبیلہ ہوازن کے لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ سے یہ درخواست کی کہ ان کا مال اور ان کے قیدی واپس کر دیئے جائیں۔ آپ نے ان سے ارشاد فرمایا: دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کر لو۔ انہوں نے عرض کیا: ہم اپنے قیدیوں کو رہا کرانا پسند کرتے ہیں۔ تب رسول کریم ﷺ نے (صحابہ کے سامنے) خطبہ دیا۔

پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جس کا وہ مستحق ہے، پھر ارشاد فرمایا: تمہارے بھائی (اپنے کفر وشرک سے) توبہ کر کے تمہارے پاس آئے ہیں، میں اس چیز کو مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کو ان کے قیدی واپس کر دوں، لہٰذا تم میں سے جو شخص خوشی کے ساتھ قیدیوں کو واپس کرنا چاہے، تو وہ ایسا ہی کرے (یعنی اس کے پاس جو قیدی ہے اس کو واپس کر دے) اور جو شخص اپنے حصہ پر قائم رہنا چاہے تاوقتیکہ ہم اس کو اس کا عوض اس پہلے آنے والے مال میں سے نہ دے دیں جو اللہ تعالیٰ ہمیں غنیمت کے طور پر عطا کرے تو وہ ایسا ہی کرے (یعنی جو شخص اپنے حصے کے قیدی کا معاوضہ لینا چاہے اس کو ہم معاوضہ دیں گے، اور وہ اپنے قیدی کو فی الحال واپس کر دے)'' لوگوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ہم اس پر (یعنی قیدیوں کو واپس کر دینے پر) خوشی کے ساتھ آمادہ ہیں۔'' رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہمیں (اس مجمع میں) یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ تم میں سے کون شخص راضی ہے اور کون شخص راضی نہیں ہے؟، لہٰذا تم سب لوگ لوٹ جاؤ (اور اپنے خاندان وقبیلہ کے سرداروں سے اس بارے میں مشورہ کرلو) تا کہ تمہارے سردار (تفصیل کے ساتھ) ہمارے سامنے تمہارا فیصلہ پیش کریں۔'' چنانچہ سب لوگ لوٹ کر چلے گئے، جب ان کے سرداروں نے ان سے گفتگو کرلی تو وہ سردار آنحضرت ﷺ کی خدمت میں واپس آئے اور آپ کو بتایا کہ وہ (قیدیوں کو واپس کر دینے پر) راضی ہیں اور انہوں نے (اس امر کی) اجازت دے دی ہے۔ (بخاری)

قیدیوں کا باہمی تبادلہ

(۶۱۴) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف، بنو عقیل کا حلیف تھا، چنانچہ جب قبیلہ ثقیف کے لوگوں نے رسولِ خدا ﷺ کے دو صحابیوں کو گرفتار کرلیا تو رسولِ کریم کے صحابہ نے بنو عقیل کے ایک آدمی کو گرفتار کرلیا اور اس کو

مضبوطی سے باندھ کر حرّہ میں ڈال دیا۔ رسولِ خدا ﷺ ادھر سے گزرے تو اس (قیدی) نے پکارا ''محمد! محمد! مجھے کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے؟'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے حلیف، قبیلہ ثقیف (کے لوگوں) کے جرم میں (یعنی قبیلہ ثقیف کے لوگوں نے ہمارے دو مسلمانوں کو پکڑ لیا ہے، ان کے بدلے میں تمہیں پکڑ لیا گیا ہے۔)'' (یہ کہہ کر) آپ نے اس کو اس کے حال پر (اسی جگہ) چھوڑ دیا اور آگے بڑھ گئے، اس نے آنحضرت کو پھر پکارا ''محمد! محمد!'' رسولِ خدا ﷺ کو اس پر رحم آگیا، آپ (اس کے پاس واپس آئے) اور ارشاد فرمایا: ''تم کس حال میں ہو؟'' اس نے کہا: ''میں مسلمان ہوں۔'' آپ نے ارشاد فرمایا'' (کاش) تم یہ بات اس وقت کہتے، جب تم خود اپنے امر کے مالک تھے، تو تم کامل نجات پا جاتے (یعنی دنیا میں قید نہ ہوتے، اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے چھٹکارا پاتے)'' راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد رسول خدا ﷺ نے اس کو ان دو آدمیوں کے بدلے میں جن کو ثقیف نے گرفتار کیا تھا چھوڑ دیا۔ (مسلم)

(فصل دوم)

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی گرفتاری اور رہائی کا قصہ

(۶۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو کفارِ مکہ پر غلبہ اور فتح عطا فرمائی اور ان میں سے کچھ تو قتل کر دیئے گئے اور کچھ قیدی بنا کر مدینہ لائے گئے، پھر آنحضرت ﷺ نے ان کی رہائی کے بدلے میں مال طلب کیا تو) اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کا معاوضہ روانہ کیا، (آنحضرت کی صاحبزادی) حضرت زینب نے بھی (اپنے شوہر) ابوالعاص کی رہائی کے بدلے میں کچھ مال بھیجا جس میں ان کا وہ ہار بھی تھا جو (پہلے) حضرت خدیجہ کے

پاس تھا، اور حضرت خدیجہ نے وہ ہار حضرت زینب کو اس وقت دیا تھا جب ان کو ابو العاص کے گھر بھیجا تھا، جب رسول خدا ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو زینب کے لیے آپ پر سخت رقت طاری ہوگئی، اور آپ نے (صحابہ سے) ارشاد فرمایا: ''اگر تم مناسب سمجھو تو زینب کی خاطر اس کے قیدی (ابوالعاص) کو رہا کردو، اور اس (زینب) کو اس کی (وہ سب) چیزیں (جو اس نے ابوالعاص کی رہائی کے لیے بھیجی ہیں) واپس کردو۔'' صحابہ نے عرض کیا: بہتر ہے (ہم زینب کا مال واپس کرکے ابوالعاص کو بلا معاوضہ رہا کردیتے ہیں) چنانچہ (ابوالعاص کو رہا کردیا گیا اور رہائی کے وقت) آنحضرت ﷺ نے ابوالعاص سے یہ عہد و وعدہ لیا کہ وہ آپ کے پاس زینب کے آنے کی راہ میں رکاوٹ نہ ڈالیں (یعنی یہ وعدہ کرو کہ مکہ پہنچ کر زینب کو میرے پاس بھیج دوگے) پھر رسول خدا ﷺ نے زید بن حارثہ اور انصار میں سے ایک شخص کو (مکہ) روانہ کیا اور ان سے فرمایا کہ تم ''بطن یاجج'' میں ٹھہر جانا، جب زینب (مکہ سے روانہ ہوکر) وہاں تمہارے پاس آجائے تو تم اس کے ساتھ ہوجانا اور (مدینہ) لے آنا (احمد، ابوداؤد)

بعض قیدیوں کو قتل کرنا اور بعض کو بلا معاوضہ رہا کرنا جائز ہے

(۶۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے بدر (کی جنگ میں مجاہدین اسلام کے خلاف لڑنے) والوں (میں سے جن کفار) کو قید کیا تھا ان میں سے عُقْبَہ بن اَبی مُعَیْط اور نَضر بن حارِث کو قتل کرادیا اور اَبُو عَزّہ جُمَحِی پر (بلا معاوضہ رہا کرکے) احسان کیا۔ (شرح السنۃ)

(۶۱۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے جب عُقْبہ بن اَبی مُعَیْط کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو (اس نے) کہا کہ (میرے) بچوں کو کون پالے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا ''آگ''۔ (ابوداؤد)

صحابہ کی فیاضی

(۶۱۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ، رسولِ خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام، آنحضرت ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ اپنے صحابہ کو جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں اختیار دے دیجیے خواہ وہ ان کو قتل کر دیں یا فدیہ لے لیں (یعنی مال لے کر ان کو چھوڑ دیں) لیکن فدیہ لینے کی صورت میں آئندہ سال ان (صحابہ) کے اتنے ہی (یعنی ستر) آدمی مارے جائیں گے۔ صحابہ نے (اس اختیار کو سن کر) عرض کیا ''ہم فدیہ لینے کو اور اپنے ستر آدمیوں کے مارے جانے کو اختیار کرتے ہیں۔'' (ترمذی)

بَنُو قُرَیْظَہ کے قیدیوں کا معاملہ

(۶۱۹) حضرت عَطِیَّہ قُرَظِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بَنُو قُرَیْظَہ کے جو لوگ قیدی بنا کر لائے گئے تھے ان میں مَیں بھی تھا، ہمیں نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، اس وقت صحابہ (قیدیوں میں جو چھوٹی عمر والے تھے) ان کے زیر ناف حصے کو کھول کھول کر دیکھ رہے تھے، جس کے زیر ناف حصے پر بال اُگ آئے تھے اس کو قتل کر دیا جاتا (کیوں کہ زیر ناف پر بال اُگ آنا، بلوغ کی علامت ہے لہٰذا ایسے شخص کو مسلمانوں سے لڑنے والا شمار کیا جاتا تھا) اور جس کے بال نہیں اُگے تھے اس کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ میرے زیر ناف حصے کو بھی کھولا گیا، جب وہاں بال نہیں پائے گئے تو مجھ کو قیدیوں ہی میں (زندہ) رکھا گیا (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

مکہ کے چند غلاموں کا قصہ

(۶۲۰) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن صلح سے پہلے کچھ

غلام (مکہ سے) نکل کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے مالکوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ "محمد! خدا کی قسم یہ غلام تمہارے پاس اس لیے نہیں پہنچے ہیں کہ وہ تمہارے دین کی طرف رغبت رکھتے ہیں بلکہ یہ لوگ غلامی سے نجات پانے کی غرض سے بھاگ کر آئے ہیں۔" (جب صحابہ میں سے) چند لوگوں نے (یہ مکتوب دیکھا تو) عرض کیا: "یا رسول اللہ! ان کے مالکوں نے بالکل صحیح لکھا ہے، آپ ان غلاموں کو ان کے مالکوں کے پاس واپس بھیج دیجیے۔" (یہ سن کر) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہو گئے اور ارشاد فرمایا: "قریش والو! میں دیکھتا ہوں کہ تم (نافرمانی سے) باز نہیں آؤ گے، تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ تم پر اس شخص کو مسلط نہ کرے، جو تمہارے اس فیصلے کی بناء پر تمہاری گردن اُڑا دے۔" پھر آپ نے ان غلاموں کی واپسی کے مطالبہ کو رد کر دیا اور ارشاد فرمایا: "یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں" (ابوداؤد)

(فصل سوم)

قیدیوں کے معاملہ میں احتیاط سے کام لیا جائے

(۶۲۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو (ایک قبیلہ) بنی جذیمہ کی طرف بھیجا، خالد نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، وہ لوگ اضطراب و سراسیمگی کے عالم میں اچھی طرح سے یہ نہیں کہہ سکے کہ ہم اسلام لائے، بلکہ انہوں نے یہ کہنا شروع کیا: ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا، اپنا دین چھوڑ دیا، خالد نے (جب ان کی زبانوں سے یہ سنا تو) ان (کے بعض لوگوں) کو قتل کرنا اور (بعض کو) گرفتار کرنا شروع کر دیا، پھر ہم میں سے ہر شخص کو اس کا قیدی سپرد کر دیا (یعنی جو لوگ قیدی بنائے گئے ان کو ہمارے درمیان تقسیم کر کے ایک ایک قیدی ہر ایک کے سپرد کر دیا اور یہ حکم دیا کہ ہم ان قیدیوں کی اس وقت تک حفاظت و نگرانی کریں

جب تک ہمیں ان کو قتل کرنے کا حکم نہ دیا جائے)
چنانچہ جب ایک دن آیا تو انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے (یہ حکم سن کر) میں (ابن عمر) نے کہا: خدا کی قسم! میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی شخص اپنے قیدی کو قتل کرے گا (بلکہ ہم لوگ اپنے قیدیوں کو اس وقت تک اپنی حفاظت میں رکھیں گے جب تک ہم دربارِ رسالت میں نہ پہنچ جائیں اور اس بارے میں کوئی آخری حکم حاصل نہ کریں چنانچہ ہم نے اپنے قیدیوں کو اپنی حفاظت میں رکھا) یہاں تک کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے پورا واقعہ بیان کیا، آنحضرت ﷺ نے (واقعہ کی تفصیل سن کر) اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے یہ فرمایا: ''اے اللہ! میں تیرے حضور میں خالد کے عمل سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔'' آپ نے یہ الفاظ دو مرتبہ ارشاد فرمائے۔ (بخاری)

امن دینے کا بیان

(فصل اول)

عورتوں کے امان کی اہمیت

(۶۲۲) حضرت اُمِ ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال میں رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آنحضرت ﷺ اس وقت غسل فرما رہے تھے اور آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کپڑے سے آپ کا پردہ کیے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام کیا، آپ نے پوچھا ''کون ہے؟'' میں نے عرض کیا: ''میں ہوں، اُمِ ہانی بنت ابو طالب!'' آپ نے ارشاد فرمایا ''اُمِ ہانی کو خوش آمدید'' پھر جب

آپ غسل سے فارغ ہوئے تو جسم پر کپڑا لپیٹے ہوئے آپ کھڑے ہوئے اور (نمازِ چاشت کی) آٹھ رکعتیں پڑھیں، جب نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میری ماں کے بیٹے یعنی حضرت علی نے بتایا ہے کہ وہ اس شخص کو قتل کرنے والے ہیں جس کو میں نے پناہ دی ہے، اور وہ ھُبَیرَہ کا فلاں بیٹا ہے۔'' رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اُمِ ہانی! جس کو تم نے پناہ دی، اس کو ہم نے پناہ دی۔'' حضرت اُمِ ہانی فرماتی ہیں کہ یہ واقعہ چاشت کے وقت کا ہے۔ (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

عورت کے امان کی پاسداری

(۶۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت کسی قوم کے لیے (عہد) لیتی ہے یعنی وہ مسلمانوں کی طرف سے پناہ دے سکتی ہے (ترمذی)

پناہ دینے کے بعد قتل کرنا حرام ہے

(۶۲۴) حضرت عَمرو بن حَمِق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو شخص کسی کو اس کی جان کی امان دے، پھر اس کو مار ڈالے تو قیامت کے دن اس کو عہد شکنی کا نشان دیا جائے گا۔'' (شرح السنۃ)

معاہدہ کی پابندی لازم ہے

(۶۲۵) حضرت سُلَیم بن عَامِر (تابعی) فرماتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان یہ معاہدہ ہوا تھا کہ اتنے دنوں تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں

کریں گے' اور حضرت معاویہ (اس معاہدہ کے زمانہ میں) رومیوں کے شہروں کی طرف سفر کر رہے تھے، تا کہ جب معاہدہ کی مدت گذر جائے تو وہ ان (رومیوں) پر اچانک ٹوٹ پڑیں، چنانچہ ایک شخص عربی یاتر کی گھوڑے پر سوار ہو کر آیا، اور وہ یہ کہہ رہا تھا اللہ اکبر! اللہ اکبر! معاہدہ کو پورا کرو، اور عہد شکنی نہ کرو، جب لوگوں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ شخص (ایک صحابی) حضرت عمرو بن عَبَسَہ ہیں، حضرت امیر معاویہ نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا: (کہ رومیوں کے شہروں کی طرف سفر کرنا، عہد شکنی کے مترادف کیسے ہے؟) تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص اور جس قوم کے درمیان معاہدہ ہو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے عہد کو نہ توڑے اور نہ باندھے، تا آنکہ اس معاہدہ کی مدت گذر جائے یا وہ ان کو مطلع کر کے برابری کی بنیاد پر اپنا عہد توڑ دے (یعنی اس معاہدہ کے خلاف کرنا، یا تو اس صورت میں جائز ہے جب معاہدہ کی مدت ختم ہو گئی ہو یا اس صورت میں جائز ہے جب کسی مجبوری یا مصلحت کی بناء پر مدت کے دوران ہی معاہدہ توڑنا ضروری ہو گیا ہو اور فریق مخالف کو پہلے سے آگاہ کر دیا گیا ہو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا ہم اس کو توڑتے ہیں، اب ہم اور تم دونوں برابر ہیں کہ جس کی جو مرضی ہو کرے) حدیث کے راوی حضرت سلیم بن عامر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ، یہ حدیث سن کر اپنے لوگوں کے ساتھ واپس چلے آئے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

عہد شکنی اور قاصد کو روکنا جائز نہیں

(۶۲۶) حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) کفارِ قریش نے مجھے (اپنا قاصد بنا کر) رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں بھیجا، جب میری نظر رسول خدا ﷺ پر پڑی تو (بے اختیار) میرے دل میں اسلام (کی صداقت و حقانیت) نے گھر کر لیا، چنانچہ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! خدا کی قسم، میں اب

کبھی بھی ان (کفارِ قریش) کے پاس واپس نہیں جاؤں گا۔'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں نہ تو عہد توڑا کرتا ہوں اور نہ قاصدوں کو روکا کرتا ہوں، البتہ تم (اب تو) واپس چلے جاؤ، اگر تمہارے دل میں وہ چیز (یعنی اسلام) قائم رہے جو اس وقت موجود ہے تو پھر (میرے پاس) چلے آنا۔'' حضرت ابو رافع فرماتے ہیں کہ آنحضرت کے حکم کے مطابق، میں (مکہ) واپس چلا گیا، پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آ گیا اور اسلام قبول کر لیا (یعنی اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔) (ابوداؤد)

قاصد کو قتل کرنا ممنوع ہے

(۶۲۷) حضرت نُعَیم بن مَسْعُوْد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ان دونوں آدمیوں سے فرمایا جو مسیلمہ کے پاس سے آئے تھے کہ ''یاد رکھو! خدا کی قسم اگر قاصدوں کو مارنا ممنوع نہ ہوتا تو میں تمہاری گردنیں اُڑا دیتا۔'' (احمد، ابوداؤد)

جاہلیت کے جو معاہدے خلاف شرع نہ ہوں ان کو پورا کیا جائے

(۶۲۸) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے (ایک دن) اپنے خطبہ کے دوران یہ ارشاد فرمایا کہ ''تم زمانۂ جاہلیت کی قسم اور عہد کو پورا کرو، کیوں کہ اسلام اس قسم اور عہد کو زیادہ (مضبوط) کرتا ہے، اور اسلام میں حلف یعنی قسما قسمی کو رواج نہ دو۔'' (ترمذی)

(فصل سوم)

قاصد کو قتل نہ کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے

(۶۲۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مُسَیْلَمَہ (مدعی نبوت) کے دو

قاصد ابن نواحہ اور ابن اُثال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں۔'' ان دونوں نے کہا: ''نہیں! بلکہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ، خدا کا رسول ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: ''میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا، اگر میں قاصد اور ایلچی کو قتل کرنے والا ہوتا تو یقیناً میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔'' حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ (آنحضرت کے اس ارشادِ گرامی کے پیش نظر) پھر یہ سنت جاری ہوگئی (یعنی یہ ضابطہ قرار پایا) کہ کسی قاصد وایلچی کو قتل نہ کیا جائے (خواہ وہ کتنی ہی غیر مناسب بات کیوں نہ کرے اور قتل ہی کا سزاوار کیوں نہ ہو) (احمد)

مالِ غنیمت کی تقسیم اور اس میں خیانت کرنے کا بیان

(فصل اول)

مال غنیمت کی حلت

(۶۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسولِ خدا ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ''غنیمت کا مال ہم سے پہلے کسی (اُمت) کے لیے حلال نہیں تھا، جب اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری کو دیکھا تو اس (مالِ غنیمت) کو ہمارے لیے حلال قرار دیا'' (بخاری، مسلم)

مقتول کا سامان قاتل کو کب ملے گا؟

(۶۳۱) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (فتح مکہ کے بعد) غزوۂ حنین کے سال ہم (جہاد کے لیے) نبی کریم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے، جب کافروں سے

ہمارا مقابلہ ہوا تو (کچھ دیر کے لیے) مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، چنانچہ میں نے دیکھا کہ ایک مشرک ایک مسلمان پر غالب آ گیا ہے، میں نے اس کے پیچھے سے اس کی گردن کی رگ پر تلوار کا (بھرپور) وار کر کے اس کی زِرہ کاٹ ڈالی، وہ مشرک مجھ پر جھپٹ پڑا اور اس نے اتنا زور سے مجھے دبوچا کہ اس کی وجہ سے موت کی بو میں نے محسوس کی (یعنی میں مرنے کے قریب ہو گیا) پھر موت نے اسے دبا لیا، اور اس نے مجھے چھوڑ دیا۔

اس کے بعد میں حضرت عمر بن خطاب سے ملا اور کہا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے (کہ دشمن کے مقابلہ سے بھاگ رہے ہیں؟)'' انہوں نے کہا: ''اللہ کا حکم یہی ہے (یعنی جو کچھ ہو رہا ہے قضاء وقدرِ الٰہی کے مطابق ہو رہا ہے۔)'' پھر لوگ (اس عارضی پسپائی کے بعد دوبارہ لڑنے کے لیے میدانِ جنگ میں) واپس آ گئے اور نبی کریم ﷺ (ایک جگہ) بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ''جس نے (دشمن کے) کسی آدمی کو قتل کیا، اور اس کے قتل کرنے کا کوئی گواہ ہو، تو مقتول کا چھینا ہوا مال اسی (قتل کرنے والے) شخص کا ہوگا۔'' (یہ سن کر) میں کھڑا ہوا اور کہا: میرے لیے کون شخص گواہی دیتا ہے؟ پھر میں بیٹھ گیا، نبی کریم ﷺ نے اسی طرح پھر ارشاد فرمایا۔ میں نے پھر کھڑے ہو کر کہا: میرے لیے کون شخص گواہی دیتا ہے؟ پھر میں بیٹھ گیا، ، نبی کریم ﷺ نے پھر اسی طرح (تیسری مرتبہ) فرمایا، میں (اس مرتبہ بھی) کھڑا ہوا، تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ابوقتادہ کیا بات ہے؟'' تب میں نے آنحضرت ﷺ کو بتایا (کہ میں نے فلاں مشرک کو قتل کیا ہے) ایک شخص نے (میری بات سن کر) کہا: ''ابوقتادہ سچ کہتے ہیں اور اس مشرک کا مال میرے پاس موجود ہے، آپ ان کو میری طرف سے راضی کر دیجیے (کہ یہ اپنے حق سے دستبردار ہو جائیں)''

نہیں ہوسکتا، رسول خدا ﷺ یہ ارادہ نہیں کریں گے کہ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر (ابوقتادہ) جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑتا ہے، پھر اس کا چھینا ہوا مال و اسباب تمہیں دے دیں؟'' نبی کریم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا: ''ابوبکر ٹھیک کہتے ہیں، تم ابوقتادہ کو اس مشرک (مقتول) کا مال دے دو۔'' چنانچہ اس شخص نے اس کا مال مجھے دے دیا۔ اور میں نے (بعد میں) اس مال کے ذریعہ ایک باغ خریدا جو قبیلہ بنو سلمہ میں واقع تھا اور یہ سب سے پہلا مال تھا جو مجھے اسلام لانے کے بعد حاصل ہوا (بخاری، مسلم)

مال غنیمت کی تقسیم کا ضابطہ

(۶۳۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے (مالِ غنیمت میں سے) ایک شخص کو اور اس کے گھوڑے کو تین حصے دیئے یعنی ایک حصہ خود اس کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے (بخاری، مسلم)

مال غنیمت میں غلام اور عورت کا باقاعدہ حصہ نہیں

(۶۳۳) حضرت یزید بن ھُرمُز فرماتے ہیں کہ نجدہ حروری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں اس نے غلام اور عورت کے بارے میں یہ دریافت کیا تھا کہ جب وہ مالِ غنیمت کے وقت موجود ہوں تو ان کو بھی اس مالِ غنیمت سے حصہ دیا جائے یا نہیں؟ حضرت ابن عباس نے یزید سے فرمایا کہ تم (میری طرف سے) نجدہ کو یہ جواب لکھ دو کہ ان دونوں کا حصہ مقرر نہیں ہے البتہ (تقسیم کے وقت) ان کو کچھ دے دیا جائے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت ابن عباس نے اس (نجدہ) کو یہ جواب لکھا کہ ''تم نے خط لکھ کر مجھ سے یہ دریافت کیا تھا کہ کیا رسولِ خدا ﷺ جہاد میں عورتوں کو ساتھ لے جایا کرتے تھے، اور کیا آپ ان (عورتوں) کو مالِ

غنیمت میں سے حصہ دیتے تھے؟ تو (اس کا جواب یہ ہے کہ) آنحضرت ﷺ جہاد میں عورتوں کو ساتھ لے جاتے تھے جو بیماروں کی دوا دارو کرتی تھیں (اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں) اوران کو مالِ غنیمت میں سے کچھ دے دیا جاتا تھا لیکن ان کے لیے حصہ مقرر نہیں کیا گیا۔'' (مسلم)

پیادہ کو سوار کا حصہ دینا

(۶۳۴) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسولِ خدا ﷺ نے اپنی سواری کے اونٹ رباح کیساتھ، جو رسولِ خدا کے غلام تھے، بھیجے، میں بھی رباح کے ساتھ تھا، جب صبح ہوئی تو عبدالرحمٰن فزاری نے (جو مسلمانوں کا ایک مشہور دشمن اور کافر تھا) رسولِ خدا کے اونٹوں پر چھاپہ مارا اوران کو ہنکا کر لے گیا، میں ایک ٹیلے پر چڑھ گیا، اور مدینہ کی طرف منہ کر کے تین بار یَا صَبَاحَاهْ (خبردار! دشمن آپہنچا) کا نعرہ بلند کیا، پھر میں ان کے پیچھے چل پڑا، میں ان پر تیر پھینکتا تھا اور یہ رجز پڑھتا تھا:

اَنَا ابْنُ الاَکْوَعْ ۞ وَالْیَوْمُ یَوْمُ الرُّضَّعْ

یعنی میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کا دن برے لوگوں کے ہلاک ہونے کا دن ہے۔

اور میں برابر تیر مارتا رہا، اوران کی سواریوں کی کونچیں کاٹتا رہا یہاں تک کہ رسول خدا ﷺ کے اونٹوں میں سے اللہ کا پیدا کیا ہوا کوئی اونٹ باقی نہیں بچا جس کو میں نے اپنے پیچھے نہ چھوڑ دیا ہو، میں تیر برساتا ہوا ان کا تعاقب جاری رکھے ہوئے تھا یہاں تک کہ انہوں نے ہلکا ہو جانے کے خیال سے اپنی تیس سے زیادہ چادریں اور تیس نیزے پھینک دیئے (یعنی وہ بھاگتے ہوئے اپنی چادریں اور اپنے نیزے بھی پھینکتے جارہے تھے تاکہ جسم ہلکا ہو جانے کی وجہ سے بھاگنے میں آسانی ہو) اور وہ جس چیز کو بھی پھینکتے تھے، میں اس پر نشان کے طور پر پتھر رکھ دیتا تھا تاکہ رسولِ خدا ﷺ اور آپ کے رفقاء (اگر پیچھے سے آئیں تو) اس کو پہچان لیں یہاں تک کہ میں نے رسولِ

خدا کے سواروں کو (آتے) دیکھا، اور حضرت ابوقتادہ نے جنہیں رسول خدا کا سوار کہا جاتا تھا، عبدالرحمٰن کو پکڑ لیا اور اس کو قتل کر دیا۔

پھر (اس ہنگامہ کے ختم ہونے کے بعد) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "آج ہمارے سواروں میں سب سے بہتر سوار ابوقتادہ ہیں اور پیادوں میں سب سے بہتر سلمہ بن اکوع ہیں۔" اس کے بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب ان کافروں سے ہاتھ لگے ہوئے مال کو ہمارے درمیان تقسیم فرمایا تو) مجھ کو دو حصے دیئے ایک حصہ سوار کا، اور ایک حصہ پیادہ کا، دونوں حصے اکٹھے کر کے مجھے عطا فرمائے، پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی عَضْباء پر مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ (مسلم)

بعض مجاہدین کو ان کے حصہ سے زیادہ دینا

(۶۳۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں کو جہاد کے لیے بھیجتے تھے ان میں سے بعض لوگوں کے لیے عام لشکر والوں کی بہ نسبت مخصوص طور پر کچھ زیادہ حصہ لگا دیا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

(۶۳۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو خمس کے مال میں سے ہمارے حصہ کے علاوہ کچھ زیادہ مرحمت فرمایا، چنانچہ میرے حصے میں ایک شارف آئی اور شارف اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو بوڑھی اور بڑی ہو (بخاری، مسلم)

(۶۳۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ (ایک مرتبہ) ان کا گھوڑا بھاگ گیا جس کو دشمنوں نے پکڑ لیا۔ پھر جب مسلمانوں کو ان دشمنوں پر فتح حاصل ہوئی (اور ان کے مالِ غنیمت میں وہ گھوڑا بھی آیا) تو ابن عمر کو ان کا گھوڑا واپس کر دیا گیا (اور اس کو مالِ غنیمت میں شامل نہیں کیا گیا) یہ واقعہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ابن عمر کا غلام بھاگ کر روم پہنچ گیا، پھر

جب مسلمانوں کو رومیوں پر فتح حاصل ہوئی تو خالد بن ولید نے ابن عمر کو (ان کا) غلام واپس کر دیا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے زمانے کے بعد کا واقعہ ہے۔ (بخاری)

خُمس کی تقسیم

(۶۳۸) حضرت جُبَیر بن مُطعِم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ نے خیبر کے خمس میں سے بنو مطلب کو حصہ دیا اور ہم کو نہیں دیا حالانکہ آپ کے اعتبار سے ہم سب ایک ہی مرتبہ کے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں۔'' حضرت جبیر فرماتے ہیں کہ اور نبی کریم ﷺ نے بنو عبد شمس (یعنی حضرت عثمان وغیرہ) اور بنو نوفل (یعنی حضرت جبیر وغیرہ) کو کوئی حصہ نہیں دیا۔ (بخاری)

مال فیئ اور مال غنیمت کا حکم

(۶۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس بستی میں تم جاؤ اور اس میں قیام کرو (یعنی قتل وقتال کے بغیر صلح سے فتح کرو) تو اس (کے مال فیئ) میں تمہارا حصہ ہے اور جو بستی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو اس (کے مال غنیمت) میں پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے اور بقیہ تمہارا ہے'' (مسلم)

اللہ کے مال میں ناحق تصرف کرنا

(۶۴۰) حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''بعض لوگ اللہ کے مال (یعنی غنیمت، فیئ اور زکوۃ کے

مال) میں ناحق تصرف کرتے ہیں، لہٰذا ایسے لوگ قیامت کے دن آگ کے سزاوار ہوں گے'' (بخاری)

مالِ غنیمت میں خیانت کرنے کا وبال

(۶۴۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمارے سامنے خطبہ دیا، اور (اس خطبہ کے دوران) مالِ غنیمت میں خیانت کا ذکر فرمایا، چنانچہ آپ نے اس کو بہت بڑا گناہ بتایا، اور بڑی اہمیت کے ساتھ اس کو بیان کیا، پھر ارشاد فرمایا: ''(خبردار!) میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اپنی گردن پر بلبلاتے ہوئے اونٹ کو لادے ہوئے (میدانِ حشر میں) آئے (یعنی جو شخص مالِ غنیمت سے مثلاً اونٹ کی خیانت کرے گا، وہ شخص میدانِ حشر میں اس حالت میں آئے گا کہ اس کی گردن پر وہی اونٹ سوار ہوگا اور بلبلا رہا ہوگا) پھر مجھ سے یہ کہے: یارسول اللہ! میری فریاد رسی کیجیے، اور میں اس کے جواب میں یہ کہہ دوں کہ میں (اب) تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا (یعنی میں تمہیں اللہ کے عذاب سے چھٹکارا نہیں دلا سکتا) کیونکہ میں نے تمہیں (دنیا میں) شریعت کے احکام پہنچا دیئے تھے۔

(خبردار!) میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اپنی گردن پر ہنہناتے ہوئے گھوڑے کو لادے ہوئے (میدانِ حشر میں آئے) پھر مجھ سے یہ کہے: یارسول اللہ! میری فریاد رسی کیجیے، اور میں اس کے جواب میں یہ کہہ دوں کہ میں (اب) تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے تمہیں شریعت کے احکام پہنچا دیئے تھے (یعنی تمہیں پہلے ہی آگاہ کر دیا گیا تھا کہ مالِ غنیمت میں خیانت یا کسی چیز میں ناحق تصرف کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اور خبردار!) میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اپنی گردن پر ممیاتی ہوئی بکری لادے ہوئے (میدانِ حشر میں) آئے، پھر مجھ سے یہ کہے: یارسول اللہ! میری فریاد رسی کیجیے اور میں

اس کے جواب میں یہ کہہ دوں کہ میں (اب) تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے تمہیں شریعت کے احکام پہنچا دیئے تھے۔

(اور خبردار!) میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اپنی گردن پر کسی چلاتے ہوئے آدمی کو (یعنی اس غلام یا باندی کو جو اس نے غنیمت کے قیدیوں میں سے خیانت کر کے لے لیا ہو) لادے ہوئے (میدانِ حشر میں) آئے، پھر مجھ سے کہے: یا رسول اللہ! میری فریاد رسی کیجیے، اور میں اس کے جواب میں یہ کہہ دوں کہ میں (اب) تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے تمہیں شریعت کے احکام پہنچا دیئے تھے۔

(خبردار!) میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اپنی گردن پر لہراتے ہوئے کپڑے رکھے ہوئے (میدانِ حشر میں) آئے، پھر مجھ سے کہے: یا رسول اللہ! میری فریاد رسی کیجیے اور میں اس کے جواب میں یہ کہہ دوں کہ میں (اب) تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے تمہیں شریعت کے احکام پہنچا دیئے تھے۔

(اور خبردار!) میں تم میں سے کسی کو قیامت کے دن اس حال میں نہ دیکھوں کہ وہ اپنی گردن پر سونا چاندی لادے ہوئے (میدانِ حشر میں) آئے، پھر مجھ سے کہے: یا رسول اللہ! میری فریاد رسی کیجیے اور میں اس کے جواب میں یہ کہہ دوں کہ میں (اب) تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے تمہیں شریعت کے احکام پہنچا دیئے تھے۔'' (بخاری، مسلم)

(۶۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک غلام ہدیہ کے طور پر پیش کیا جس کا نام ''مِدْعَم'' تھا (ایک دن غالباً کسی میدان جنگ میں) وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ اچانک کسی نامعلوم شخص کا تیر آ کر اس کو لگا جس سے وہ جاں بحق ہو گیا، لوگوں نے کہا ''مِدْعَم کو جنت مبارک ہو (یعنی مِدْعَم خوش قسمت رہا کہ آنحضرت کی

خدمت کرتے ہوئے شہید ہوا اور جنت میں پہنچ گیا)''

(یہ سن کر) رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! ایسا نہیں ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ چادر جس کو مِدْعَم نے خیبر کے دن مال غنیمت میں سے اس کی تقسیم سے قبل لے لیا تھا، آگ بن کر مدعم پر شعلے برسا رہی ہے۔''

جب لوگوں نے (اس شدید وعید کو) سنا تو ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے (واپس کرنے کے لئے) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا۔ آپ نے (اس کو دیکھ کر) فرمایا ''یہ آگ کا ایک تسمہ ہے یا آگ کے دو تسمے ہیں'' (بخاری، مسلم)

(۶۴۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جس کا نام ''کِرْکِرَہ'' تھا (کسی غزوے میں) رسول خدا ﷺ (کی طرف سے سامان و اسباب) کا نگراں مقرر ہوا، جب اس کا انتقال ہوا تو رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وہ (کرکرہ) دوزخ میں ہے۔'' چنانچہ لوگوں نے (اس کے سامان کو) دیکھنا شروع کیا تو اس میں ایک کملی پائی گئی جس کو اس نے مال غنیمت میں سے خیانت کر کے لی تھی۔'' (بخاری)

تقسیم سے پہلے خورد ونوش کی چیزیں بقدر ضرورت لے سکتے ہیں

(۶۴۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں غزوات میں شہد اور انگور ملتے تو ہم ان کو کھاتے تھے اٹھا کر لے نہیں جاتے تھے۔ (بخاری)

(۶۴۵) حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیبر کے دن مجھ کو چربی سے بھری ہوئی ایک تھیلی ملی، میں نے اس کو اٹھا کر اپنے (سینے سے) لگا لیا اور (دل میں یا زبان سے) کہا: آج میں اس چربی میں سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا، پھر میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رسول خدا ﷺ (کھڑے ہوئے) مجھ پر (یعنی میرے اس فعل پر) مسکرا رہے تھے (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

مال غنیمت صرف اس امت کے لیے حلال ہے

(۶۴۶)حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو انبیاء پر فضیلت و بزرگی عطا فرمائی ہے ـــــ یا یہ ارشاد فرمایا کہ میری امت کو دوسری امتوں پر فضیلت و بزرگی عطا کی ہے اور مال غنیمت کو ہمارے لئے حلال کر دیا ہے۔'' (ترمذی)

مقتول کے سامان کا حکم

(۶۴۷)حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز یعنی غزوۂ حنین کے دن ارشاد فرمایا ''جو شخص کسی کافر (دشمن) کو قتل کرے گا اس (مقتول) کا مال و اسباب اسی (قاتل) کو ملے گا۔'' چنانچہ ابوطلحہ نے اس دن (دشمن کے) بیس (۲۰) آدمیوں کو قتل کیا اور ان کا سب مال و اسباب حاصل کیا (دارمی)

(۶۴۸)حضرت عَوْف بن مالک اَشْجَعِی رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے مال و اسباب کے بارے میں فیصلہ فرمایا کہ وہ قتل کرنے والے کا حق ہے، نیز اس مال و اسباب میں سے آپ نے خمس نہیں نکالا (جیسا کہ مال غنیمت میں سے نکالتے تھے) (ابوداؤد)

(۶۴۹)حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے دن مجھ کو ابوجہل کی تلوار (میرے حصہ سے) زائد دی، اور ابوجہل کو عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا تھا۔ (ابوداؤد)

مال غنیمت میں سے غلام کو بھی کچھ دے سکتے ہیں

(۶۵۰) حضرت عُمَیْر ابِی اللُّحم کے آزاد کردہ غلام فرماتے ہیں: میں اپنے مالکوں کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک ہوا، چنانچہ (اس غزوہ کے لئے روانگی کے وقت) میرے مالکوں نے میرے بارے میں رسول خدا ﷺ سے گفتگو کی (یعنی انھوں نے میری تعریف وتوصیف کی اور عرض کیا کہ میدان جنگ میں لڑنے کے لئے یا خدمت کی غرض سے عمیر کو بھی ساتھ لے چلئے) نیز انھوں نے آنحضرت کو یہ بھی بتایا کہ میں ایک مملوک (غلام) ہوں، آپ نے (میرے مالکوں کی درخواست منظور فرمائی اور) مجھ کو حکم دیا کہ میں مسلح ہوجاؤں اور مجاہدین کے ساتھ شامل رہوں، چنانچہ مجھے تلوار سے مسلح کیا گیا (یعنی ایک تلوار میری گردن میں ڈال دی گئی) میں (جب چلتا تو صغرسنی کی وجہ سے یا اپنے کوتاہ قد ہونے کے سبب) اس تلوار کو زمین پر گھسیٹتا ہوا چلتا، پھر (دشمنوں پر غلبہ حاصل کر لینے کے بعد مال غنیمت کی تقسیم شروع ہوئی تو) آنحضرت ﷺ نے اس مال غنیمت میں سے تھوڑا بہت مجھے بھی دیئے جانے کا حکم صادر فرمایا، نیز (ایک موقع پر) میں نے آنحضرت ﷺ کو اپنا وہ منتر پڑھ کر سنایا جو میں دیوانگی کے مریضوں پر پڑھا کرتا تھا (اور آپ سے اس کے بارے میں دریافت کیا) تو آپ نے مجھے اس کے بعض حصوں کے موقوف کردینے اور بعض حصوں کو باقی رکھنے کا حکم دیا (ترمذی، ابوداؤد)

خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم

(۶۵۱) حضرت مُجَمِّع بن جَارِیَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیبر (میں حاصل شدہ مال غنیمت اور زمین) کو ان لوگوں کے درمیان تقسیم کیا گیا جو حُدَیْبِیَہ کی صلح میں شریک تھے، چنانچہ رسول خدا ﷺ نے اس (خیبر کے مال غنیمت اور زمین) کو اٹھارہ حصوں

پر تقسیم کیا، اور (صُلح حُدَیْبِیَه میں شریک) لشکر کی تعداد پندرہ سو تھی جن میں تین سو سوار تھے، پس سوار کو آپ نے دو حصے دیئے اور پیادہ کو ایک حصہ (ابوداؤد)

مال غنیمت میں سے کسی کو اس کے حصہ سے زیادہ دینا

(۶۵۲) حضرت حَبِیْب بن مَسْلَمَه فِهْرِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (کسی غزوے کے موقع پر) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے جنگ کی ابتداء میں (لڑنے والوں کو) مال غنیمت میں سے چوتھائی حصہ زائد عطا کیا اور واپسی کے وقت (لڑنے والوں کو) تہائی حصہ زائد عطا کیا (ابوداؤد)

(۶۵۳) حضرت حَبِیْب بن مَسْلَمَه فِهْرِی رضی اللہ عنہ روای ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (جنگ کی ابتداء میں اسلامی لشکر کے پہنچنے سے پہلے لڑنے والے مجاہدین کو مال غنیمت میں سے) خمس نکالنے کے بعد چوتھائی حصہ زیادہ دیتے تھے اور (لشکر کے) واپس ہونے کی صورت میں (لڑنے والے مجاہدین کو) خمس نکالنے کے بعد تہائی حصہ زیادہ دیتے تھے (ابوداؤد)

مال فئی میں سے کسی کو اس کے حصہ سے زیادہ دینا جائز نہیں

(۶۵۴) حضرت اَبُو جُوَیْرِیَه جَرْمِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ کی خلافت کے زمانے میں (ایک دن) میں نے روم کی زمین میں ایک سرخ رنگ کی تھلیا پائی جس میں دینار (بھرے ہوئے) تھے، اس وقت ہمارے حاکم، رسول خدا کے صحابہ میں سے ایک شخص تھے جن کا نام معن بن یزید تھا، میں وہ تھلیا لے کر ان کے پاس آیا، انھوں نے ان دیناروں کو مسلمانوں (یعنی مجاہدین اسلام) کے درمیان تقسیم کر دیا اور ان میں سے مجھ کو بھی اتنا ہی دیا، جتنا کسی ایک شخص کے حصے میں آیا تھا (یعنی مجھے بھی سب کے برابر دیا، زیادہ نہیں دیا) پھر انھوں نے فرمایا: اگر میں نے رسول خدا

ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ ”خمس نکالنے کے بعد ہی حصے سے زیادہ دیا جاسکتا ہے۔“ تو یقیناً میں تمھیں دوسروں سے زیادہ دیتا“ (ابوداؤد)

مال غنیمت میں سے خصوصی عطیات

(۶۵۵) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جب) ہم (حبشہ سے) آئے اور رسول خدا ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ اس وقت خیبر کو فتح کر چکے تھے، چنانچہ آپ نے (خیبر کے مال غنیمت میں سے) ہمیں بھی حصہ عطا فرمایا۔ یا ابوموسیٰ اشعری نے یہ فرمایا: آپ نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ہمیں بھی عطا فرمایا اور آپ نے اس (مال غنیمت) میں سے کسی بھی ایسے شخص کو کوئی حصہ نہیں دیا جو فتح خیبر کے موقع پر موجود نہ رہا ہو علاوہ اس شخص کے جو (غزوہ خیبر کے وقت) آپ کے ساتھ تھا اور علاوہ ہم کشتی والوں یعنی حضرت جعفر اور ان کے رفقاء کے کہ آپ ﷺ نے کشتی والوں کو بھی غزوہ خیبر میں شریک ہونے والوں کے ساتھ حصہ دیا (جب کہ ہم اس غزوہ میں شریک نہیں تھے)۔ (ابوداؤد)

مال غنیمت میں خیانت کرنے کا انجام بد

(۶۵۶) حضرت یزید بن خالد رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص کا خیبر کے دن انتقال ہوگیا، صحابہ نے رسولِ خدا ﷺ سے اس کا ذکر کیا (یعنی آپ کو بتایا گیا کہ فلاں شخص کا انتقال ہوگیا ہے) آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم لوگ اس کے جنازہ کی نماز پڑھ لو (میں اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھوں گا)“ اس کی وجہ سے لوگوں کے چہرے کا رنگ بدل گیا تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ”(میں اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھوں گا کیوں کہ) تمہارے (اس) ساتھی نے اللہ کی راہ میں (یعنی مالِ غنیمت میں) خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔“ چنانچہ جب ہم نے

اس کے اسباب کی تلاشی لی تو اس میں ہمیں یہود (کی عورتوں) کے ہیروں میں سے کچھ ہیرے ملے، جو دو درہموں کے برابر بھی نہیں تھے (یعنی ان کی قیمت دو درہم سے بھی کم تھی) (مالک، ابوداؤد، نسائی)

(۶۵۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مالِ غنیمت کو جمع کرا کر تقسیم کرنے کا ارادہ فرماتے تو حضرت بلال کو (اعلان کرنے کا) حکم دیتے چنانچہ وہ لوگوں کے درمیان اعلان کر دیتے اور (اس اعلان کو سنتے ہی) لوگ اپنی اپنی غنیمت لے آتے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (پہلے) خمس یعنی پانچواں حصہ نکالتے اور اس کے بعد (اس مالِ غنیمت کو) لوگوں (یعنی مجاہدین) کے درمیان تقسیم فرما دیتے۔

(ایک دفعہ ایسا ہوا کہ) ایک شخص (مالِ غنیمت میں سے خمس نکالنے اور اس کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کرنے کے) ایک دن بعد بالوں کی بنی ہوئی ایک مہار لے کر آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! جو مالِ غنیمت ہمارے ہاتھ لگا تھا اس میں یہ مہار بھی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''بلال نے تین بار جو اعلان کیا تھا اس کو تم نے سنا تھا؟'' اس نے کہا کہ ہاں میں نے سنا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''پھر اس کو (اسی وقت) لانے سے تمہیں کس چیز نے روکا تھا؟'' اس نے کوئی عذر بیان کیا، آپ نے ارشاد فرمایا ''بس (اب) یوں ہی رہو (یعنی اب اس کو اپنے پاس ہی رکھو، اب تو) کل قیامت کے دن ہی اس کو لے کر آنا (اور خدا کو اس تاخیر کا جواب دینا) میں (اب) اس کو تم سے ہرگز نہ لوں گا۔'' (ابوداؤد)

مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والے کی سزا

(۶۵۸) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب) سے اور وہ عمرو کے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق نے مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والے

کا سامان واسباب جلا ڈالا اور اس کی پٹائی (بھی) کی۔ (ابوداؤد)

کسی کی خیانت چھپانا بھی خیانت ہے

(۶۵۹) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والے کی خیانت کو چھپایا (یعنی وہ امیر و حاکم کے علم میں یہ بات نہیں لایا کہ فلاں شخص نے خیانت کی ہے) تو (گنہگار ہونے کے اعتبار سے) وہ (بھی) خیانت کرنے والے کی طرح ہے۔" (ابوداؤد)

تقسیم سے پہلے مال غنیمت کی خرید وفروخت جائز نہیں

(۶۶۰) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے اس کو خریدنے سے منع فرمایا ہے (کیوں کہ تقسیم سے پہلے اس کا کوئی مالک نہیں ہوتا) (ترمذی)

(۶۶۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے "(مالِ غنیمت کے) حصے جب تک تقسیم نہ ہو جائیں فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے" (دارمی)

مال غنیمت میں ناحق تصرف کرنے کا انجام

(۶۶۲) حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "بلاشبہ یہ مال ایک سبز و شیریں چیز ہے (یعنی مال ایک ایسی چیز ہے جو انسان کی نظر کو بھاتا ہے اور دل کو لبھاتا ہے) لہٰذا جو شخص اس (مال) کو حق یعنی حلال ذریعہ سے حاصل کرتا ہے، اس کے لیے اس میں برکت عطا کی جاتی ہے۔

اور (یاد رکھو) بہت سے لوگ ایسے ہیں جو خدا اور اس کے رسول کے مال (یعنی مالِ غنیمت) میں سے جس چیز کو ان کا دل چاہتا ہے اپنے تصرف میں لے آتے ہیں، قیامت کے دن ان کے لیے صرف دوزخ کی آگ ہوگی۔'' (ترمذی)

ذُوالفَقَار کا تذکرہ

(۶۶۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار جس کا نام '' ذُوالفَقَار '' تھا، جنگ بدر کے دن حصے سے زیادہ لی تھی۔ (ابن ماجہ) اور ترمذی نے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں '' اور یہ وہی تلوار ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن خواب دیکھا تھا۔''

تقسیم سے پہلے مشترک مال کے استعمال کی ممانعت

(۶۶۴) حضرت رُوَیفِع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا '' جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے یہ قطعاً روا نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے (مشترک) مالِ غنیمت کے کسی جانور پر (بلا ضرورت شرعی) سوار ہو، پھر جب وہ (جانور) دُبلا ہو جائے تو اس کو مالِ غنیمت میں واپس کر دے، اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے یہ قطعاً روا نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے (مشترک) مالِ غنیمت کے کسی کپڑے کو (بلا ضرورت شرعی) پہنے، پھر جب وہ (کپڑا) پرانا ہو جائے تو اس کو مالِ غنیمت میں واپس کر دے۔'' (ابوداؤد)

کھانے کی چیزوں کا حکم

(۶۶۵) حضرت محمد بن اَبُو مُجَالِد، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے

روایت کرتے ہیں کہ میں نے (حضرت عبداللہ) سے پوچھا: ''کیا آپ لوگ رسولِ خدا ﷺ کے زمانہ میں کھانے کی چیزوں میں سے بھی خمس یعنی پانچواں حصہ نکالتے تھے؟'' انہوں نے فرمایا: ''غزوۂ خیبر کے دن کھانے کی چیزیں بھی ہمارے ہاتھ لگی تھیں چنانچہ ہر کوئی شخص آتا اور اس میں سے بقدرِ کفایت لے کر واپس چلا جاتا۔'' (ابوداؤد)

(۶۶۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا ﷺ کے زمانے میں (مسلمانوں کا) لشکر (جب جہاد سے واپس آیا تو) مالِ غنیمت میں کھانے کی چیزیں اور شہد لے کر آیا۔ چنانچہ (ان لشکر والوں نے ان چیزوں میں سے جو کچھ کھا پی لیا تھا اس میں سے) ان سے خمس یعنی پانچواں حصہ نہیں لیا گیا۔ (ابوداؤد)

(۶۶۷) حضرت قاسم (تابعی) جو عبدالرحمٰن کے آزاد کردہ غلام ہیں، نبی کریم ﷺ کے بعض صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (یعنی ان بعض صحابہ نے) بیان کیا کہ ہم غزووں میں اونٹ (کا گوشت) کھاتے اور اس کو تقسیم نہ کرتے (یعنی ہم محاذِ جنگ پر ضرورت کے وقت مالِ غنیمت کے اونٹوں کو ذبح کرتے اور اس کا گوشت تقسیم کیے بغیر اپنی اپنی حاجت کے بقدر لے لیتے) یہاں تک کہ جب ہم (سفر کے دوران) اپنے ڈیروں، خیموں میں واپس آتے تو ہمارے تھیلے گوشت سے بھرے ہوئے ہوتے (ابوداؤد)

خیانت کا انجام بد

(۶۶۸) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ''تاگے اور سوئی کو (بھی) ادا کرو (یعنی مالِ غنیمت میں سے اس قدر معمولی چیزیں بھی چھپا کر نہ رکھو) اور تم (مالِ غنیمت میں یا مطلق) خیانت کرنے سے اجتناب کرو کیوں کہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ خیانت کرنا خیانت کے مرتکب لوگوں کے لیے قیامت کے دن ننگ و عار ہوگا۔'' (دارمی)

خیانت سے بچنے کی تاکید

(۶۶۹) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا (ایک دن) نبی کریم ﷺ (مالِ فئی میں آئے ہوئے) ایک اونٹ کے پاس تشریف لائے اور اس کے کوہان کے (دو ایک) بال اُکھاڑ کر ارشاد فرمایا ''لوگو! حقیقت یہ ہے کہ اس مالِ فئی میں میرا کوئی حصہ نہیں ہے اور (آپ کی جس انگلی پر وہ بال تھے، لوگوں کو دکھانے کے لیے اس انگلی کو اٹھا کر ارشاد فرمایا:) یہ (مال بھی) میرے لیے نہیں ہے البتہ خمس یعنی پانچویں حصے کا میں حقدار ہوں لیکن خمس بھی (میری ذات پر خرچ نہیں ہوتا بلکہ) تمہارے ہی اوپر خرچ کیا جاتا ہے (یعنی خمس کا مال تمہاری ہی بھلائی میں خرچ ہوتا ہے کہ اس سے تمہارے لیے ہتھیار اور گھوڑے وغیرہ حاصل کیے جاتے ہیں) لہٰذا (اگر تمہارے پاس مالِ غنیمت میں سے) سوئی تاگہ (بھی ہو تو اس کو) لا کر جمع کرا دو۔''

(یہ سن کر) ایک شخص جس کے ہاتھ میں بالوں کی رسی کا ایک ٹکڑا تھا، کھڑا ہوا اور کہا: ''میں نے رسی کے اس ٹکڑے کو اپنے پاس رکھ لیا تھا تاکہ اس کے ذریعہ پالان کے نیچے کی کملی کو ٹھیک کرلوں (اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟'') نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو چیز میرے اور بنو عبد مطلب کے حصے کی ہے وہ تمہاری ہے (یعنی اس ٹکڑے میں جو میرے خاندان کے لوگوں کا حصہ ہے، وہ تو ہم نے تمہیں بخش دیا۔ لیکن اس میں دوسرے لوگوں کا جو حصہ ہے اس کو ان سے بخشواؤ)'' اس شخص نے (یہ سن کر) کہا: ''جب یہ رسی (گناہ کی) اس حد تک پہنچی ہوئی ہے تو پھر مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔'' اور (یہ کہہ کر) اس نے اُس رسی کو پھینک دیا (ابوداؤد)

(۶۷۰) حضرت عمرو بن عَبَسَہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے (ایک موقع پر) مالِ غنیمت کے ایک اونٹ کو سُترہ بنا کر ہمیں نماز پڑھائی، جب آپ

نے سلام پھیرا تو اس اونٹ کے پہلو سے (دو ایک) بال اکھاڑے، پھر ارشاد فرمایا: ''تمہارے مالِ غنیمت میں میرے لیے اتنا بھی حصہ نہیں ہے علاوہ خمس کے اور وہ خمس بھی تمہاری ہی ضرورتوں میں خرچ کیا جاتا ہے۔'' (ابوداؤد)

خُمس کی تقسیم کا معاملہ

(۶۷۱) حضرت جُبیر بن مُطعِم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے اپنے قرابت داروں کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے درمیان تقسیم کیا تو مَیں (یعنی جبیر، بنو نوفل کی طرف سے) اور عثمان بن عفان (بنو عبد شمس کی طرف سے) آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے یہ بھائی جن کا تعلق بنو ہاشم سے ہے، ہم ان کی فضیلت و بزرگی کا انکار نہیں کرتے کیوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ان میں پیدا کیا ہے۔ لیکن ہمیں یہ بتائیے کہ آپ نے (خمس کے مال میں سے جو ذوی القربیٰ کا حصہ ہے) ہمارے ان بھائیوں کو دیا جن کا تعلق بنو مطلب سے ہے اور ہمیں محروم رکھا جب کہ ہماری یعنی بنو نوفل اور بنو عبد شمس کی اور ان کی یعنی بنو مطلب کی قرابت ایک ہی ہے (کیونکہ جس طرح ان کے دادا ہاشم کے بھائی تھے اسی طرح ہمارے دادا بھی ہاشم کے بھائی تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان داخل کر کے ارشاد فرمایا: ''(جس طرح دونوں ہاتھوں کی یہ انگلیاں باہم مل کر ایک چیز ہو گئی ہیں اسی طرح) بنو ہاشم اور بنو مطلب بھی ایک چیز ہیں۔'' (شافعی)

ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں بھی اسی طرح ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ہم (یعنی بنو ہاشم) اور بنو مطلب نہ زمانہ جاہلیت میں کبھی ایک دوسرے سے الگ ہوئے اور نہ زمانۂ اسلام میں، اور بے شک ہم اور وہ دونوں ایک چیز ہیں۔'' یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔

(فصل سوم)

ابوجہل کے قتل کا قصہ

(۶۷۲) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میں صف میں کھڑا تھا، جب میں نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں دو انصاری لڑکوں کے درمیان کھڑا ہوں، جو بالکل نوعمر تھے، مجھے یہ تمنا ہوئی کہ کاش (اس وقت) میں ان دونوں سے زیادہ طاقتور اور تجربہ کار دو آدمیوں کے درمیان کھڑا ہوتا (اسی دوران) اچانک ان دونوں میں سے ایک نے مجھ کو ٹھوکا دیا اور کہا: چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں، میں نے کہا: ''ہاں! میں جانتا ہوں، لیکن میرے بھتیجے! تمہیں ابوجہل سے کیا غرض ہے؟'' اس نے کہا ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا ہے، اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میرا جسم اسکے جسم سے اس وقت تک جدا نہ ہوگا جب تک ہم میں سے زیادہ جلد باز مر نہ جائے'' حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں اس نوعمر کی اس بات کو سن کر حیران رہ گیا، عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: پھر دوسرے لڑکے نے مجھ کو ٹھوکا دیا اور اس نے بھی وہی الفاظ کہے جو پہلے نے کہے تھے، اس کے بعد میں نے فوراً ابوجہل کو دیکھا جو (دشمن کے) لوگوں میں پھر رہا تھا، میں نے (اس کی طرف اشارہ کر کے) ان لڑکوں سے کہا ''کیا تم اس شخص کو نہیں دیکھ رہے ہو جو (دشمن کے گروہ میں) پھر رہا ہے؟ یہی تمہارا مطلوب ہے جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے تھے (یعنی اس شخص کو پہچان لو یہی ابوجہل ہے)''

عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: (یہ سنتے ہی) وہ دونوں لڑکے اپنی تلوار سنبھال کر فوراً ابوجہل کی طرف لپکے اور اس پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ اس کو قتل کر ڈالا، پھر وہ دونوں

رسول خدا ﷺ کے پاس لوٹ کر آئے اور آپ کو (اس واقعہ سے) آگاہ کیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے؟'' ان میں سے ہر ایک نے عرض کیا: اس کو میں نے قتل کیا ہے، آپ نے پوچھا ''کیا تم دونوں نے اپنی تلواریں پونچھ ڈالی ہیں؟'' انہوں نے کہا: نہیں! چنانچہ آپ نے ان دونوں تلواروں کو دیکھا اور ارشاد فرمایا: ''تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے۔'' نیز رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ ابوجہل کا سامان معاذ بن عمرو بن جموح کو دیا جائے۔ اور وہ دونوں لڑکے (جنہوں نے ابوجہل کو موت کے گھاٹ اُتارا) معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء تھے (بخاری، مسلم)

(۶۷۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے جنگ بدر کے دن (میدانِ جنگ میں) ارشاد فرمایا: کون شخص ہے جو دیکھ کر ہمیں بتائے کہ ابوجہل نے کیا کیا (یعنی وہ مر گیا، یا زندہ ہے؟) چنانچہ حضرت ابن مسعود گئے اور انہوں نے ابو جہل کو اس حالت میں پایا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اس کو مار مار کر ٹھنڈا یعنی قریب المرگ کر دیا تھا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود نے (یہ دیکھ کر) ابوجہل کی ڈاڑھی پکڑ لی اور اس سے کہا: ''تو ابوجہل ہے؟!'' ابوجہل نے کہا: ''(بے شک میں ابوجہل ہی ہوں لیکن) اس سے بڑا کوئی شخص ہے جس کو تم نے قتل کیا ہے؟ (یعنی جس شخص کو تم نے قتل کیا ہے اس سے زیادہ بڑے مرتبے کا کوئی شخص نہیں ہے۔)'' اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ابوجہل نے (اس موقع پر) یہ کہا کاش! کسان کے علاوہ کوئی اور شخص مجھے قتل کرتا!! (بخاری، مسلم)

تالیف قلب کے لیے کسی کو مال دینا

(۶۷۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) جب کہ میں (مجلس نبوی) میں بیٹھا ہوا تھا، رسولِ خدا ﷺ نے ایک جماعت کو (کچھ مال)

عطا فرمایا اور (اس جماعت میں سے) ایک شخص کو رسولِ خدا ﷺ نے چھوڑ دیا (یعنی اس کو کچھ نہیں دیا) حالانکہ وہ شخص میرے نزدیک (دین کے اعتبار سے) ان میں سب سے بہتر تھا، (یہ دیکھ کر) میں کھڑا ہوا اور (آنحضرت) سے عرض کیا: ''فلاں شخص کے لیے کیا ہے؟ (یعنی آپ نے اس کو اپنے عطیہ سے کیوں محروم رکھا؟) خدا کی قسم! میں (تو) اس کو مومن صادق سمجھتا ہوں۔'' رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''(یوں نہ کہو کہ میں اس کو مومن صادق سمجھتا ہوں) بلکہ یہ کہو کہ میں اس کو مسلمان سمجھتا ہوں۔'' سعد نے (آپ کے سامنے) تین بار یہ بات کہی اور آنحضرت ﷺ نے بھی (ہر بار) اسی طرح جواب دیا، اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں ایک شخص کو (مال) دیتا ہوں جب کہ اس کے مقابلہ میں دوسرا شخص میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوتا ہے اور اس (کو دینے) کی وجہ یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ شخص منہ کے بل دوزخ میں نہ ڈالا جائے۔'' (بخاری، مسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خصوصیت

(۶۷۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ جنگ بدر کے دن (خطبہ دینے کے لیے) کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ عثمان، اللہ اور اس کے رسول کے کام سے گئے ہیں اس لیے میں (خود) ان کی طرف سے بیعت کرتا ہوں۔'' پھر رسولِ خدا ﷺ نے حضرت عثمان کے لیے (جنگ بدر کے مالِ غنیمت میں سے) حصہ مقرر کیا اور آپ نے حضرت عثمان کے علاوہ اور کسی شخص کے لیے حصہ مقرر نہیں کیا جو جنگ میں شریک نہیں تھا (ابوداؤد)

ایک اونٹ دس بکریوں کے برابر

(۶۷۶) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ مالِ

غنیمت کی تقسیم کے وقت ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دیتے۔ (نسائی)

حضرت یوشع کے جہاد کا قصہ

(۶۷۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''انبیاء میں سے ایک نبی (یعنی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام) نے جہاد کا ارادہ کیا اور جب وہ جہاد کے لیے روانہ ہونے لگے تو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا: میرے ساتھ وہ شخص نہ چلے جس نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور اس عورت کو اپنے گھر لا کر اس سے صحبت کا ارادہ رکھتا ہو، اور ابھی تک اس کو (اپنے گھر) نہ لایا ہو، اور میرے ساتھ نہ وہ شخص چلے جس نے گھر بنایا ہو لیکن (ابھی تک) اس کی چھت نہ ڈال سکا ہو، نیز وہ شخص (بھی) میرے ساتھ نہ چلے جس نے گابھن بکریاں یا گابھن اونٹنیاں خریدی ہوں اور وہ ان کے بچے جننے کا منتظر ہو۔

اس کے بعد وہ نبی (اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ) جہاد کے لیے روانہ ہوئے اور جب اس بستی کے قریب پہنچے جہاں وہ جہاد کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تو نمازِ عصر کا وقت ہو چکا تھا، اس نبی نے آفتاب کو مخاطب کر کے فرمایا: تو بھی (چلنے پر) مامور ہے اور میں بھی (اس بستی کو فتح کرنے پر) مامور ہوں۔ اے اللہ! تو اس آفتاب کو ٹھہرا دے۔'' چنانچہ آفتاب ٹھہرا دیا گیا، تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ان نبی کو فتح عطا فرما دی۔ پھر جب مالِ غنیمت جمع کیا گیا اور اس کو جلا ڈالنے کے لیے آگ آئی تو اس آگ نے مالِ غنیمت کو نہیں جلایا، (یہ دیکھ کر) ان نبی نے (اپنے ساتھیوں سے) فرمایا: ''یقیناً تمہارے اندر مالِ غنیمت میں خیانت واقع ہوئی ہے (یعنی تم میں سے کسی نے مالِ غنیمت کے اندر خیانت کی ہے، جس کی وجہ سے یہ آگ اپنا کام نہیں کر رہی ہے) لہٰذا تم میں سے ہر قبیلہ میں سے ایک شخص مجھ سے بیعت کرے۔

چنانچہ (جب بیعت شروع ہوئی تو) ایک شخص کا ہاتھ اس نبی کے ہاتھ پر چپک کر

رہ گیا، نبی نے (اس شخص سے) فرمایا: ”خیانت، تمہارے قبیلہ کی طرف سے ہوئی ہے۔“ پھر اس قبیلہ کے لوگ سونے کا ایک سر لائے جو بیل کے سر کے مانند تھا اور اس کو رکھ دیا، اس کے بعد آگ آئی اور اس نے اس کو جلا دیا۔

اور ایک روایت میں راوی نے یہ عبارت بھی نقل کی ہے ”(کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:) چنانچہ ہم سے پہلے کسی کے لیے مالِ غنیمت حلال نہ تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کو ہمارے لیے حلال کر دیا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں (مالی طور پر) ضعیف و کمزور دیکھا تو مالِ غنیمت کو ہمارے لیے حلال کر دیا۔“ (بخاری، مسلم)

مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والا دوزخ میں جائے گا

(۶۷۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے ہم سے یہ بیان کیا کہ جب خیبر کا دن آیا (یعنی جب غزوۂ خیبر ختم ہو گیا) تو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے چند لوگ آئے اور (آپس میں) کہنے لگے کہ فلاں شخص شہید ہے اور فلاں شخص شہید ہے، یہاں تک کہ وہ لوگ ایک شخص (کی لاش) پر سے گذرے اور کہا: فلاں شخص شہید ہے، رسولِ خدا ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: ”ہرگز نہیں، میں نے اس شخص کو مالِ غنیمت میں سے ایک چادر یا فرمایا کہ ایک دھاری دار کملی چرانے کے سبب دوزخ میں (جلتے) دیکھا ہے۔“ پھر رسولِ خدا ﷺ نے (مجھ کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا: ”ابن خطاب! جاؤ اور لوگوں کے درمیان تین مرتبہ منادی کر دو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔“ حضرت عمر فرماتے ہیں: چنانچہ میں نکلا اور تین مرتبہ یہ منادی کی کہ ”خبردار! جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔“ (مسلم)

جزیہ کا بیان

(فصل اول)

آتش پرستوں سے جزیہ لینا

(۶۷۹) حضرت بجالہ (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں حضرت جزء بن معاویہ (تابعی) کے یہاں جو حضرت اَحنَف رضی اللہ عنہ کے چچا تھے۔ منشی تھا۔ (ایک مرتبہ) ہمارے پاس حضرت (امیر المومنین) عمر بن خطاب کا ان کی وفات سے ایک سال پہلے ایک مکتوب آیا جس میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ "آتش پرستوں میں سے جنہوں نے اپنے محارم سے نکاح کر رکھا ہے ان کے درمیان تفریق کرادو۔" نیز (راوی فرماتے ہیں کہ) حضرت عمر (پہلے) آتش پرستوں سے جزیہ نہیں لیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے گواہی دی (یعنی انہوں نے یہ بیان کیا) کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے "هَجَر" کے آتش پرستوں سے جزیہ لیا تھا (تب حضرت عمر نے آتش پرستوں سے جزیہ لینا شروع کیا۔) (بخاری)

(فصل دوم)

جزیہ کی مقدار

(۶۸۰) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (قاضی و حاکم بنا کر) یمن روانہ کیا تو ان کو یہ ہدایت کی کہ وہ (وہاں کے) ہر بالغ سے ایک دینار یا ایک دینار کی قیمت کا مَعافری کپڑا جو یمن میں تیار ہوتا ہے (جزیہ کے طور

پر)لیں(ابوداؤد)

مسلمان پر جزیہ نہیں

(۶۸۱)حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ایک زمین میں دو قبلے (یعنی دو دین یکساں) نہیں ہونے چاہئیں، اور مسلمان پر جزیہ نہیں ہے'' (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

جزیہ پر صلح

(۶۸۲)حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو'' اُکَیدِر دُوْمہ '' کے مقابلہ پر بھیجا، چنانچہ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے اس کو پکڑ لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے، آنحضرت نے اس کا خون معاف کر دیا اور جزیہ پر اس سے صلح کر لی۔(ابوداؤد)

مال تجارت کا عُشر

(۶۸۳)حضرت حرب بن عبید اللہ اپنے نانا سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یہود و نصاریٰ پر عُشر یعنی مال تجارت کا دسواں حصہ واجب ہے اور مسلمانوں پر عُشر یعنی مال تجارت کا دسواں حصہ واجب نہیں۔'' (احمد، ابوداؤد)

اپنا حق زبردستی وصول کر سکتے ہیں

(۶۸۴)حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم جب (جہاد کو جاتے ہوئے) ایک قوم (کی آبادی) میں سے گذرتے ہیں تو وہ لوگ نہ ہماری میزبانی کرتے ہیں اور نہ ہمیں وہ چیز دیتے ہیں جس کا ہم (ازروئے اسلام) ان پر حق رکھتے ہیں (یعنی اسلام کی رُد سے ان پر ہمارا جو حق ہے کہ وہ قرض وغیرہ دے کر ہماری ضرورتیں پوری کریں اور ہماری دیکھ بھال کریں وہ اس کو پورا نہیں کرتے) اور (چونکہ) ہم ان سے کوئی چیز (زبردستی) حاصل نہیں کرتے (اس لیے ہم سخت پریشان ہوتے ہیں اور ان کے اس رویہ کی وجہ سے ہمیں بڑی اضطراری حالت اور بڑے نقصان میں مبتلا ہونا پڑتا ہے) چنانچہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر وہ لوگ (تمہاری میزبانی کرنے یا تمہارے ہاتھ نقد و ادھار کوئی چیز فروخت کرنے سے) انکار کریں اور (اس صورت میں) ان سے کوئی چیز زبردستی لینے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو (زبردستی) لے لو'' (ترمذی)

(فصل سوم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جزیہ کی مقدار

(۶۸۵) حضرت اسلم (تابعی) فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (اپنے دورِ خلافت میں) ان (ذمیوں) پر جو سونا رکھتے تھے، چار دینار جزیہ مقرر کیا، اور جو (ذمی) چاندی رکھتے تھے ان پر چالیس درہم جزیہ مقرر کیا، اور ان کے علاوہ ان پر مسلمانوں کا خورد و نوش اور تین دن کی میزبانی بھی مقرر کی تھی۔ (مالک)

صلح کا بیان

(فصل اول)

صلح حُدَیْبِیَہ اور حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ کا قصہ

(۶۸۶) حضرت مِسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت ہے یہ دونوں فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال اپنے ایک ہزار کچھ سو صحابہ کو لے کر (مدینہ سے) روانہ ہوئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذُوالْحُلَیْفَہ پہنچے، تو ہدی (یعنی اپنی قربانی کے جانور) کی گردن میں قلادہ باندھا اور اشعار کیا، پھر ذُوالْحُلَیْفَہ (ہی) سے عمرہ کے لیے احرام باندھ کر آگے روانہ ہوئے، یہاں تک کہ جب اس گھاٹی پر پہنچے، جس طرف سے اہل مکہ پر اترا جاتا ہے تو آنحضرت کی اونٹنی (جس کا نام قَصْوَاء تھا) آپ کو لے کر بیٹھ گئی، (جب) لوگوں نے (یہ دیکھا تو) کہنا شروع کیا: ''حَلْ حَلْ (یہ لفظ اونٹ کو اٹھانے کے لیے کہا جاتا ہے) قَصْوَاء اَڑ گئی قَصْوَاء اَڑ گئی۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: ''نہیں! قَصْوَاء نے اَڑ نہیں کی ہے اور نہ اس کو اَڑنے کی عادت ہے، بلکہ اس کو اس ذات نے روک دیا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا''

پھر ارشاد فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! قریش مجھ سے ایسی جو بات بھی چاہیں گے جس میں اللہ تعالیٰ (کے حرم) کی عظمت ہو تو میں ان کی اس بات کو پورا کروں گا (یعنی آج مکہ کے لوگ صلح کے وقت ایسی جس بات کا بھی مطالبہ کریں گے جس میں حرم مکہ کی عظمت کا لحاظ ہو تو میں اس کو پورا کروں گا)''

پھر آپ نے اونٹنی کو اُٹھایا وہ فوراً اُٹھ گئی اور آپ اہل مکہ کا راستہ چھوڑ کر دوسری

سمت کو چلنے لگے تا آنکہ حدیبیہ کے آخری کنارہ پر پہنچ کر جہاں (ایک گڑھے میں) تھوڑا سا پانی تھا اُتر گئے (اور وہاں پڑاؤ ڈال دیا) لوگوں نے اس گڑھے میں سے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر استعمال کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ ذرا سی دیر میں سارے پانی کو کھینچ ڈالا (یعنی اس گڑھے میں پانی چونکہ بہت تھوڑا تھا اس لیے لوگوں کے کم سے کم مقدار میں لینے کے باوجود وہ پانی بہت جلد ختم ہو گیا) لوگوں نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی، آپ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور صحابہ کو حکم دیا کہ اس تیر کو پانی (کے اس گڑھے) میں ڈال دیا جائے۔ پھر (راوی فرماتے ہیں کہ) خدا کی قسم! (اس تیر کی برکت سے) ان لوگوں کو سیراب کرنے کے لیے کبھی ختم نہ ہونے والا پانی موجیں مارتا رہا، تا آنکہ سب اس پانی پر سے ہٹ گئے (یعنی اللہ تعالیٰ نے اس گڑھے میں اتنا زیادہ پانی پیدا فرما دیا کہ سب لوگوں کی ضرورتیں نہایت اطمینان سے پوری ہوتی رہیں بلکہ جب وہاں سے واپسی ہوئی تو اس وقت بھی پانی باقی رہا)

بہر حال صحابہ اسی حالت میں تھے کہ اچانک بُدَیل بن وَرقَاء خُزَاعِی، خُزَاعَہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ (کفار مکہ کی طرف سے مصالحت کے لیے) آیا، پھر عروہ بن مسعود بھی آپ کی خدمت میں پہنچا۔ اس کے بعد بخاری نے (وہ طویل گفت وشنید نقل کی جو آنحضرت ﷺ اور بدیل وعروہ کے درمیان ہوئی، جس کو صاحب مصابیح نے اختصار کے پیش نظر یہاں نقل نہیں کیا پھر یہ) بیان کیا کہ آخر کار جب سُہَیل بن عمرو (اہل مکہ کا آخری سفیر اور نمائندہ بن کر) آیا تو نبی کریم ﷺ نے (حضرت علی) سے ارشاد فرمایا لکھو "یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے۔"

سُہَیل نے (یہ الفاظ دیکھ کر) کہا: "بخدا اگر ہم یہ مانتے کہ تم اللہ کے رسول ہو تو نہ ہم تمہیں خانہ کعبہ سے روکتے نہ جنگ کرتے۔ لہٰذا یوں لکھو (یہ وہ معاہدہ ہے جس پر) محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے۔" نبی کریم ﷺ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا: "خدا کی قسم! میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم مجھ کو جھوٹا سمجھتے ہو (خیر میں مُصالحت کی خاطر

الفاظ میں تمہاری اس ترمیم کو تسلیم کرتا ہوں) علی! تم محمد بن عبداللہ ہی لکھ دو

"پھر سُہَیل نے کہا: "اور اس معاہدۂ صلح میں اس بات کو بھی تسلیم کرو کہ (تم میں سے جو شخص ہمارے یہاں آجائے گا ہم اس کو واپس نہ جانے دیں گے لیکن) ہم میں سے جو شخص تمہارے یہاں چلا جائے گا، اگر چہ وہ تمہارے دین کو قبول کر چکا ہو اس کو تم ہمارے یہاں واپس کردو گے۔"

(چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس کو بھی قبول کرلیا، اس موقع پر بھی واقعہ میں اختصار سے کام لیا گیا ہے یعنی صاحب مصابیح نے اس معاہدہ سے متعلق بخاری کی بیان کردہ ساری تفصیل کو نقل نہیں کیا ہے یا یہ بخاری کی کوئی اور روایت ہے جس میں صرف اسی قدر بیان کیا گیا ہے)

بہر حال جب آنحضرت صلح نامہ لکھے جانے سے فارغ ہوئے تو رسولِ خدا ﷺ نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا: "اٹھو، جاؤ، اب (ہدی کے جانوروں کو) ذبح کر ڈالو پھر سر منڈواؤ۔"

اس کے بعد (مکہ سے) کئی عورتیں مسلمان ہو کر آئیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اِذَا جَائَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ الآية﴾ اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے آئیں الخ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے (اس آیت کے ذریعہ) مسلمانوں کو اس بات سے منع کیا کہ وہ ان عورتوں کو (کفار مکہ کے یہاں) واپس کردیں اور انہیں اس بات کا حکم دیا کہ ان کا مہر واپس کردیں، اس کے بعد آنحضرت ﷺ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

(کچھ دنوں بعد) قریش کے ایک شخص ابو بصیر جو مسلمان ہو گئے تھے (مکہ سے نکل کر) آنحضرت کے پاس آئے، قریش نے دو آدمیوں کو ان کی تلاش میں (مدینہ) بھیجا، آنحضرت ﷺ نے (معاہدہ صلح کی مذکورہ شرط کے مطابق) ابو بصیر کو ان دونوں آدمیوں کے حوالہ کردیا، وہ دونوں آدمی ابو بصیر کو لے کر (مکہ) روانہ ہوئے اور جب

(پہلی منزل) ذُوالْحُلَيْفَه میں قیام کیا اور ان کے پاس جو کھجوریں تھیں ان کو کھانے لگے تو ابو بصیر نے ان میں سے ایک شخص کو مخاطب کر کے کہا: ''خدا کی قسم! اے فلاں شخص! میرا خیال ہے کہ تمہاری یہ تلوار (بہت اچھی ہے) ذرا مجھے تو دکھلاؤ میں بھی اس کو دیکھوں۔'' اس شخص نے ابو بصیر کو وہ تلوار دیکھنے کا موقع دے دیا (یعنی اس نے اپنی تلوار ابو بصیر کے ہاتھ میں دے دی، بس اتنا موقع کافی تھا) ابو بصیر نے اس پر (اس تلوار سے اتنا بھر پور) وار کیا کہ وہ فوراً ٹھنڈا ہو گیا (یعنی مر گیا) اور دوسرا شخص (یہ دیکھتے ہی وہاں سے) بھاگ کھڑا ہوا یہاں تک کہ مدینہ (واپس آگیا اور اپنے قتل کے خوف سے) دوڑتا ہوا مسجد نبوی میں داخل ہوا، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی حالت دیکھ کر) ارشاد فرمایا: ''یہ شخص خوفزدہ معلوم ہوتا ہے۔'' اس شخص نے کہا: (جی ہاں) خدا کی قسم میرا ساتھی تو مارا گیا اور میرے بھی مارے جانے میں کوئی شبہ نہیں ہے، پھر ابو بصیر بھی آگئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو دیکھ کر) ارشاد فرمایا: ''افسوس ہے اس کی ماں پر! (یعنی تعجب و حیرت کا مقام ہے) یہ ابو بصیر تو لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے، کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا'' جب ابو بصیر نے آنحضرت کی یہ بات سنی تو وہ سمجھ گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے (پھر) کافروں کے پاس واپس بھیج دیں گے چنانچہ ابو بصیر (دوبارہ کافروں کے حوالے کیے جانے کے خوف سے) مدینہ سے نکل گئے یہاں تک کہ وہ سمندر کے ساحل پر ایک علاقہ میں پہنچ گئے۔

راوی فرماتے ہیں کہ اَبُو جَنْدَل بن سُهَيْل رضی اللہ عنہ بھی کفار کے قبضے سے نکل بھاگے اور ابو بصیر سے آکر مل گئے، پھر تو یہ حال ہوا کہ (مکہ میں) جو بھی شخص اسلام قبول کر کے قریش کے قبضہ سے نکل بھاگتا وہ ابو بصیر سے جا ملتا یہاں تک کہ (چند ہی روز میں ابو بصیر کے پاس) قریش سے چھوٹ کر آنے والوں کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا، اور خدا کی قسم! جب بھی یہ لوگ سنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ (تجارت وغیرہ کے لیے) شام کی طرف روانہ ہوا ہے، وہ اس کا پیچھا کرتے اور اس کو موت کے گھاٹ اتار کر اس

کا سارا مال واسباب لے لیتے، آخر کار (جب ان لوگوں کی وجہ سے قریش کا ناطقہ بند ہو گیا، اور وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے تو) انہوں نے کسی شخص کو (اپنا سفیر و نمائندہ بنا کر) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا، اور اس کے ذریعہ آنحضرت کو اللہ کی قسم دلائی، اور رشتہ داری کا واسطہ دیا (اور یہ التجا کی کہ آپ کسی آدمی کو ابو بصیر اور ان کے ساتھیوں کے پاس بھیج کر یہ حکم دیں کہ وہ مدینہ آ جائیں اور ہمارے کسی قافلہ کے ساتھ تعرض نہ کریں) اور جب آپ ان کو یہ حکم بھیج دیں، پھر جو بھی شخص آپ کے پاس آئے گا وہ امن میں رہے گا، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے کسی شخص کو ابو بصیر اور ان کے ساتھیوں کے پاس بھیجا (اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ قریش کے قافلوں سے کوئی تعرض نہ کریں اور میرے پاس چلے آئیں) (بخاری)

صلح حُدَیبِیَہ کی تین اہم شرطیں

(۶۸۷) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے دن تین باتوں پر صلح کی تھی۔

اول یہ کہ (مکہ کے) مشرکین میں سے جو شخص (مسلمان ہو کر) آنحضرت کے پاس آئے گا آنحضرت ﷺ اس کو مشرکین کے پاس واپس کر دیں گے، اور مسلمانوں میں سے جو شخص مشرکین کے پاس آئے گا اس کو مشرکین واپس نہیں کریں گے۔

دوم یہ کہ آنحضرت ﷺ (حج و عمرہ کے لیے اس سال مکہ میں داخل نہ ہوں بلکہ) آئندہ سال مکہ آئیں اور صرف تین دن مکہ میں ٹھہریں۔

اور سوم یہ کہ (آئندہ سال) مکہ میں جب داخل ہوں تو اپنے تمام ہتھیار، تلوار، کمان اور اسی طرح کی دوسری چیزیں غلاف میں رکھ کر لائیں۔ اس موقع پر ابو جندل آنحضرت کے پاس اس حال میں پہنچے کہ ان کے پیروں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں جن کی وجہ سے وہ کود کود کر چل رہے تھے لیکن آنحضرت ﷺ نے ان کو مشرکین کے

پاس واپس بھیج دیا۔ (بخاری، مسلم)

صلح حُدَیْبِیَّہ کی سب سے اہم شرط

(۶۸۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (مکہ کے) قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کی۔ چنانچہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ شرط منوائی کہ آپ میں سے جو شخص ہمارے پاس آئے ہم اس کو واپس نہیں کریں گے، اور ہم میں سے جو شخص آپ کے پاس آئے، آپ اس کو ہمارے پاس واپس کردیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! کیا ہم ان شرائط کو لکھ دیں یعنی یہ شرائط آپ تسلیم کرتے ہیں؟'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! بات یہ ہے کہ ہم میں سے جو شخص ان کے پاس جائے گا، وہ (ایسا) شخص ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کردیا ہوگا، اوران میں سے جو شخص ہمارے پاس آئے گا (اس کو اگرچہ اس وقت ہم واپس کردینے پر مجبور ہوں گے لیکن آخرکار) اللہ تعالیٰ جلد ہی اس کے لیے کشادگی اور خلاصی ونجات کا سامان پیدا کردے گا۔'' (مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے کس طرح بیعت لیتے تھے؟

(۶۸۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی بیعت کے بارے میں فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان عورتوں کو (جو مکہ سے آتیں اور قبولیت اسلام کا اظہار کرتیں) اس آیت کریمہ کی روشنی میں پرکھتے تھے ﴿یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَاجَاءَ کَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَکَ﴾ اے نبی! جب مومن عورتیں آپ کے پاس بیعت کے لیے حاضر ہوں الخ'' چنانچہ ان میں سے جو عورت اس آیت میں مذکور شرائط کو ماننے کا اقرار کرتی آپ اس سے فرماتے: ''میں نے تم کو بیعت کیا۔'' اور بیعت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو کرتے مگر خدا کی قسم! کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے کسی عورت کو بیعت کیا ہو اور اس

کے ہاتھ کو آپ کے ہاتھ نے چھوا ہو (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

صلح حُدَیبِیَّہ کی ایک شرط

(۶۹۰) حضرت مسور رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان سے روایت ہے کہ قریش مکہ نے (حدیبیہ میں) جن باتوں پر مصالحت کی تھی ان میں سے ایک بات (یہ بھی) تھی کہ دس سال تک (فریقین کے درمیان) کوئی جنگ نہیں ہوگی تاکہ ان دنوں میں لوگ امن و امان کے ساتھ رہیں، اور یہ بات بھی معاہدۂ صلح میں شامل تھی کہ ہمارے درمیان بندھی ہوئی گٹھری رہے (یعنی ہمارے سینے مکر و فریب اور کینہ و فساد سے پاک رہیں) اور یہ کہ ہم آپس میں نہ تو چھپی ہوئی چوری کریں اور نہ خیانت۔ (ابوداؤد)

ذمیوں پر ظلم کرنے کی ممانعت

(۶۹۱) حضرت صفوان بن سلیم رسولِ خدا کے کچھ صحابہ کے صاحبزادوں سے، وہ (صاحبزادے) اپنے (صحابی) باپوں سے اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا "یاد رکھو! جس شخص نے اُس (غیر مسلم) شخص پر ظلم کیا جس سے معاہدہ ہو چکا ہے (جیسے ذمی اور مستامن) یا اس کے حقوق کو نقصان پہنچایا یا اس پر اس کی طاقت و استطاعت سے زیادہ بار ڈالا (جیسے کسی ذمی سے اس کی حیثیت و استطاعت سے زیادہ جزیہ لیا یا اس حربی مستامن سے جو دارالاسلام میں تجارت کی غرض سے آیا ہے اس کے مالِ تجارت میں سے عشر یعنی دسویں حصے سے زیادہ لیا) یا اس کی مرضی و خوشنودی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے لی تو میں قیامت کے دن اس شخص کے خلاف احتجاج کروں گا۔" (ابوداؤد)

عورتوں سے اجتماعی بیعت لینے کا مسنون طریقہ

(۶۹۲) حضرت اُمَیمَہ بنت رُقَیقَہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کچھ عورتوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے بیعت کی (یعنی ہم چند عورتوں نے اجتماعی طور پر آپ سے بیعت کی) تو آپ نے ہم سے ارشاد فرمایا: ''(اے خواتین! میں نے تمہیں اُسی چیز پر بیعت کیا ہے) جس (پر عمل کرنے) کی تم طاقت واستطاعت رکھتی ہو (یعنی آنحضرت ﷺ نے ازراہِ شفقت ان عورتوں کی بیعت کو ان کی عملی استطاعت و ہمت تک محدود رکھا۔)'' میں نے کہا: (بیشک) اپنی ذات پر ہم خود جتنے مہربان اور رحم دل ہو سکتے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہمارے حق میں اللہ اور اس کا رسول رحم کرنے والے ہیں۔

پھر میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ہمیں بیعت کر لیجیے۔'' اس بات سے ان کی مراد یہ تھی کہ ہم سے مصافحہ کیجیے (یعنی بیعت کرتے وقت ہمارا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑیئے) آپ نے ارشاد فرمایا ''میرا سو (۱۰۰) عورتوں سے کچھ کہنا ایک عورت سے کہہ دینے کی طرح ہے (یعنی اول تو عورتوں کو بیعت کرتے وقت صرف زبان سے یہ کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے تمہیں بیعت کیا ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوم یہ کہ اگر کچھ عورتیں اجتماعی طور پر بیعت ہو رہی ہیں تو زبان سے یہ کہنے کے لیے بھی الگ الگ ہر عورت سے مخاطب ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف ایک عورت سے کہہ دینا سب عورتوں کے لیے کافی ہے۔)'' (ترمذی)

(فصل سوم)

صلح حُدَیبِیَّہ کی شرطیں اور عمرہ کی ادائیگی

(۶۹۳) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ ماہِ

ذیقعدہ (سنہ ۶ ہجری) میں عمرہ کے لیے (مدینہ سے) تشریف لے گئے مگر اہل مکہ نے اس سے انکار کر دیا کہ وہ آنحضرت کو مکہ میں داخل ہونے کا موقع دے دیں (یعنی انہوں نے آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کو مکہ میں آنے سے روک دیا) تا آنکہ آنحضرت نے اہل مکہ سے اس بات پر مصالحت کر لی کہ آپ (آئندہ سال) مکہ میں آئیں اور اس وقت بھی (صرف) تین دن مکہ میں قیام کریں۔

چنانچہ جب صلح نامہ لکھا گیا تو (آنحضرت کی طرف سے) صحابہ نے لکھا ''یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے مصالحت کی ہے'' اہل مکہ نے (یہ الفاظ دیکھ کر آنحضرت سے) کہا: ''ہم تمہاری رسالت کو تسلیم نہیں کرتے اگر ہم جانتے کہ تم اللہ کے رسول ہو تو ہم تمہیں (مکہ میں داخل ہونے سے) نہ روکتے، البتہ (ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ) تم محمد ہو اور عبداللہ کے بیٹے ہو، لہٰذا اس صلح نامہ میں محمد رسول اللہ کے بجائے محمد بن عبداللہ لکھو۔'' آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں'' پھر آپ نے حضرت علی بن ابو طالب سے (جو صلح نامہ لکھ رہے تھے) فرمایا: ''رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دو۔'' حضرت علی نے فرمایا: ''خدا کی قسم! میں تو آپ کا نام کبھی بھی نہیں مٹا سکتا۔'' (یہ سن کر) آنحضرت ﷺ نے (حضرت علی کے ہاتھ سے وہ صلح نامہ) لے لیا اور باوجودیکہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے لیکن آپ نے (رسول اللہ کا لفظ مٹا کر) یہ لکھا ''یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے مصالحت کی ہے۔''

(اور اس معاہدہ میں یہ شرطیں تھیں) کہ وہ (یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ) مکہ میں ہتھیاروں کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے، مگر اس حال میں کہ ان کی تلواریں نیاموں میں ہوں گی، اور یہ کہ اگر اہل مکہ میں سے کوئی شخص آپ کے ساتھ جانے کا ارادہ کرے تو اس کو مکہ سے جانے نہیں دیا جائے گا، اور یہ کہ اگر آپ کے صحابہ میں سے کوئی شخص مکہ میں ٹھہر جانے کا ارادہ کرے تو آپ اس کو (مکہ میں ٹھہرنے سے) منع

نہیں کریں گے۔

چنانچہ جب (اگلے سال) آنحضرت ﷺ مکہ میں تشریف لائے اور (مکہ میں ٹھہرنے کی تین دن کی) وہ مدت (جو معاہدۂ صلح میں طے پائی تھی) گذر گئی (یعنی تین دن پورے ہونے کو ہوئے) تو اہل مکہ حضرت علی کے پاس آئے اور ان سے کہا: ''تم اپنے ساتھی (یعنی آنحضرت ﷺ) سے کہو کہ (طے شدہ) مدت پوری ہوگئی ہے اب ہمارے شہر سے چلے جاؤ۔'' چنانچہ نبی کریم ﷺ مکہ سے روانہ ہوگئے (بخاری، مسلم)

جزیرۃ العرب سے یہود کو نکالنے کا بیان

(فصل اول)

یہود کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کا قصد وارادہ

(۶۹۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) جب کہ ہم لوگ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے نبی کریم ﷺ (اپنے حجرہ سے) باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''یہودیوں کے پاس چلو۔'' چنانچہ ہم لوگ آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے یہاں تک کہ یہودیوں کے مدرسہ میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہوگئے اور ارشاد فرمایا ''اے جماعتِ یہود! تم لوگ مسلمان ہو جاؤ تاکہ (دنیا کی پریشانیوں اور آخرت کے عذاب سے) سلامتی پاؤ! تمہیں جان لینا چاہیے کہ زمین خدا اور اس کے رسول کی ہے (یعنی اس زمین کا خالق ومالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا رسول اس کا نائب وخلیفہ ہونے کی حیثیت سے اس زمین پر متصرف وحکمراں ہے) لہٰذا (اگر تم مسلمان ہونے سے انکار کرتے ہو تو پھر) سن لو کہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تم کو اس زمین (یعنی جزیرۃ العرب) سے جلاوطن کردوں، پس تم میں سے کوئی شخص اپنے مال و

اسباب میں سے (کوئی ایسی) چیز رکھتا ہے (جس کو اپنے ساتھ لے جانا ممکن نہیں جیسے جائداد وغیرہ) تو اس کو چاہیے کہ وہ اسے فروخت کر دے" (بخاری، مسلم)

یہود کی جلاوطنی

(۶۹۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) امیر المومنین حضرت عمر فاروق خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور (اس خطبہ میں) ارشاد فرمایا: (تم سب لوگ جانتے ہو) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے ان کے مالوں پر معاملہ کیا تھا (اور وہ یہ کہ ان یہودیوں کو خیبر ہی میں رہنے دیا جائے گا نیز ان کے کھجوروں کے باغات اور کھیت کھلیان کو بھی انہی کی تحویل وتصرف میں باقی رکھا جائے گا! البتہ ان کی پیداوار اور آمدنی میں سے آدھا حصہ لیا جایا کرے گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی وقت) ان یہودیوں سے فرما دیا تھا کہ ہم تمہیں (خیبر میں) اس وقت تک رہنے دیں گے جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں رہنے دے گا، لہٰذا اب میں ان کو جلاوطن کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

پھر جب حضرت عمر نے اس بات کا فیصلہ کر لیا (کہ ان کو جلاوطن کر دیا جائے) تو (ان یہودیوں کے) قبیلۂ بَنِی اَبِی الْحُقَیق کا ایک شخص (جو اپنی قوم کا بڑا بوڑھا اور سردار تھا) حضرت عمر کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا: امیر المومنین! کیا آپ ہمیں جلا وطن کر رہے ہیں؟ حالانکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں (خیبر میں) رہنے دیا تھا اور ہمارے مال واسباب پر ہم سے معاملہ کیا تھا۔

حضرت عمر نے فرمایا: "کیا تم یہ گمان رکھتے ہو کہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی (یہ) بات بھول گیا ہوں (جو آپ نے تم کو مخاطب کر کے کہی تھی) کہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا اور تو کیا کرے گا جب تجھ کو خیبر سے جلاوطن کر دیا جائے گا؟ اور رات کے بعد رات میں تیری اونٹنی تجھے لیکر دوڑ رہی ہوگی؟ (گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو اس آنے والے وقت سے ڈرایا تھا جب تجھ کو راتوں رات خیبر سے نکل جانا پڑے گا۔)"

اس شخص نے (یہ سن کر) کہا: ''یہ بات تو ابو القاسم نے بطورِ مذاق کہی تھی۔''
حضرت عمر نے فرمایا: ''اے خدا کے دشمن! تم جھوٹ بکتے ہو (آنحضرت ﷺ نے یہ بات مذاق کے طور پر نہیں کہی تھی بلکہ از راہِ معجزہ تمہیں ایک غیبی بات کی خبر دی تھی)''
پھر حضرت عمر نے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا اور ان کے پاس از قسم میوہ جو کچھ تھا جیسے کھجوریں وغیرہ ان کی قیمت میں ان کو مال، اونٹ اور اسباب جیسے رسیاں اور پالان وغیرہ دے دیئے۔ (بخاری)

آنحضرت ﷺ کی وصیت اور عزم مُصَمَّم

(۶۹۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے (وفات کے وقت) تین باتوں کی وصیت کی، چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا:
''(۱) مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے باہر نکال دینا۔
(۲) اور قاصدوں اور ایلچیوں کے ساتھ وہی سلوک کرنا جو میں کیا کرتا تھا (یعنی وہ جب تک تمہارے پاس رہیں ان کی دیکھ بھال کرنا اور انہیں ان کی ضروریاتِ زندگی مہیا کرنا)''
راوی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے تیسری بات سے خاموشی اختیار کی، یا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تیسری بات میں بھول گیا ہوں۔ (بخاری، مسلم)
(۶۹۷) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ''میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے ضرور باہر نکال دوں گا یہاں تک کہ مسلمانوں کے سوا (جزیرۂ عرب میں) کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔'' (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا: ''اگر میری زندگی رہی تو میں ان شاء اللہ یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے ضرور باہر نکال دوں گا۔''

(فصل سوم)

یہود ونصاریٰ کی جلاوطنی کا کام کس نے انجام دیا؟

(۶۹۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرزمین حجاز یعنی جزیرۃ العرب سے یہود ونصاریٰ کی جلاوطنی کا کام حضرت عمر بن خطاب کے ہاتھوں انجام پایا۔ (اس سے پہلے) جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل خیبر پر غلبہ حاصل ہوا تو آپ نے یہودیوں کو خیبر سے نکال دینے کا ارادہ کیا تھا کیوں کہ (جس) زمین پر (اہل اسلام کو) غلبہ حاصل ہوتا ہے وہ زمین اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کی ہو جاتی ہے، لیکن یہودیوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ آپ ان کو اس شرط پر (خیبر کی زمین پر قابض ومتصرف) رہنے دیں کہ وہ محنت کریں (یعنی باغات کی دیکھ بھال اور ان کی سیرابی وغیرہ کا سارا کام کریں گے) اور (ان سے پیدا ہونے والے) پھلوں کا آدھا حصہ ان کا ہوگا۔ چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی یہ درخواست منظور کر لی لیکن یہ) ارشاد فرمایا: "ہم تمہیں اس شرط پر (خیبر میں) اُس وقت تک رہنے دیں گے جب تک ہم چاہیں گے۔" اس کے بعد اُن کو خیبر میں رہنے دیا گیا یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ان سب کو "تَیْمَاء" اور "اَرِیْحَاء" کی طرف جلاوطن کر دیا۔ (بخاری، مسلم)

فئی کا بیان

(فصل اول)

مال فئی کے مصارف

(۶۹۹) حضرت مالک بن اوس بن حدثان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اس مالِ فئی کے سلسلے میں اپنے رسول کو ایک خاص چیز عطا کی ہے، آپ کے علاوہ کسی اور کو وہ خاص چیز عطا نہیں کی۔" پھر حضرت عمر نے یہ آیت ﴿مَاۤ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ﴾ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿قَدِیْرٌ﴾ تک پڑھی (اور فرمایا:) چنانچہ یہ مال صرف رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہو گیا تھا، جس میں سے آنحضرت اپنے گھر والوں کو سال بھر کا خرچ دیا کرتے تھے، اس کے بعد اس میں سے جو کچھ بچ رہتا تھا اس کو ان جگہوں میں خرچ کرتے جو اللہ کا مال خرچ کیے جانے کی جگہیں ہیں (یعنی اس باقی مال کو مسلمانوں کے مفاد و مصالح جیسے ہتھیاروں اور گھوڑوں وغیرہ کی خریداری پر خرچ کر دیا کرتے تھے، نیز محتاج و مسکین میں سے جس کو چاہتے اس کی مدد کرتے تھے) (بخاری، مسلم)

(۷۰۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "(یہود کے قبیلہ) بنونضیر کا مال اس قسم میں سے تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو (کسی جدوجہد کے بغیر) عطا فرمایا تھا اس کے لئے نہ تو مسلمانوں نے گھوڑے دوڑائے تھے، اور نہ اونٹ، اس لئے وہ مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہو گیا تھا، اور اس میں سے آپ اپنے گھر والوں کی سال بھر کی ضروریات میں خرچ کرتے تھے، پھر اس میں سے جو کچھ بچ رہتا اس کو ہتھیاروں اور گھوڑوں کی خریداری پر خرچ کر دیا کرتے تھے تاکہ وہ ساز و سامان اللہ کی

راہ (یعنی جہاد) میں کام آئے۔" (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

مالِ فئی کی تقسیم

(۷۰۱) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مالِ فئی آتا تو آپ اس کو اسی دن (ضرورتمندوں کے درمیان) تقسیم فرمادیتے تھے، جو بیوی والا ہوتا اس کو دو حصے دیتے اور غیر شادی شدہ کو ایک حصہ عطا فرماتے، چنانچہ (ایک مرتبہ) مجھ کو بھی بلایا اور آپ نے مجھے دو حصے عطا فرمائے کیوں کہ میری بیوی تھی، پھر میرے بعد عمار بن یاسر کو بلایا گیا (جن کی بیوی نہیں تھی) ان کو آپ نے ایک حصہ دیا۔ (ابوداوٗد)

(۷۰۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مالِ فئی کے آنے کے بعد اس میں سے سب سے پہلے ان لوگوں کو مرحمت فرماتے جن کو (حال ہی میں غلامی سے) آزاد کیا گیا ہوتا۔ (ابوداوٗد)

نگینوں کی تقسیم

(۷۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تھیلا آیا جس میں نگینے بھرے ہوئے تھے، آپ نے ان نگینوں کو آزاد عورتوں اور باندیوں کو بانٹ دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے والد یعنی حضرت ابوبکر صدیق (کے پاس نگینے آتے تو وہ ان نگینوں کو) آزاد اور غلام مردوں کو (بھی) بانٹتے۔ (ابوداوٗد)

مال فئی کی تقسیم میں فرق مراتب

(۷۰۴) حضرت مالک بن اَوس بن حدثان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مالِ فئی کا ذکر کیا اور فرمایا: ''اس مالِ فئی کا میں تم سے زیادہ مستحق نہیں ہوں اور نہ ہم میں سے کوئی شخص اس مالِ فئی کا کسی دوسرے شخص سے زیادہ مستحق ہے البتہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی تقسیم کے مطابق اپنے اپنے مرتبہ پر ہیں، چنانچہ ایک وہ شخص ہے جو (قبولیت اسلام میں) قدامت رکھتا ہے، ایک وہ شخص ہے جو (دین کی راہ میں) شجاعت و بہادری کے (کارہائے نمایاں) اور سعی و مشقت (کے اوصاف) رکھتا ہے، ایک وہ شخص ہے جو اہل و عیال رکھتا ہے اور ایک وہ شخص ہے جو ضرورت و حاجت رکھتا ہے'' (ابوداؤد)

زکاۃ، غنیمت اور فئی کے مصارف

(۷۰۵) حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک موقع پر) حضرت عمر فاروق نے یہ آیت پڑھی (جس میں زکوٰۃ کے مصارف کا بیان ہے) ﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ﴾ اور اس آیت کو انہوں نے ﴿ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴾ تک پڑھا۔ اور فرمایا: اس (زکوٰۃ کے مال) کو پانے کے مستحق یہی لوگ ہیں (جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے یعنی فقراء و مساکین وغیرہ)

پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ﴾ اور اس آیت کو ﴿ وَابْنِ السَّبِیْلِ﴾ تک پڑھا اور فرمایا: یہ (خمس کا مال) انہی لوگوں کا حق ہے (جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے یعنی ذوی القربیٰ وغیرہ)

اس کے بعد انہوں نے یہ آیت پڑھی (جس میں مالِ فئی کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ وہ کس کس کو دیا جائے) ﴿ مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی﴾ اس آیت کو

﴿لِلْفُقَرَاءِ﴾ تک پڑھا، پھر یہ آیت پڑھی ﴿وَالَّذِیْنَ جَاءُ وْا مِنْ بَعْدِ هِمْ﴾ اور فرمایا: اس آیت نے سارے مسلمانوں کا احاطہ کرلیا ہے۔ لہٰذا اگر میری زندگی رہی تو (میری حدودِ خلافت میں کوئی ایسا مسلمان نہیں بچے گا جس کو اس کے حصہ کا مال نہ پہنچے یہاں تک کہ) اس چرواہے کو بھی مالِ فئی میں سے اس کا حصہ پہنچے گا جو "سَرْوِ حِمْیَر" (یعنی یمن کے آخری کنارہ) میں (رہتا) ہوگا حالانکہ اس (مال کے حاصل کرنے) میں اس کی پیشانی عرق آلود نہیں ہوئی ہوگی۔ (شرح السنۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی املاک اور ان کے مصارف

(۷۰۶) حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (جب حضرت عباس اور حضرت علی "فَدَک" کے بارے میں جھگڑتے ہوئے آئے تو) حضرت عمر فاروق نے جس بات سے استدلال کیا وہ یہ تھی کہ انہوں نے فرمایا: "رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین صفایا تھے (جن کی آمدنی آپ اپنی ضروریات میں صرف فرماتے تھے) (۱) بَنُوْ نَضِیْر (۲) خیبر (۳) اور فَدَک۔

چنانچہ بَنُوْ نَضِیْر (کے جلاوطن ہوجانے کے بعد ان کی جو زمین جائداد قبضے میں آئی تھی اس سے حاصل ہونے والا مال) آنحضرت کے اخراجات (جیسے مہمانوں کی ضیافت اور مجاہدین کے لیے ہتھیاروں اور گھوڑوں کی خریداری وغیرہ) کے لیے مخصوص تھا، فَدَک کے محاصل مسافروں (کی امداد و اعانت کرنے) کے لیے مخصوص تھے اور خیبر (کے محاصل) کے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حصے کر رکھے تھے، ان میں سے دو حصے تو آپ مسلمانوں میں تقسیم کردیتے تھے، اور ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے اخراجات کے لیے رکھتے تھے اور اس میں سے بھی اہل و عیال کے خرچ سے جو کچھ بچ جاتا اس کو آپ نادار مہاجرین پر خرچ کردیتے تھے۔" (ابوداؤد)

(فصل سوم)

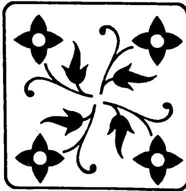
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا عدل وانصاف

(۷۰۷) حضرت مغیرہ بن مقسم فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے مروان کے بیٹوں کو جمع کیا اور ارشاد فرمایا: ''رسولِ خدا ﷺ فَدَک (کی زمین وجائداد) پر اپنا ذاتی حق رکھتے تھے جس کے محاصل (آمدنی وپیداوار) کو آپ ﷺ (اپنے اہل وعیال اور فقراء ومساکین پر) خرچ کرتے تھے، اسی میں سے بنو ہاشم کے چھوٹے بچوں (پر خرچ کرکے ان) کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے اور غیر شادی شدہ عورتوں اور مردوں کی شادی کرتے تھے (ایک مرتبہ) حضرت فاطمہ نے آنحضرت ﷺ سے یہ درخواست کی تھی کہ فَدَک (کی زمین وجائداد) میرے نام کردیجیے۔ لیکن آپ نے ان کی درخواست کو رد کردیا، رسولِ خدا ﷺ کی زندگی میں معاملہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ بنایا گیا تو ان کا معمول بھی وہی رہا جو رسولِ خدا ﷺ کا اپنی حیاتِ مبارکہ میں رہا تھا (یعنی آنحضرت کے مذکورہ معمول کی طرح حضرت ابوبکر بھی فدک کے محاصل کو آنحضرت کے اہل وعیال اور بنو ہاشم کے بچوں پر اور نادار مرد وعورتوں کی شادی میں خرچ کرتے تھے) یہاں تک کہ حضرت ابوبکر اللہ کو پیارے ہوگئے اور (ان کے بعد) جب حضرت عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا گیا تو اس سلسلہ میں ان کا بھی وہی عمل رہا جو ان دونوں (یعنی آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر) کا رہا تھا یہاں تک کہ حضرت عمر بھی اللہ کو پیارے ہوگئے۔

پھر مروان نے (حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے میں یا اپنی حکمرانی کے دور

میں) اس (فَدَک) کو اپنی (اور اپنے وارثین) کی جاگیر قرار دے دیا چنانچہ (اب) وہ جاگیر عمر بن عبدالعزیز بن مروان کی ہوگئی ہے، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ جس چیز کو رسولِ خدا ﷺ نے (اپنی بیٹی) فاطمہ کو نہیں دیا اس کا مستحق میں بھی نہیں ہوسکتا، لہٰذا میں تمہیں (اپنے اس فیصلہ کا) گواہ بناتا ہوں کہ میں نے فدک کو اس کی اسی حیثیت پر واپس کر دیا جس پر وہ تھا یعنی رسول خدا ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے زمانے میں (جس طریقہ پر اس کے محاصل کو خرچ کیا جاتا تھا، اب پھر اسی طریقہ پر خرچ کیا جائے گا اور فدک کسی شخص کی ذاتی جاگیر نہیں بنے گا)'' (ابوداؤد)



آداب کا بیان

سلام کا تذکرہ

(فصل اول)

سلام کی ابتداء

(۷۰۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی (یا ان کی) صورت پر پیدا کیا اس حال میں کہ ان کی لمبائی ساٹھ (۶۰) گز تھی، جب خدا نے ان کو پیدا کیا تو ان سے فرمایا: جاؤ اور اس جماعت کو سلام کرو اور وہ جماعت فرشتوں کی تھی جو وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر سنو وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں، (وہ جو جواب دیں گے) وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا جواب ہے۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام (اس حکم خداوندی کی تعمیل میں فرشتوں کی اس جماعت کے پاس) گئے اور کہا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' فرشتوں نے جواب دیا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللهِ'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام کے سلام کے جواب میں فرشتوں نے ''وَرَحْمَةُ اللهِ کا اضافہ کیا'' (پھر) آپ نے فرمایا: ''جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ وہ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوگا، اور اس کی لمبائی ساٹھ (۶۰) گز ہوگی، پھر (حضرت آدم علیہ السلام) کے بعد لوگوں کی ساخت برابر کم ہوتی رہی یہاں تک کہ موجودہ مقدار کو پہنچی۔'' (بخاری ومسلم)

اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے؟

(۷۰۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسولِ خدا ﷺ سے دریافت کیا: اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا ''کھانا کھلانا اور ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہے تو اس کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔'' (بخاری و مسلم)

مسلمان کے حقوق

(۷۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے چھ حق ہیں۔

(۱) جب کوئی مسلمان بیمار ہو تو دوسرا مسلمان اس کی عیادت کرے۔

(۲) جب کوئی مسلمان مر جائے تو (دوسرا مسلمان) اس کے جنازہ میں شریک ہو۔

(۳) جب کوئی مسلمان کھانے پر بلائے تو اس کی دعوت قبول کرے۔

(۴) جب (کوئی مسلمان) ملے تو اس کو سلام کرے۔

(۵) جب (کوئی مسلمان) چھینکے (اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے) تو اس کا جواب دے (یعنی یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے)

(۶) اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خیر خواہی کرے خواہ وہ حاضر ہو یا غائب۔'' (نسائی)

ایک دوسرے کو سلام کرنے کی تاکید

(۷۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''جب تک تم ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں داخل نہیں ہو سکو گے، اور تمہارا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک تم (اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے) ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔'' نیز

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اور کیا میں تمہیں ایک چیز نہ بتادوں، جس کو تم اختیار کرو تو آپس میں دوستی قائم ہو جائے (اور وہ یہ ہے کہ) تم ایک دوسرے کو سلام کیا کرو'' (مسلم)

سلام کے چند آداب

(۷۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص سواری پر ہو وہ پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے، اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔'' (بخاری و مسلم)

(۷۱۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''چھوٹا، بڑے کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو، اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں'' (بخاری)

(۷۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''(ایک مرتبہ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لڑکوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان کو سلام کیا۔'' (بخاری و مسلم)

غیر مسلم کو سلام کرنے میں ابتداء نہ کی جائے

(۷۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں ابتداء نہ کرو اور جب تم راستے میں ان میں سے کسی سے ملو تو ان کو تنگ ترین راستہ اختیار کرنے پر مجبور کرو۔'' (بخاری و مسلم)

سلام میں بھی یہود کی شرارت

(۷۱۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب یہود تمہیں سلام کرتے ہیں تو ان میں سے ایک کہتا ہے: اَلسَّامُ عَلَیْکَ (یعنی تمہیں موت آئے) لہٰذا تم ان کے جواب میں کہو: وَعَلَیْکَ (یعنی تمہیں موت

آئے)'' (بخاری و مسلم)

(۷۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) تمہیں سلام کریں تو تم ان کے جواب میں کہو: وَعَلَيْكُمْ (بخاری، مسلم)

(۷۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک دن) یہودیوں کی ایک جماعت نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی (چنانچہ ان کو اجازت دی گئی جب وہ آپ کے پاس آئے تو) اُنہوں نے کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ (تمہیں موت آئے) حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے کہا: ''بلکہ تمہیں موت آئے اور تم پر لعنت ہو۔'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''عائشہ! اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے'' میں نے عرض کیا: کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے (سلام کے بجائے) کیا لفظ کہا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں نے (سنا اور ان کے جواب میں) کہا: وَعَلَيْكُمْ'' (بخاری و مسلم)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک دن کچھ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، آنحضرت ﷺ نے (ان کے جواب میں) فرمایا: وَعَلَيْكُمْ۔ اور حضرت عائشہ نے ان کے جواب میں کہا: تمہیں موت آئے، اور تم پر اللہ کی لعنت ہو، اور تم پر اللہ کا غضب ٹوٹے۔ آنحضرت ﷺ نے (جب میری زبان سے یہ الفاظ سنے تو) فرمایا: ''عائشہ رک جاؤ! اور نرمی اختیار کرو، نیز سختی اور فحش گوئی سے بچو۔'' حضرت عائشہ نے کہا: کیا آپ نے نہیں سنا انہوں نے کیا کہا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''اور کیا تم نے نہیں سنا کہ میں نے کیا جواب دیا ہے؟ (تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ) ان کے حق میں میری دعا قبول کی جائے گی، لیکن میرے حق میں ان کی دعا قبول نہیں ہوگی۔''

اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! تم

بدگوئی کرنے والی نہ بنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نہ بدگوئی کو پسند کرتے ہیں، نہ بہ تکلف بدگوئی کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔''

مخلوط مجلس کو سلام کرنے کا طریقہ

(۷۱۹) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان اور مشرکین ملے جلے بیٹھے ہوئے تھے، اور مشرکین میں بت پرست بھی تھے، اور یہودی بھی، چنانچہ آپ نے (مسلمانوں کا ارادہ کرکے) مجلس والوں کو سلام کیا۔ (بخاری، مسلم)

راستے کے حقوق

(۷۲۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''تم راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کرو۔'' (یہ سن کر) بعض صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لئے راستوں میں بیٹھنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے، (اس لیے) ہم راستوں میں (بیٹھ کر) باتیں کرتے ہیں، (یعنی گھروں میں گنجائش نہیں اس لیے ہم راستے میں بیٹھ جاتے ہیں اور اپنے دینی و دنیاوی امور کے بارے میں باہم رائے مشورہ اور مذاکرات کرتے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم بیٹھنے کے علاوہ دوسری صورت سے انکار کرتے ہو (یعنی جب تم مجبور ہو) تو پھر راستہ کا حق ادا کرو۔'' صحابہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! راستہ کا حق کیا ہے؟'' آپ نے فرمایا: (۱) نگاہ کو نیچی رکھنا (یعنی حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالنا) (۲) ایذاء رسانی سے باز رہنا (۳) سلام کا جواب دینا (۴) اور لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا۔ (بخاری، مسلم)

(۷۲۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کے سلسلے میں (جو

اوپر کی حدیث میں ذکر کیا گیا) نقل کرتے ہیں کہ آپ نے (یہ بھی فرمایا کہ) (۵) جو شخص راستہ نہ جانتا ہو اس کو راستہ بتلانا (بھی ایک حق ہے) اس روایت کو ابوداؤد نے حضرت ابوسعید خدری کی روایت کے بعد اسی طرح نقل کیا ہے۔

(۷۲۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مضمون کے سلسلے میں نقل کرتے ہیں کہ (آپ نے یہ بھی فرمایا: ایک حق یہ بھی ہے کہ) (۶) مظلوم کی فریادرسی کی جائے (۷) اور جو شخص راستہ بھول گیا ہے اس کو راستہ بتایا جائے، اس روایت کو ابو داؤد نے حضرت ابوہریرہ کی روایت کے بعد اسی طرح نقل کیا ہے۔

(فصل دوم)

اللہ کے چھ پسندیدہ حقوق

(۷۲۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسلمانوں پر مسلمان کے چھ اللہ کے پسندیدہ حقوق ہیں (۱) جب کوئی مسلمان ملے تو اس کو سلام کرے، (۲) جب کوئی مسلمان (کھانے کے لئے یا کسی اور غرض سے بلائے) تو اس کی دعوت کو قبول کرے (۳) جب کوئی مسلمان چھینکے تو اس پر "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہے (۴) جب کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے (۵) جب کسی مسلمان کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جائے (۶) اور مسلمان کے لئے وہی چیز پسند کرے جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہے" (ترمذی، دارمی)

سلام کرنے اور جواب دینے کا مسنون طریقہ

(۷۲۴) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ۔ آنحضرت نے اس کے سلام کا جواب

دیا، پھر وہ شخص بیٹھ گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اس شخص کے لئے دس نیکیاں ہیں'' پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے سلام کا بھی جواب دیا، جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: اس۔کے لئے بیس نیکیاں ہیں۔اس کے بعد ایک اور شخص آیا اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ، آنحضرت ﷺ نے اس کے سلام کا بھی جواب دیا، جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا: اس کے لئے تیس نیکیاں ہیں (ترمذی، ابوداؤد)

(۷۲۵) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے اوپر کی حدیث کے ہم معنی روایت نقل کی ہے جس میں معاذ نے یہ الفاظ مزید نقل کئے ہیں۔ پھر ایک اور شخص یعنی چوتھا شخص آیا اور کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ وَ مَغْفِرَتُهُ. آپ نے (اس کے سلام کا جواب دیا) اور فرمایا: اس کے لئے چالیس نیکیاں ہیں۔ نیز یہ بھی فرمایا: اسی طرح سے ثواب میں اضافہ ہوتا رہتا ہے (یعنی سلام کرنے والا جس قدر الفاظ بڑھاتا جائے گا اسی قدر اس کے ثواب میں اضافہ ہوتا جائے گا) (ابوداؤد)

سلام میں پہل کرنے کی فضیلت

(۷۲۶) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''لوگوں میں اللہ سے نزدیک تر وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے'' (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

عورتوں کو سلام کرنا

(۷۲۷) حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان کو سلام کیا۔ (احمد)

فائدہ: محارم کا اور میاں بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرنا مسنون ہے

لیکن اجنبی عورت کو سلام کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے، اس لیے علماء نے اس عمل کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص سمجھا ہے، البتہ اگر مرد یا عورت یا دونوں اتنے عمر رسیدہ ہوں کہ سلام کرنے میں فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو سلام کرنا جائز ہے۔

چند لوگوں کی طرف سے ایک کا سلام کرنا اور جواب دینا کافی ہے

(۷۲۸) حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا: جب کچھ لوگ گزر رہے ہوں تو ان میں سے کسی ایک کا سلام کر لینا ان سب کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے، اسی طرح جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے کسی ایک کا جواب دینا ان سب کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے۔ اس روایت کو بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق مرفوع نقل کیا ہے (یعنی بیہقی کی روایت کے مطابق یہ آنحضرت کا ارشادِ گرامی ہے حضرت علی کا قول نہیں ہے) اور ابو داؤد نے اس روایت کو (بطریق موقوف) نقل کیا ہے، نیز انھوں نے (اپنی سند بیان کرنے کے بعد) کہا ہے کہ اس روایت کو حسن بن علی نے مرفوع بیان کیا ہے۔ اور یہ حسن بن علی (حضرت حسن بن علی بن ابی طالب نہیں ہیں، بلکہ) ابو داؤد کے استاد و شیخ ہیں۔

سلام میں غیروں کی مشابہت اختیار نہ کرو

(۷۲۹) حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا (حضرت شعیب) سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''جو شخص ہمارے غیروں کی مشابہت اختیار کرے گا، وہ ہم میں سے نہیں ہے، تم نہ یہودیوں کی مشابہت اختیار کرو اور نہ عیسائیوں کی، یہودیوں کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے، اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا ہے۔'' (ترمذی)

ہر ملاقات پر سلام کرو

(۷۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص جب اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرے تو اس کو سلام کرے، پھر اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا (بڑا) پتھر حائل ہو پھر (دوبارہ) اس سے ملے تو اس کو (دوسری مرتبہ) سلام کرے۔'' (ابوداؤد)

اہل خانہ کو بھی سلام کرو

(۷۳۱) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم گھر میں گھسو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرو، اور جب گھر سے باہر نکلو تو اپنے گھر والوں کو سلام کے ذریعہ رخصت کرو۔'' (بیہقی)

(۷۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرے بیٹے جب تم اپنے گھر والوں سے ملو تو سلام کرو، وہ سلام تم پر اور تمہارے گھر والوں پر خیر و برکت (کے نزول کا باعث) ہوگا۔'' (ترمذی)

کلام سے پہلے سلام کرو

(۷۳۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سلام کلام سے پہلے ہے (یعنی ملاقات کے وقت پہلے سلام کرو، پھر بات چیت کرو)'' (ترمذی)

زمانۂ جاہلیت کا سلام

(۷۳۴) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں (ملاقات کے وقت) یہ کہا کرتے تھے: اَنْعَمَ اللہُ بِکَ عَیْنًا وَاَنْعِمْ صَبَاحًا (یعنی خدا

تمہاری وجہ سے آنکھوں کو ٹھنڈا رکھے، اور صبح کے وقت تم خوش رہو) پھر جب اسلام کا زمانہ آیا تو ہمیں یہ کہنے سے منع کر دیا گیا۔ (ابوداؤد)

غائب کے سلام کا جواب کس طرح دیا جائے؟

(۷۳۵) حضرت غالب کہتے ہیں کہ (ایک دن) ہم حضرت حسن بصری کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا اور بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے اور ان سے میرے دادا نے بیان کیا کہ مجھ کو میرے باپ نے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں بھیجا اور کہا: ''تم آنحضرت ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ کی خدمت میں سلام عرض کرو۔'' میرے دادا نے بیان کیا کہ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میرے باپ نے آپ کو سلام عرض کیا ہے، آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: عَلَیْکَ وَعَلٰی اَبِیْکَ السَّلَامُ: تم پر اور تمہارے باپ پر سلامتی ہو۔ (ابوداؤد)

خطوط میں سلام لکھنے کا طریقہ

(۷۳۶) اَبُو الْعَلَاءِ حَضْرَمِی کہتے ہیں کہ حضرت علاء حضرمی رضی اللہ عنہ رسولِ خدا کی طرف سے عامل تھے، جب وہ آنحضرت ﷺ کو خط لکھتے تو اپنے نام سے شروع کرتے۔ (یعنی یوں لکھتے تھے: مِنَ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِیِّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ الخ) (ابوداؤد)

کاتب کے لیے دو ہدایتیں

(۷۳۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی شخص خط لکھے تو اس کو زمین پر ڈال دے (یا اس پر مٹی ڈال دے)

کیونکہ یہ عمل حاجت کو خوب پورا کرنے والا ہے۔" (ترمذی)

(۷۳۸) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ کے سامنے ایک کاتب (لکھنے والا) بیٹھا ہوا تھا، میں نے آپ کو (لکھنے والے سے) یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "قلم کو اپنے کان پر رکھو کیونکہ یہ عمل انجام کو بہت یاد دلاتا ہے۔" (ترمذی)

غیروں کی زبان سیکھنا جائز ہے

(۷۳۹) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں سریانی زبان سیکھوں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں یہودیوں کی تحریر سیکھوں، اور آپ نے فرمایا کہ خط و کتابت کے معاملہ میں مجھے یہودیوں پر اطمینان نہیں ہوتا، زید بن ثابت کہتے ہیں کہ آنحضرت کے اس حکم کے بعد آدھا مہینہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ میں نے یہودیوں کی زبان سیکھ لی، چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کو کوئی خط لکھنا چاہتے تو اس کو میں ہی لکھتا، اور جب یہودی آپ کے پاس کوئی مکتوب بھیجتے تو ان کے خط کو آپ کی خدمت میں میں ہی پڑھتا۔ (ترمذی)

ملاقات کے وقت بھی اور رخصت کے وقت بھی سلام کرو

(۷۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو (پہلے) سلام کرے، پھر اگر بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے، نیز جب (مجلس سے) کھڑا ہو تو اس وقت بھی سلام کرے کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ حقدار نہیں۔" (ترمذی، ابوداؤد)

راستہ پر بیٹھنا کب باعث خیر ہے؟

(۷۴۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''راستوں پر بیٹھنے میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے، مگر اس شخص کے لیے خیر ہے جو راستہ بتلائے، سلام کا جواب دے، (حرام چیزوں کو دیکھنے سے) آنکھوں کو بند رکھے اور اس شخص کی مدد کرے جو بوجھ لادتا ہے۔'' (بغوی)

(فصل سوم)

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کا قصہ اور سلام کی ابتداء

(۷۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا اور ان کے جسم میں روح پھونکی تو ان کو چھینک آئی انھوں نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، اس طرح انھوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق و اجازت سے خدا کی حمد کی، اللہ تعالیٰ نے ان (کی حمد) کے جواب میں فرمایا: یَرْحَمُکَ اللّٰہُ، یعنی تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔ پھر فرمایا: آدم! فرشتوں کی اس جماعت کے پاس جاؤ جو وہاں بیٹھی ہوئی ہے اور کہو: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، (چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام ان فرشتوں کے پاس گئے اور ان کو سلام کیا) فرشتوں نے (جواب میں) کہا: عَلَیْکَ السَّلَامُ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اپنے پروردگار کے پاس آئے (یعنی اس جگہ لوٹ کر آئے جہاں پروردگار نے ان سے کلام کیا تھا) تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا یہ یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تمہارا اور تمہاری اولاد کا باہمی سلام ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا اس حال میں کہ اللہ کے دونوں ہاتھ بند تھے: ان دونوں ہاتھوں میں سے جس کو چاہو پسند کرلو، حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: میں نے اپنے

پروردگار کے داہنے ہاتھ کو پسند کرلیا، اور میرے پروردگار کے دونوں ہاتھ داہنے با برکت ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اس ہاتھ کو کھولا تو حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا کہ اس میں آدم اور آدم کی اولاد کی صورتیں تھیں۔ انہوں نے پوچھا: پروردگار! یہ کون ہیں؟ پروردگار نے فرمایا ''یہ تمہاری اولاد ہے'' اور حضرت آدم علیہ السلام نے یہ بھی دیکھا کہ ہر مسلمان کی عمر اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھی ہوئی ہے، پھر ان کی نظر ایک ایسے انسان پر پڑی جو سب سے زیادہ روشن تھا، یا روشن ترین لوگوں میں سے تھا، حضرت آدم علیہ السلام نے (اس انسان کو دیکھ کر) پوچھا: میرے پروردگار! یہ کون ہے؟ پروردگار نے فرمایا یہ تمہارا بیٹا داؤد ہے اور میں نے اس کی عمر چالیس سال لکھی ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: پروردگار! اس کی عمر کچھ اور بڑھا دیجئے، پروردگار نے فرمایا ''یہ وہ چیز ہے جس کو میں اس کے حق میں لکھ چکا ہوں۔'' حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: پروردگار! (اگر اس کی عمر لکھی جا چکی ہے تو) میں اپنی عمر کے ساٹھ سال اس کو دیتا ہوں، پروردگار نے فرمایا ''تم جانو اور تمہارا کام جانے۔'' (یعنی اس معاملہ میں تم مختار ہو)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہے جب تک اللہ نے چاہا، پھر ان کو جنت سے (زمین پر) اتارا گیا، اور حضرت آدم علیہ السلام برابر اپنی عمر کے سال گنتے تھے، (جب ان کی عمر نو سو چالیس سال کی ہوئی تو) موت کا فرشتہ (روح قبض کرنے کے لئے) ان کے پاس آیا، حضرت آدم علیہ السلام نے اس سے کہا: تم نے جلدی کی میری عمر تو ایک ہزار سال مقرر کی گئی ہے، فرشتے نے کہا: (یہ صحیح ہے) لیکن آپ نے اپنی عمر کے ساٹھ سال اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو دیدیئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس سے انکار کیا اس لیے ان کی اولاد بھی انکار کرتی ہے نیز حضرت آدم علیہ السلام (ممانعت کو) بھول گئے، اس لیے ان کی اولاد بھی بھولتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن سے لکھنے اور گواہ بنانے کا حکم دیا گیا۔ (ترمذی)

عورتوں کے مجمع کو سلام کرنا

(۷۴۳) حضرت اسماء بنتِ یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمیں سلام کیا (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

زیادہ سے زیادہ سلام کر کے ثواب حاصل کرو

(۷۴۴) حضرت طفیل بن ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ان کے ساتھ صبح کو بازار جایا کرتے تھے حضرت طفیل کہتے ہیں کہ جب ہم صبح کو بازار جاتے تو حضرت عبداللہ بن عمر جس کباڑی، جس تاجر جس مسکین اور جس شخص کے پاس سے گزرتے اس کو سلام کرتے۔

حضرت طفیل کہتے ہیں کہ ایک دن (معمول کے مطابق) میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس آیا اور وہ مجھے اپنے ہمراہ بازار لے جانے لگے تو میں نے ان سے کہا: آپ بازار جا کر کیا کریں گے؟ آپ نہ تو کسی خرید و فروخت کی جگہ ٹھہرتے ہیں، نہ کسی سامان تجارت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، نہ کوئی سودا کرتے ہیں نہ بازار کی مجلسوں میں بیٹھتے ہے (لہذا بازار جانے سے بہتر یہی ہے کہ) آپ ہمارے ساتھ بیٹھیں تا کہ کچھ باتیں کریں۔

حضرت طفیل کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے (یہ سنکر) مجھ سے کہا: اے بڑے پیٹ والے! راوی کا بیان ہے کہ طفیل کا پیٹ بڑا تھا (کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم خرید و فروخت کرنے یا کسی اور غرض سے بازار جایا کرتے ہیں، نہیں بلکہ) ہم صرف سلام کرنے کی غرض سے جاتے ہیں اور ہر اس شخص کو سلام کرتے ہیں جس سے ہم ملتے ہیں (اور اس طرح بازار جا کر ہم ثواب حاصل کرتے ہیں) (مالک، بیہقی)

سب سے بڑا بخیل

(۷۴۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میرے باغ میں فلاں شخص کا ایک کھجور کا درخت ہے اور وہاں اس درخت کے ہونے سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے (کیونکہ وہ شخص اپنے درخت کی وجہ سے وقت بے وقت میرے باغ میں آتا جاتا ہے) چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور کہا: اپنا درخت میرے ہاتھ فروخت کر دو، اس نے کہا: میں فروخت نہیں کرتا، آپ نے فرمایا: (اگر اس درخت کو بیچنے میں تمہیں کوئی عار محسوس ہوتا ہے تو) مجھے ہبہ کر دو، اس نے کہا میں ہبہ بھی نہیں کرتا، آپ نے فرمایا ''اچھا اس درخت کو تم میرے ہاتھ کھجور کے ایک درخت کے عوض فروخت کر دو جو تمہیں جنت میں ملے گا۔'' اس نے کہا: میں اس طرح بھی فروخت نہیں کرتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے تم سے بڑا بخیل کسی شخص کو نہیں دیکھا علاوہ اس شخص کے جو سلام کرنے میں بخل کرتا ہے۔''
(احمد، بیہقی)

تکبر سے بچنے کا آسان طریقہ

(۷۴۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے پاک ہے۔'' (بیہقی)

اجازت طلب کرنے کا بیان

(فصل اول)

اجازت طلب کرنے کا مسنون طریقہ

(۷۴۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت ابوموسیٰ اشعری ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضرت عمر نے میرے پاس ایک شخص کو بھیج کر مجھے بلایا، جب میں ان کے دروازے پر پہنچا تو تین مرتبہ سلام کیا مگر مجھ کو سلام کا جواب نہیں ملا، چنانچہ میں واپس چلا آیا پھر (جب ملاقات ہوئی تو) حضرت عمر نے مجھ سے پوچھا: میرے پاس آنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ میں نے کہا: میں (آپ کے پاس) آیا تھا اور آپ کے دروازے پر (کھڑے ہوکر) تین مرتبہ سلام کیا، لیکن آپ نے اس کا جواب نہیں دیا (نہ آپ کے کسی خادم نے جواب دیا) اس لیے میں واپس آ گیا کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ ''جب تم میں سے کوئی شخص (کسی کے گھر جائے اور دروازے پر کھڑے ہوکر) تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اس کو اجازت نہ ملے تو واپس چلا آئے۔'' حضرت عمر نے یہ سن کر فرمایا: اس حدیث کے گواہ لاؤ (یعنی گواہ پیش کرو کہ یہ آنحضرت کا ارشادِ گرامی ہے) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوموسیٰ کے ساتھ (چلنے کے لئے) کھڑا ہوا اور حضرت عمر کے پاس جا کر گواہی دی (بخاری، مسلم)

مخصوص لوگوں کی اجازت طلبی کا طریقہ

(۷۴۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے

فرمایا "میرے پاس آنے کے لیے تمہاری اجازت (کا طریقہ) یہ ہے کہ تم پردہ اٹھاؤ اور میری بات سنو، (تو آجاؤ) یہاں تک کہ میں تمہیں روک دوں۔" (مسلم)

تعارف کے وقت پورا نام بتایا جائے

(۷۴۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں ایک قرض کے معاملہ میں جو میرے باپ پر تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو (اپنی آمد کی اطلاع دینے کے لئے) دروازہ کھٹکھٹایا، آپ نے اندر سے پوچھا، کون ہے؟ میں نے کہا: میں، آپ نے یہ سن کر فرمایا: "میں، میں، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس طرح جواب دینے کو برا سمجھا۔" (کیونکہ صرف "میں" کہنے سے آنے والے کی پہچان نہیں ہوتی) (بخاری، مسلم)

مدعو کو بھی اجازت طلب کرنی چاہئے

(۷۵۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (آپ کے گھر) میں داخل ہوا تو آپ نے گھر میں دودھ کا ایک پیالہ رکھا ہوا پایا آپ نے مجھ سے فرمایا: ابوہریرہ! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور ان کو میرے پاس بلا لاؤ! چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور ان کو بلا کر لایا، جب وہ لوگ آئے تو انہوں نے اجازت چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی تو وہ اندر آگئے (بخاری)

فائدہ: مدعو اگر قاصد کے ساتھ آتا ہے تو اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں، ورنہ مدعو کو بھی اجازت طلب کرنی چاہئے۔

(فصل دوم)

اجازت طلب نہ کرنے پر تنبیہ

(۷۵۱)حضرت کَلْدَة بن حَنْبَل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے (میرے ہاتھ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دودھ، ہرن کا بچہ اور ککڑیاں بھیجیں، اور اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے بالائی کنارہ پر (جس کو مُعلّٰی کہتے ہیں) قیام پذیر تھے، کلدہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور داخل ہونے سے پہلے) نہ میں نے سلام کیا، نہ اجازت مانگی، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: واپس جاؤ (یعنی یہاں سے نکل کر دروازہ پر جاؤ) اور وہاں کھڑے ہو کر کہو: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ، کیا میں اندر آسکتا ہوں؟'' (ترمذی، ابوداؤد)

مدعو کا قاصد کے ساتھ آنا ہی اجازت ہے

(۷۵۲)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کسی کو بلایا جائے، اور وہ اسی کے ساتھ آئے جو اس کو بلانے گیا ہے تو اس کے ساتھ آنا ہی اس کے لئے اجازت ہے۔'' (ابوداؤد)

ابوداؤد کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کسی شخص کے پاس کسی شخص کو بلانے کے لیے بھیجنا ہی اس کی طرف سے اجازت ہے۔''

اجازت طلب کرنے والے کو کہاں کھڑا ہونا چاہئے؟

(۷۵۳)حضرت عَبْدُاللّٰہ بن بُسْر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے دروازہ پر پہنچتے تو دروازہ کی طرف منہ کر کے کھڑے نہیں ہوتے تھے (تاکہ

گھر والوں پر نظر نہ پڑ جائے) بلکہ دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر فرماتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ، اور دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔ (ابوداؤد)

(فصل سوم)

اجازت طلبی کی اہمیت اور حکمت

(۷۵۴) حضرت عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولِ خدا ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے میں بھی اجازت طلب کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! (کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کسی وقت اس کے جسم کے وہ اعضاء کھلے ہوئے ہوں جو بیٹے کو بھی دیکھنا جائز نہیں ہیں) اس شخص نے کہا: میں اس کے ساتھ ہی رہتا ہوں (یعنی میں اور میری ماں دونوں ایک ہی گھر میں رہتے ہیں، اس صورت میں مجھے اجازت طلب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ گویا اس شخص نے گمان کیا کہ اجازت حاصل کرنا اسی شخص کے لئے مشروع ہے جو بیگانہ ہو اور کبھی کبھار آتا جاتا ہو) رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''جب تم اس کے پاس جانا چاہو تو اجازت حاصل کر کے جاؤ۔'' اس نے کہا: میں ماں کا خادم ہوں (یعنی میں اپنی ماں کی دیکھ بھال اور خدمت کرنے کے لئے اس کے پاس بار بار آتا جاتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا ''ہر حال میں اجازت حاصل کر کے اس کے پاس جاؤ (اگرچہ اجازت طلب کرنا، کھنکارنے، پاؤں کی آہٹ اور بلند آواز سے بولنے کے ذریعہ کیوں نہ ہو) کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھو؟ (یعنی تم اجازت طلب کیے بغیر اچانک اس کے پاس چلے جاؤ گے تو ممکن ہے کہ اس وقت وہ کسی وجہ سے برہنہ بیٹھی ہو اور تمہاری نظر اس پر پڑ جائے۔)'' اس شخص نے کہا:

(ہرگز نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا ''پس اجازت حاصل کر کے اس کے پاس جایا کرو۔'' (امام مالک نے اس کو مرسل روایت کیا ہے)

کھنکھار کر اجازت دینا

(۷۵۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسولِ خدا ﷺ کے پاس رات میں بھی آتا تھا، اور دن میں بھی آتا تھا، چنانچہ جب میں رات کے وقت حاضر ہوتا تو آپ مجھے اجازت دینے کے لئے کھنکار دیتے تھے۔ (نسائی)

جو پہلے سلام نہ کرے اس کو اجازت نہ دی جائے

(۷۵۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص پہلے سلام نہ کرے اس کو اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دو۔'' (بیہقی)

مصافحہ اور معانقہ کا بیان

(فصل اول)

ملاقت کے وقت مصافحہ کرنا مسنون ہے

(۷۵۷) حضرت قتادہ (تابعی) کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسولِ خدا ﷺ کے صحابہ (باہمی ملاقات کے وقت سلام کے بعد) مصافحہ کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا جی ہاں! (بخاری)

بچوں کو چومنا حضور ﷺ کی سنت ہے

(۷۵۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا ﷺ نے

حسن بن علی کا بوسہ لیا تو ایک صحابی اقرع بن حابس نے کہا جو اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ میرے دس (۱۰) بچے ہیں، مگر میں نے ان میں سے کسی کا بھی بوسہ نہیں لیا، رسولِ خدا ﷺ نے (یہ سنکر) ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا (یعنی جو شخص اپنی اولاد یا مخلوقِ خدا پر لطف وشفقت نہیں کرتا اس پر اللہ کی رحمت وشفقت نہیں ہوتی۔)'' (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

مصافحہ کی دعا اور اللہ کی حمد

(۷۵۹) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جب دو مسلمان ملتے ہیں اور (آپس میں ایک دوسرے سے) مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کی مغفرت کر دیجاتی ہے'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب دو مسلمان ملتے ہیں، مصافحہ کرتے ہیں، اللہ کی تعریف کرتے ہیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے ہیں تو دونوں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

فائدہ: ابوداؤد کی روایت سے معلوم ہوا کہ باہم مصافحہ کرنے والے جب اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں تب ان کی مغفرت کی جاتی ہے، لہٰذا مصافحہ کے وقت ہر ایک کو یہ کہنا چاہئے " يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ "اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے! اور مزاج پرسی کے وقت " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنا چاہئے۔

ملاقات کے وقت جھکنے کی ممانعت اور مصافحہ کی اجازت

(۷۶۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم

میں سے کوئی شخص جب اپنے بھائی یا اپنے دوست سے ملاقات کرے تو اس کے سامنے جھکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اس شخص نے کہا: کیا اس سے گلے ملے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، اس نے کہا: کیا اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس سے مصافحہ کرے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا ''جی ہاں!'' (ترمذی)

کامل عیادت اور کامل سلام کیا ہے؟

(۷۶۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم میں سے کوئی اپنا ہاتھ اس کی پیشانی پر یا اس کے ہاتھ پر رکھے، پھر پوچھے کہ اس کا حال کیسا ہے؟ اور تمہارا پورا سلام جو تم آپس میں کرتے ہو مصافحہ کرنا ہے (یعنی جب تم سلام کرو تو مصافحہ بھی کرو تا کہ سلام پورا اور کامل ہو)'' (احمد، ترمذی)

ملاقات کے وقت معانقہ کرنا اور بوسہ لینا بھی جائز ہے

(۷۶۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) زید بن حارثہ (جو مشہور صحابی ہیں اور جن کو آنحضرت ﷺ نے بیٹا بنایا تھا، کسی غزوہ یا سفر سے لوٹ کر) مدینہ پہنچے، اس وقت رسولِ خدا ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے، چنانچہ حضرت زید آنحضرت کے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، تو رسولِ خدا ﷺ برہنہ بدن اپنے کپڑے یعنی چادر کو کھینچتے ہوئے زید سے ملنے کے لئے باہر تشریف لے گئے (یعنی اس وقت آنحضرت کے جسمِ مبارک پر تہبند کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں تھا، مگر آپ اسی حالت میں دروازہ پر تشریف لے گئے) قسم ہے خدا کی! میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی آپ کو برہنہ نہیں دیکھا (یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ کسی سے ملنے کے لئے برہنہ بدن تشریف لے گئے ہوں) پھر آپ نے حضرت زید کو گلے سے

لگایا اور ان کا بوسہ لیا۔ (ترمذی)

(۷۶۳) حضرت ایوب بن بُشَیر، بَنُو عَنَزہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر سے پوچھا، جب آپ لوگ رسولِ خدا ﷺ سے ملاقات کیا کرتے تھے تو کیا آنحضرت ﷺ آپ لوگوں سے مصافحہ بھی کیا کرتے تھے؟ حضرت ابوذر نے فرمایا کہ میں نے جب بھی آنحضرت سے ملاقات کی تو آنحضرت نے مجھ سے مصافحہ کیا، اور ایک دن کا واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے بلانے کے لئے میرے پاس ایک شخص کو بھیجا اس وقت میں اپنے گھر میں موجود نہیں تھا، جب میں گھر آیا تو مجھے اس کی اطلاع دی گئی، چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت ایک تخت پر تشریف فرما تھے، آپ نے مجھ کو گلے لگایا اور یہ گلے لگانا (حصولِ لطف وسرور اور برکت کے اعتبار سے مصافحہ کی بہ نسبت) بہتر تھا بہت بہتر! (ابوداؤد)

مہمان کو خوش آمدید کہنا

(۷۶۴) حضرت عکرمہ بن ابوجہل کہتے ہیں کہ جب میں اسلام قبول کرنے کے لئے رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے (مجھے دیکھ کر) فرمایا (اللہ اور اس کے رسول کی طرف) ہجرت کرنے والے سوار کو خوش آمدید۔ (ترمذی)

محبت نبی کا ایک انداز

(۷۶۵) حضرت اُسَید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک صاحب لوگوں سے باتیں کر رہے تھے اور ان کے مزاج میں خوش طبعی اور ظرافت تھی چنانچہ وہ لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے (از راہِ مذاق) ان کے پہلو میں

ایک لکڑی سے ٹھوکا دیا، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کہا: مجھے ٹھوکا دینے کا بدلہ دیجئے، آپ نے فرمایا: مجھ سے بدلہ لے لو، انہوں نے کہا: آپ کے جسم پر کرتا ہے اور میرے جسم پر نہیں تھا (اگر میں کپڑے کے اوپر سے ٹھوکا دوں گا تو بدلہ پورا نہیں ہوگا) چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جب اپنا کرتا اٹھایا تو وہ آپ کے پہلو سے لپٹ گئے، اور آنحضرت کے پہلو پر بوسہ دینا شروع کر دیا اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! میں صرف یہی چاہتا تھا (کہ بدن مبارک پر بوسہ دوں) (ابوداؤد)

ملاقات کے وقت معانقہ اور تقبیل

(۷۶۶) حضرت شَعْبی (تابعی) کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت جعفر بن ابی طالب سے ملے تو ان کو گلے سے لگا لیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا (ابوداؤد، بیہقی)

(۷۶۷) حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سرزمین حبشہ سے واپسی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم حبشہ سے روانہ ہوئے اور مدینہ پہنچ کر رسولِ خدا ﷺ (کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ) سے ملاقات کی تو آپ نے مجھ کو گلے لگایا اور فرمایا: میں نہیں جانتا کہ خیبر کے فتح ہو جانے کی وجہ سے میں زیادہ خوش ہوں، یا جعفر کے واپس آنے کی وجہ سے، اور اتفاق سے حضرت جعفر اس وقت آئے تھے جب خیبر فتح ہوا تھا (شرح السنۃ)

ہاتھ اور پاؤں چومنا

(۷۶۸) حضرت زَارِع رضی اللہ عنہ جو عبدالقیس کے وفد میں شامل تھے، کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اتر کر (بارگاہِ نبوت میں حاضر

ہوئے) اور ہم نے رسول خدا ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں پر بوسہ دیا (ابوداؤد) (۱)

اپنی لڑکی کو بالغ ہونے کے بعد بھی چومنا جائز ہے

(۷۶۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عادت وسیرت اور وقار وسنجیدگی میں اور ایک روایت میں ہے کہ بات چیت اور کلام میں رسولِ خدا ﷺ سے مشابہ فاطمہ سے زیادہ کسی اور شخص کو نہیں دیکھا (یعنی حضرت فاطمہ ان امور میں آنحضرت ﷺ سے بہت مشابہ تھیں) چنانچہ حضرت فاطمہ جب آنحضرت کی

(۱) پیر چومنے کے سلسلہ میں اس حدیث کے علاوہ ایک دوسری حدیث مستدرک حاکم جلد چہارم ۲/۱۷۱ کتاب البر و الصلة میں بھی ہے، یہ دونوں روایتیں کچھ اعلیٰ درجہ کی نہیں ہیں، ابوداؤد کی روایت کا ایک راوی مقطوع روایات بیان کرتا ہے، اور حاکم کی روایت کو ذہبی نے واھی (نہایت بودہ) قرار دیا ہے، ان دونوں روایتوں میں نومسلموں کے عمل پر چشم پوشی برتی گئی ہے، وفد عبدالقیس قبیلہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد فوراً آیا تھا، حاکم کی روایت کے شروع میں صراحت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ارنی شیئاً ازداد به یقیناً: مجھے کوئی ایسی بات دکھایئے جس سے میرا یقین بڑھ جائے، آپ نے فرمایا: جاؤ اس درخت کو بلا کر لاؤ الخ، پس سر چومنا تو سنت ہے، نبی کریم ﷺ نے حضرت جعفر کے سر کو چوما ہے، اور درمختار میں بھی ہے: و تقبیل رأسه ای العالم اجود کما فی البزازیه یعنی فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ عالم کے سر کو چومنا بہتر ہے، اور عموماً ہاتھ پیر کو چومنا ٹھیک نہیں، کیونکہ ہاتھ چومنے میں رکوع کی ہیئت بنتی ہے اور پیر چومنے میں سجدہ کی ہیئت بنتی ہے، نیز اب لوگ صرف تبرک کے طور پر نہیں چومتے بلکہ تعظیم کے طور پر چومتے ہیں ا، اور فقہاء نے صراحت کی ہے کہ تعظیم کے طور پر زمین بوسی حرام ہے، پس دست بوسی اور قدم بوسی سے احتراز بھی اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم (سعید احمد پالن پوری)

خدمت میں حاضر ہوتیں تو آنحضرت ﷺ کھڑے ہو جاتے اور ان کی طرف متوجہ ہوتے، پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کا بوسہ لیتے (یعنی ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی کو چومتے) پھر ان کو اپنے بیٹھنے کی جگہ بٹھاتے؛ اسی طرح آنحضرت ﷺ جب حضرت فاطمہ کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ کو دیکھ کر کھڑی ہو جاتیں، اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کا بوسہ لیتیں، اور آپ کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں (ابوداؤد)

(۷۷۰) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) کسی غزوہ سے حضرت ابوبکرؓ کے مدینہ آتے ہی ان کے ساتھ (ان کے گھر) گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ لیٹی ہوئی ہیں اور بخار میں مبتلا ہیں، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ان کے پاس آئے اور پوچھا: بیٹی تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ اور حضرت ابو بکر نے (از راہِ شفقت و محبت) حضرت عائشہ کے رخسار پر بوسہ دیا۔ (ابوداؤد)

اولاد خدا کا عطیہ اور رزق ہے

(۷۷۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا آپ نے اس کا بوسہ لیا اور فرمایا: ''جان لو یہ اولاد، بخل کا باعث اور بزدلی کا سبب ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اولاد خدا کی عطا کردہ نعمت اور رزق ہے'' (شرح السنۃ)

(فصل سوم)

نواسوں سے محبت کرنا حضور ﷺ کی سنت ہے

(۷۷۲) حضرت یَعلٰی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت حسن اور حضرت حسین (کہیں سے) دوڑتے ہوئے رسولِ خدا ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ان

دونوں کو گلے سے لگالیا اور فرمایا: "بچے، بخل کا سبب ہیں اور بزدلی کا باعث ہیں" (احمد)

مصافحہ اور ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کی خوبیاں

(۷۷۳) حضرت عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرو، اس سے بغض و کینہ جاتا رہے گا، اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ و تحفہ بھیجتے رہا کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے اور دشمنی جاتی رہتی ہے" (امام مالک)

دوپہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھنے کی اور مصافحہ کی فضیلت

(۷۷۴) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا "جس شخص نے دوپہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھی اس نے گویا ان چار رکعتوں کو شب قدر میں پڑھا، اور دو مسلمان جب آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے درمیان کوئی گناہ باقی نہیں رہتا جو جھڑ نہ جائے۔" (بیہقی)

کھڑے ہونے کا بیان

(فصل اول)

ضرورت ہو تو کسی کی آمد پر کھڑا ہونا جائز ہے

(۷۷۵) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب بَنُوْ قُرَیْظَہ حضرت سعد کے فیصلہ پر اتر آئے، تو رسولِ خدا ﷺ نے کسی شخص کو حضرت سعد کے پاس بھیجا (تا کہ وہ ان کو بلا لائے) اور حضرت سعد آنحضرت (کی قیامگاہ) سے قریب ہی تھے، چنانچہ وہ گدھے پر بیٹھ کر آئے، جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی کی تعمیل ارشاد میں
اعمال اور ادعیہ کی اہمیت وفضیلت پر لکھی ہوئی کتاب

الابواب المنتخبة

کا اردو ترجمہ

منتخب ابواب

تالیف: حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلوی

جلد اول

مترجم:
حضرت مولانا محمد یونس صاحب مظاہری
فرزند حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری

نظر ثانی:
حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری
استاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند

دار الہدیٰ

دونوں کو گلے سے لگالیا اور فرمایا: ''بچے، بخل کا سبب ہیں اور بزدلی کا باعث ہیں'' (احمد)

مصافحہ اور ایک دوسرے کو ہدیہ دینے کی خوبیاں

(۷۷۳) حضرت عطاء خراسانی سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ''آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرو، اس سے بغض و کینہ جاتا رہے گا، اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ و تحفہ بھیجتے رہا کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے اور دشمنی جاتی رہتی ہے'' (امام مالک)

دوپہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھنے کی اور مصافحہ کی فضیلت

(۷۷۴) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے دوپہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھی اس نے گویا ان چار رکعتوں کو شب قدر میں پڑھا، اور دو مسلمان جب آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے درمیان کوئی گناہ باقی نہیں رہتا جو جھڑ نہ جائے۔'' (بیہقی)

کھڑے ہونے کا بیان

(فصل اول)

ضرورت ہو تو کسی کی آمد پر کھڑا ہونا جائز ہے

(۷۷۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب بَنُوْ قُرَیْظَہ حضرت سعد کے فیصلہ پر اتر آئے، تو رسولِ خدا ﷺ نے کسی شخص کو حضرت سعد کے پاس بھیجا (تاکہ وہ ان کو بلا لائے) اور حضرت سعد آنحضرت (کی قیامگاہ) سے قریب ہی تھے، چنانچہ وہ گدھے پر بیٹھ کر آئے، جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا

''اے انصار! تم اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو کر جاؤ۔'' (یعنی جلدی اٹھ کر ان کے پاس جاؤ، اور سواری سے اترنے میں ان کی مدد کرو تا کہ حرکت کرنے کی وجہ سے ان کے زخم سے خون نہ بہنے لگے) (بخاری، مسلم)

جو پہلے کسی جگہ بیٹھ گیا وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہے

(۷۷۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو آدمی جس جگہ بیٹھ گیا ہے کوئی شخص اس کو وہاں سے اٹھا کر خود اس جگہ نہ بیٹھ جائے، البتہ جگہ کو کشادہ کرو، اور آنے والے کو جگہ دو (تا کہ اٹھانے کی حاجت نہ پڑے)'' (بخاری، مسلم)

(۷۷۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر جائے، پھر وہاں واپس آئے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے'' (مسلم)

(فصل دوم)

کسی کے احترام میں کھڑے ہونے کی ممانعت

(۷۷۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کے نزدیک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب وعزیز کوئی اور شخص نہیں تھا، لیکن (اس محبت وتعلق کے باوجود) صحابہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت اس (کھڑے ہونے) کو پسند نہیں فرماتے۔ (ترمذی)

(۷۷۹) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں، تو وہ اپنے بیٹھنے کی

جگہ دوزخ میں تیار کرلے۔" (یعنی اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے) (ترمذی، ابوداؤد)

(۷۸۰) حضرت ابوامامہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم لاٹھی پر ٹیک لگا کر باہر تشریف لائے تو ہم آپ کے احترام میں کھڑے ہوگئے، آپ نے فرمایا "تم لوگ اس طرح کھڑے نہ ہو جس طرح عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں کہ ان میں سے بعض بعض کی تعظیم کرتے ہیں" (ابوداؤد)

(۷۸۱) حضرت سعید بن ابوالحسن (جو ایک جلیل القدر تابعی اور حضرت حسن بصری کے بھائی ہیں) کہتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت ابوبکر صدیق، ہمارے پاس (ایک مقدمہ میں) گواہی دینے کے لئے تشریف لائے تو ایک شخص احترام میں اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا (تاکہ وہ اس جگہ بیٹھ جائیں) لیکن انہوں نے اس جگہ پر بیٹھنے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی آدمی کسی ایسے شخص کے کپڑے سے اپنا ہاتھ پونچھے جس کو اس نے کپڑا انہیں پہنایا ہے (ابوداؤد)

لوٹنے کے ارادے سے جو مجلس سے اٹھے وہ کوئی علامت چھوڑ جائے

(۷۸۲) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف رکھتے اور ہم آپ کے گرد بیٹھتے، پھر آپ واپس آنے کے ارادہ سے (گھر میں جانے کے لئے) اٹھتے تو اپنی (جگہ پر) جوتیاں اتار کر رکھ جاتے (اور ننگے پیر چلے جاتے) یا اپنے بدن کی کوئی چیز (جیسے چادر وغیرہ) اس جگہ چھوڑ جاتے، اس سے آپ کے صحابہ آپ کی واپسی کو پہچان لیتے، چنانچہ وہ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہتے۔ (ابوداؤد)

دوآدمیوں کے درمیان نہ بیٹھو

(۷۸۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ دو بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر جدائی ڈالے'' (یعنی ان دونوں کے بیچ میں نہ بیٹھے) (ترمذی، ابوداؤد)

(۷۸۴) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''(پہلے سے بیٹھے ہوئے) دوآدمیوں کے درمیان نہ بیٹھو، مگران کی اجازت سے۔'' (ابوداؤد)

(فصل سوم)

مجلس کے ختم پر اٹھنا

(۷۸۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہمارے ساتھ بیٹھتے اور ہم سے باتیں کیا کرتے تھے، پھر جب آپ (مجلس سے) اُٹھتے، تو ہم (بھی) کھڑے ہوجاتے تھے اور (دیر تک) کھڑے رہتے تھے یہاں کہ ہم دیکھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کے گھر تشریف لے گئے۔ (تو ہم منتشر ہوجاتے) (بیہقی)

آنے والے کے لیے مجلس میں جگہ کرنا

(۷۸۶) حضرت وَاثِلَه بن خَطَّاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جب کہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ پس

رسول خدا ﷺ اس شخص کے لیے اپنی جگہ سے ہٹے تو اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مکان میں بیٹھنے کی جگہ کافی فراخ و کشادہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "یہ مسلمان کا حق ہے کہ جب اس کو اس کا مسلمان بھائی آتا ہوا نظر آئے تو (جگہ کی فراخی و تنگی سے قطع نظر کرتے ہوئے) اس کے لیے اپنی جگہ چھوڑ دے اور ایک طرف کو کھسک جائے۔" (بیہقی)

بیٹھنے، سونے اور چلنے کا بیان

(فصل اول)

گوٹ مار کر بیٹھنا

(۷۸۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ کو خانہ کعبہ کے صحن میں اپنے ہاتھوں کے ذریعہ گوٹ مار کر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (بخاری)

قدم پر قدم رکھ کر لیٹنا

(۷۸۸) حضرت عَبّاد بن تَمِیم (تابعی) اپنے چچا (حضرت عبداللہ بن زید انصاری صحابی) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے (ایک دن) رسولِ خدا ﷺ کو مسجد میں اس طرح چت لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ کا ایک قدم، دوسرے قدم پر رکھا ہوا تھا (بخاری و مسلم)

لنگی پہنے ہوئے ایک پاؤں کھڑا کر کے

دوسرا پاؤں اس پر رکھ کر نہ لیٹے

(۷۸۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص ایک پاؤں کھڑا کر کے دوسرا پاؤں اس پر رکھ لے جب وہ چت لیٹا ہوا ہو (مسلم)

(۷۹۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص اس طرح چت نہ لیٹے کہ ایک پاؤں کھڑا کر کے اس پر دوسرا پاؤں رکھ لے'' (مسلم)

اکڑ کر چلنا ممنوع ہے

(۷۹۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک شخص دو دھاری دار چادروں میں اکڑ کر چل رہا تھا، اور اس کے نفس نے اس کو غرور و خود بینی میں مبتلا کر رکھا تھا کہ زمین نے اس شخص کو نگل لیا چنانچہ وہ قیامت کے دن تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔'' (بخاری و مسلم)

(فصل دوم)

بیٹھنے کی چند جائز صورتیں

(۷۹۲) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا جو آپ کی بائیں جانب رکھا ہوا تھا۔ (ترمذی)

(۷۹۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے ذریعہ گوٹ کرتے (یعنی دونوں پنڈلیوں کو کھڑا کر کے دونوں ہاتھوں سے حلقہ بنا لیتے۔) (رزین)

(۷۹۴) حضرت قَیْلَه بِنْت مَخْرَمَه رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں قُرْفُصا حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (یعنی آپ اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ دونوں رانیں پیٹ سے ملی ہوئی تھیں، اور دونوں گھٹنے کھڑے تھے، ان پر دونوں ہاتھ اس طرح رکھے ہوئے تھے کہ داہنی ہتھیلی بائیں بغل میں، اور بائیں ہتھیلی دائیں بغل میں گھسی ہوئی، اور پیشانی دونوں ہاتھوں پر رکھی ہوئی تھی) قَیْلَه کہتی ہیں کہ جب میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت عاجزی اور انکساری کی حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں مارے ہیبت کے کانپ گئی۔ (ابوداؤد)

(۷۹۵) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ چکتے تو چار زانو بیٹھ جاتے اور سورج اچھی طرح روشن ہو جانے تک اسی طرح بیٹھے رہتے (ابوداؤد)

سفر کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیٹنے کا طریقہ

(۷۹۶) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے دوران آرام کرنے اور سونے کے لیے کسی جگہ رات میں اُترتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے تھے، اور جب صبح کے قریب اترتے تو (اس طرح لیٹتے کہ) اپنا ایک ہاتھ کھڑا کر کے اس کی ہتھیلی پر سر مبارک رکھ لیتے۔ (شرح السنۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا

(۷۹۷) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ایک لڑکے کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا

بچھونا (جس پر آپ آرام فرماتے تھے) اس کپڑے کے مانند تھا جو آپ کی قبر شریف میں رکھا گیا تھا اور مسجد آپ کے سر مبارک کے قریب رہا کرتی تھی۔ (ابوداؤد)

پیٹ کے بل لیٹنے کی ممانعت

(۷۹۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اوندھا (یعنی پیٹ کے بل) لیٹے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: ''اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔ (ترمذی)

(۷۹۹) حضرت یَعِیش بن طِخْفَہ بن قَیس غِفَارِی اپنے والد (حضرت طِخْفَہ) سے جو اصحابِ صفہ میں سے تھے، نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے (یعنی حضرت طِخْفَہ نے) بیان کیا کہ (ایک دن) میں سینہ کے درد کی وجہ سے پیٹ کے بل (اوندھا) لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص مجھے اپنے پاؤں سے ہلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے ''اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ سخت ناپسند کرتا ہے۔'' پھر میں نے (پلٹ کر) نظر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پاؤں سے ہلانے والے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

غیر محفوظ چھت پر لیٹنے کی ممانعت

(۸۰۰) حضرت علی بن شَیْبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص رات میں گھر کی ایسی چھت پر سوئے جس پر پردہ نہ ہو (اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جس کے گرد دیوار نہ ہو) تو اس (کی حفاظت) سے ذمہ بری ہوا۔'' (یعنی وہ شخص اللہ کی حفاظت و نگہبانی سے نکل گیا) (ابوداؤد)

(۸۰۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے، جس پر چہار دیواری نہ ہو۔ (ترمذی)

حلقے کے درمیان بیٹھنے کی ممانعت

(۸۰۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے اس شخص کو ملعون قرار دیا گیا ہے جو حلقہ کے درمیان بیٹھے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

بہترین مجلس

(۸۰۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بہترین مجلس وہ ہے جو کشادہ ترین (جگہ میں) ہو۔'' (ابوداؤد)

مل کر بیٹھنا

(۸۰۴) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور آپ کے صحابہ (ادھر ادھر) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے (ان کو اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھ کر) فرمایا: ''کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو متفرق اور منتشر بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں'' (ابوداؤد)

شیطان کی بیٹھک

(۸۰۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی شخص سایہ میں بیٹھا ہو اور سایہ اس سے اس طرح ہٹ جائے کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں اور کچھ حصہ سایہ میں ہو تو اس کو چاہیے کہ وہاں سے اٹھ جائے'' (اور ایسی جگہ جا کر بیٹھے کہ اس کا پورا جسم سایہ میں ہو، یا دھوپ میں ہو کیونکہ جب کوئی شخص اس طرح بیٹھتا یا لیٹتا ہے کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ سایہ میں، تو دو متضاد چیزوں کے اثر انداز ہونے کی وجہ سے اس کا مزاج بگڑ جاتا

ہے)(ابوداؤد)

اور شرح السنہ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سایہ میں ہو، پھر سایہ اس (کے جسم کے کچھ حصہ) سے ہٹ جائے، تو وہاں سے اٹھ جائے کیونکہ یہ شیطان کی بیٹھک ہے۔

عورتوں کو راستے کے کناروں پر چلنا چاہئے

(۸۰۶) حضرت ابو اُسَید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ مسجد سے نکل رہے تھے، اور راستہ میں مرد، عورتوں سے مل گئے (یعنی مرد اور عورتیں مخلوط ہو کر راستہ میں چلنے لگے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ دیکھ کر) عورتوں سے فرمایا: ''تم مردوں کے پیچھے چلو، اور ان سے الگ رہو کیوں کہ تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ تم راستہ کے درمیان چلو بلکہ تمہارے لیے ضروری ہے کہ تم راستہ کے کناروں پر چلا کرو۔'' اس حکم کے بعد عورتیں دیواروں سے لگ کر چلا کرتیں، یہاں تک کہ (بعض اوقات) ان کا کپڑا دیوار سے اٹک جاتا تھا (ابوداؤد، بیہقی)

دو عورتوں کے درمیان چلنے کی ممانعت

(۸۰۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا، یعنی مرد کو۔ (ابوداؤد)

مجلس میں جہاں جگہ پائے بیٹھ جائے

(۸۰۸) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے تو ہم میں سے جو شخص جہاں جگہ پاتا وہیں بیٹھ جاتا۔ (ابوداؤد)

(فصل سوم)

ناپسندیدہ بیٹھک

(۸۰۹) حضرت عمرو بن شرید (تابعی) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: (ایک دن) رسولِ خدا ﷺ میرے پاس سے گزرے جب کہ میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ میرا بایاں ہاتھ میری پیٹھ کے پیچھے تھا، اور انگوٹھے کی جڑ کے گوشت پر میں ٹیک لگائے ہوئے تھا، آپ نے (مجھ کو اس طرح بیٹھا ہوا دیکھ کر) فرمایا: ''کیا تو اس طرح بیٹھتا ہے جس طرح وہ لوگ بیٹھتے ہیں جن پر خدا کا غضب نازل ہوا ہے۔'' (ابوداؤد)

پیٹ کے بل لیٹنا دوزخیوں کا طریقہ ہے

(۸۱۰) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ میرے پاس سے گزرے جب کہ میں اپنے پیٹ کے بل (یعنی اوندھا) لیٹا ہوا تھا، آپ نے (یہ دیکھ کر) اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکا دیا اور فرمایا ''جندب! (یہ ابوذر کا نام ہے) اس طرح لیٹنا دوزخیوں کا طریقہ ہے۔'' (ابن ماجہ)

چھینکنے اور جمائی لینے کا بیان

(فصل اول)

چھینک کی فضیلت اور جمائی کی مذمت

(۸۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ چھینکنے کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے؛ لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے اور اللہ کی تعریف کرے تو ہر مسلمان پر جس نے اس (کی چھینک اور اللہ کی تعریف) کو سنا ضروری ہے کہ وہ چھینکنے والے کے جواب میں "یَرْحَمُکَ اللہ" کہے۔ رہی جمائی تو وہ شیطان کی طرف سے ہے، لہٰذا تم میں سے جب کسی کو جمائی آئے تو وہ حتی الامکان جمائی کو روکے کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لیتا ہے (یعنی منہ پھاڑتا ہے) تو اس سے شیطان ہنستا ہے۔" (بخاری)

اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں "کیوں کہ جب تم میں سے کوئی شخص (جمائی لیتے وقت) ہاء کہتا ہے، تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔"

چھینکنے کے آداب

(۸۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے اور اس کے جواب میں اس کا بھائی یا اس کا ساتھی "یَرْحَمُکَ اللہ" کہے اور جب اس کے جواب میں (اس کا بھائی) "یَرْحَمُکَ اللہ" کہے تو چھینکنے والے کو چاہیے کہ یوں کہے "یَھْدِیْکُمُ اللہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے، اور تمہارے احوال درست کرے۔ (بخاری)

(۸۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں نے چھینکا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کی چھینک کا جواب دیا (یعنی یَرْحَمُکَ اللہُ کہا) اور دوسرے کی چھینک کا جواب نہیں دیا۔ جس آدمی کی چھینک کا جواب آپ نے نہیں دیا تھا اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! (کیا وجہ ہے کہ) آپ نے اس کی چھینک کا جواب دیا، اور میری چھینک کا جواب نہیں دیا؟ آپ نے فرمایا ''اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی تھی، اور تم نے اللہ تعالیٰ کی حمد نہیں کی (اس لیے میں نے تمہاری چھینک کا جواب نہیں دیا)'' (بخاری و مسلم)

(۸۱۴) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے اور اللہ کی تعریف کرے، تو تم اس کی چھینک کا جواب دو، اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف نہ کرے، تو تم اس کی چھینک کا جواب مت دو (مسلم)

(۸۱۵) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''یَرْحَمُکَ اللہُ'' کہتے ہوئے سنا جب ایک مرد کو آپ کے پاس چھینک آئی، پھر اس کو دوسری مرتبہ چھینک آئی تو آپ نے فرمایا: اس شخص کو زکام ہو گیا ہے (مسلم)

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس کو تیسری مرتبہ چھینکنے پر فرمایا: اس کو زکام ہو گیا ہے۔

جب جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے

(۸۱۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کسی شخص کو جمائی آئے تو وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے، کیوں کہ شیطان (اگر منہ کو کھلا ہوا پاتا ہے تو) اس میں گھس جاتا ہے'' (مسلم)

(فصل دوم)

چھینکنے کا مسنون طریقہ

(۸۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چھینکتے تو اپنے چہرۂ مبارک کو اپنے ہاتھ یا اپنے کپڑے سے ڈھانک لیتے تھے، اور اپنی چھینک کی آواز کو پست کرتے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۸۱۸) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے تو کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (یعنی ہر حال میں خدا کی تعریف ہے) اور جو شخص اس کا جواب دے وہ کہے'' یَرْحَمُکَ اللّٰہُ '' پھر (اس کے جواب میں) چھینکنے والا کہے'' یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ '' (یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت بخشے، اور تمہارے دل یا حال کو درست فرمائے)'' (ترمذی، ابوداؤد)

غیر مسلم کی چھینک کا جواب

(۸۱۹) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہ تکلف چھینکتے اس امید پر کہ آپ ان کے جواب میں'' یَرْحَمُکَ اللّٰہُ '' کہیں گے، لیکن آپ (ان کی چھینک کے جواب میں) فرماتے: یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت بخشے، اور تمہارے حال کی اصلاح فرمائے) (ترمذی، ابوداؤد)

چھینکنے والے کو صحیح طریقے کی رہنمائی

(۸۲۰) حضرت ہِلَال بن یَسَاف (تابعی) کہتے ہیں کہ (ایک دن) ہم لوگ

حضرت سالم بن عُبَید کے ساتھ تھے کہ جماعت میں سے ایک شخص کو چھینک آئی اور اس نے (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے بجائے) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا، حضرت سالم نے اس شخص کے جواب میں کہا: تم پر اور تمہاری ماں پر بھی سلام، وہ شخص (اور تمہاری ماں پر بھی سلام کہنے سے) گویا اپنے دل میں خفا ہوا تو حضرت سالم نے (اس ناگواری کو محسوس کرتے ہوئے) کہا: (اس میں ناگواری کی کیا بات ہے؟) تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے وہی الفاظ کہے ہیں جو نبی کریم ﷺ نے اُس وقت ارشاد فرمائے تھے جب ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے سامنے چھینکا تھا اور اس نے (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کے بجائے) اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہا تھا، اور آنحضرت ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا تم پر اور تمہاری ماں پر بھی سلام۔ پھر آپ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے تو کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، پھر اس کو جواب دینے والا کہے: یَرْحَمُکَ اللہُ، پھر چھینکنے والا کہے: یَغْفِرُ اللہُ لِیْ وَلَکُمْ (یعنی اللہ تعالیٰ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے)'' (ترمذی، ابوداؤد)

تین بار سے زیادہ چھینکنے والے کا جواب ضروری نہیں

(۸۲۱) حضرت عُبَیدبن رِفَاعَہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''چھینکنے والے کو تین مرتبہ جواب دو، پھر اگر کوئی شخص تین بار سے زائد چھینکے تو اختیار ہے، چاہے اس کو جواب دو، چاہے نہ دو۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

(۸۲۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے (مسلمان) بھائی کی چھینک کا تین بار جواب دو، اگر وہ اس سے زیادہ چھینکے تو (سمجھو) اس کو زکام ہو گیا ہے۔ (ابوداؤد)

(فصل سوم)

چھینک آنے کی دعا

(۸۲۳) حضرت نافع (تابعی) کہتے ہیں (ایک دن کا واقعہ ہے کہ) حضرت ابن عمر کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے چھینکا، پھر کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ. حضرت ابن عمر نے یہ (سن کر) فرمایا: میں بھی کہتا ہوں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ لیکن اس طرح کہنا صحیح نہیں (کیونکہ) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ ہم (چھینک آنے پر) ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ'' کہیں (ترمذی)

ہنسنے کا بیان

(فصل اول)

حضور ﷺ کس طرح ہنستے تھے؟

(۸۲۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اتنا زیادہ ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ مجھے آپ (کے تالو) کا کوا نظر آیا ہو، (اکثر و بیشتر) آپ کا ہنسنا مسکرانے کی حد تک رہتا تھا۔ (بخاری)

(۸۲۵) حضرت جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں، نبی کریم ﷺ نے مجھے (اپنے پاس آنے سے) کبھی نہیں روکا، اور جب بھی آپ مجھے دیکھتے مسکرا دیتے۔ (بخاری، مسلم)

(۸۲۶) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ پر فجر کی نماز پڑھتے، وہاں سے اس وقت تک نہیں اٹھتے تھے جب تک سورج (اچھی طرح) نہ نکل آتا، جب سورج نکل آتا (اور بلند ہو جاتا) تو آپ (اشراق کی نماز پڑھنے یا گھر میں تشریف لے جانے کے لئے) کھڑے ہوتے، اس دوران صحابہ زمانۂ جاہلیت کی باتیں کرتے اور ہنستے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے (یعنی آپ ہنستے نہیں تھے بلکہ مسکراتے تھے) (مسلم) اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ (اس دوران) صحابہ اشعار پڑھتے۔

(فصل دوم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت مسکراتے تھے

(۸۲۷) حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی شخص کو مسکراتے نہیں دیکھا، (ترمذی)

(فصل سوم)

صحابہ کرام کس طرح ہنستے تھے؟

(۸۲۸) حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر سے دریافت کیا گیا: کیا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہنسا کرتے تھے؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا: ہاں! حالانکہ ایمان ان کے دلوں میں پہاڑ سے بھی بڑا تھا (یعنی اس طرح نہیں ہنستے تھے جس طرح غافل لوگ ہنستے ہیں، بلکہ اس حال میں بھی آداب شرع کا خیال رکھتے تھے) اور حضرت بلال بن سعد تابعی کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کو اس حال میں پایا کہ وہ (دن میں تیراندازی کی

مشق کے وقت) تیر کے نشانوں کے درمیان دوڑا کرتے تھے، اور ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسا کرتے تھے، مگر جب رات ہوتی تو وہ اللہ سے بہت ڈرنے والے ہو جاتے۔ (شرح السنۃ)

ناموں کا بیان

(فصل اول)

حضور ﷺ کی کنیت اختیار نہ کرنے کی وجوہات

(۸۲۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ بازار میں تھے کہ ایک شخص نے (کسی کو) ابوالقاسم کہہ کر پکارا، آپ نے پلٹ کر اس شخص کی طرف دیکھا تو اس نے کہا: میں نے (آپ کو نہیں پکارا، بلکہ ایک شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) اس شخص کو آواز دی تھی، نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا ''تم میرے نام پر نام رکھ لو لیکن میری کنیت پر کنیت اختیار نہ کرو۔'' (بخاری، مسلم)

(۸۳۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تم میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت پر کنیت اختیار نہ کرو، کیونکہ مجھ کو قاسم (تقسیم کرنے والا) بنایا گیا ہے، میں تمہارے درمیان (علم اور مال غنیمت وغیرہ) تقسیم کرتا ہوں'' (بخاری، مسلم)

سب سے بہتر نام

(۸۳۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''اللہ کے نزدیک تمہارے ناموں میں سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں'' (مسلم)

چند نا مناسب نام

(۸۳۲) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے غلام کا نام یَسَار (خوش حالی، فراخی) رَبَاح (فائدہ) نَجِیح (کامیاب) اور اَفْلَح (کامیاب) نہ رکھو؛ کیونکہ اگر تم نے کسی شخص سے پوچھا: کیا وہ (مثلاً یسار یا رباح) یہاں ہے اور وہ وہاں نہ ہو تو جواب دینے والا کہے گا کہ وہ (یعنی یسار یا رباح) یہاں نہیں ہے'' (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے غلام کا نام، رَبَاح، یَسَار، اَفْلَح اور نافع نہ رکھو۔''

(۸۳۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا تھا کہ یَعْلٰی (رفعت و بلندی) بَرَکَت، اَفْلَح، یَسَار، نافع اور اس طرح کے دوسرے نام رکھنے سے لوگوں کو منع فرما دیں لیکن پھر میں نے دیکھا کہ اس ارادہ کے بعد آپ نے سکوت فرمایا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور ان ناموں کے رکھنے سے منع نہیں فرمایا (مسلم)

چند برے نام

(۸۳۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین نام والا وہ شخص ہوگا جس کو شہنشاہ کہا جاتا ہے'' (بخاری)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک ناخوش ترین اور خبیث ترین مرد وہ ہوگا، جس کا شہنشاہ نام رکھا جاتا ہے (کیونکہ) اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔

بَرَّہ نام بدلنے کی وجوہات

(۸۳۵) حضرت زینب بنتِ ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرا نام "بَرَّہ" (نیک عورت) رکھا گیا تو رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: "اپنے نفس کی تعریف نہ کرو تم میں جو شخص نیکوکار ہیں ان کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، اس بچی کا نام زینب رکھو۔" (مسلم)

(۸۳۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام "بَرَّہ" تھا لیکن رسولِ خدا ﷺ نے ان کا نام بدل کر "جُوَیْرِیَہ" رکھا، کیونکہ آنحضرت ﷺ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ آپ بَرَّہ (نیک عورت) کے پاس سے نکلے۔ (مسلم)

برے ناموں کو بدل دینا چاہئے

(۸۳۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق کی ایک بیٹی تھی جس کو "عَاصِیَہ" (گنہگار) کہا جاتا تھا، پھر رسولِ خدا ﷺ نے اس کا نام "جمیلہ" (خوب صورت) رکھا۔ (مسلم)

(۸۳۸) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مُنْذِر بن اَبِی اُسَید جب پیدا ہوئے تو ان کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے ان کو اپنی رانِ مبارک پر رکھا اور پوچھا: اس کا نام کیا ہے؟ لانے والے نے بتایا کہ فلاں نام ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نہیں اس کا نام "مُنْذِر" ہے۔ (بخاری و مسلم)

غلام، باندی اور آقا کو پکارنے کا مسنون طریقہ

(۸۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا "تم میں سے کوئی شخص (اپنے غلام اور باندی کو) عَبْدِیْ (میرا بندہ) اور اَمَتِی (میری لونڈی)

نہ کہے، تم سب مرد اللہ کے بندے ہو، اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں، بلکہ یوں کہے: میرا خادم اور میری خادمہ، اسی طرح کوئی غلام (اپنے مالک کو) ''میرا رب'' نہ کہے بلکہ ''میرا سردار'' کہے''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ''میرا سردار یا میرا مولی کہے۔'' ایک اور روایت میں یوں ہے کہ ''کوئی غلام اپنے مالک کو ''میرا مولیٰ'' نہ کہے! کیونکہ تمہارا مولیٰ اللہ ہے'' (مسلم)

انگور کے درخت کو کَرْم نہ کہا جائے

(۸۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (انگور کے درخت کو) "کَرْم" نہ کہو کیوں کہ "کَرْم" مومن کا دل ہے۔ (مسلم)

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں وائل بن حجر سے یوں منقول ہے کہ (آپ نے فرمایا) ''انگور کے درخت کو کَرْم نہ کہو بلکہ عِنَب اور حَبَلَہ کہو۔''

(۸۴۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انگور کو کَرْم نہ کہو اور نہ یہ کہو ہائے زمانہ کی کم بختی!! کیونکہ زمانہ (کو پھیرنے والا) اللہ ہی ہے'' (بخاری)

زمانہ کو برا نہ کہا جائے

(۸۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص زمانہ کو برا نہ کہے، کیونکہ زمانہ (کو پلٹنے والا) اللہ ہی ہے۔'' (مسلم)

نامناسب تعبیر کی اصلاح

(۸۴۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص (جب جی متلائے) تو خَبُثَتْ نَفْسِیْ (میرا نفس خبیث ہوا) نہ کہے بلکہ لَقِسَتْ نَفْسِیْ (میرا جی متلایا) کہے۔'' (بخاری و مسلم)

(فصل دوم)

ایسی کنیت اختیار نہ کرو جس سے خدا کی مشابہت لازم آئے

(۸۴۴) حضرت شُرَیح بن ھَانِی اپنے والد (حضرت ہانی رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی قوم کے ساتھ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے سنا کہ ان کی قوم ان کو "اَبُو الْحَکَمْ" کنیت سے پکارتی ہے۔ چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور فرمایا: ''حَکَم'' تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اور حُکم اسی کی طرف (لوٹتا) ہے پس تمہیں "اَبُو الْحَکَمْ" کیوں کہا جاتا ہے؟ حضرت ہانی نے عرض کیا: (مجھے اس لیے "اَبُو الْحَکَمْ" کہا جاتا ہے کہ) جب میری قوم کے لوگ کسی معاملہ میں اختلاف کا شکار ہوتے ہیں تو میرے پاس آتے ہیں اور میں ان کے معاملہ میں جو حکم و فیصلہ کرتا ہوں دونوں فریق میرے اس فیصلہ کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: یہ (یعنی لوگوں کے تنازعات کو مٹانا اور ان کے درمیان فیصلہ و حکم کرنا) بہت اچھی بات ہے (لیکن یہ بتاؤ) تمہارے کتنے بچے ہیں (اور ان کے نام کیا ہیں؟) انہوں نے عرض کیا: میرے تین بچے ہیں؛ شریح، مسلم اور عبداللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ان تینوں میں بڑا کون ہے؟ حضرت ہانی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا ''شریح'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آج سے تم اَبُوْ شُرَیح ہو'' (نسائی)

اَجْدَع برا نام ہے

(۸۴۵) حضرت مَسْرُوْق (تابعی) کہتے ہیں کہ جب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: ''میں اَجْدَع کا بیٹا مسروق

ہوں۔" حضرت عمر نے (میرے باپ کا نام اَجْدَع سن کر) فرمایا: "میں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اَجْدَع ایک شیطان (کا نام) ہے" (یعنی یہ نام اچھا نہیں) (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اچھے نام رکھنے کی تاکید

(۸۴۶) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن تم کو تمہارے اور تمہارے باپ کے ناموں سے پکارا جائے گا۔ لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو۔" (احمد، ابوداؤد)

حضور کے نام اور کنیت کو ایک ساتھ اختیار کرنے کی ممانعت

(۸۴۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص آپ کے نام اور کنیت کو ایک ساتھ اختیار کرے، اور جس شخص کا نام محمد ہو اس کی کنیت اَبُوْالْقَاسِم رکھے۔ (ترمذی)

(۸۴۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اگر تم میرے نام پر اپنا نام محمد رکھو تو میری کنیت اَبُوْالْقَاسِم اختیار نہ کرو" (ترمذی، ابن ماجہ)
اور ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص میرے نام پر نام رکھے، وہ میری کنیت پر کنیت اختیار نہ کرے، اور جو شخص میری کنیت پر کنیت مقرر کرے وہ میرے نام پر نام نہ رکھے۔"

آپ کے نام اور کنیت کو جمع کرنے کی ممانعت مصلحۃً تھی

(۸۴۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت نے (بارگاہِ نبوت) میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ایک لڑکا ہوا ہے اور میں نے اس کا نام محمد اور

کنیت اَبُوْ الْقَاسِم رکھی ہے لیکن مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ اس کو پسند نہیں فرماتے (یعنی بتانے والے نے مجھے یہ بتایا کہ آپ نے اپنا نام اور کنیت ایک ساتھ اختیار کرنے کو حرام قرار دیا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا ''کیا چیز ہے جس نے میرے نام پر نام رکھنے کو تو حلال و جائز، اور میری کنیت پر کنیت رکھنے کو حرام کیا ہے، یا آپ نے یہ فرمایا: کیا چیز ہے جس نے میری کنیت پر کنیت رکھنے کو حرام، اور میرے نام پر نام رکھنے کو حلال کیا ہے؟'' (ابوداؤد)

سابقہ ممانعت حضور ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص تھی

(۸۵۰) حضرت مُحَمَّدبن حَنَفِیَّہ اپنے والد (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے بتائیے کہ اگر آپ کے (وصال کے) بعد میرے یہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام آپ کے نام پر اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' (رکھ سکتے ہو) (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت

(۸۵۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے میری کنیت اس ساگ کے نام پر رکھی، جس کو میں اُکھاڑ رہا تھا (یعنی آپ نے مجھے ایک ساگ جس کو عربی میں ''حمزہ'' کہتے ہیں، اُکھاڑتے ہوئے دیکھا تو اس کی مناسبت سے میری کنیت ''ابوحمزہ'' رکھ دی) (ترمذی)

حضور برے اور نامناسب ناموں کو بدل دیا کرتے تھے

(۸۵۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ برے نام کو بدل

دیا کرتے تھے۔(ترمذی)

(۸۵۳)حضرت بَشِیر بن مَیمُون (تابعی) اپنے چچا حضرت اُسامہ بن اُخدری سے نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں ایک جماعت حاضر ہوئی، اس میں ایک شخص تھا جس کو "اَصْرَم" کہا جاتا تھا۔ رسولِ خدا ﷺ نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: اَصْرَم۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "(نہیں بلکہ آج سے) تمہارا نام زُرْعَہ ہے۔" (ابوداوَد)

اور ابو داوَد نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے عاص، عزیز، عَتَلَہ، شیطان، حَکَم، غُراب، حُباب، اور شِہاب نام کو بدل دیا ہے، اور ابوداوَد نے کہا: میں نے ان کی سندوں کو اختصار کے لیے ترک کیا ہے۔

لوگ یہ کہتے ہیں: کہہ کر بات چلتی کرنا

(۸۵۴)حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوعبداللہ سے یا حضرت ابوعبداللہ نے حضرت ابومسعود انصاری سے دریافت کیا کہ آپ نے رسولِ خدا ﷺ سے "زَعَمُوْا" (لوگ یہ کہتے ہیں) کے بارے میں کیا فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (یہ لفظ) مرد کی بری سواری ہے۔ (کیونکہ یہ لفظ (لوگ یہ کہتے ہیں) بول کر اکثر و بیشتر انسان جھوٹی بات بیان کرتا ہے) (ابوداوَد)

مشیت میں غیر خدا کو خدا کے ساتھ نہ ملایا جائے

(۸۵۵)حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (لوگو) اس طرح نہ کہو کہ (وہی ہوگا) جو اللہ چاہے اور فلاں شخص چاہے (کیوں کہ اس طرح کہنے سے اللہ اور بندے کا درجہ برابر ہو جاتا ہے) بلکہ یوں کہو کہ (وہی ہوگا) جو

اللہ چاہے، پھر فلاں بندہ چاہے (کیونکہ اس طرح کہنے سے اللہ تعالیٰ کی مشیت کا مقدم ہونا اور بندے کی مشیت کا اس کے تابع ہونا مفہوم ہوگا جو صحیح ہے) (احمد، ابوداؤد)

اور ایک منقطع روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم اس طرح نہ کہو کہ (وہی ہوگا) جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، اور محمد (ﷺ) چاہیں، بلکہ یوں کہو کہ (وہی ہوگا) جو اکیلا اللہ چاہتا ہے۔ (بغوی)

اور ایک منقطع روایت میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم اس طرح نہ کہو کہ (وہی ہوگا) جو اللہ تعالیٰ چاہے اور محمد (ﷺ) چاہیں، بلکہ یوں کہو کہ (وہی ہوگا) جو اکیلا اللہ چاہے۔ (بغوی)

منافق کو سید نہ کہو

(۸۵۶) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''کسی منافق کو سید (سردار) نہ کہو، کیوں کہ اگر وہ (کسی قوم کا یا اپنے غلاموں کا) سردار ہے (اور تم نے اس کو سردار کہا) تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کیا۔'' (کیونکہ اس میں اس کی تعظیم ہے جب کہ وہ تعظیم کا مستحق نہیں) (ابوداؤد)

(فصل سوم)

برے نام کا برا اثر

(۸۵۷) حضرت عَبْدُالْحَمِیْد بن جُبَیْر بن شَیْبَہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں حضرت سعید بن مسیب کے پاس بیٹھا تھا کہ انہوں نے مجھ سے یہ بات بیان کی کہ میرے دادا (جن کا نام حَزْن تھا) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میرا نام حَزْن (سخت مزاج) ہے۔

آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا: ''(حزن کوئی اچھا نام نہیں ہے) بلکہ تم سہل ہو (یعنی میں تمہارا نام سہل رکھتا ہوں۔)'' میرے دادا نے کہا: میرے باپ نے میرا جو نام رکھا ہے میں اس کو بدل نہیں سکتا۔ حضرت سعید بن مُسَیّب نے فرمایا (اس نام کی وجہ سے) اب تک ہمارے خاندان میں سختی ہے۔ (بخاری و مسلم)

اچھے اور برے نام

(۸۵۸) حضرت ابو وَہب جُشَمِی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''انبیاء کے ناموں پر اپنے نام رکھو، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں، نیز خوب سچے نام حارث (کام کرنے والا) اور ھَمّام (قصدو ارادہ کرنے والا) ہیں، اور سب سے برے نام حَرْب (جنگ) اور مُرَّہ (تلخی) ہیں'' (ابوداؤد)

فصیح و بلیغ کلام اور اشعار کا تذکرہ

(فصل اول)

فصیح و بلیغ کلام کی تاثیر

(۸۵۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) مشرق کی جانب سے (بنو تمیم کے) دو آدمی آئے اور دونوں نے خوب فصیح و بلیغ گفتگو کی۔ لوگوں نے ان کی فصیح و بلیغ گفتگو پر بڑی حیرت اور تعجب کا اظہار کیا تو رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''بلاشبہ بعض بیان جادو (کا اثر رکھتے) ہیں۔'' (بخاری)

بعض اشعار اچھے ہوتے ہیں

(۸۶۰) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بعض اشعر حکمت (سے پُر) ہوتا ہے'' (یعنی بعض اشعار اچھے ہوتے ہیں) (بخاری)

مبالغہ آرائی کی مذمت

(۸۶۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کلام میں مبالغہ کرنے والے ہلاکت میں پڑ گئے۔'' آپ نے یہ الفاظ تین بار فرمائے (مسلم)

سب سے سچی بات

(۸۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے لبید کا یہ کلام ہے: اَلاَ کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلاَ اللّٰہَ بَاطِلُ (سنو! اللہ کے سوا ہر چیز فنا ہو جانے والی ہے) (بخاری و مسلم)

اچھے اشعار سننا اور سنانا جائز ہے

(۸۶۳) حضرت عَمْرو بن شَرِیْد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک دن (سفر کے دوران) میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (آپ کی سواری پر) بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے مجھ سے فرمایا ''کیا تمہیں اُمَیّہ بن اَبِی الصَّلْت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟'' میں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا ''اچھا سناؤ'' میں نے ایک شعر سنایا، آپ نے فرمایا ''اور سناؤ'' میں نے پھر ایک شعر سنایا، آپ نے فرمایا اور سناؤ (آپ اسی طرح مزید سنانے کی فرمائش کرتے رہے اور میں سناتا رہا) یہاں تک کہ میں نے سو (۱۰۰) اشعار سنائے۔ (مسلم)

تسلی کے لیے شعر پڑھنا

(۸۶۴)حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک جنگ (یعنی غزوۂ احد) میں تھے کہ آپ کی انگلی خون آلود ہوگئی تو آپ نے (انگلی کو تسلی دینے کے لیے) فرمایا:

هَلُ اَنۡتِ اِلَّا اِصۡبَعٌ دَمِيۡتِ ❁ وَفِيۡ سَبِيۡلِ اللهِ مَالَقِيۡتِ

نہیں ہے تو مگر ایک انگلی جو خون آلود ہوگئی ہے، اور راہِ خدا میں ہے وہ چیز جو تجھے پیش آئی ہے (بخاری ومسلم)

دشمن کی ہجو کرنے کا حکم

(۸۶۵)حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے قُرَیظَہ کے دن حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم مشرکین کی ہجو کرو، بلاشبہ جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں (یعنی وہ تمہاری مدد کرتے ہیں) اور رسول خدا ﷺ حضرت حسان سے فرماتے: تم میری طرف سے کفار کو جواب دو (پھر یہ دعا کرتے) الٰہی! جبرئیل کے ذریعہ حسان کی مدد فرما! (بخاری ومسلم)

(۸۶۶)حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے (اپنے شاعروں سے) فرمایا: کفارِ قریش کی ہجو کیا کرو کیوں کہ یہ ہجو ان پر تیر مارنے سے زیادہ سخت ہے (مسلم)

(۸۶۷)حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ کو حضرت حسان سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے (کفار ومشرکین کی ہجو کا) مقابلہ کرتے رہتے ہو، حضرت جبرئیل برابر تمہاری مدد و اعانت کرتے رہتے ہیں۔'' حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ کو

(یہ بھی) فرماتے ہوئے سنا کہ "حسان نے کفار کی ہجو کی، اور ہجو سے مسلمانوں کو شفادی اور خود بھی شفا پائی" (یعنی انہوں نے کفار کی ہجو کا جواب ہجو سے دے کر مسلمانوں کے لیے بھی اور اپنے لیے بھی تسلی وتشفی کا سامان فراہم کیا) (مسلم)

خندق کھودتے وقت حضور ﷺ کا اور صحابہ کا رجز پڑھنا

(۸۶۸) حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ خندق (کھودے جانے) کے دن خود بنفس نفیس مٹی اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے یہاں تک کہ آپ کا پیٹ غبار آلود ہو گیا تھا، اور (عبداللہ بن رواحہ کے یہ اشعار) پڑھتے تھے۔

وَاللهِ لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا ۞ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

خدا کی قسم! اگر اللہ کی ہدایت نہ ہوتی تو ہم راہِ راست نہیں پا سکتے تھے، نہ ہم صدقہ دے سکتے، نہ نماز پڑھ سکتے تھے۔

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ۞ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

پس اے اللہ! ہم پر وقار اور اطمینان نازل فرما اور جب دشمنانِ دین سے ہماری مڈبھیڑ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

اِنَّ الْاُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ۞ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

بلاشبہ ان کفار مکہ نے ہم پر زیادتی کی ہے، جب وہ ہمیں فتنہ میں مبتلا کرنے (یعنی کفر کی طرف لوٹانے) کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کر دیتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ یہ اشعار بلند آواز سے پڑھتے تھے، اور "اَبَيْنَا اَبَيْنَا" پر اپنی آواز اور بلند کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

(۸۶۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب (غزوۂ احزاب کے موقع پر) مہاجرین اور انصار نے خندق کھودنا اور مٹی کو اٹھا اٹھا کر پھینکنا شروع کیا تو وہ (اس دوران) یہ رجز پڑھتے جاتے تھے:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا ۞ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک جہاد کرنے پر محمد ﷺ سے بیعت کی ہے۔

اور رسولِ خدا ﷺ ان کے اس رجز کے جواب میں یہ فرماتے جاتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لاَعَيْشَ اِلاَّ عَيْشُ الْاٰخِرَةْ ۞ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَ الْمُهَاجِرَةْ

''اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے تو انصار ومہاجرین کو بخش دے۔''
(بخاری، مسلم)

برے اشعار کی مذمت

(۸۷۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''یادرکھو! کسی شخص کے پیٹ کا پیپ سے بھرنا جو اس کے پیٹ کو خراب کردے یہ بہتر ہے اس سے کہ پیٹ کو (برے) اشعار سے بھرا جائے۔'' (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

اشعار کے ذریعہ جہاد کرنے کی تاکید

(۸۷۱) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک دن) نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے شعر وشاعری (کی مذمت) کے بارے میں نازل کیا جو کچھ نازل کیا، نبی کریم ﷺ نے (ان کی بات کے جواب میں) فرمایا ''بے شک مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تم کافروں کو اشعار کے ذریعہ اسی طرح زخم پہنچاتے ہو جس طرح تیروں کے ذریعہ۔'' (شرح السنۃ)

ابن عبدالبر کی کتاب الاستیعاب میں یوں ہے کہ حضرت کعب نے عرض کیا، یا رسول اللہ! شعروشاعری کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں (یہ اچھی چیز ہے یا بری؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''مومن اپنی تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور اپنی زبان سے بھی۔''

ایمان کی اور نفاق کی دوشاخیں

(۸۷۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''شرم وحیا اور زبان کو قابو میں رکھنا ایمان کی دوشاخیں ہیں، اور فحش گوئی اور لَفَّاظی نفاق کی دوشاخیں ہیں۔'' (ترمذی)

سب سے اچھے اور سب سے برے لوگ

(۸۷۳) حضرت ابو ثَعْلَبَہ خُشَنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن تم میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ عزیز ومحبوب اور مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سب سے اچھے اخلاق والے ہیں، اور میرے نزدیک تم میں سے سب سے برے اور مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو تم میں بداخلاق ہیں اور بداخلاق سے مراد وہ لوگ ہیں جو بکواس کرتے ہیں، بہت باتیں کرتے ہیں، اور متکبروں کی طرح صاف بات نہیں کرتے۔'' (بیہقی)

ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ صحابہ نے (یہ ارشاد سن کر) عرض کیا: یارسول اللہ! ثَرْثَارُوْنَ اور مُتَشَدِّقُوْنَ کے معنی تو ہمیں معلوم ہیں مُتَفَیْهِقُوْنَ سے کیا مراد ہے یعنی مُتَفَیْهِقُوْنَ کس کو کہتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تکبر کرنے والوں کو۔

تقریر و بیان میں بے فائدہ مبالغہ آرائی کی مذمت

(۸۷۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک ایک ایسی جماعت پیدا نہیں ہوجائے گی جو اپنی زبانوں کے ذریعہ اس طرح کھائے گی جس طرح گائیں اپنی زبانوں سے کھاتی ہیں‘‘ (احمد)

(۸۷۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص سخت ناپسندیدہ ہے جو کلام و بیان میں حد سے زیادہ فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ کرے، اور اپنی زبان کو اس طرح گھمائے جس طرح گائیں (چارہ کھاتے وقت) اپنی زبان کو جلدی جلدی گھماتی ہیں‘‘ (ترمذی، ابوداؤد)

(۸۷۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں میرا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جن کی زبانیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں، میں نے (یہ دیکھ کر) پوچھا: ’’جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟‘‘ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ’’یہ آپ کی امت کے واعظ و خطیب ہیں جو ایسی باتیں کہتے ہیں جن پر خود عمل نہیں کرتے۔‘‘ (ترمذی)

(۸۷۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’جو شخص طرح طرح سے بات کرنے کا سلیقہ سیکھے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر قابو پالے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ اس کی نفل عبادت قبول کرے گا اور نہ فرض۔‘‘ (ابوداؤد)

(۸۷۸) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن انہوں نے اس وقت فرمایا جب ایک شخص تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا اور (اپنی فصاحت و بلاغت کو ظاہر کرنے کے لیے) بہت لمبی تقریر کی (یہاں تک کہ سننے والے اُکتا گئے) چنانچہ

(اس وقت) حضرت عمرو نے (اس شخص سے) فرمایا: اگر تم اپنی تقریر میں اعتدال و میانہ روی سے کام لیتے (یعنی مختصر تقریر کرتے) تو بے شک وہ (تقریر) سننے والوں کے حق میں بہتر ہوتی، میں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے سمجھا ہے۔یا۔یہ فرمایا۔مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تقریر میں اور گفتگو میں اختصار سے کام لوں، کیونکہ مختصر تقریر بہتر ہے (ابوداؤد)

چار باتوں کا تذکرہ

(۸۷۹) حضرت صَخْربن عبدُاللّٰہ بن بُرَیْدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت عبداللہ) سے اور وہ صَخْر کے دادا حضرت بریدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "بعض بیان جادو (کے مانند ہوتے) ہیں، اور بعض علم جہالت ہوتے ہیں، بعض اشعار حکمت و دانائی سے پر ہوتے ہیں، اور بعض کلام وبال ہوتے ہیں۔" (ابوداؤد)

(فصل سوم)

حضرت رضی اللہ عنہ حسان کی فضیلت

(۸۸۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ مسجدِ نبوی میں (مشہور شاعرِ اسلام) حضرت حسان کے لئے منبر رکھتے تھے جس پر وہ کھڑے ہو کر (اپنے اشعار سناتے اور ان اشعار میں) رسولِ خدا ﷺ کی طرف سے اظہارِ فخر کرتے تھے۔یا یہ کہا: کہ آنحضرت کی طرف سے مقابلہ کرتے تھے اور رسول خدا ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل کے ذریعہ حسان کی تائید کرتا ہے جب تک کہ وہ رسول خدا ﷺ کی طرف سے مقابلہ کرتے ہیں۔یا یہ کہا کہ جب تک وہ رسولِ خدا

ﷺ کی طرف سے اظہارِ فخر کرتے ہیں (بخاری)

حُدی کا جواز

(۸۸۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ایک حُدی خواں تھے جن کا نام ''اَنْجَشَۃ'' تھا، وہ خوش آواز تھے (ایک سفر کے دوران) نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اَنْجَشَۃ! اونٹوں کو آہستہ آہستہ ہانکو اور شیشوں کو نہ توڑو'' حضرت قتادہ (حدیث کے ایک راوی) کہتے ہیں کہ ''شیشوں سے آنحضرت کی مراد کمزور عورتیں تھیں'' (بخاری، مسلم)

شعر کا حکم

(۸۸۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسولِ خدا ﷺ کے سامنے شعر کا ذکر کیا گیا (اور یہ دریافت کیا گیا کہ شعر وشاعری اچھی چیز ہے یا بری؟) تو رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: ''شعر بھی ایک کلام ہے، لہذا اچھا شعر اچھا ہے، اور برا شعر برا ہے'' (دار قطنی)

برے اشعار سے بچنے کی تاکید

(۸۸۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسولِ خدا ﷺ کے ہمراہ (سفر کے دوران) مقامِ عَرْج میں چل رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر سامنے نمودار ہوا جو اشعار پڑھنے میں مشغول تھا، رسول خدا ﷺ نے (اس کو دیکھ کر) فرمایا: اس شیطان کو پکڑلو یا یہ فرمایا: اس شیطان کو (شعر پڑھنے سے) روک دو، یاد رکھو! انسان کے پیٹ کا پیپ سے بھرنا، اس میں اشعار بھرنے سے بہتر ہے۔ (مسلم)

راگ اور گانے کی مذمت

(۸۸۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''راگ او رگانا دل میں نفاق کو اس طرح اُگاتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اُگاتا ہے۔'' (بیہقی)

باجوں کی آواز نہ سننے کی تاکید

(۸۸۵) حضرت نافع (تابعی) کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ راستہ میں تھا (یعنی ہم دونوں کہیں جا رہے تھے) کہ حضرت ابن عمر نے ''بانسری'' کی آواز سنی اور فوراً اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں، نیز راستہ سے ہٹ کر دوسری طرف ہولئے، پھر اس راستہ سے ہٹنے کے بعد انہوں نے مجھ سے پوچھا: نافع! کیا تم کچھ سن رہے ہو؟ میں نے کہا: نہیں! پھر انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں سے نکالیں اور کہا: (ایک دن) میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ آپ نے ''بانسری'' کی آواز سنی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی کیا جو اس وقت میں نے کیا ہے۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ اس وقت میں ایک چھوٹی عمر کا لڑکا تھا۔ (اس لیے ابن عمر نے مجھے بانسری کی آواز سننے سے نہیں روکا) (احمد، ابوداؤد)

زبان کی حفاظت، غیبت اور برا بھلا کہنے کا بیان

(فصل اول)

زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرو

(۸۸۶) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو

شخص مجھے اس چیز کی حفاظت کی ضمانت دے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے، اور جو اس کے دونوں پاؤں کے درمیان ہے (یعنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے) تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔'' (بخاری)

غلط باتوں سے بچنے کی تاکید

(۸۸۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حقیقت یہ ہے کہ، جب بندہ اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نکالتا ہے جس میں حق تعالیٰ کی خوشنودی ہوتی ہے، تو اگرچہ وہ بندہ اس بات کی اہمیت کو نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے درجات بلند کر دیتا ہے (یعنی اگرچہ وہ بندہ اپنی اس بات کی قدر و اہمیت سے واقف نہیں ہوتا اور اس کو ایک نہایت سہل اور معمولی درجہ کی بات سمجھتا ہے مگر حق تعالیٰ کے نزدیک وہ بات بڑے مرتبہ کی ہوتی ہے) اسی طرح جب بندہ کوئی ایسی بات زبان سے نکالتا ہے جو حق تعالیٰ کی ناخوشی کا ذریعہ بن جاتی ہے تو اگرچہ وہ بندہ اس بات کی اہمیت کو نہیں جانتا (یعنی وہ اس بات کو بہت معمولی سمجھتا ہے اور اس کو زبان سے نکالنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا) لیکن (حقیقت میں وہ بات اتنی خطرناک ہوتی ہے کہ) وہ بندہ اس کی وجہ سے دوزخ میں گر پڑتا ہے'' (بخاری)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ''اس کی وجہ سے مشرق و مغرب کے درمیان جتنی دوری ہے، اس سے زیادہ دور دوزخ میں گر پڑتا ہے''۔

مسلمان کو برا بھلا کہنے کا انجام

(۸۸۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کسی مسلمان کو برا کہنا فسق ہے، اور کسی مسلمان کو مار ڈالنا کفر ہے۔'' (بخاری، مسلم)

(۸۸۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس

شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک اس کلمہ (کے وبال) کے ساتھ لوٹتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

(۸۹۰) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کوئی شخص کسی پر نہ فسق کی تہمت لگاتا ہے، نہ کفر کی تہمت لگاتا ہے، مگر وہ (تہمت) تہمت لگانے والے پر لوٹ جاتی ہے اگر اس کا ساتھی اس طرح کا نہ ہو۔'' (بخاری)

(۸۹۱) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے یا کسی کو خدا کا دشمن کہے اور وہ درحقیقت ایسا نہ ہو تو اس کا کہا ہوا خود اس پر لوٹ جاتا ہے (یعنی کہنے والا خود کافر یا خدا کا دشمن ہو جاتا ہے)'' (بخاری، مسلم)

(۸۹۲) حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے راویت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے والے دو آدمی جو کچھ کہتے ہیں اس کا گناہ اس شخص پر ہوگا جس نے پہل کی ہے جب تک مظلوم تجاوز نہ کرے۔'' (مسلم)

لعنت کرنے کی نحوست

(۸۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''صِدِّیق (یعنی کامل مؤمن) کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ بہت زیادہ لعنت کرنے والا ہو'' (مسلم)

(۸۹۴) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو لوگ بہت زیادہ لعنت کیا کرتے ہیں وہ قیامت کے دن نہ گواہ بنائے جائیں گے اور نہ شفاعت کرسکیں گے۔'' (مسلم)

(۸۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب کوئی آدمی یہ کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہوئے (یعنی دوزخ ان کے لیے واجب ہوگئی) تو

کہنے والا سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔" (کیونکہ وہ لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے، اوران کو اللہ کی رحمت سے ناامید کرتا ہے) (مسلم)

سب سے بدتر شخص

(۸۹۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قیامت کے دن سب سے بدتر شخص وہ ہوگا جو (فتنہ انگیزی کی خاطر) دومنہ رکھتا ہے، ایک جماعت کے پاس آتا ہے تو کچھ کہتا ہے، اور دوسری جماعت کے پاس آتا ہے تو کچھ اور کہتا ہے" (بخاری، مسلم)

چغل خوری کی نحوست

(۸۹۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا (یعنی ابتداء میں جنت میں داخل نہیں ہوگا)" (بخاری، مسلم)

سچ بولنے کی اور جھوٹ سے بچنے کی تاکید

(۸۹۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سچ بولنے کو اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ سچ بولنا، نیکوکاری کی طرف لے جاتا ہے، اور نیکوکاری جنت تک پہنچاتی ہے، اور ایک شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے، اور ہمیشہ سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک صِدّیق (بڑا سچا) لکھا جاتا ہے، نیز تم اپنے آپ کو جھوٹ بولنے سے باز رکھو کیونکہ جھوٹ بولنا فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے۔ اور فسق و فجور دوزخ تک پہنچاتا ہے، اور ایک شخص برابر جھوٹ بولتا ہے اور (زیادہ سے زیادہ) جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے

یہاں کَذَّاب (بڑا جھوٹا) لکھا جاتا ہے" (بخاری، مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سچ بولنا نیکی ہے، اور نیکی جنت تک پہنچاتی ہے، اور جھوٹ بولنا بدکاری ہے، اور بدکاری دوزخ تک پہنچاتی ہے۔

صلح صفائی کی غرض سے خلاف واقعہ بھلی بات کہنے والا جھوٹا نہیں

(۸۹۹) حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح وصفائی کراتا ہے، اور بھلی بات کہتا ہے اور بھلی بات پہنچاتا ہے (یعنی صلح صفائی کرانے کے لیے جو شخص خلاف واقعہ بات کہتا ہے وہ جھوٹا نہیں ہے)" (بخاری ومسلم)

منہ پر تعریف کرنے سے بچنے کی تاکید

(۹۰۰) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا "جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔" (یعنی ان کا منہ بند کردو، اور تعریف کرنے سے روکو) (مسلم)

(۹۰۱) حضرت اَبُو بَکْرَہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے ایک آدمی کی (مبالغہ آمیزی کے ساتھ) تعریف کی (اور جس کی وہ تعریف کررہا تھا وہ وہاں موجود تھا) چنانچہ آنحضرت ﷺ نے (تعریف کرنے والے سے) فرمایا: "افسوس ہے تم پر! تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی۔" آپ نے یہ الفاظ تین بار دہرائے (پھر فرمایا:) "اگر تم میں سے کوئی شخص کسی کی تعریف کرنا ضروری سمجھے، تو یوں کہے میں فلاں شخص کے بارے میں یہ گمان رکھتا ہوں، اور اللہ

تعالیٰ خوب واقف ہے اور وہی اس کے اعمال کا حساب لینے والا ہے، اگر تعریف کرنے والا یہ گمان رکھتا ہے کہ اس نے جس شخص کی تعریف کی ہے وہ واقعۃً ایسا ہی ہے، اور اللہ پر (لازم کر کے) کسی کی تعریف نہ کرے (یعنی پورے وثوق کے ساتھ کسی کی تعریف نہ کرے ورنہ اللہ پر حکم کرنا لازم آئے گا)'' (بخاری و مسلم)

غیبت کس کو کہتے ہیں؟

(۹۰۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا ''کیا تم جانتے ہو غیبت کس کو کہتے ہیں؟'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''غیبت یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کا ذکر اس طرح کرو کہ جس کو وہ (اگر سنے تو) ناپسند کرے۔'' بعض صحابہ نے (یہ سنکر) عرض کیا: یارسول اللہ! یہ بتائیے کہ اگر میرے بھائی میں (جس کا میں نے برائی کے ساتھ ذکر کیا ہے) وہ عیب ہو جو میں نے بیان کیا ہے تو کیا یہ بھی غیبت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے اس کی جس برائی کا ذکر کیا ہے اگر وہ اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی، اور اگر اس میں وہ برائی نہیں ہے جس کو تم نے ذکر کیا ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا'' (مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ جب تم نے اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کہی جو اس میں ہے، تو تم نے اس کی غیبت کی، اور جب تم نے ایسی بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔

فحش گوئی سے بچو

(۹۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ایک دن) ایک شخص نے

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو آنے کی اجازت دے دو، اور یہ شخص اپنی قوم کا برا آدمی ہے،'' پھر جب وہ شخص آ کر بیٹھا تو آپ اس سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملے، اور مسکرا کر اس سے باتیں کرتے رہے، جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے تو اس شخص کے بارے میں ایسا ایسا کہا تھا (یعنی یہ فرمایا تھا کہ وہ شخص اپنی قوم کا برا آدمی ہے) مگر آپ اس سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملے اور مسکرا کر اس سے باتیں کرتے رہے، آپ نے فرمایا ''تم نے مجھ کو فحش گو کب پایا؟ (یاد رکھو) قیامت کے دن خدا کے نزدیک درجہ کے اعتبار سے بدترین شخص وہ ہوگا، جس کو لوگ اس کی برائی سے بچنے کی خاطر چھوڑ دیں'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''جس کی فحش گوئی سے بچنے کی خاطر (لوگ اس سے اجتناب کریں)'' (بخاری و مسلم)

اپنے عیوب اور گناہوں کو چھپانے کی تاکید

(۹۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''میری پوری امت عافیت میں ہے، علاوہ ان لوگوں کے جو اپنے عیوب اور گناہ کو ظاہر کرتے ہیں (یعنی میری امت سخت عذاب میں مبتلا نہیں ہوگی، مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے) بلاشبہ یہ بات بڑی بے پروائی (یعنی بے حسی اور بے غیرتی) کی ہے کہ ایک شخص رات میں کوئی برا کام کرے، پھر صبح ہونے پر جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس برے کام کو چھپالیا تھا، وہ لوگوں سے یہ کہتا پھرے کہ اے فلاں شخص میں نے رات میں ایسا ایسا (برا کام) کیا ہے، حالانکہ اس کے پروردگار نے رات میں اس کی پردہ پوشی کی تھی اور اس نے صبح ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کے پردے کو کھول

تین باتوں کی فضیلت

(۹۰۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور وہ (جھوٹ) ناحق و ناروا ہو تو اس کے لیے جنت کے کنارے پر محل بنایا جاتا ہے، اور جو شخص جھگڑے اور بحث و تکرار چھوڑ دے باوجودیکہ وہ حق پر ہو تو اس کے لیے جنت کے بیچوں بیچ محل بنایا جاتا ہے، اور جس شخص نے اپنے اخلاق کو سنوارا، اس کے لیے جنت کی بلند ترین جگہ پر محل بنایا جاتا ہے۔'' (ترمذی)

دو چیزیں جنت میں اور دو چیزیں دوزخ میں پہنچاتی ہیں

(۹۰۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جانتے ہو لوگوں کو عام طور پر کون سی چیز جنت میں داخل کرتی ہے؟ وہ تقویٰ (یعنی اللہ سے ڈرنا) اور اچھا خلق ہے.........اور جانتے ہو لوگوں کو عام طور پر کون سی چیز دوزخ میں لے جاتی ہے؟ وہ دو کھلی چیزیں ہیں یعنی منہ اور شرمگاہ۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

بھلی بات اور بری بات بولنے کا انجام

(۹۰۷) حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی کوئی بھلی بات بولتا ہے اور وہ اس کی قدر و منزلت سے آگاہ نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ اس (بھلی بات) کی وجہ سے اس کے حق میں اپنی خوشنودی اس دن تک کے لیے لکھ دیتا ہے، جس دن وہ اللہ سے ملاقات کرے گا۔

اسی طرح ایک آدمی کوئی بری بات اپنی زبان سے نکالتا ہے، اور وہ اس کی

اہمیت سے واقف نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ اس (بری بات) کی وجہ سے اس کے حق میں اپنی خفگی اس دن تک کے لیے لکھ دیتا ہے، جس دن وہ اللہ سے ملے گا۔ (شرح السنۃ، مالک، ترمذی، ابن ماجہ)

لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے کا انجام

(۹۰۸) بَھز بن حَکِیم اپنے والد (حکیم بن معاویہ) سے اور وہ بہز کے دادا (حضرت معاویہ بن حَیْدَہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''افسوس ہے اس شخص پر جو بات کرے تو جھوٹ بولے، تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ہنسائے، افسوس ہے اس شخص پر! افسوس ہے اس شخص پر!'' (احمد، ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

(۹۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''بے شک بندہ ایک بات کہتا ہے، اور صرف اس لیے کہتا ہے کہ اس کے ذریعے لوگوں کو ہنسائے، تو وہ اس بات کی وجہ سے زمین اور آسمان کے درمیان جتنی دوری ہے اس سے زیادہ دور (دوزخ میں) جاگرتا ہے، اور بلاشبہ بندہ کی زبان اس کے قدموں سے زیادہ پھسلتی ہے۔'' (بیہقی)

نجات حاصل کرنے کا طریقہ

(۹۱۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔'' (احمد، ترمذی، دارمی، بیہقی)

(۹۱۱) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کیا: نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ''(۱) اپنی زبان کو قابو میں رکھو (۲) اپنے گھر میں رہو (یعنی بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلو) (۳) اور اپنے گناہوں پر رویا کرو'' (احمد، ترمذی)

تمام اعضاء زبان کے تابع ہیں

(۹۱۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق مرفوع نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو جسم کے سارے اعضاء، زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے حق میں اللہ سے ڈر! کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں، اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔'' (ترمذی)

بے فائدہ باتوں سے بچنے کی تاکید

(۹۱۳) حضرت علی بن حسین یعنی حضرت زین العابدین کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ اس چیز کو چھوڑ دے جو بے فائدہ ہے'' (مالک، احمد)

(۹۱۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) صحابہ میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا تو ایک دوسرے شخص نے کہا: تمہیں جنت کی بشارت ہو، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ بات سن کر اس شخص سے) فرمایا: ''تم یہ بات کہہ رہے ہو جب کہ حقیقت حال کا تمہیں علم نہیں ہے، ہوسکتا ہے اس شخص نے کوئی لایعنی (بے فائدہ) بات زبان سے نکالی ہو، یا ایسی چیز میں بخل کیا ہو جس کو خرچ کرنے سے کمی واقع نہیں ہوتی'' (ترمذی)

سب سے زیادہ خوفناک چیز

(۹۱۵) حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ میرے بارے میں جن چیزوں سے ڈرتے ہیں ان میں سب سے زیادہ خوفناک چیز کون سی ہے؟ حضرت سفیان کہتے ہیں کہ آنحضرت

ﷺ نے (یہ سن کر) اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا: ''یہ چیز (یعنی تمہارے بارے میں مجھے سب سے زیادہ ڈر اس زبان سے لگتا ہے، کیونکہ گناہ کی اکثر باتیں اسی سے سرزد ہوتی ہیں، لہٰذا تم اس زبان کے فتنہ سے بچو)'' (ترمذی)

جھوٹ کی بدبو

(۹۱۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے جس کا اس نے ارتکاب کیا ہے، (حفاظت کرنے والے) فرشتے اس سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔'' (ترمذی)

بہت بڑی خیانت

(۹۱۷) حضرت سفیان بن اَسَد حَضْرَمِی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے (مسلمان) بھائی سے کوئی بات کہو اور وہ تم کو اس بات میں سچا جانے جب کہ تم اس بات میں جھوٹے ہو'' (ابوداؤد)

دورُخے آدمی کا انجام

(۹۱۸) حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''جو شخص دنیا میں دورُخا ہوگا، قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی'' (دارمی)

کامل مؤمن کی پہچان

(۹۱۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''(کامل) مؤمن نہ تو طعن کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش گوئی کرنے

والا ہوتا ہے۔ نہ زبان درازی کرنے والا۔'' (ترمذی، بیہقی)

(۹۲۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ شخص (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جو بہت زیادہ لعنت کرنے والا ہے، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ مؤمن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ بہت زیادہ لعنت کرنے والا ہو'' (ترمذی)

بددعا اور لعنت کرنے سے بچنے کی تاکید

(۹۲۱) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آپس میں ایک دوسرے کے لیے نہ تو خدا کی پھٹکار کی بددعا کرو، نہ خدا کے غضب کی اور نہ جہنم میں جانے کی بددعا کرو۔'' ـــــ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''نہ آگ میں داخل ہونے کی بددعا کرو'' (ترمذی، ابوداؤد)

(۹۲۲) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جب کوئی بندہ کسی چیز یعنی کسی انسان یا غیر انسان پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف جاتی ہے، تو آسمان کے دروازے اس لعنت پر بند کردیئے جاتے ہیں، پھر زمین کی طرف اترتی ہے تو اس لعنت پر زمین کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، پھر وہ لعنت دائیں بائیں طرف جاتی ہے (مگر ادھر سے بھی دھتکار دی جاتی ہے) چنانچہ جب وہ کسی طرف بھی راستہ نہیں پاتی تو اس چیز کی طرف متوجہ ہوتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے، اگر وہ چیز اس لعنت کی اہل وسزاوار ہوتی ہے تو اس پر واقع ہو جاتی ہے ورنہ اپنے کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔'' (ابوداؤد)

(۹۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) ایک شخص کی چادر ہوا میں اُڑ گئی تو اس نے ہوا کو لعنت کی، اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہوا کو لعنت نہ کرو کیونکہ وہ تو حکم کے تابع ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کے قابل نہیں ہے تو وہ لعنت اُسی پر لوٹ آتی ہے'' (ترمذی، ابوداؤد)

حضور ﷺ کی ایک اہم ہدایت

(۹۲۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''میرے صحابہ میں سے کوئی شخص کسی کے بارے میں مجھ تک کوئی (ایسی) بات نہ پہنچائے (جس سے اس کی برائی ظاہر ہوتی ہو یعنی میرے پاس آ کر کسی کے بارے میں یہ نہ کہے کہ فلاں آدمی نے یہ برا کام کیا ہے یا یہ بری بات کہی ہے یا وہ اس بری عادت میں مبتلا ہے) کیونکہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جب میں (گھر سے) نکل کر تمہارے پاس آؤں تو میرا سینہ صاف ہو (یعنی میرے دل میں تم میں سے کسی کی طرف سے کوئی ناراضگی، غصہ اور بغض نہ ہو)'' (ابوداؤد)

غیبت کی شناعت

(۹۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک دن) میں نبی کریم ﷺ سے یہ کہہ بیٹھی کہ صفیہ کے تئیں بس آپ کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ ایسی ایسی ہیں (یعنی پستہ قد ہیں) رسول خدا ﷺ نے (میری یہ بات سن کر ناگواری کے ساتھ) فرمایا: ''تم نے اپنی زبان سے ایسی بات نکالی ہے کہ اگر اس کو دریا میں ملایا جائے تو بلاشبہ یہ بات دریا پر غالب آ جائے۔'' (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

بدگوئی کی نحوست اور نرم گوئی کی خوبی

(۹۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدگوئی اور بے حیائی کسی چیز میں نہیں ہوتی مگر اس کو عیب دار بنا دیتی ہے، اور حیا اور نرمی کسی چیز میں نہیں ہوتی مگر اس کو زینت بخشتی ہے۔'' (ترمذی)

عار دلانے کا انجام بد

(۹۲۷) حضرت خالد بن مَعْدَان حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو کسی گناہ پر عار دلاتا ہے (یعنی ایسے گناہ پر سرزنش کرتا ہے جس سے اس نے توبہ کر لی ہے) تو وہ عار دلانے والا مرنے سے پہلے خود بھی اس گناہ میں (کسی نہ کسی طرح ضرور) مبتلا ہوتا ہے۔'' (ترمذی)

مسلمان بھائی کی تکلیف پر خوش ہونے کا انجام بد

(۹۲۸) حضرت وَاثِلَہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے مسلمان بھائی کی تکلیف پر خوشی مت ظاہر کرو، ہوسکتا ہے (تمہاری بے جا خوشی سے ناراض ہوکر) اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل کردے (یعنی اس کو مصیبت و آفت سے نجات دے دے) اور تمہیں اس آفت میں مبتلا کردے۔'' (ترمذی)

نقل اُتارنے کی قباحت

(۹۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ میں کسی شخص کی نقل اتاروں چاہے میرے لیے اتنا اتنا مال ہو (یعنی اگر کوئی مجھے بے حساب مال وزر دے، تب بھی میں کسی کی نقل اُتارنا گوارا نہ کروں)'' (ترمذی)

اللہ کی رحمت وسیع ہے

(۹۳۰) حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) ایک دیہاتی شخص (اپنے

اُونٹ پر سوار ہو کر مدینہ) آیا اور (مسجد نبوی کے قریب پہنچ کر) اس نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور اس کے پاؤں کو باندھ کر مسجد میں داخل ہوا، پھر اس نے رسولِ خدا ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور سلام پھیرنے کے بعد (یعنی نماز سے فارغ ہو کر) اپنے اونٹ کے پاس آیا (اور اس کو کھول کر) اس پر سوار ہوا، پھر اس نے بلند آواز سے کہا: اے اللہ! مجھ پر اور محمد پر اپنی رحمت نازل فرما اور ہماری رحمت میں کسی اور کو شریک نہ فرما۔ رسول خدا ﷺ نے (اُس کو اس طرح دُعا مانگتے سنا تو صحابہ سے) فرمایا: ''تم بتا سکتے ہو کہ یہ دیہاتی زیادہ جاہل ہے یا اس کا اونٹ؟! کیا تم نے نہیں سنا اس نے کیا کہا؟'' صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں ہم نے سنا ہے (ابوداؤد)

(فصل سوم)

فاسق کی تعریف مت کرو

(۹۳۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے، تو اللہ تعالیٰ (تعریف کرنے والے پر) غصہ ہوتا ہے اور اس کی تعریف کی وجہ سے عرش الٰہی کانپ اُٹھتا ہے۔'' (بیہقی)

مسلمان جھوٹا اور خائن نہیں ہوتا

(۹۳۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''مسلمان، جھوٹ اور خیانت کے سوا تمام خصلتوں پر پیدا کیا جاتا ہے۔'' (یعنی مؤمن کامل میں یہ دو خصلتیں نہیں ہوتیں) (احمد)

(۹۳۳) حضرت صفوان بن سُلیم کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ سے پوچھا گیا: کیا مؤمن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ''ہو سکتا ہے۔'' پھر آپ سے پوچھا گیا

کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہوسکتا ہے۔" پھر آپ سے پوچھا گیا: کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا "نہیں۔" (مالک، بیہقی)

شیطان کی شرارت

(۹۳۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ) شیطان کسی آدمی کی صورت اختیار کر کے کسی جماعت کے پاس آتا ہے اور ان کو کوئی جھوٹی خبر پہنچا دیتا ہے، پھر جب اس جماعت کے لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہوتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص کہتا ہے میں نے ایک شخص سے سنا ہے جس کی صورت تو میں پہچانتا ہوں، مگر اس کا نام نہیں جانتا، وہ یہ بات بیان کرتا تھا۔ (مسلم)

خاموش رہنے کی فضیلت

(۹۳۵) حضرت عِمران بن حِطّان (تابعی) کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں حضرت ابوذر غفاری کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کو مسجد میں پایا، اس وقت وہ ایک کالی کملی سے گوٹ مار کر تنہا بیٹھے تھے، میں نے عرض کیا: ابوذر! یہ تنہائی کیوں اختیار کر رکھی ہے؟ (یعنی دوسرے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر افادہ واستفادہ کرنے کے بجائے اس طرح تنہا کیوں بیٹھے ہیں؟) حضرت ابوذر نے جواب دیا کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "برے ہم نشینوں کے ساتھ بیٹھنے سے تنہا بیٹھنا بہتر ہے، اور تنہا بیٹھنے سے نیک ہم نشینوں کے ساتھ بیٹھنا بہتر ہے۔ نیز چپ رہنے سے بھلائی سکھانا بہتر ہے اور برائی سکھانے سے چپ رہنا بہتر ہے" (اور ظاہر ہے کہ جو چیز چپ رہنے میں مددگار بن سکتی ہے وہ گوشہ نشینی اور تنہائی ہے۔) (بیہقی)

(۹۳۶) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ”چپ رہنے کی وجہ سے آدمی کو جو درجہ حاصل ہوتا ہے وہ ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے“ (بیہقی)

چند اہم نصیحتیں

(۹۳۷) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے بعد (خود ابوذر رضی اللہ عنہ نے یا ابوذر سے نقل کرنے والے راوی نے) طویل حدیث بیان کی (جو یہاں نقل نہیں کی گئی ہے بلکہ اس کے یہ آخری جملے نقل کیے گئے ہیں) پھر ابوذر نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیے؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں، کیونکہ تقویٰ تمہارے تمام (دینی و دنیاوی) امور و اعمال کو بہت زیادہ زینت و آرائش بخشنے والا ہے۔“

میں نے عرض کیا مجھے کچھ اور (نصیحت) فرمائیے؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تلاوتِ قرآن اور ذکر اللہ کو اپنے لیے ضروری سمجھو کیونکہ (تلاوتِ قرآن اور ذکر اللہ) تمہارے لیے آسمان میں ذکر کا سبب ہوگا، اور زمین پر نور کا سبب ہوگا“

میں نے عرض کیا: میرے لیے کچھ اور (نصیحت) فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”طویل خاموشی کو اپنے اوپر لازم کرلو کیوں کہ خاموشی شیطان کو دور بھگاتی ہے اور دینی امور میں تمہاری مددگار رہوتی ہے۔“

میں نے عرض کیا: میرے لیے کچھ اور (نصیحت) فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بہت زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو کیوں کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے اور چہرے کی رونق کھو دیتا ہے“

میں نے عرض کیا: میرے لیے کچھ اور (نصیحت) فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سچی بات کہو اگر چہ وہ کڑوی ہو“

میں نے عرض کیا: میرے لیے کچھ اور (نصیحت) فرمایئے، آپ ﷺ نے فرمایا ''خدا کے دین اور خدا کے پیغام کو ظاہر کرنے اور اس کی تائید وتقویت میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔''

میں نے عرض کیا: میرے لئے کچھ اور (نصیحت) فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''وہ چیز تمہیں لوگوں کے عیوب (ظاہر کرنے) سے روکے جس کو تم اپنے بارے میں جانتے ہو'' (یعنی جب تمہیں کسی کی عیب کا خیال آئے تو فوراً اپنے عیوب کی طرف دیکھو، اور سوچو کہ خود میری ذات میں اتنے عیب ہیں، دوسرے کے عیوب بیان کرنے سے کیا فائدہ؟!) (بیہقی)

طویل خاموشی اور خوش خلقی کی فضیلت

(۹۳۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ''ابوذر! کیا میں تمہیں وہ دو کام نہ بتادوں جو عمل کے اعتبار سے بہت ہلکے ہیں، لیکن وزن کے اعتبار سے بہت بھاری ہیں۔'' حضرت ابوذر نے کہا: میں نے عرض کیا ہاں! ضرور بتایئے، آپ نے فرمایا ''(۱) طویل خاموشی (۲) اور خوش خلقی، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! بندوں نے ان دو کاموں سے بہتر کوئی کام نہیں کیا ہے۔'' (بیہقی)

اپنے غلام اور نوکر کو بھی برا بھلا مت کہو

(۹۳۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے کسی غلام پر لعنت کررہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: ''بھلا تم نے لعنت کرنے والے اور صدیقین کو بھی دیکھا ہے؟ (یعنی صدیق لعنت کرنے والا ہوسکتا ہے؟) نہیں ربِ کعبہ

کی قسم! یہ دونوں باتیں کسی ایک شخص میں ہرگز جمع نہیں ہوسکتیں۔'' چنانچہ ابوبکر نے (کفارہ کے طور پر) اس دن اپنے بعض غلاموں کو آزاد کیا، پھر (معذرت خواہی کے لیے) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میں آئندہ کبھی ایسا کام نہیں کروں گا (بیہقی)

زبان کی ہلاکت خیزی

(۹۴۰) حضرت اسلم کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر فاروق، حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (دیکھا کہ) حضرت ابوبکر اپنی زبان کھینچ رہے ہیں، حضرت عمر نے (یہ دیکھ کر) کہا: ٹھہریے، ایسا نہ کیجیے! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: (یہ زبان اسی سزا کی مستحق ہے کیونکہ) اس نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں ڈالا ہے (مالک)

چھ باتوں پر عمل کرنے کی تاکید

(۹۴۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تم لوگ اپنے بارے میں مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو (یعنی چھ باتوں پر عمل کرنے کا عہد کرو) میں تمہارے لیے جنت کا ذمہ لیتا ہوں، (۱) جب بات کرو تو سچ بولو (۲) وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو امانت کو ادا کرو (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (یعنی حرام کاری سے بچو) (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھو (یعنی بدنظری سے پرہیز کرو) (۶) اور اپنے ہاتھوں کو ظلم وزیادتی سے روکو'' (احمد، حاکم، بیہقی)

اللہ کے بہترین بندے اور بدترین بندے

(۹۴۲) حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ اور اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا،

راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آجائے، اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چغلی کھاتے پھرتے ہیں، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتے رہتے ہیں، اور پاک دامن بندوں میں گناہ تلاش کرتے رہتے ہیں۔" (احمد، بیہقی)

غیبت کرنے پر زجر وتنبیہ

(۹۴۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) دو آدمیوں نے جو روزہ دار تھے (نبی کریم کے پیچھے) ظہر یا عصر کی نماز پڑھی، جب نبی کریم ﷺ نماز پڑھ چکے تو (ان دونوں سے) فرمایا: "تم دونوں دوبارہ وضو کرو، اپنی اس نماز کو لوٹاؤ اور اپنے اس روزے کو پورا کرو اور اس کے بدلے میں (احتیاطاً) دوسرے دن روزہ رکھ لو۔" ان دونوں نے (یہ سن کر) عرض کیا: کیوں یا رسول اللہ! (یعنی وضو و نماز اور روزے کو لوٹانے کا حکم کس سبب سے ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا "اس لیے کہ تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے" (بیہقی)

غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے

(۹۴۴) حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا "غیبت کرنا، زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔" صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! غیبت زنا سے زیادہ سخت کس طرح سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "جب آدمی زنا کرتا ہے، پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے" ــــــ اور ایک روایت میں یوں ہے "پھر توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے، لیکن غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا جب تک اس کو وہ شخص معاف نہ کردے، جس کی اس نے غیبت کی ہے"۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لیے توبہ نہیں ہے۔‘‘ (بیہقی)

غیبت کا کچھ کفارہ

(۹۴۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’غیبت کا کچھ کفارہ یہ ہے کہ تم اس شخص کے لیے مغفرت و بخشش کی دعا مانگو، جس کی تم نے غیبت کی ہے اور اس طرح دعا مانگو: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ (اے اللہ! ہم کو اور اس شخص کو (جس کی میں نے غیبت کی ہے) بخش دے)‘‘ (بیہقی)

وعدہ کا بیان

(فصل اول)

سابق خلیفہ کے وعدوں کی اہمیت

(۹۴۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اور حضرت ابوبکر صدیق کے پاس علاء بن حضرمی کے یہاں سے مال آیا (جن کو آنحضرت نے بحرین کا عامل مقرر کیا تھا) تو حضرت ابوبکر نے کہا: جس شخص کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض ہو یا جس شخص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ (دینے کا) وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا اور اتنا اور اتنا دینے کا مجھ سے وعدہ فرمایا تھا (یہ کہہ کر) حضرت جابر نے اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ کھولے (یعنی حضرت جابر نے اپنے ہاتھوں کو تین مرتبہ کھول کھول کر دکھایا اور واضح کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ

وعدہ فرمایا تھا کہ مال آنے پر میں تمہیں تین مرتبہ دونوں ہاتھ بھر بھر کر دوں گا) حضرت جابر کہتے ہیں، پھر حضرت ابوبکر نے ایک بار اپنے (دونوں) ہاتھ بھر کر مجھے (درہم) دیئے، میں نے ان کو شمار کیا تو وہ پانچ سو (۵۰۰) تھے، پھر انہوں نے فرمایا: اس سے دوگنا لے لو (یعنی ایک ہزار گن کر اور لے لو تاکہ کم و بیش نہ ہوں) (بخاری و مسلم)

(فصل دوم)

جانشین خلیفہ کی ذمہ داریاں

(۹۴۷) حضرت اَبُو جُحَیْفَہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کا رنگ (سرخی مائل) سفید تھا اور آپ پر بڑھاپا ظاہر ہو چکا تھا، اور حضرت حسن بن علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری جماعت کو تیرہ (۱۳) جوان اونٹنیاں دینے کا حکم فرمایا تھا، جب ہم اونٹنیوں کو لینے کے لیے گئے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے، اور ہمیں کچھ بھی نہیں دیا گیا۔ پھر جب حضرت ابوبکر صدیق (خلیفہ اول قرار پائے اور خطبہ دینے کے لیے) کھڑے ہوئے تو فرمایا: جس شخص سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دینے کا وعدہ فرمایا ہو اس کو چاہیے کہ وہ ہمارے پاس آئے (حضرت ابوبکر کا یہ ارشاد جب میں نے سنا) تو کھڑا ہو کر ان کے پاس گیا اور ان کو بتایا (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرہ (۱۳) اونٹنیاں دینے کا وعدہ فرمایا تھا) چنانچہ حضرت ابوبکر نے ہمیں تیرہ (۱۳) اونٹنیاں دینے کا حکم فرمایا۔ (ترمذی)

وعدہ کے پاس ولحاظ کا نادر ترین واقعہ

(۹۴۸) حضرت عَبْدُاللہ بِن اَبِیْ حَمْسَاء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے نبی ہونے سے پہلے (ایک مرتبہ) میں نے آپ سے ایک چیز خریدی اور کچھ قیمت کی ادائیگی مجھ پر باقی رہ گئی، میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ میں بقیہ قیمت لے کر اسی جگہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں۔ لیکن میں اس وعدہ کو بھول گیا، اور تین دن کے بعد یہ بات یاد آئی (کہ میں نے آپ ﷺ سے کوئی وعدہ کیا تھا جبھی میں بقیہ قیمت لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا) تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے اور (مجھے دیکھ کر) فرمایا کہ تم نے مجھے زحمت میں مبتلا کر دیا، میں تین دن سے اسی جگہ (بیٹھا ہوا) تمہارا انتظار کر رہا ہوں (ابوداؤد)

عذر کی وجہ سے وعدہ میں تاخیر کرنا

(۹۴۹) حضرت زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "جب کوئی آدمی اپنے بھائی سے کوئی وعدہ کرے، اور اس وعدہ کو پورا کرنے کا قصد رکھتا ہے، مگر (کسی عذر کی وجہ سے) اس وعدہ کو پورا نہ کر سکے اور وقتِ موعود پر نہ آئے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔" (ابوداؤد، ترمذی)

بچے سے کیا ہوا وعدہ بھی پورا کیا جائے

(۹۵۰) حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے، اور میری والدہ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا: آؤ میں تمہیں (ایک چیز) دوں، رسولِ خدا ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے اس کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا: میں اس کو ایک کھجور دینا چاہتی تھی۔ رسول خدا ﷺ نے ان سے فرمایا: "یاد رکھو! اگر تم اس کو کچھ نہ دیتیں تو تمہارے نامۂ اعمال میں ایک جھوٹ لکھا جاتا" (ابوداؤد، بیہقی)

(فصل سوم)

شرعی یا طبعی تقاضے سے وعدہ کی جگہ سے ہٹنا جائز ہے

(۹۵۱) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص کسی آدمی سے (کہیں ملنے کا) وعدہ کرے اور ان دونوں میں سے کوئی ایک نماز کے وقت تک وہاں نہ پہنچے اور وہ شخص نماز پڑھنے کے لیے چلا جائے جو وہاں آ گیا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔'' (رزین)

خوش طبعی کا بیان

(فصل اول)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش طبع تھے

(۹۵۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے (دل لگی کے طور پر) فرماتے ''اَبُوْ عُمَیْرا نُغَیْر کہاں گیا؟'' (حضرت انس کہتے ہیں) میرے اس چھوٹے بھائی کے پاس ایک نُغَیْر نامی پرندہ تھا، جس سے وہ کھیلا کرتا تھا اور وہ پرندہ مر گیا تھا (بخاری و مسلم)

(فصل دوم)

خوش طبعی میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچی بات کہتے تھے

(۹۵۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) صحابہ نے عرض کیا: یا

رسول اللہ! آپ ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں؟! آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''(ہاں لیکن اس خوش طبعی میں بھی) میں سچی بات کہتا ہوں۔'' (ترمذی)

آپ ﷺ کی خوش طبعی کے چند واقعات

(۹۵۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) ایک شخص نے رسولِ خدا ﷺ سے سواری کا جانور مانگا، تو آپ نے فرمایا: میں تمہیں سواری کے لیے اونٹنی کا بچہ دوں گا، اس شخص نے (حیرت کے ساتھ) کہا: یا رسول اللہ! میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا؟ (جو سواری کے قابل نہیں ہوتا) رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''اونٹ کو اونٹنیاں ہی جنتی ہیں'' (ترمذی، ابوداؤد)

(۹۵۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا ''اے دو کان والے۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

(۹۵۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ (ایک دن ایک بوڑھی عورت نے آنحضرت ﷺ سے یہ درخواست کی کہ میرے لیے جنت کی دعا فرمایئے! تو) آپ نے بوڑھی سے فرمایا: بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی، اس عورت نے کہا: بوڑھی عورتیں جنت میں کیوں داخل نہیں ہوں گی؟ ــــــ وہ عورت قرآن پاک پڑھی ہوئی تھی ــــــ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تو قرآن پاک میں یہ آیت نہیں پڑھتی: ﴿اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا﴾ یعنی ہم نے جنت کی عورتوں کو کنواریاں بنایا ہے۔ (رزین)

(۹۵۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگل کے رہنے والے ایک صحابی جن کا نام زاہر بن حرام تھا۔ نبی کریم ﷺ کے لیے بطور ہدیہ جنگل سے کچھ لایا کرتے تھے (یعنی ایسی چیزیں لایا کرتے تھے جو جنگل میں پیدا ہوتی ہیں، جیسے ساگ، سبزی اور لکڑی وغیرہ) اور جب وہ مدینہ سے جانے کا ارادہ کرتے تو رسول خدا ﷺ ان کو

شہر کی چیزیں دیا کرتے تھے، نبی کریم ﷺ (ان کے بارے میں) فرماتے کہ زاہر ہمارا جنگل کا گماشتہ ہے (کہ وہ ہمارے لیے جنگل کی چیزیں لاتا ہے) اور ہم اس کے شہر کے گماشتہ ہیں (کہ ہم اس کو شہر کی چیزیں دیتے ہیں) نیز نبی کریم ﷺ زاہر سے بہت محبت و تعلق رکھتے تھے، جب کہ وہ ایک بدصورت شخص تھے۔

ایک دن نبی کریم ﷺ (بازار میں) تشریف لے گئے تو (دیکھا کہ) وہ اپنا سودا سلف بیچ رہے ہیں آپ نے پیچھے سے ان کی اس طرح کولی بھر لی کہ وہ آپ کو نہیں دیکھ سکتے تھے (یعنی آپ ان کی بے خبری میں ان کے پیچھے بیٹھ گئے اور اپنے دونوں ہاتھ ان کی دونوں بغلوں کے نیچے سے نکال کر ان کی آنکھیں چھپالیں تا کہ وہ پہچان نہ سکیں) زاہر نے کہا: مجھے چھوڑ دو، یہ شخص کون ہے؟ پھر انہوں نے (کوشش کر کے) کن انکھیوں سے دیکھا اور نبی کریم ﷺ کو پہچان لیا، پھر وہ اپنی پیٹھ کو نبی کریم ﷺ کے سینۂ مبارک سے چمٹانے کی پوری کوشش کرنے لگے (تا کہ زیادہ سے زیادہ برکت حاصل کر لیں) ادھر نبی کریم ﷺ نے یہ آواز لگانی شروع کر دی کہ کون شخص اس بندے کو خریدتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! خدا کی قسم آپ مجھ کو ناکارہ (سستا اور بے کار مال) پائیں گے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''لیکن تم خدا کے نزدیک ناکارہ نہیں ہو۔'' (شرح السنۃ)

(۹۵۸) حضرت عَوف بِن مَالِک اَشجَعِی کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے دوران (ایک دن) میں رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب دیا اور فرمایا: ''اندر آجاؤ'' میں نے (دل لگی کے طور پر) عرض کیا: یارسول اللہ! میں سب کا سب اندر آجاؤں یعنی سارے جسم کو اندر لے آؤں؟ آپ نے فرمایا ''ہاں سارے بدن کو اندر لے آؤ۔'' چنانچہ میں خیمہ کے اندر داخل ہو گیا۔ حضرت عثمان بن ابو عاتکہ (جو اس حدیث کے ایک راوی ہیں) کہتے ہیں کہ حضرت عوف نے یہ بات کہ ''کیا

میں سب کا سب اندر آ جاؤں'' اس مناسبت سے کہی تھی کہ خیمہ چھوٹا تھا۔ (ابوداؤد)

(۹۵۹) حضرت نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت ابوبکر صدیق نے نبی کریم ﷺ (کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے دروازے پر کھڑے ہو کر آپ) سے اجازت طلب کی، جبھی انہوں نے حضرت عائشہ کی آواز سنی جو زور زور سے بول رہی تھیں، پھر ابوبکر جب گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت عائشہ کو طمانچہ مارنے کے ارادہ سے پکڑا اور کہا: (خبردار! آئندہ) میں تمہیں رسولِ خدا ﷺ کی آواز سے اونچی آواز میں بولتے ہوئے نہ دیکھوں، اُدھر نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر کو (مارنے سے) روکنا شروع کیا، پھر حضرت ابوبکر غصہ کی حالت میں نکل کر چلے گئے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر کے چلے جانے کے بعد (حضرت عائشہ سے) فرمایا: تم نے دیکھا میں نے تمہیں اس آدمی یعنی ابوبکر کے ہاتھ سے کس طرح بچالیا؟ حضرت عائشہ کہتی ہیں: (اس کے بعد) حضرت ابوبکر (مجھ سے خفگی کی بناء پر یا آنحضرت ﷺ سے شرمندگی کی وجہ سے) کئی دن تک آنحضرت ﷺ کی خدمت میں نہیں آئے، پھر (ایک دن) انہوں نے دروازے پر حاضر ہو کر (اندر آنے کی) اجازت مانگی (اور اندر آئے تو) دیکھا کہ دونوں (یعنی آنحضرت ﷺ اور عائشہ) صلح کی حالت میں ہیں، پس انہوں نے دونوں کو مخاطب کر کے کہا: تم دونوں مجھ کو اپنی صلح میں شریک کرلو، جس طرح تم نے مجھ کو اپنی لڑائی میں شریک کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا ''بے شک ہم نے ایسا ہی کیا، بیشک ہم نے ایسا ہی کیا (یعنی تمہیں اپنی صلح میں شریک کرلیا)'' (ابوداؤد)

تین باتوں سے بچنے کی تاکید

(۹۶۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''تم اپنے (مسلمان) بھائی سے جھگڑا نہ کرو، نہ اس سے (ایسا) مذاق کرو (جس سے اس کو تکلیف پہنچے) اور نہ ایسا وعدہ کرو جس کو پورا نہ کرسکو۔'' (ترمذی)

مفاخرت اور عصبیت کا بیان

(فصل اول)

زیادہ عزت والا کون ہے؟

(۹۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون شخص زیادہ عزت والا ہے تو آپ نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔" صحابہ نے عرض کیا: ہم آپ سے اس کے بارے میں دریافت کرنا نہیں چاہتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انسانوں میں سب سے زیادہ شریف و بزرگ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جو اللہ کے نبی ہیں، اور خدا کے نبی (حضرت یعقوب علیہ السلام) کے بیٹے ہیں، نیز خدا کے نبی (حضرت اسحاق علیہ السلام) کے پوتے اور خدا کے دوست (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کے پڑپوتے ہیں۔" صحابہ نے عرض کیا: ہم آپ سے اس کے بارے میں بھی دریافت کرنا نہیں چاہتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیا تم عربوں کے خاندان اور قبیلوں کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(سنو) تم میں سے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں بہتر تھے، وہی اسلام میں بہتر ہیں جب وہ دین کا علم و فہم حاصل کریں، (یعنی تم میں جو لوگ زمانہ جاہلیت میں اپنی خاندانی شرافت، اور عمدہ اخلاق و عادات کے اعتبار سے بہتر شمار کیے جاتے تھے، اسلام کے زمانے میں بھی وہی لوگ بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم و فہم رکھتے ہوں)" (بخاری و مسلم)

حضرت یوسف علیہ السلام کی فضیلت

(۹۶۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم، حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں" (بخاری)

جنگ کے دوران فخر کرنا جائز ہے

(۹۶۳) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام ابوسفیان بن حارث نے پکڑ رکھی تھی، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں، چنانچہ (جنگ کے دوران) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ (اپنے خچر سے) اتر پڑے، اور یہ کہنا شروع کیا:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ❁ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں عبدالمطلب کا سپوت ہوں —— راوی کا بیان ہے، اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بہادر اور دلیر کسی کو نہیں دیکھا گیا (بخاری ومسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انکساری

(۹۶۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو یوں مخاطب کیا "اے وہ شخص جو ساری مخلوق میں بہتر ہے۔" آپ نے فرمایا "وہ شخص جو ساری مخلوق میں بہتر ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔" (مسلم)

حضور ﷺ کی تعریف میں حد سے تجاوز نہ کرو

(۹۶۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا "تم لوگ میری مدح و تعریف میں حد سے تجاوز نہ کرو، جس طرح نصاریٰ نے ابن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی تعریف میں حد سے تجاوز کیا ہے (کہ ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہیں) میں تو خدا کا بندہ ہوں لہٰذا تم (مجھ کو) اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔" (بخاری و مسلم)

عاجزی اور فروتنی اختیار کرنے کی تاکید

(۹۶۶) حضرت عِیَاض بنُ حِمَار مُجَاشِعی سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میرے پاس یہ وحی بھیجی ہے کہ تم عاجزی اور فروتنی اختیار کرو، یہاں تک کہ کوئی شخص کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی شخص کسی پر ظلم و زیادتی کرے۔" (مسلم)

(فصل دوم)

کافر باپ دادا پر فخر کرنے کی ممانعت

(۹۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "لوگ اپنے (اُن) باپ دادا پر فخر کرنا چھوڑ دیں جو مر چکے ہیں اور بلاشبہ وہ دوزخ کے کوئلے ہیں، ورنہ (اگر فخر کرنے سے باز نہ آئے تو) وہ خدا کے نزدیک گوبر کے اس کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل و خوار ہوں گے، جو گوبر کو اپنی ناک سے ہٹاتا ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت کو اور باپ دادا پر فخر کرنے کو دور کر دیا ہے (یاد رکھو) آدمی یا تو پرہیزگار مومن ہے، یا بدبخت بدکار۔ تمام انسان آدم کی

اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے (لہٰذا مٹی سے بنائے گئے انسان کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنی عظمت و بڑائی کا دعویٰ کرے اور فخر کرے)'' (ترمذی، ابوداؤد)

تعریف میں اعتدال

(۹۶۸) حضرت مُطَرِّف بِن عَبْدُاللہ بن شِخِّیر کہتے ہیں کہ (میرے والد حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ) بنو عامر کا جو وفد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس میں مَیں بھی شریک تھا، چنانچہ (جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے) تو ہم نے عرض کیا: آپ ہمارے سردار ہیں۔ آپ نے فرمایا ''سردار تو خدا ہے۔'' ہم نے عرض کیا: آپ بھلائی و بہتری کے اعتبار سے ہم میں سب سے بہتر ہیں اور بخشش کے اعتبار سے ہم میں سب سے بزرگ و برتر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں اس طرح کہو، بلکہ اس سے بھی کم درجہ کے الفاظ استعمال کرو (یعنی میری تعریف و مدح میں مبالغہ سے کام نہ لو، تم نے آخر میں جو بات کہی ہے زیادہ سے زیادہ اسی حد تک میری تعریف کر سکتے ہو بلکہ میری اس سے بھی ہلکے درجہ کی تعریف کرو تو زیادہ بہتر ہے) اور (دیکھو) شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنائے (یعنی شیطان کے وکیل بن کر میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو)'' (ابوداؤد)

باعزت کون ہے؟

(۹۶۹) حضرت حسن بصری حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حسب'' مال ہے اور ''کرم'' تقویٰ (پرہیزگاری) ہے۔'' (یعنی لوگوں کے نزدیک وہ ہی باعزت ہے جس کے پاس مال ہو، اور اللہ کے نزدیک عزت و فضیلت کا مدار تقویٰ اور پرہیزگاری پر ہے) (ترمذی، ابن ماجہ)

زمانہ جاہلیت پر فخر کرنے کی مذمت

(۹۷۰) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص زمانۂ جاہلیت کی طرف اپنی نسبت کر کے فخر کرے اس کو اس کے باپ کی شرم گاہ کٹواؤ (یعنی یہ کہو کہ اپنے باپ کی شرم گاہ منہ میں لے کر کاٹ) اور اس میں اشارہ کنایہ سے کام نہ لو۔ (شرح السنۃ)

(۹۷۱) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عُقبہ حضرت ابوعقبہ سے نقل کرتے ہیں اور وہ (یعنی حضرت ابوعقبہ کسی انصاری کے) فارسی غلام تھے، انہوں نے بیان کیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میں بھی غزوۂ احد میں شریک تھا چنانچہ (معرکہ آرائی کے دوران) میں نے مشرکین میں سے ایک شخص کو (تلوار یا نیزہ) مارا، اور کہا: ایک وار میری طرف سے بھی قبول کرلے، میں ایک فارسی نوجوان ہوں، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرا یہ جملہ سنا) تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''تم نے اس طرح کیوں نہیں کہا کہ میری طرف سے بھی ایک وار قبول کرلے، میں ایک انصاری نوجوان ہوں۔'' (ابوداؤد)

ناحق حمایت کرنے والے کی مثال

(۹۷۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''جو شخص اپنی قوم کی ناحق حمایت و مدد کرے، وہ اس اونٹ کے مانند ہے، جو کنویں میں گر پڑے، پھر اس کی دُم پکڑ کر اس کو کھینچا جائے۔'' (ابوداؤد)

عصبیت کیا ہے؟

(۹۷۳) حضرت وَاثِلَه بن اَسْقَع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! عصبیت کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عصبیت یہ ہے کہ تم اپنی قوم کی ظلم

وزیادتی پر مدد کرو"۔ (ابوداؤد)

اپنے قبیلہ کی حمایت کب تک جائز ہے؟

(۹۷۴) حضرت سُرَاقَه بِن مَالِک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے قبیلہ کی طرف سے دفاع کرے جب تک گناہ میں مبتلا نہ ہو"۔ (ابوداؤد)

عصبیت کی مذمت

(۹۷۵) حضرت جُبَیْر بن مُطْعِم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، جو لوگوں کو عصبیت کی طرف بلائے (یعنی لوگوں کو کسی ناحق معاملہ میں حمایت کرنے پر آمادہ کرے) نہ وہ شخص ہم میں سے ہے جو عصبیت کی بنا پر جنگ کرے اسی طرح وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں ہے جو عصبیت کی حالت میں مرجائے" (ابوداؤد)

محبت انسان کو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے

(۹۷۶) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا" کسی چیز سے تمہارا محبت کرنا تم کو اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے۔" (ابوداؤد)

(فصل سوم)

عصبیت کی حقیقت

(۹۷۷) حضرت عبادہ بن کثیر شامی، فُسَیْلَه نامی ایک خاتون سے نقل کرتے ہیں

کہ اس خاتون نے کہا: میں نے اپنے باپ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! کیا اپنی قوم سے محبت کرنا عصبیت ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں! بلکہ عصبیت یہ ہے کہ کوئی شخص ظلم کے معاملہ میں اپنی قوم وجماعت کی حمایت ومدد کرے۔'' (احمد، ابن ماجہ)

نسب پر فخر کرنے کی مذمت

(۹۷۸) حضرت عُقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ''نسب کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی وجہ سے تم کسی کو برا کہو اور عار دلاؤ، تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو، جس طرح ایک صاع دوسرے صاع کے برابر ہوتا ہے جس کو تم نے بھرا نہ ہو، کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں ہے، مگر دینداری اور پرہیزگاری کی وجہ سے، آدمی کی برائی کے لیے بس اتنا کافی ہے کہ وہ زبان دراز، فحش گو اور بخیل ہو۔'' (احمد، بیہقی)

ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا بیان

(فصل اول)

حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟

(۹۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری اچھی رفاقت (یعنی حسن سلوک اور خدمت گزاری) کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ نے فرمایا ''تمہاری ماں'' اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا ''تمہاری ماں'' اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری ماں'' اس

نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا ''تمہارا باپ''

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے (اس شخص کے سوال کے جواب میں) فرمایا: ''تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہاری ماں، پھر تمہارا باپ، پھر تمہارا وہ عزیز جو قریب تر ہے، پھر وہ رشتہ دار جو قریب تر ہے (یعنی ماں باپ کے بعد درجہ بدرجہ رشتہ داروں کا حق ہے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے)۔'' (بخاری و مسلم)

بوڑھے ماں باپ کی خدمت نہ کرنے پر وعید

(۹۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''خاک آلود ہو اس شخص کی ناک، خاک آلود ہو اس شخص کی ناک، خاک آلود ہو اس شخص کی ناک۔'' (یعنی آپ نے تین مرتبہ یہ بددعا فرمائی کہ وہ شخص ذلیل و خوار ہو) پوچھا گیا: یارسول اللہ! وہ کون شخص ہے؟ (جس کے حق میں یہ بددعا فرمائی جارہی ہے) آپ نے فرمایا ''وہ شخص جو اپنے والدین میں سے کسی ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پائے، پھر جنت میں داخل نہ ہو۔'' (یعنی جس شخص کے ماں باپ یا دونوں میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی حالت میں ہو اور وہ شخص ان کی خدمت کر کے ان کو راضی نہ کرے، تو وہ انتہائی بدقسمت ہے کیوں کہ بوڑھے ماں باپ کی خدمت کرنا بڑے اجر کی بات ہے، اور جنت میں داخل ہونے کا سبب ہے) (مسلم)

غیر مسلم ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

(۹۸۱) حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میری والدہ شرک کی حالت میں (مکہ سے مدینہ) آئیں جب کہ قریش کے ساتھ صلح کا زمانہ تھا، چنانچہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ اسلام سے بیزار ہیں کیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں ان کے ساتھ اچھا

سلوک کرو۔" (بخاری ومسلم)

کافر رشتہ داروں کا خیال رکھنا

(۹۸۲) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا "ابو فلاں کی اولاد میرے دوست نہیں ہیں، میرا دوست خدا، اور نیک مسلمان ہیں، البتہ ان لوگوں سے میری قرابت داری ہے جس کو میں تَر چیزوں سے تَر کرتا رہتا ہوں۔" (یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہوں) (بخاری ومسلم)

تین حرام اور تین مکروہ چیزیں

(۹۸۳) حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ چیزیں حرام کردی ہیں (۱) ماؤں کی نافرمانی کر کے ان کا دِل دکھانا (۲) لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا (۳) بخیلی (۴) اور گدائی اختیار کرنا ——— اور یہ چیزیں تمہارے لیے مکروہ ہیں: (۱) فضول باتیں کرنا (۲) (لوگوں کے احوال کی تفتیش کے لیے) کثرت سے سوال کرنا (۳) اور مال کو ضائع کرنا (یعنی فضول خرچی کرنا)" (بخاری ومسلم)

ماں باپ کو گالی دینا

(۹۸۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔" صحابہ نے (یہ سن کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں! کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے، تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، اور کوئی شخص کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے، تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔" (بخاری)

ماں باپ کے دوستوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا

(۹۸۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بڑی نیکیوں میں سے ایک نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد یا ان کی غیر موجودگی میں ان کے دوستوں کے ساتھ نیک سلوک کرے۔'' (مسلم)

رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے فوائد

(۹۸۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں وسعت و فراخی ہو، اور اس کی موت میں تاخیر کی جائے (یعنی اس کی عمر دراز ہو) تو وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرے'' (بخاری، مسلم)

صلہ رحمی کی فضیلت اور قطع رحمی کی نحوست

(۹۸۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (عالم مثال میں) مخلوقات کو پیدا کیا، جب اللہ تعالیٰ اس سے فارغ ہوا تو رشتہ داری کھڑی ہوئی، اور پروردگار کی کمر تھام لی، پروردگار نے فرمایا ''کیا بات ہے''؟ رشتہ داری نے عرض کیا: یہ قطع رحمی سے تیری پناہ پکڑنے والے کی جگہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا تو اس بات سے خوش نہیں ہے کہ جو تجھے جوڑے گا (یعنی تیرا حق ادا کرے گا) اس کو میں (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑوں گا اور جو تجھے کاٹے گا، اس کو میں اپنی رحمت سے کاٹوں گا''۔ رشتہ داری نے عرض کیا: پروردگار! بیشک میں اس پر راضی ہوں، پروردگار نے فرمایا ''اچھا تو یہ وعدہ تیرے لئے ثابت و برقرار ہے۔'' (بخاری، مسلم)

(۹۸۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رحم (کا لفظ) رحمان (کے لفظ) سے نکلا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (رحم یعنی رشتہ داری سے) فرمایا: جو شخص تجھ کو جوڑے گا (یعنی تیرے حق کو ملحوظ رکھے گا) میں اس کو (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑوں گا اور جو شخص تجھ کو توڑے گا (یعنی تیرے حق کا لحاظ نہیں کرے گا) میں اسکو توڑ دوں گا (یعنی ایسے شخص کو اپنی رحمت سے محروم کر دونگا)" (بخاری)

(۹۸۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "رحم (یعنی ناتا) عرش سے لٹکا ہوا ہے، اور کہتا ہے جو شخص مجھ کو جوڑے گا، اس کو اللہ تعالیٰ (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑے گا، اور جو شخص مجھ کو توڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت سے) جدا کر دیگا۔" (بخاری، مسلم)

(۹۹۰) حضرت جُبَیر بن مُطْعِم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔" (بخاری، مسلم)

کامل صلہ رحمی کرنے والا کون ہے؟

(۹۹۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کامل صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص نہیں ہے جو بدلہ چکائے (یعنی احسان کرنے والے کے ساتھ احسان کرے) بلکہ کامل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ قطع رحمی کا معاملہ کیا جائے، تو وہ صلہ رحمی کرے۔" (بخاری)

کامل صلہ رحمی کرنے کا فائدہ

(۹۹۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن کے ساتھ میں صلہ رحمی کرتا ہوں، اور وہ میرے ساتھ قطع رحمی کا معاملہ کرتے ہیں، میں

ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہوں، اور وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، میں ان کی کوتاہیوں کو نظر انداز کرتا ہوں، اور وہ میرے ساتھ نادانی کا معاملہ کرتے ہیں، (یعنی مجھے برا بھلا کہتے ہیں اور ناراض ہو جاتے ہیں، یہ باتیں سن کر) آپ نے فرمایا: اگر تم ایسے ہی ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا، تو گویا تم ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو (یعنی اپنے برتاؤ سے ان کو ذلیل و رسوا کر رہے ہو) اور تمہارے ساتھ برابر اللہ کی طرف سے ایک مددگار رہتا ہے، جو اُن کی شرارتوں اور تکلیفوں کو دفع کرتا رہتا ہے جب تک تم اسی حالت پر برقرار ہو۔ (مسلم)

(فصل دوم)

دعا اور نیک سلوک کے فوائد اور گناہ کی نحوست

(۹۹۳) حضرت ثَوْبَان کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا "تقدیر الٰہی کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں بدلتی، اور ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے علاوہ کوئی چیز عمر کو دراز نہیں کرتی، اور انسان روزی سے محروم کر دیا جاتا ہے، اس گناہ کی وجہ سے جس کا وہ ارتکاب کرتا ہے۔" (ابن ماجہ)

ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی فضیلت

(۹۹۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "میں جنت میں گیا تو میں نے وہاں قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے (فرشتوں سے) پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ (جو قرآن کی تلاوت میں مشغول ہے) فرشتوں نے بتایا: یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ (پھر آپ نے اس کا سبب بتایا کہ) والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی یہی فضیلت اور ثواب ہے، والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی یہی فضیلت اور

ثواب ہے، اور حارثہ بن نعمان اپنی ماں کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرنے والے تھے۔'' (بغوی، بیہقی)

اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میں سویا تو میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا الخ۔

(۹۹۵) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''پروردگار کی رضا مندی وخوشنودی ماں باپ کی رضا مندی وخوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی وناراضگی، ماں باپ کی ناخوشی وناراضگی میں ہے۔'' (ترمذی)

والد جنت کا بہترین دروازہ ہے

(۹۹۶) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: میری ایک بیوی ہے، اور میری والدہ (یا والد) حکم دیتے ہیں کہ میں اس کو طلاق دے دوں، حضرت ابودرداء نے اس سے کہا کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ والد جنت کا بہترین دروازہ ہے، پس اگر تم چاہو تو اس دروازے کی حفاظت کرو، یا اس کو ضائع کردو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

نیک سلوک کرنے کا مسنون طریقہ

(۹۹۷) حضرت بَهْز بن حَكِيم اپنے والد سے اور وہ بہز کے دادا (حضرت مُعَاوِيه بن حَيْدَه رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں کس کے ساتھ بھلائی اور نیک سلوک کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ''اپنی ماں کے ساتھ۔'' میں نے عرض کیا: پھر کس کے ساتھ؟ حضور ﷺ نے فرمایا ''اپنی ماں کے ساتھ۔'' میں نے عرض کیا پھر کس کے ساتھ؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ'' میں نے عرض کیا: پھر کس کے ساتھ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اپنے باپ

کے ساتھ۔'' اور پھر اس کے ساتھ جو (ماں باپ کے بعد) تمہارا قریب تر عزیز ہے (جیسے بھائی اور بہن) پھر اس کے ساتھ جو ان (بھائی بہن) کے بعد اوروں سے زیادہ قریب ہے (جیسے چچا اور ماموں اور اسی ترتیب کے مطابق چچا اور ماموں کی اولاد وغیرہ) (ترمذی، ابوداؤد)

رحمان کا ناتے (رشتہ) سے وعدہ

(۹۹۸) حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے: میں اللہ ہوں، میں رحمان ہوں (یعنی صفتِ رحمت کے ساتھ متصف ہوں) میں نے رحم یعنی رشتے ناتے کو پیدا کیا ہے اور میں نے اس کا نام اپنے نام یعنی رحمان سے نکالا ہے، لہٰذا جو شخص رحم (رشتے ناتے) کو جوڑے گا (یعنی رشتے ناتے کے حقوق ادا کریگا) تو میں بھی اس کو (اپنی رحمت کے ساتھ) جوڑونگا اور جو شخص رحم کو توڑے گا (یعنی رشتے ناتے کے حقوق ادا نہیں کرے گا) میں بھی اس کو (اپنی رحمت سے) جدا کردونگا (ابوداؤد)

ناتا توڑنے کا اور ظلم وزیادتی کا انجام

(۹۹۹) حضرت عبداللہ بن ابی اَوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں ناتا توڑنے والا ہو (بیہقی)

(۱۰۰۰) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ظلم و زیادتی اور قطع رحمی کے علاوہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ دنیا میں جلدی سزا دیتا ہو، اور آخرت میں اس کے لیے سزا اٹھا رکھتا ہو۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے

(۱۰۰۱) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''جنت میں نہ تو وہ شخص داخل ہوگا جو کسی کے ساتھ بھلائی کر کے اس پر احسان رکھے، نہ وہ شخص جو ماں باپ کی نافرمانی کرے، نہ وہ شخص جو شراب پیتا رہے (اور بغیر توبہ کے مر جائے)۔'' (نسائی، دارمی)

صلہ رحمی کے فوائد

(۱۰۰۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ''تم اپنے نسبوں میں سے وہ نسب سیکھ لو جس کے ذریعہ تم اپنے رشتے داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کر سکو؛ کیونکہ رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، خاندان میں محبت والفت کا سبب، مال میں کثرت و برکت کا ذریعہ، اور عمر میں مہلت کا باعث ہے۔'' (ترمذی)

(۱۰۰۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! مجھ سے ایک بڑا گناہ صادر ہو گیا ہے، میرے لیے توبہ کا کیا طریقہ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہاری ماں ہے؟'' اس نے کہا نہیں! حضور ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہاری خالہ ہے؟'' اس نے کہا: ہاں! حضور ﷺ نے فرمایا ''تم اس کے ساتھ نیک سلوک کرو۔'' (ترمذی)

وفات یافتہ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا طریقہ

(۱۰۰۴) حضرت اَبُو اُسَیْد سَاعِدِی کہتے ہیں کہ ایک دن ہم رسولِ خدا ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک قبیلہ بنو سَلِمہ کا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا کچھ حصہ

ابھی باقی ہے؟ جس کو میں ان کی وفات کے بعد پورا کروں (یعنی میں اپنے ماں باپ کی زندگی میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا اب وہ مر چکے ہیں تو کیا ان کی وفات کے بعد بھی ان کے حق میں حسن سلوک کرنے کی کوئی صورت ہے؟) حضور ﷺ نے فرمایا "ہاں! ان کے لیے دعا کرنا (جس میں نمازِ جنازہ بھی شامل ہے) ان کے لیے استغفار کرنا، ان کی موت کے بعد ان کی وصیت کو پورا کرنا، اور ان رشتوں کو جوڑنا جن کو صرف ماں باپ کی خاطر جوڑا جاتا ہے (یعنی ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا) اور ماں باپ کے دوستوں کی عزت کرنا۔" (ابوداوٗد، ابن ماجہ)

رضاعی ماں کے ساتھ حضور ﷺ کا سلوک

(۱۰۰۵) حضرت اَبُو طُفَیل کہتے ہیں مقامِ جِعِرَّانَه میں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ اچانک ایک خاتون آئیں، جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچیں تو آپ نے اس کے لیے اپنی چادر مبارک بچھا دی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں، میں نے (ان کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا یہ حسن سلوک دیکھا تو لوگوں سے) پوچھا: یہ خاتون کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ آنحضرت ﷺ کی ماں ہیں جنہوں نے آنحضرت کو دودھ پلایا تھا (ابوداوٗد)

(فصل سوم)

اصحاب غار کا سبق آموز قصہ

(۱۰۰۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) تین آدمی ایک ساتھ کہیں چلے جا رہے تھے کہ (راستہ میں) سخت بارش نے ان کو پکڑ لیا وہ (اس بارش سے بچنے کے لیے) پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے،

اتنے میں پہاڑ سے ایک بڑا پتھر گر کر اس غار کے منہ پر آ پڑا اور ان تینوں پر باہر نکلنے کا راستہ بند کر دیا، وہ تینوں (اس صورتِ حال سے سخت پریشان ہوئے اور اس غار سے نکلنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آئی تو) آپس میں کہنے لگے کہ اب تم اپنے ان اعمال پر نظر ڈالو جو تم نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے کئے ہوں، اور ان اعمال کے وسیلہ سے خدا سے دعا مانگو، شاید اللہ تعالیٰ ہمارے لیے نجات کا راستہ کھول دے۔

چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا ''اے اللہ! (تو خوب جانتا ہے کہ) میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے کئی چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے، اور میں بکریاں چرایا کرتا تھا تاکہ (ان کے دودھ کے ذریعہ) ان سب (ماں باپ اور بچوں کے پیٹ بھرنے) کا انتظام کر سکوں، چنانچہ جب میں شام کو اپنے گھر والوں کے پاس لوٹتا اور بکریوں کا دودھ نکالتا تو اپنے ماں باپ سے ابتداء کرتا اور ان کو اپنی اولاد سے پہلے دودھ پلاتا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ (چراگاہ کے) درخت مجھ کو دور لے گئے (یعنی میں بکریاں چراتا چراتا بہت دور نکل گیا) یہاں تک کہ شام ہو گئی، اور میں گھر واپس نہ آ سکا اور جب رات گئے گھر پہنچا تو اپنے ماں باپ کو سوتے ہوئے پایا، پھر میں نے اپنے معمول کے مطابق دودھ دوہا اور دودھ سے بھرا ہوا برتن لے کر ماں باپ کے پاس پہنچا اور ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا، کیوں کہ میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان کو جگاؤں اور نہ ہی مجھے یہ گوارا ہوا کہ ان سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں جب کہ بچے میرے پیروں کے پاس شور مچا رہے تھے، پس میرا اور ان کا یہی حال رہا، یہاں تک کہ صبح ہو گئی (یعنی پوری رات اسی حالت میں گذری کہ میں دودھ کا برتن لیے ماں باپ کے سرہانے کھڑا رہا اور وہ دونوں سوتے رہے، اور میرے بچے چیختے چلاتے رہے) پس اے خدا! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام محض تیری رضا اور خوشنوی کی طلب میں کیا ہے تو (میں اپنے اس عمل کا واسطہ دے کر تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ) تو ہمارے لیے اس پتھر کو اتنا کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس کی دعا قبول

فرمائی اور) اس پتھر کو اتنا سرکا دیا کہ ان کو آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرے شخص نے اس طرح کہا: ''اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی میں اس کو اتنا زیادہ چاہتا تھا، جتنا زیادہ کوئی مرد کسی عورت کو چاہ سکتا ہے، جب میں نے اس سے صحبت کرنے کی خواہش ظاہر کی تو اس نے انکار کر دیا، یہاں تک کہ میں سو (۱۰۰) دینار اس کو پیش کروں، پھر (میں نے محنت مزدوری کر کے سو (۱۰۰) دینار جمع کیے اور) ان دیناروں کو لے کر اس کے پاس پہنچا، جب میں (صحبت کے لیے) اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا، تو وہ کہنے لگی: بندۂ خدا! اللہ سے ڈر! اور میری مہر امانت کو توڑنے سے باز رہ (یعنی اس نے مجھے خدا کا خوف دلاتے ہوئے التجا کی کہ میری آبرو کو نہ لوٹو، اور میرے پردۂ ناموس کو جو کسی کی امانت ہے، یوں تار تار نہ کرو) میں (یہ سنتے ہی) اسکے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا، پس اے خدا! اگر تو جانتا ہے کہ میرا یہ عمل محض تیری رضا اور خوشنودی کی طلب میں تھا، تو (میں اپنے اس عمل کا واسطہ دے کر تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ) تو اس پتھر کو ہٹا کر ہمارے لئے راستہ کھول دے۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس شخص کی بھی دعا قبول فرمائی) اور اس پتھر کو تھوڑا سا اور سرکا دیا۔

پھر تیسرے شخص نے اس طرح کہنا شروع کیا۔ ''اے اللہ! میں نے ایک مزدور کو ایک فرق چاول کے عوض مزدوری پر لگایا جب اس نے اپنا کام پورا کر لیا تو مطالبہ کیا لاؤ میری اجرت دو، میں نے اس کی اجرت اس کو پیش کر دی، مگر وہ بے نیازی کے ساتھ اس کو چھوڑ کر چلا گیا پھر میں ان چاولوں کی کاشت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ انہی چاولوں کے ذریعہ میں نے بیل گائیں اور ان کے چرواہے جمع کر لئے، پھر (ایک عرصہ کے بعد) وہ مزدور میرے پاس آیا اور کہنے لگا خدا سے ڈرو، مجھ پر ظلم نہ کرو، اور میرا حق مجھے دے دو، میں نے کہا: اُن بیل گایوں اور اُن کے چرواہوں کے پاس جاؤ (اور ان کو اپنے قبضہ میں کر لو وہ سب تمہارا ہی حق ہے) اس نے (میری بات سن کر بڑی حیرت سے میری طرف دیکھا اور) کہا: خدا سے ڈرو! اور میرے ساتھ ہنسی مذاق نہ کرو! میں

نے کہا: (میری بات کو جھوٹ نہ سمجھو) میں تم سے مذاق نہیں کر رہا ہوں، جا کر اُن بیل گایوں اور ان کے چرواہوں کو لے لو، اس کے بعد اس نے سب کو اپنے قبضہ میں کیا اور لے کر چلا گیا۔ پس اے خدا! اگر تو جانتا ہے کہ میرا یہ عمل محض تیری رضا و خوشنودی کی طلب میں تھا تو میں (اپنے اس عمل کا واسطہ دے کر تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ) تو یہ پتھر جتنا باقی رہ گیا ہے اس کو بھی سرکا دے۔" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس شخص کی بھی دعا قبول فرمائی اور) غار کے منہ کا باقی حصہ بھی کھول دیا۔ (بخاری، مسلم)

جنت ماں کے قدموں کے پاس ہے

(۱۰۰۷) حضرت مُعَاوِیَہ بن جَاھِمَہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) حضرت جَاھِمَہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں جہاد میں جانا چاہتا ہوں، اور اسی سلسلے میں آپ سے مشورہ کرنے حاضر ہوا ہوں، حضور نے فرمایا: "کیا تمہاری ماں (زندہ) ہے؟" انہوں نے کہا: ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر تم اپنی ماں (کی خدمت) کو لازم پکڑو؛ کیونکہ جنت ماں کے قدموں کے پاس ہے" (احمد، نسائی، بیہقی)

باپ کی بات ماننے کی تاکید

(۱۰۰۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے میں محبت کرتا تھا، لیکن (میرے والد) حضرت عمر اس کو ناپسند کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے (ایک دن) مجھ سے کہا: تم اس عورت کو طلاق دے دو، میں نے انکار کر دیا تو حضرت عمر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور سے اس بات کا تذکرہ کیا، پھر حضور نے مجھ سے فرمایا: اس عورت کو طلاق دے دو۔ (ترمذی، ابوداؤد)

اولاد پر ماں باپ کا حق کیا ہے؟

(۱۰۰۹) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! اولاد پر ماں باپ کا کیا حق ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ دونوں تمہاری جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی۔'' (ابن ماجہ)

ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کو خوش کرنے کا طریقہ

(۱۰۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب کسی بندے کے ماں باپ مرجاتے ہیں یا ان دونوں میں سے کوئی ایک مرتا ہے، اور وہ ان کا نافرمان ہوتا ہے، پھر (ان کی موت کے بعد) ان کے لیے برابر دُعا و استغفار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھ دیتا ہے۔'' (بیہقی)

ماں باپ کے حقوق ادا کرنے کی فضیلت

(۱۰۱۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والا ہے (یعنی اس نے ماں باپ کے حقوق ادا کرکے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی ہے) تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں، اور اگر اس کے ماں باپ میں سے کوئی ایک (زندہ) ہو (اور اس نے اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی ہے) تو ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے، اور جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والا ہے (یعنی اس نے ماں باپ کے حقوق کی ادئیگی میں کوتاہی کرکے اللہ تعالیٰ کے حکم کی

نافرمانی کی ہے) تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لیے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں، اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک (زندہ) ہو (اور اس نے اس کی نافرمانی کی ہے) تو ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے۔" (یہ ارشاد سن کر) ایک شخص نے عرض کیا: اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم کریں؟ آپ نے فرمایا "ہاں اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں، اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں۔ اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کیوں نہ کریں۔" (بیہقی)

ماں باپ کو محبت کی نظر سے دیکھنے کا اجر وثواب

(۱۰۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا جو بھی لڑکا اپنے باپ یا ماں کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج (کا ثواب) لکھتا ہے۔" صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر چہ وہ ایک دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ دیکھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں! اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور بہت پاکیزہ ہے (یعنی تمہارے گمان میں جو یہ بات ہے کہ ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب کیوں کر لکھا جا سکتا ہے، تو یہ اجر وانعام اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کی وسعتِ رحمت کی طرف نظر کرتے ہوئے کچھ بھی بعید نہیں ہے، وہ اگر چاہے تو اس سے بھی بڑا اجر عطا کر سکتا ہے)" (بیہقی)

ماں باپ کی نافرمانی کا خمیازہ

(۱۰۱۳) حضرت ابو بَکْرَہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(شرک کے علاوہ) تمام گناہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے جس قدر چاہتا ہے بخش دیتا ہے، مگر ماں باپ کی نافرمانی کو نہیں بخشتا، بلکہ اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی

کرنے والے کو موت سے پہلے اس کی زندگی میں جلد سزا دیتا ہے۔" (بیہقی)

بڑے بھائی کا حق

(۱۰۱۴) حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "چھوٹے بھائی پر بڑے بھائی کا ایسا ہی حق ہے، جیسا بیٹے پر اس کے باپ کا ہوتا ہے" (بیہقی)

خلقِ خدا پر شفقت اور مہربانی کرنے کا بیان

(فصل اول)

خلق خدا پر رحم نہ کھانے کا انجام بد

(۱۰۱۵) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا، جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔" (بخاری و مسلم)

بچوں سے پیار

(۱۰۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور (اس نے صحابہ کو دیکھا کہ وہ بچوں کو چومتے اور پیار کرتے ہیں تو) کہنے لگا: کیا تم لوگ بچوں کو چومتے ہو؟ ہم تو بچوں کو نہیں چومتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی یہ بات سن کر) فرمایا "کیا تیرے لیے میں اس بات کی قدرت رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے جس رحمت و شفقت کو نکال لیا ہے اس کو روک دوں؟" (یعنی اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے جو رحمت و شفقت نکال لی ہے

میں اس کو روک نہیں سکتا) (بخاری و مسلم)

بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی فضیلت

(۱۰۱۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک دن) میرے پاس ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں بھی تھیں اور وہ مجھ سے کچھ مانگ رہی تھی، لیکن میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہیں تھا؛ چنانچہ میں نے وہی ایک کھجور اس کو دے دی، اس نے اس کھجور کو اپنی دونوں بچیوں کے درمیان بانٹ دیا، اور خود اس نے اس میں سے کچھ نہیں کھایا، پھر وہ اٹھی اور باہر چلی گئی، اتنے میں نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف لائے، میں نے آپ سے (اس عورت کا) یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا "جو شخص ان بچیوں میں سے کچھ بچیوں (کے ذریعہ آزمائش) میں مبتلا کیا جائے، اور وہ ان بچیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، تو وہ بچیاں اس کے لیے دوزخ کی آگ سے پردہ ہو جائیں گی" (بخاری و مسلم)

(۱۰۱۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا "جو شخص دو بیٹیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کرے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں (یا شادی بیاہ کے بعد اپنے خاوند کے پاس چلی جائیں) تو قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح آئیں گے۔" یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں ملائیں۔ (مسلم)

بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے کا اجر و ثواب

(۱۰۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اس شخص کے مانند ہے جو خدا کی راہ میں سعی کرے (یعنی جو شخص بیوہ عورت اور مسکین کی دیکھ بھال اور خبر گیری کرتا ہے اور ان کی ضروریات کو پورا کر کے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اس کا ثواب اس ثواب کے

برابر ہے جو خدا کی راہ میں جہاد اور حج کرنے والے کو ملتا ہے)'' اور میرا گمان ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ''بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اس شخص کے مانند ہے جو نماز وعبادت کے لیے شب بیداری کرتا ہے اور شب بیداری میں نہ سستی کرتا ہے، نہ کسی فتور اور نقصان کو گوارا کرتا ہے، اور اس روزہ دار کے مانند ہے جو کبھی افطار نہیں کرتا''۔ (بخاری، مسلم)

یتیم کی پرورش کرنے کا اجر وثواب

(۱۰۲۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا خواہ وہ یتیم اس کا ہو، یا کسی اور کا، جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ذریعہ اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔ (بخاری)

باہمی تعاون وتعلق کی اہمیت

(۱۰۲۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''(اے مخاطب) تو مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے سے رحم کا معاملہ کرنے، ایک دوسرے سے محبت وتعلق رکھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی ومعاونت کا سلوک کرنے میں ایسا پائے گا جیسا بدن کا حال ہے کہ جب بدن کا کوئی عضو دکھتا ہے تو بدن کے باقی اعضاء اس عضو کی وجہ سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں، اور بیداری اور بخار کی تکلیف میں سارا جسم شریک رہتا ہے'' (بخاری، مسلم)

(۱۰۲۲) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سارے مسلمان، ایک شخص (کے اعضاء وجسم) کے مانند ہیں اگر اس کی آنکھ دکھتی ہے تو اس کا سارا جسم بے چین ہو جاتا ہے، اور اس کا سر دکھتا ہے تو پورا بدن تکلیف

محسوس کرتا ہے (اسی طرح ایک مسلمان کی تکلیف سارے مسلمانوں کو محسوس کرنی چاہیے۔)'' (مسلم)

(۱۰۲۳) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''مسلمان، مسلمان کے لئے ایک عمارت کے مانند ہے (یعنی سارے مسلمان اس عمارت کی طرح ہیں) جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط رکھتا ہے، یہ کہہ کر آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا۔'' (بخاری، مسلم)

سفارش کرنے کی تاکید

(۱۰۲۴) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کے پاس کوئی سائل یا حاجت مند آتا تو (صحابہ سے) فرماتے (مجھ سے) اس شخص کے حق میں سفارش کرو، تاکہ تمہیں سفارش کا ثواب مل جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان سے جو حکم چاہتا ہے جاری فرماتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

ظالم کی مدد کرنے کا طریقہ

(۱۰۲۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔'' ایک صحابی نے (یہ ارشاد سن کر) عرض کیا: یارسول اللہ! جو مسلمان مظلوم ہے اس کی مدد تو مجھے کرنی چاہئے (اور میں جانتا ہوں کہ اس کی کس طرح مدد کی جاسکتی ہے) لیکن میں اس مسلمان کی کس طرح مدد کروں جو ظلم کررہا ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم اس کو ظلم سے روکو اور یہی (یعنی اس کو ظلم سے روکنا) اس کے حق میں تمہاری مدد ہے'' (بخاری، مسلم)

مسلمان بھائیوں کے حقوق

(۱۰۲۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا دینی بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کو دشمن کے حوالہ کرتا ہے (بلکہ دشمن کے مقابلہ پر اس کی مدد کرتا ہے) اور (یاد رکھو) جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کی سعی وکوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے، نیز جو شخص کسی مسلمان بھائی کے غم اور تکلیف کو دور کرتا ہے (خواہ وہ غم اور تکلیف زیادہ ہو یا کم) تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے غموں میں سے ایک بڑے غم سے نجات دے گا، اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کے عیب کو چھپاتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا'' (بخاری، مسلم)

(۱۰۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک مسلمان، دوسرے مسلمان کا دینی بھائی ہے (لہٰذا) مسلمان، مسلمان پر ظلم نہ کرے، اس کی مدد واعانت کو ترک نہ کرے اور اُس کو ذلیل وحقیر نہ سمجھے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''پرہیز گاری اس جگہ ہے'' نیز فرمایا: ''انسان کی برائی کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ذلیل و حقیر سمجھے، اور (یاد رکھو) مسلمان پر مسلمان کی ساری چیزیں حرام ہیں یعنی اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو'' (مسلم)

تین طرح کے جنتی اور پانچ طرح کے دوزخی

(۱۰۲۸) حضرت عِیاض بن حِمَار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی تین طرح کے ہیں۔

(۱) ایک تو وہ حاکم جو عدل وانصاف کرنے والا، اور لوگوں کے ساتھ احسان

کرنے والا ہے، اور جس کو نیکیوں اور بھلائیوں کی توفیق دی گئی ہے۔

(۲) دوسرا وہ شخص جو (چھوٹوں اور بڑوں پر) مہربان اور قرابتداروں اور مسلمانوں کے لیے رقیق القلب یعنی نرم دل ہے۔

(۳) اور تیسرا وہ شخص جو (ناجائز چیزوں سے) بچنے والا (کسی کے آگے دست سوال دراز کرنے سے) پرہیز کرنے والا، اور عیال دار (بال بچوں والا) ہے (یعنی محتاج ہونے کے باوجود ناجائز چیزوں سے بچتا ہے، اور اللہ کے سوا کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتا)

اور دوزخی پانچ طرح کے ہیں:

(۱) ایک وہ کمزور آدمی جو گناہوں سے بچنے کی ہمت نہیں رکھتا، اور تمہارا تابع اور طفیلی ہے، نہ بیوی تلاش کرتا ہے (تاکہ جائز طریقہ پر اپنی خواہش کو پورا کرے) نہ مال کمانے کی فکر کرتا ہے (بلکہ دوسروں کے ٹکڑوں پر زندگی بسر کرتا ہے اور غلط کام کرتا رہتا ہے)

(۲) دوسرا وہ خائن و بددیانت آدمی جو پوشیدہ چیز کو ڈھونڈ نکالتا ہے، اور اس میں خیانت کرتا ہے، چاہے طمع کی چیز معمولی کیوں نہ ہو۔

(۳) تیسرا وہ آدمی جو صبح وشام تمہیں تمہارے اہل خانہ اور مال میں دھوکہ دینے کے چکر میں رہتا ہے۔

(۴) اور (چوتھے آدمی کے بارے میں راوی کو اچھی طرح یاد نہ رہا کہ آپ نے اس کا کس طرح تذکرہ کیا اس لیے راوی کہتا ہے کہ) آنحضرت ﷺ نے بخل یا جھوٹ کا تذکرہ کیا۔

(۵) اور پانچواں آدمی بداخلاق، فحش گو ہے۔ (مسلم)

کامل مؤمن کون ہے؟

(۱۰۲۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قسم ہے اس خدا کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا؛ جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے'' (بخاری و مسلم)

پڑوسیوں کو ایذاء پہنچانے والا کامل مؤمن نہیں

(۱۰۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قسم ہے خدا کی! وہ شخص (کامل) مؤمن نہیں ہے، قسم ہے خدا کی! وہ شخص (کامل) مؤمن نہیں ہے، قسم ہے خدا کی! وہ شخص (کامل) مؤمن نہیں ہے۔'' (جب آپ نے بار بار یہ الفاظ ارشاد فرمائے اور اس شخص کی وضاحت نہیں کی تو) صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! وہ کون شخص ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ شخص جس کے پڑوسی اس کی برائیوں سے محفوظ و مامون نہ ہوں۔'' (بخاری و مسلم)

پڑوسیوں کو ستانے کا انجام بد

(۱۰۳۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ شخص (نجات یافتہ لوگوں کے ساتھ) جنت میں داخل نہیں ہوسکتا؛ جس کے پڑوسی اس کی برائیوں اور شر سے محفوظ و مامون نہ ہوں۔'' (مسلم)

پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنے کی تاکید

(۱۰۳۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''حضرت جبرئیل ہمیشہ مجھے پڑوسی کے حقوق کا لحاظ رکھنے کی تاکید کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام عنقریب (اللہ کے حکم سے) پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیں گے'' (بخاری ومسلم)

سرگوشی کی ممانعت کی وجہ

(۱۰۳۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تین آدمی یکجا ہوں تو دو آدمی اس طرح سرگوشی نہ کریں کہ تیسرا شخص نہ سن سکے، یہاں تک کہ وہ بہت سے آدمیوں میں مل جائیں اور یہ (ممانعت) اس وجہ سے ہے کہ دو کا آپس میں سرگوشی کرنا، اس (تیسرے آدمی) کو رنجیدہ کرے گا۔'' (بخاری ومسلم)

دین خیرخواہی ہے

(۱۰۳۴) حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دین، نصیحت (خیرخواہی کرنا) ہے''۔ آپ نے یہ بات (کہ دین نصیحت ہے) تین بار فرمائی، ہم نے (یعنی صحابہ نے) پوچھا: کس کے ساتھ (خیرخواہی کرنا دین ہے؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خدا کے ساتھ، خدا کی کتاب کے ساتھ، اللہ کے رسول کے ساتھ، مسلمانوں کے اماموں (یعنی اسلامی حکومت کے سربراہوں اور علماء) کے ساتھ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ (خیرخواہی کرنا دین ہے یعنی اللہ کے حقوق، اللہ کی کتاب کے حقوق، اللہ کے رسول کے حقوق اور مسلمانوں کے اماموں اور سبھی مسلمانوں کے حقوق ادا کرنے کا نام دین ہے)'' (مسلم)

ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی

(۱۰۳۵) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ "پابندی کے ساتھ نماز پڑھوں گا، زکوٰۃ ادا کروں گا اور ہر مسلمان کے کے ساتھ خیر خواہی کروں گا"۔ (بخاری ومسلم)

(فصل دوم)

بد بخت کون ہے؟

(۱۰۳۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سچے ہیں اور جن کے سچے ہونے کی اللہ نے خبر دی ہے، یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رحمت و شفقت سوائے بد بخت کے کسی کے دل سے نہیں نکالی جاتی۔ (احمد، ترمذی)

خلق خدا پر شفقت کی فضیلت

(۱۰۳۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مخلوقِ خدا پر رحمت وشفقت کرنے والوں پر رحمٰن کی رحمت نازل ہوتی ہے، لہٰذا تم زمین والوں پر رحم کرو، جو آسمان میں ہے وہ تم پر رحم کرے گا۔" (ابوداؤد، ترمذی)

چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی تعظیم نہ کرنے پر وعید

(۱۰۳۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ شخص ہماری اتباع کرنے والوں میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم وشفقت نہ کرے، ہمارے بڑوں کی تعظیم وتکریم نہ کرے، نیکی و بھلائی کا حکم نہ دے اور بدی و برائی سے منع نہ کرے۔" (ترمذی)

بوڑھے کی تعظیم کا صلہ

(۱۰۳۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو بھی جوان کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے تعظیم وتکریم کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت کسی شخص کو متعین کردیتا ہے جو اس کی تعظیم و خدمت کرتا ہے۔" (ترمذی)

تین شخصوں کی تعظیم کرنے کی تاکید

(۱۰۴۰) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی تعظیم میں سے ہے، بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا، اور ایسے حامل قرآن (یعنی حافظ اور عالم باعمل) کا احترام واکرام کرنا جو قرآن کریم (کی تلاوت وتفسیر اور اس پر عمل کرنے) میں نہ غلو کرنے والا ہے نہ کوتاہی کرنے والا ہے، اور عادل بادشاہ کی تعظیم کرنا (یعنی ان کی تعظیم کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا ہے۔)" (ابوداؤد، بیہقی)

بہترین گھر اور بدترین گھر

(۱۰۴۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، اور مسلمانوں کے گھروں میں بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔" (ابن ماجہ)

یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا اجر وثواب

(۱۰۴۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص

محض خدا کی رضاو خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کسی یتیم بچے (لڑکے یا لڑکی) کے سر پر (پیار ومحبت اور شفقت کے ساتھ) ہاتھ پھیرتا ہے، اس کے لیے ہر بال کے عوض میں جس پر اس کا ہاتھ لگا ہے، نیکیاں لکھی جاتی ہیں، نیز جو شخص اس یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ جو اس کی پرورش وتربیت میں ہو اچھا سلوک کرتا ہے، وہ شخص اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے'' یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا (یعنی انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ملا کر دکھایا کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں اسی طرح میں اور وہ شخص جنت میں ایک دوسرے کے قریب ہوں گے) (احمد، ترمذی)

جنت واجب کرنے والے کام

(۱۰۴۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے کھانے پینے میں کسی یتیم کو شریک کرتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ بلاشبہ جنت واجب کردیتا ہے، البتہ وہ کوئی ایسا گناہ کرے جو بخشے جانے کے قابل نہ ہو (تو اس کے لیے جنت واجب نہیں ہوتی)

اور جو شخص تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے، پھر ان کی اچھی تربیت کرے، اور ان کے ساتھ پیار وشفقت کا برتاؤ کرے، یہاں تک کہ اللہ ان کو بے پروا بنادے (یعنی وہ بڑی ہوجائیں اور بیاہ دی جائیں) اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ جنت واجب کردیتا ہے، یہ سن کر ایک صحابی نے عرض کیا: کیا دو بیٹیوں یا دو بہنوں کی پرورش کرنے پر بھی یہ اجر ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں دو پر بھی یہ اجر ملتا ہے'' (راوی کہتے ہیں) اگر صحابہ ایک بیٹی یا ایک بہن کے بارے میں بھی سوال کرتے تو آپ یہی جواب دیتے کہ ہاں ایک پر بھی یہی اجر ملتا ہے۔

پھر حضور ﷺ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ جس شخص کی دو پیاری چیزیں لے لے، اس

سے بہتر ہے'' (ترمذی)

(۱۰۴۵) حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے والد (حضرت موسیٰ) سے اور وہ ایوب کے دادا (حضرت عمرو بن سعید) سے نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''کوئی باپ اپنے بیٹے کو نیک ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیتا۔'' (ترمذی، بیہقی)

اولاد پر جان و مال قربان کرنے کا اجر وثواب

(۱۰۴۶) حضرت عَوْف بن مَالِک اَشْجَعِی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ''میں اور وہ عورت جس کے رخسار (اپنی اولاد کی پرورش و دیکھ بھال کی وجہ سے) سیاہ پڑ گئے ہوں، قیامت کے دن اس طرح ہوں گے۔'' اس حدیث کے راوی یَزِیْد بن زُرَیْع نے یہ الفاظ بیان کرنے کے بعد انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا (کہ جس طرح یہ دونوں انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں اسی طرح قیامت کے دن آپ ﷺ اور وہ بیوہ عورت قریب قریب ہوں گے) اور (سیاہ رخسار والی عورت کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے مراد) وہ عورت ہے جو اپنے شوہر کے مرجانے یا اس کے طلاق دے دینے کی وجہ سے بیوہ ہوگئی ہو اور وہ حسین و جمیل اور جاہ و عزت والی ہونے کے باوجود، محض اپنے یتیم بچوں کی پرورش اور ان کی بھلائی کی خاطر (دوسرا نکاح کرنے سے) اپنے آپ کو باز رکھے، یہاں تک کہ وہ بچے

جدا ہو جائیں (یعنی بڑے اور بالغ ہو جانے کی وجہ سے اپنی ماں کے محتاج نہ رہیں) یا مر جائیں۔ (ابوداؤد)

بیٹی اور بہن کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا اجر وثواب

(۱۰۴۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص کی کوئی بیٹی یا بہن ہو اور وہ اس کو نہ تو زندہ در گور کرے (جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں رواج تھا کہ لوگ فقر یا عار کے خوف سے بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے) نہ اس کو ذلت وحقارت کے ساتھ رکھے اور نہ (دینے دلانے میں) اپنے بچے یعنی بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس کو (سابقین اور صلحاء کے ساتھ) جنت میں داخل کرے گا۔" (ابوداؤد)

جس مسلمان کی غیبت کی جارہی ہو اس کی مدد کرنے کے فضائل اور اس کی مدد نہ کرنے کا انجام

(۱۰۴۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "جس شخص کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس مسلمان بھائی کی مدد کرے بشرطیکہ وہ مدد کرنے پر قادر ہو تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی مدد کرے گا، اور اگر وہ مدد کرنے پر قادر ہونے کے باوجود اس کی مدد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کا مواخذہ کرے گا۔" (شرح السنۃ)

(۱۰۴۹) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں اس کا گوشت کھانے سے باز رکھا (یعنی اس کے سامنے کوئی شخص کسی مسلمان کی برائی اور غیبت کر رہا تھا، اس نے

اُس کو اِس حرکت سے روکا) تو اللہ پر یہ حق ہے کہ اس کو دوزخ کی آگ سے آزاد کرے"(بیہقی)

(۱۰۵۰)حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان کسی کو اپنے بھائی کی آبروریزی یعنی اس کی غیبت کرنے سے روکے تو اللہ پر واجب ہے کہ اس کو قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بچائے ، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (''اللہ پر واجب ہے'' کو ثابت کرنے کے لیے) یہ آیت پڑھی ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ مومنین کی مدد کرنا ہم پر واجب ہے۔(شرح السنۃ)

(۱۰۵۱)حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسے موقع پر مدد نہ کرے، جہاں اس کی بے حرمتی اورآبروریزی کی جارہی ہے،اس کی اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر مدد نہیں کرتا جہاں وہ اللہ کی مدد کا متمنی ہوگا ــــــ اور جو مسلمان کسی مسلمان کی ایسے موقع پر مدد کرتا ہے، جہاں اس کی آبروریزی اور بے حرمتی کی جارہی ہے،اس کی اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر مدد کرتا ہے، جہاں وہ اللہ کی مدد کا متمنی ہوگا(ابوداؤد)

مسلمان کے عیوب چھپانے کا اجر وثواب

(۱۰۵۲)حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جو شخص کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھے، پھراس کو چھپالے تو اس کا درجہ اس شخص کے برابر ہوگا، جو زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو بچالے۔''(احمد، ترمذی)

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے

(۱۰۵۳)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں

سے ہر شخص اپنے بھائی کے لیے آئینہ کی طرح ہے، لہٰذا اگر تم اس میں کوئی برائی دیکھو تو اس سے اس برائی کو دور کردو (یعنی جس مسلمان میں کوئی برائی دیکھو، اسے راہِ راست پر لانے کی ہر ممکن کوشش کرو) (ترمذی)

اور ترمذی کی ایک دوسری روایت میں نیز ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے جو اس سے اس چیز کو دور کرتا ہے جس میں اس کے لیے نقصان اور ہلاکت ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس (کے حقوق ومفادات) کا تحفظ کرتا ہے۔

فائدہ: اس ارشاد نبوی کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آئینہ چہرہ کے عیوب صرف دیکھنے والے کے سامنے ظاہر کرتا رہتا ہے، دوسروں کے سامنے ظاہر نہیں ہونے دیتا، اسی طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو تنہائی میں خیر خواہی کے جذبہ کے ساتھ اس کے عیوب پر آگاہ کرتا رہے، اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی غیبت نہ کرے۔

غیبت سے روکنے کا صلہ اور تہمت لگانے کا وبال

(۱۰۵۴) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص کسی مسلمان (کی عزت وآبرو) کو منافق کے شر سے بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک فرشتہ کو بھیجے گا، جو اس کے گوشت کو قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بچائے گا، اور جو شخص کسی مسلمان پر کوئی تہمت لگائے گا جس کا مقصد اس مسلمان کی ذات کو عیب دار کرنا (اور اس کی حیثیت عرفی کو نقصان پہنچانا) ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پل پر روک دے گا، یہاں تک کہ وہ تہمت لگانے کے وبال سے نکل جائے۔'' (ابوداؤد)

بہترین دوست اور بہترین پڑوسی

(۱۰۵۵) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خدا کے نزدیک (ثواب وفضیلت کے اعتبار سے) دوستوں میں بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوستوں کے حق میں بہترین (خیر خواہ) ہے، اور خدا کے نزدیک پڑوسیوں میں بہترین پڑوسی وہ ہے، جو اپنے پڑوسیوں کے حق میں بہترین (خیر خواہ) ہے۔'' (ترمذی، دارمی)

اچھا برا ہونے کی پہچان

(۱۰۵۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! میں کس طرح معلوم کرسکتا ہوں کہ میں اچھا ہوں یا برا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے اچھا کیا تو بلاشبہ تم اچھے ہو، اور جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے برا کیا تو یقیناً تم برے ہو (یعنی پڑوسی تمہیں اچھا کہتے ہیں تو تم اچھے ہو، اور پڑوسی تمہیں برا کہتے ہیں تو تم برے ہو)۔'' (ابن ماجہ)

فرق مراتب کا لحاظ رکھنا

(۱۰۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لوگوں کو ان کے درجہ پر رکھو۔'' (یعنی ہر ایک کے ساتھ اس کے مرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے سلوک کرو) (ابوداؤد)

(فصل سوم)

پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید

(۱۰۵۸) حضرت عَبْدُالرَّحمَان بن اَبِی قُرَاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی کو اپنے جسم پر ملنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ دیکھ کر) فرمایا: ''تم جو کچھ کر رہے ہو اس کا سبب کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کا باعث ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے، یا اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کریں، تو اس کو چاہیے کہ جب بولے تو سچ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس کو ادا کرے اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔'' (بیہقی)

(۱۰۵۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''وہ شخص (کامل) مومن نہیں ہوسکتا، جو پیٹ بھر کر کھالے اور اس کا ہم سایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔'' (بیہقی)

(۱۰۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن مجلس نبوی میں) کسی شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فلاں عورت کا نماز روزے اور صدقہ وخیرات کی بنا پر بڑا چرچا ہے (یعنی لوگ کہتے ہیں کہ وہ عورت بہت زیادہ عبادت کرتی ہے اور کثرت سے صدقہ وخیرات کرتی رہتی ہے) لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا ''وہ دوزخ میں جائے گی۔'' اس شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فلاں عورت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بہت کم (نفل) روزے رکھتی ہے بہت کم صدقہ وخیرات کرتی ہے اور بہت کم (نفل) نماز پڑھتی ہے

اور اس کا صدقہ و خیرات پنیر کے چند ٹکڑوں سے آگے نہیں بڑھتا، لیکن وہ اپنی زبان سے اپنے ہم سایوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''وہ عورت جنت میں جائے گی۔'' (احمد، ترمذی)

بہترین شخص اور بدترین شخص

(۱۰۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے چند بیٹھے ہوئے صحابہ کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے بہترین آدمیوں کو تمہارے بدترین آدمیوں سے جدا کر کے بتاؤں (یعنی یہ بتاؤں کہ تم میں نیک ترین کون ہے اور بدترین کون ہے؟) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں: صحابہ (یہ سن کر) خاموش رہے، جب حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا، تو ایک صحابی نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! ہم میں سے بہتر کو بدتر سے جدا کر کے ہمیں بتائیے، حضور ﷺ نے فرمایا'' تم میں بہترین شخص وہ ہے جس سے لوگ بھلائی کی توقع رکھتے ہوں، اور اس کے شر سے محفوظ و مامون ہوں، اور تم میں بدترین شخص وہ ہے جس سے لوگ نہ بھلائی کی توقع رکھتے ہوں نہ اس کے شر سے محفوظ و مامون ہوں۔'' (ترمذی، بیہقی)

اللہ کا دوست کون ہے؟

(۱۰۶۲) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان تمہارے اخلاق کو اس طرح تقسیم فرمایا ہے، جس طرح تمہارے رزق کو تمہارے درمیان تقسیم کیا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیا اس شخص کو بھی دیتا ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے، اور اس شخص کو بھی دیتا ہے جس کو دوست نہیں رکھتا، لیکن دین (یعنی اچھے اخلاق کی دولت) صرف اُسی شخص کو عطا کرتا ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے، لہذا جس کو اللہ نے دین کی دولت سے نوازا ہے وہ اللہ کا

دوست ہے، قسم ہے! اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک (کامل) مسلمان نہیں ہوتا جب تک اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہو، اور کوئی بندہ اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوتا جب تک اس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ و مامون نہ ہو۔'' (احمد، بیہقی)

اچھا مؤمن کون ہے؟

(۱۰۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مؤمن'' الفت و محبت کا مقام و محل ہے، اور اس شخص میں کوئی بھلائی نہیں، جو نہ الفت کرتا ہے، نہ اس سے الفت کی جاتی ہے (یعنی جو لوگوں سے الفت و محبت نہیں کرتا، نہ لوگ اس سے الفت کرتے ہیں وہ اچھا آدمی نہیں ہے)'' (احمد، بیہقی)

مسلمان کی حاجت روائی کا اجر وثواب

(۱۰۶۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو آدمی میری امت میں سے کسی شخص کی کسی (دینی و دنیاوی) حاجت وضرورت کو پورا کرے اور اس سے اس کا مقصد حاجت مند کو خوش کرنا ہو تو اس نے مجھے خوش کیا، اور جس نے مجھ کو خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا، اس کو اللہ جنت میں داخل کرے گا۔'' (بیہقی)

پریشان حال کی مدد کرنے کا اجر وثواب

(۱۰۶۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص نہایت پریشان حال کی مدد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر (۷۳) بخششیں لکھ دیتا ہے، ان میں سے صرف ایک بخشش سے اس کے تمام (دنیاوی و اُخروی) امور کی

اصلاح ہو جاتی ہے، اور باقی بہتر (۷۲) بخششیں قیامت کے دن اس کے درجات کی بلندی کا سبب ہوں گی" (بیہقی)

مخلوق: خدا کا کنبہ ہے

(۱۰۶۶) حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما دونوں کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا "مخلوق، خدا کا کنبہ ہے لہٰذا خدا کے نزدیک مخلوق میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو خدا کے کنبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔" (بیہقی)

پڑوسیوں کے حقوق کی اہمیت

(۱۰۶۷) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن سب سے پہلے دو جھگڑنے والے دو پڑوسی ہوں گے۔" (احمد)

سنگ دلی کا علاج

(۱۰۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے اپنی سنگدلی کی شکایت کی (اور اس کا علاج پوچھا) تو آپ نے فرمایا: "یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔" (احمد)

بیوہ بیٹی پر خرچ کرنے کی فضیلت

(۱۰۶۹) حضرت سُرَاقَہ بن مَالِک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کیا میں تمہیں بہترین صدقہ نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے بتایا کہ بہترین صدقہ) اپنی اُس بیٹی کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے جو تمہارے پاس واپس بھیج دی گئی ہے اور جس کے لیے تمہارے علاوہ اور کوئی کمانے والا نہیں ہے (یعنی شوہر کے طلاق

دینے یا مر جانے کی وجہ سے تمہاری بیٹی تمہارے گھر لوٹ آئی، اور اس کا تمہارے سوا کوئی سہارا نہیں، اس کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور اس پر خرچ کرنا بہترین صدقہ ہے)'' (ابن ماجہ)

اللہ کے لیے اور اللہ سے محبت کرنے کا بیان

(فصل اول)

باہمی محبت ونفرت کا راز

(۱۰۷۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''روحیں (جسموں میں داخل ہونے سے پہلے) لشکر کی طرح (ایک جگہ) جمع تھیں (پھر ان کو الگ الگ کر کے ایک ایک جسم میں داخل کیا گیا) چنانچہ (جسموں میں داخل ہونے سے پہلے) جو روحیں ایک دوسرے کی صفات سے مناسبت رکھنے کی وجہ سے آپس میں مانوس ومتعارف تھیں، وہ (جسموں میں پہنچنے کے بعد اس دنیا میں بھی) ایک دوسرے کے ساتھ محبت والفت رکھتی ہیں، اور جو روحیں ایک دوسرے سے انجان ونامانوس تھیں وہ (اس دنیا میں بھی) آپس میں اختلاف رکھتی ہیں۔'' (اسی لیے نیکوں کو نیکوں سے اور بدوں کو بدوں سے محبت ہوتی ہے اور نیکوں کو بدوں سے اور بدوں کو نیکوں سے نفرت ہوتی ہے) (بخاری)

محبوب ومبغوض ہونے کا راز

(۱۰۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے، تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے: ''میں فلاں

بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "جبرئیل علیہ السلام (یہ سن کر) اس بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر اس بندے کے لیے زمین میں بھی قبولیت رکھدی جاتی ہے (یعنی زمین والوں کے دلوں میں بھی اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے) اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے نفرت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ "میں فلاں شخص سے نفرت کرتا ہوں، تم بھی اس سے نفرت کرو۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا "جبرئیل علیہ السلام (یہ سن کر) اس شخص سے نفرت کرتے ہیں، پھر وہ آسمان میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے نفرت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے نفرت کرو۔ چنانچہ آسمان والے بھی اس شخص سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس شخص کے لیے زمین میں بھی عداوت و نفرت رکھدی جاتی ہے (جس کی وجہ سے زمین والے بھی اس شخص سے نفرت کرنے لگتے ہیں)" (مسلم)

اللہ کے لیے محبت کرنے کے فضائل

(۱۰۷۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (سب لوگوں کے سامنے اپنے بعض بندوں کی عظمت و بزرگی کو ظاہر کرنے کے لیے) فرمائے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو میری بڑائی اور میری تعظیم کی خاطر آپس میں محبت و تعلق رکھتے تھے؟ (یا کہاں ہیں وہ لوگ جو میری رضا و خوشنودی کی خاطر اور حصولِ ثواب کی غرض سے آپس میں محبت و تعلق رکھتے تھے؟) آج میں ان لوگوں کو اپنے سایہ میں پناہ دوں گا، جب کہ آج میرے سایہ کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہے۔" (مسلم)

(۱۰۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے روانہ ہوا جو کسی دوسری بستی میں رہتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ پر اس کے انتظار میں ایک فرشتہ کو بٹھا دیا (جب وہ شخص اس جگہ پہنچا تو) فرشتہ نے پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس شخص نے کہا: میں اپنے ایک مسلمان بھائی سے ملاقات کے لیے جا رہا ہوں، جو اس بستی میں رہتا ہے۔ فرشتہ نے پوچھا: کیا اس پر تمہارا کوئی حق نعمت ہے؟ جس کو وصول کرنے کے لیے تم اس کے پاس جا رہے ہو (یعنی تم جس شخص کے پاس جا رہے ہو اس کو تم نے کوئی نعمت دی تھی، جس کا بدلہ وصول کرنے کے لیے اس کے پاس جا رہے ہو؟) اس شخص نے کہا: نہیں! میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس سے محبت وتعلق رکھتا ہوں۔ فرشتہ نے کہا (تو پھر سنو!) مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں یہ بشارت دوں کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرتا ہے جس طرح تم محض اللہ تعالیٰ کی خاطر اس شخص سے محبت وتعلق رکھتے ہو۔ (مسلم)

(۱۰۷۴) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو کسی جماعت (یعنی علماء، صلحاء اور بزرگانِ دین) سے محبت وعقیدت رکھتا ہے۔ لیکن ان کی صحبت اس کو نصیب نہ ہوئی ہو؟ (یا وہ ان کے علم وعمل کو نہ پہنچا ہو؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس کو وہ محبوب رکھتا ہے۔'' (یعنی قیامت کے دن اس کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے) (بخاری ومسلم)

(۱۰۷۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر افسوس ہے! کیا تم نے قیامت کے لیے کوئی تیاری کر رکھی ہے؟' اُس شخص نے عرض کیا: میں نے کوئی تیاری تو

نہیں کی ہے، البتہ میں خدا اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا'' تم (قیامت کے دن) اسی کے ساتھ ہوگے، جس سے محبت رکھتے ہو۔'' حضرت انس کہتے ہیں: میں نے مسلمانوں کو اسلام کے بعد کسی اور چیز سے اتنا زیادہ خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا وہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے خوش ہوئے۔ (بخاری و مسلم)

اچھے اور برے ہم نشیں کی مثال

(۱۰۷۶) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا'' اچھے اور برے ہم نشیں کی مثال مشک اٹھانے والے، اور دھونکنی دھونکنے والے کی سی ہے، مشک رکھنے والا یا تو تمہیں مشک مفت دیدے گا، یا تم اس سے خرید لوگے، یا اس کی خوشبو ضرور تمہیں حاصل ہو جائے گی، اور دھونکنی دھونکنے والا یا تو تمہارے کپڑوں کو جلا دے گا، یا تمہیں دھواں ملے گا'' (بخاری و مسلم)

(فصل دوم)

قابل رشک بندے

(۱۰۷۷) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان لوگوں کے لیے میری محبت واجب ولازم ہوگئی جو میری خوشنودی کی خاطر آپس میں میل محبت رکھتے ہیں اور میری رضا کی خاطر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ نیز میری رضا کی خاطر ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں، اور محض میری رضا وخوشنودی کی خاطر اپنا مال خرچ کرتے ہیں'' (مالک)

اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے: جولوگ میری عظمت وجلال کے سبب آپس میں میل محبت رکھتے ہیں ان کے لیے (آخرت میں) نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔''

(۱۰۷۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خدا کے بندوں میں سے کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اگرچہ نبی اور شہید نہیں ہیں، لیکن قیامت کے دن خدا کے نزدیک ان کے مراتب و درجات دیکھ کر انبیاء اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔'' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں بتایئے وہ کون لوگ ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ لوگ ہیں جو خدا کی روح (یعنی قرآن کریم) کے سبب آپس میں میل محبت رکھتے ہیں حالانکہ ان کے درمیان نہ کوئی رشتہ ناتا ہوتا ہے، نہ مالی لین دین کا معاملہ ہوتا ہے، پس قسم ہے اللہ کی! (قیامت کے دن) ان کے چہرے نورانی ہوں گے (یا وہ مجسم نور ہوں گے) اور وہ نور (کے منبروں) پر بیٹھے ہوئے ہوں گے، وہ لوگ اس وقت خوف زدہ نہیں ہوں گے جب دوسرے لوگ خوف میں مبتلا ہوں گے۔ اور وہ اس وقت بھی غمگین و رنجیدہ نہیں ہوں گے جب کہ دوسرے لوگ غمگین و رنجیدہ ہوں گے۔'' پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾ آگاہ ہو! اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ خوف طاری ہوگا، نہ وہ غمگین و رنجیدہ ہوں گے۔ (ابوداؤد، بغوی، بیہقی)

ایمان کی مضبوط شاخ

(۱۰۷۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر سے فرمایا: ''ابوذر! (جانتے ہو) ایمان کی کون سی شاخ زیادہ مضبوط ہے؟'' حضرت ابوذر نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خدا کی رضا وخوشنودی کے لیے آپس میں ایک دوسرے سے میل محبت رکھنا اور خدا کی رضا وخوشنودی کے لیے کسی سے دوستی رکھنا اور خدا کی رضا وخوشنودی کے لیے

کسی سے بغض ونفرت رکھنا۔'' (بیہقی)

مسلمان بھائی کی عیادت اور زیارت کی فضیلت

(۱۰۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے یا اس کی ملاقات کی خاطر اس کے پاس جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''(دنیا و آخرت میں) تیری زندگی خوش گوار ہوئی، اور تیرا چلنا بھی خوش گوار رہا اور تجھ کو جنت میں ایک بڑی اور عالی شان جگہ حاصل ہوئی۔'' (ترمذی)

دوست کو دوستی سے باخبر کردو

(۱۰۸۱) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا'' جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی سے دوستی و محبت رکھے تو اس کو بتادے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔'' (ترمذی)

(۱۰۸۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک شخص گذرا جب کہ آپ کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے تو ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: میں اس سے محض خدا کی رضا و خوشنودی کے لیے محبت کرتا ہوں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا: کیا تم نے اس کو بتادیا ہے کہ تم اس سے محبت رکھتے ہو؟ اس شخص نے کہا: نہیں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' اٹھو! اور اس کے پاس جا کر اس کو بتادو۔'' چنانچہ وہ شخص (مجلس نبوی سے) اٹھ کر اس کے پاس گیا اور اس کو بتایا کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں! اس شخص نے (دعا دیتے ہوئے) کہا: وہ ذات (یعنی اللہ تعالیٰ) تم سے محبت کرے جس کی رضا و خوشنودی کی خاطر تم مجھ سے محبت

رکھتے ہو۔ حضرت انس کہتے ہیں: پھر وہ شخص لوٹ کر آیا، تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا: اس شخص نے جواب میں کیا کہا؟ اس نے آنحضرت ﷺ کو اس کا وہ جواب بتایا جو اس نے دیا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا ''تم (آخرت میں) اس شخص کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت رکھتے ہو اور (اس محبت پر) جس اجر و ثواب کی تم امید رکھتے ہو وہ اجر و ثواب تمہیں ضرور ملے گا۔'' (بیہقی)

اور ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''آدمی اس شخص کے ساتھ ہو گا جس سے محبت رکھتا ہے اور جو نیک کام اس نے کیا اس کا اجر و ثواب ضرور اس کو ملے گا۔''

نیک مسلمان ہی کو دوست بناؤ

(۱۰۸۳) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''مسلمان کے علاوہ کسی (کافر و مشرک) کو اپنا ہم نشین اور دوست نہ بناؤ (یا یہ مراد ہے کہ نیکوکار مسلمان کے علاوہ کسی فاسق و بدکار سے دوستی مت کرو) تاکہ تمہارا کھانا پرہیزگار کے علاوہ اور کوئی نہ کھائے'' (ترمذی، ابوداؤد، دارمی)

(۱۰۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''انسان اپنے جگری دوست کے دین پر ہوتا ہے (یعنی جب کوئی شخص کسی کو دلی دوست بناتا ہے تو عام طور پر اس کے دین و مذہب اور اس کے عادات و اطوار کو قبول و اختیار کر لیتا ہے) لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص کسی کو دوست بنائے تو دیکھ لے کہ کس کو دوست بنا رہا ہے'' (احمد، ترمذی، ابوداؤد، بیہقی)

دوستی کو مضبوط بنانے کا ذریعہ

(۱۰۸۵) حضرت یَزِیْد بن نَعَامَہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''جب

کوئی شخص کسی شخص سے بھائی چارہ قائم کرے تو وہ اس سے اس کا اور اس کے باپ کا نام دریافت کرلے اور پوچھ لے کہ وہ کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے، کیونکہ یہ دریافت کرنا دوستی اور تعلق کو بہت زیادہ مضبوط بنانے کا ذریعہ ہے۔'' (ترمذی)

(فصل سوم)

اللہ کے نزدیک بہت پیارا عمل

(۱۰۸۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے گھر سے) نکل کر (مسجد نبوی میں) ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو، اللہ کے نزدیک بہت پیارا عمل کون سا ہے؟'' کسی کہنے والے نے کہا: نماز یا زکوٰۃ، اور کسی کہنے والے نے کہا: جہاد! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پیارا عمل خدا کی رضا وخوشنودی کی خاطر کسی سے محبت کرنا اور خدا کی رضا وخوشنودی کی خاطر کسی سے بغض ونفرت رکھنا ہے۔'' (احمد، ابوداوٗد)

اللہ کے لیے باہم محبت اور دوستی رکھنے کی فضیلت

(۱۰۸۷) حضرت اَبُو اُمَامَہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس بندے نے کسی بندے سے محض اللہ کی رضا وخوشنودی کی خاطر محبت و دوستی رکھی، اس نے درحقیقت اپنے پروردگار کی تعظیم وتکریم کی۔'' (احمد)

بہترین لوگ کون ہیں؟

(۱۰۸۸) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تم میں بہترین لوگ کون

ہیں؟'' صحابہ نے عرض کیا: ہاں! ضرور بتایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے۔'' (ابن ماجہ)

اللہ کے لیے آپس میں محبت رکھنے کا ثمرہ

(۱۰۸۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اگر دو بندے محض خدا کی رضا و خوشنودی کی خاطر آپس میں محبت رکھتے ہیں، خواہ ان میں سے ایک مشرق میں ہو اور دوسرا مغرب میں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن یکجا کرے گا، اور اللہ تعالیٰ (فرشتے کی زبانی یا براہِ راست) فرمائے گا ''یہ وہ بندہ ہے جس سے تو میری خاطر محبت رکھتا تھا'' (بیہقی)

دین کی جڑ کیا ہے؟

(۱۰۹۰) حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں اس امر یعنی دین کی جڑ نہ بتادوں، جس کے ذریعہ تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرسکو؟ (پھر آپ نے فرمایا) (۱) اہل ذکر کی مجالس میں ضرور بیٹھا کرو (تا کہ تمہیں بھی ذکر اللہ کی توفیق و سعادت نصیب ہو) (۲) اور جب تم تنہا رہو تو جس قدر ممکن ہو اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو حرکت میں رکھو (یعنی لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر بھی اللہ کا ذکر کرو، اور تنہائی میں بھی خدا کی یاد میں مشغول رہو) (۳) نیز اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے محبت کرو، (۴) اور اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے بغض رکھو۔

(اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا) ابورزین! کیا تمہیں معلوم ہے، کہ جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی زیارت و ملاقات کے ارادہ سے گھر سے نکلتا ہے، تو ستر (۷۰) ہزار فرشتے اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور وہ (سب فرشتے) اس کے لیے

دعا استغفار کرتے ہیں، اور کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! اس شخص نے محض تیری رضا وخوشنودی کی خاطر (ایک مسلمان بھائی سے) ملاقات کی ہے تو اس کو اپنی رحمت و مغفرت کے ساتھ منسلک فرما، لہٰذا اگر تم ان کاموں کو کر سکتے ہو تو ضرور کرو۔ (بیہقی)

اللہ کے لیے محبت کرنے والوں کا اعزاز واکرام

(۱۰۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک دن) میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ آپ نے فرمایا: ''جنت میں یاقوت کے ستون ہیں جن پر زَبَرْجَدْ کے بالا خانے بنے ہوئے ہیں ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور وہ بالا خانے اس طرح چمکتے ہیں جیسے روشن ستارے چمکتے ہیں۔'' صحابہ نے (یہ سن کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! ان میں کون لوگ رہیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ لوگ جو خدا کی رضا وخوشنودی کی خاطر آپس میں محبت رکھتے ہیں اور خدا کی رضا وخوشنودی کی خاطر مل جل کر بیٹھتے ہیں، اور خدا کی رضا وخوشنودی کی خاطر آپس میں ملاقات کرتے ہیں۔'' (بیہقی)

ترک ملاقات، قطع تعلق اور عیب جوئی کی ممانعت

(فصل اول)

تین دن سے زیادہ ترکِ تعلقات جائز نہیں

(۱۰۹۲) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ کسی شخص کے لیے حلال وجائز نہیں ہے کہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے ملنا جلنا چھوڑے رکھے (اور جب دونوں کا آمنا سامنا ہو تو) یہ اپنا منہ ادھر کو پھیر لے اور وہ اپنا منہ دوسری طرف پھیر لے (یعنی دونوں ایک دوسرے سے سلام وکلام اور ملاقات

سے احتراز کریں) اور ان دونوں میں بہتر شخص وہ ہے جو (خفگی کو دور کرنے کے لیے) سلام میں پہل کرے'' (بخاری و مسلم)

معاشرہ بگاڑنے والی باتوں سے بچنے کی تاکید

(۱۰۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''(کسی کے بارے میں) بدگمانی قائم کرنے سے اجتناب کرو کیوں کہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے، اور کسی کے احوال کی ٹوہ میں نہ رہو، نہ کسی کے احوال کی کھود کرید کرو، نہ کسی کے سودے پر خریدنے کا اظہار کرو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو، نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو، نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو، اور تم سب خدا کے بندے اور ایک دوسرے کے بھائی بن کر رہو'' (بخاری و مسلم)

کینہ اور دشمنی کا انجام بد

(۱۰۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، پھر ہر اس بندے کی بخشش کی جاتی ہے جو خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو، مگر جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے کینہ اور دشمنی رکھتا ہے ان کے بارے میں فرشتوں سے کہا جاتا ہے: ان دونوں کو (جو آپس میں عداوت و دشمنی رکھتے ہیں) مہلت دو یہاں تک کہ وہ آپس میں صلح و صفائی کرلیں۔'' (مسلم)

(۱۰۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر ہفتہ میں دو بار پیر اور جمعرات کے دن پروردگار کے حضور لوگوں کے عمل پیش کیے جاتے ہیں، پھر ہر مومن بندہ کی مغفرت کی جاتی ہے، مگر جو بندہ اپنے مسلمان بھائی سے کینہ اور دشمنی رکھتا ہے، ان کے بارے میں فرشتوں سے کہا جاتا ہے: ان دونوں کو چھوڑ دو

یہاں تک کہ وہ (دونوں عداوت ودشمنی سے) باز آجائیں۔'' (مسلم)

صلح صفائی کرانے کی اہمیت

(۱۰۹۶) حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو (خلاف واقعہ بات بیان کر کے) لوگوں کے درمیان صلح وصفائی کراتا ہے اور (صلح صفائی کی غرض سے ہر ایک کو) بھلی بات کہتا ہے، اور (ایک کی طرف سے دوسرے کو) بھلی بات پہنچاتا ہے'' (بخاری ومسلم)

اور مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ نے کسی ایسی بات کی اجازت دی ہو جس کو لوگ جھوٹ کہتے ہیں مگر تین چیزوں میں (آپ نے خلاف واقعہ بات بیان کرنے کی اجازت دی ہے) (۱) جنگ میں (۲) لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانے میں (۳) شوہر کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے شوہر سے بات چیت کرنے میں۔

(فصل دوم)

تین موقعوں پر خلاف واقعہ بات کہنے کی گنجائش

(۱۰۹۷) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ''جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے، مگر تین موقعوں میں (۱) مرد کا اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولنا (۲) جنگ کی حالت میں جھوٹ بولنا (۳) اور لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانے کے لیے جھوٹ بولنا۔'' (احمد وترمذی)

تین دن سے زیادہ ترک تعلقات کا گناہ

(۱۰۹۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ''کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان بھائی سے ملنا جلنا چھوڑ دے، پھر جب وہ اس مسلمان سے ملا جس سے خفا ہے اور اسے تین مرتبہ سلام کیا اور اس نے ہر بار جواب نہ دیا تو جواب نہ دینے والا ترک ملاقات کے گناہ کے ساتھ لوٹے گا'' (ابوداؤد)

(۱۰۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ''کسی مسلمان کے لیے حلال و جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ترکِ ملاقات کرے، لہٰذا جس شخص نے تین دن سے زیادہ ملنا جلنا چھوڑے رکھا، پھر وہ (اسی حالت میں توبہ کیے بغیر) مر گیا تو دوزخ میں جائے گا'' (احمد، ابوداؤد)

ایک سال تک ترک تعلقات کا گناہ

(۱۱۰۰) حضرت ابو خَراش سُلَمِی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس شخص نے (ناراضگی کی وجہ سے) اپنے مسلمان بھائی سے ایک سال تک ملنا جلنا چھوڑے رکھا اس نے گویا اس کا خون کیا (یعنی طویل مدت تک ترکِ ملاقات کا گناہ، اور ناحق قتل کرنے کا گناہ قریب قریب ہے)'' (ابوداؤد)

تعلقات کو ہموار کرنے کی تاکید

(۱۱۰۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ''کسی مومن کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مومن سے تین دن سے زیادہ ملنا جلنا چھوڑے رکھے، لہٰذا اس (ترک ملاقات) پر اگر تین دن گذر گئے ہیں تو (جس سے ملنا جلنا چھوڑ

رکھا ہے) اُس سے ملے اور اس کو سلام کرے، اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں ثواب میں شریک ہو گئے، اور اگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا تو وہ (ترک ملاقات کے) گناہ کے ساتھ لوٹے گا، اور سلام کرنے والا ترکِ ملاقات کے گناہ سے بری ہو گیا۔" (ابوداؤد)

صلح کرانے کی فضیلت اور فساد پھیلانے کی مذمت

(۱۱۰۲) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتادوں جس کا درجہ (اور ثواب) روزے، صدقے اور نماز کے درجے (اور ثواب) سے زیادہ ہے۔" ابودرداء کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: ہاں ضرور بتائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آپس میں دشمنی رکھنے والوں کے درمیان صلح کرانا (اس کے بعد فرمایا) اور آپس میں فساد پھیلانا ایسی خصلت ہے جو (دین کو) مونڈنے والی اور برباد کرنے والی ہے۔" (ترمذی، ابوداؤد)

حسد اور بغض کی شناعت

(۱۱۰۳) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری طرف تم سے پہلی امتوں (یعنی یہود و نصاریٰ) کی بیماری حسد اور جلن سرک آئی ہے، اور بغض و عداوت مونڈنے والی ہے، میں نہیں کہتا کہ یہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈتی اور برباد کر دیتی ہے۔ (احمد، ترمذی)

(۱۱۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد اور جلن سے بچو، کیونکہ حسد اور جلن نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

آپس میں فساد پھیلانے کا انجام بد

(۱۱۰۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "تم آپس میں برائی پھیلانے سے بچو، کیونکہ یہ حرکت (دین کو) مونڈنے اور برباد کرنے والی ہے۔" (ترمذی)

کسی کو ضرر پہنچانے اور مشقت میں ڈالنے کا انجام بد

(۱۱۰۶) حضرت اَبُو صِرْمَه رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص کسی کو کوئی ضرر اور نقصان پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ضرر و نقصان پہنچائے گا (یعنی اس برے عمل کی سزا دے گا) اور جو شخص کسی کو مشقت و تکلیف میں ڈالے گا، اللہ تعالیٰ اس کو مشقت و تکلیف میں مبتلا کرے گا۔" (ابن ماجہ)

مسلمان کو ضرر پہنچانے والا اور دھوکہ دینے والا ملعون ہے

(۱۱۰۷) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر و فریب کرے" (ترمذی)

عیب جوئی کا انجام بد

(۱۱۰۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو بآوازِ بلند اس طرح مخاطب فرمایا "اے وہ لوگو جو زبان سے اسلام لائے ہو، اور ان کے دل تک ایمان نہیں پہنچا ہے، تم (کامل) مسلمانوں کو اذیت نہ دو، نہ ان کو عار دلاؤ، نہ ان کے عیب ڈھونڈو۔ یاد رکھو! جو شخص اپنے مسلمان

بھائی کے عیوب تلاش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عیوب تلاش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جس کے عیوب تلاش کرتا ہے اس کو ضرور رسوا کرے گا چاہے وہ اپنے گھر میں (چھپا بیٹھا) کیوں نہ ہو۔'' (ترمذی)

سب سے بڑا سود کیا ہے؟

(۱۱۰۹) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''سب سے بڑا سود یہ ہے کہ کسی مسلمان کی عزت وآبرو میں ناحق زبان درازی کی جائے۔'' (یعنی کسی مسلمان کی آبروریزی کرنا بدترین سود ہے) (ابوداوٗد، بیہقی)

غیبت کی سزا

(۱۱۱۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ مجھے (معراج کی رات میں) اوپر لے گیا تو (عالم بالا میں) میرا گذر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں کو نوچ رہے تھے (ان کی اس حالت کو دیکھ کر) میں نے پوچھا: جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (یعنی لوگوں کی غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزت وآبرو کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔'' (ابوداوٗد)

دوسرے کی برائیاں اور اپنی جھوٹی خوبیاں بیان کرنے کا انجام

(۱۱۱۱) حضرت مُسْتَوْرِد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''جو شخص کسی مسلمان کی غیبت اور برائی کرکے کوئی لقمہ کھائے گا، اس کو اللہ تعالیٰ اس لقمہ کے برابر دوزخ کی آگ کھلائے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کی تحقیر و اہانت کے بدلہ میں کسی کو کپڑا پہنائے گا، اس کو اللہ تعالیٰ اس کپڑے کے برابر دوزخ

کی آگ کا کپڑا پہنائے گا، (یا جس شخص کو کسی مسلمان کی تحقیر و اہانت کی وجہ سے کوئی کپڑا پہنایا گیا، اس کو اللہ تعالیٰ اس کپڑے کے برابر آگ کا کپڑا پہنائے گا) اور جو شخص خود کو یا کسی اور کو سنانے اور دکھانے کی جگہ کھڑا کرے گا، اس کے لیے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سنانے اور دکھانے کی جگہ کھڑا ہوگا (یعنی جو شخص شہرت حاصل کرنے کے لیے اپنی یا دوسرے کی جھوٹی خوبیاں بیان کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ریاکاری کی سزا دے گا)'' (ابوداؤد)

اچھا گمان اچھی عبادت ہے

(۱۱۱۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''(اللہ کے حق میں یا لوگوں کے حق میں) اچھا گمان رکھنا، اچھی عبادت ہے'' (احمد، ابوداؤد)

دینی کوتاہی پر تین دن سے زیادہ ترک تعلقات جائز ہے

(۱۱۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا اس وقت حضرت زینب کے پاس ان کی ضرورت سے زیادہ سواری تھی (یعنی ان کے پاس ایک اونٹ زائد تھا) اس لیے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے فرمایا: تم اپنا وہ اونٹ (جو تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے) صفیہ کو دے دو، زینب نے جواب دیا: بھلا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دوں گی؟! چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سخت ناراض ہو گئے یہاں تک کہ آپ نے ذی الحجہ اور محرم (کے پورے مہینے) اور ماہِ صفر کے کچھ دنوں تک ان سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ (ابوداؤد)

(فصل سوم)

عیب جوئی سے چشم پوشی

(۱۱۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(ایک مرتبہ) حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھ لیا، تو حضرت عیسی ابن مریم نے اس شخص سے کہا: تم نے چوری کی، اس شخص نے کہا: ہرگز نہیں، اس ذات پاک کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، حضرت عیسی علیہ السلام نے (اس کو اس طرح قسم کھاتے ہوئے سنا تو) کہا: میں خدا پر ایمان لایا اور میں نے اپنے نفس کو جھٹلایا۔" (مسلم)

تنگ دستی اور حسد کی نحوست

(۱۱۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قریب ہے کہ فقر (تنگ دستی) کفر (میں مبتلا ہونے کا ذریعہ) بن جائے، اور قریب ہے کہ حسد تقدیر پر غالب آجائے۔" (بیہقی)

عذر خواہی قبول نہ کرنے کا گناہ

(۱۱۱۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے (کسی قصور پر) عذر خواہی کرے اور وہ مسلمان اس کو معذور نہ سمجھے، یا (معذور تو سمجھے مگر) اس کے عذر کو قبول نہ کرے، تو اس پر صاحب مَکس کے برابر گناہ ہوگا۔" اور بیہقی نے کہا: صاحب مَکس عشر وصول کرنے والے کو کہتے ہیں (بیہقی)

کاموں میں آہستگی اختیار کرنے اور چوکنا رہنے کا بیان

(فصل اول)

چوکنا رہنے کی تاکید

(۱۱۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔'' (یعنی مسلمان کو اتنا ہوشیار رہنا چاہئے کہ اگر کسی نے ایک مرتبہ دھوکہ دے دیا تو دوسری مرتبہ اس سے دھوکہ نہ کھائے) (بخاری ومسلم)

بردباری اور آہستہ روی کی فضیلت

(۱۱۱۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبدقیس کے سردار اَشج سے فرمایا: ''تمہارے اندر دو خوبیاں ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتا ہے، ایک حلم وبردباری، اور دوسری آہستہ روی۔'' (مسلم)

(فصل دوم)

آہستہ روی کی فضیلت اور جلد بازی کی مذمت

(۱۱۱۹) حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' آہستہ روی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے'' (ترمذی)

کامل بردبار اور کامل حکیم

(۱۱۲۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بردبار نہیں ہوتا مگر لغزش والا، اور حکیم نہیں ہوتا مگر تجربہ والا (یعنی جس سے لغزش صادر ہوئی ہے وہی کامل بردبار ہوتا ہے، اور جس نے تجربہ کیا ہے وہی کامل حکیم ہوتا ہے)'' (احمد، ترمذی)

انجام دیکھ کر کام کیا کرو

(۱۱۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے وصیت فرمایئے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''انجام دیکھ کر کام کیا کرو، لہذا کسی کام کے انجام میں اگر تمہیں بھلائی نظر آئے تو اس کو کرو، اور اگر (انجام میں) بربادی اور تباہی کا خطرہ ہو تو رک جاؤ۔'' (شرح السنۃ)

کون سے کام میں تاخیر کرنا بہتر ہے

(۱۱۲۲) حضرت مُصْعَب بن سَعْد اپنے والد حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز میں تاخیر کرنا بہتر ہے مگر آخرت کے کام میں (جلدی کرنا بہتر ہے) (ابوداؤد)

نبوت سے تعلق رکھنے والی صفات

(۱۱۲۳) حضرت عبداللہ بن سَرْجِس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اچھی خصلت؛ آہستہ روی اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں جز ہیں'' (ترمذی)

(۱۱۲۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نیک سیرت، نیک خصلت اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں جز ہیں۔'' (ابوداود)

کون سی بات امانت ہے؟

(۱۱۲۵) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''جب کوئی شخص بات کرتے وقت اِدھر اُدھر دیکھے تو وہ بات امانت ہے (کسی کے سامنے اس کو ظاہر نہیں کرنا چاہئے)'' (ترمذی، ابوداؤد)

بہتر مشورہ دینے کی ہدایت

(۱۱۲۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ نے حضرت اَبُو هَيْثَم بن تَيِّهَان سے پوچھا: تمہارے پاس کوئی خادم ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں، آپ نے فرمایا جب ہمارے پاس کہیں سے غلام آئیں تو تم آجانا (میں تمہیں ایک غلام دے دوں گا) چنانچہ (کچھ عرصہ کے بعد) جب نبی کریم ﷺ کے پاس دو غلام آئے تو اَبُو هَيْثَم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: یہ دو غلام ہیں، ان دونوں میں سے کسی ایک کو اپنے لیے پسند کرلو۔ اَبُو هَيْثَم نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ ہی میرے لیے کوئی غلام پسند فرما دیجیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''جس شخص سے مشورہ لیا جائے اس کو امین ہونا چاہیے'' (یعنی مشیر کو چاہیے کہ مشورہ چاہنے والے کی بھلائی و بہبودی کو ملحوظ رکھے اور وہی مشورہ دے جو اس کے حق میں بہتر اور مناسب ہو، اس کے بعد حضور ﷺ نے ایک غلام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) ''اس غلام کو لے جاؤ کیوں کہ میں نے اس کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اور اس کے ساتھ اچھا سلوک اور بھلائی کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔'' (ترمذی)

تین مجلسوں کے علاوہ مجالس کی باتیں امانت ہیں

(۱۱۲۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''مجلسیں،

امانت کے ساتھ وابستہ ہیں (یعنی خصوصی مجلسوں کی باتیں امانت ہیں، ان کو کسی کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہئے) مگر تین مجلسیں (ایسی ہیں کہ ان کی باتوں کو ظاہر کرنا ضروری ہے) ایک حرام خون بہانے کی مجلس، دوسری حرام کاری اور عصمت دری کی مجلس اور تیسری ناحق کسی کا مال چھیننے کی مجلس۔" (ابوداؤد)

(فصل سوم)

عقل کی اہمیت وفضیلت

(۱۱۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو اس سے فرمایا: کھڑی ہو جا، وہ کھڑی ہوگئی پھر اس سے فرمایا: پشت پھیر، اس نے پشت پھیری، پھر اس سے فرمایا: میری طرف منہ کر، اس نے خدا کی طرف منہ کر لیا پھر اس سے فرمایا: بیٹھ جا، وہ بیٹھ گئی، پھر اس سے فرمایا: میں نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی جو تجھ سے بہتر ہو، اور فضل وکمال میں تجھ سے بڑھی ہوئی ہو اور خوبیوں میں تجھ سے اچھی ہو، تیری وجہ سے میں لے لیتا ہوں (یعنی تیری وجہ سے میں بندوں کی عبادتوں کو قبول کرتا ہوں —— یا تیری وجہ سے میں بندوں کی نعمتیں چھین لیتا ہوں) اور تیری وجہ سے میں (بندوں کو نعمتیں) دیتا ہوں، اور تیری وجہ سے میں پہچانا جاتا ہوں، اور تیری وجہ سے میں عتاب کرتا ہوں، اور تیری وجہ سے ثواب دیتا ہوں، اور تیری وجہ سے سزا دیتا ہوں (یعنی دنیا اور آخرت کی نعمتوں اور سزاؤں وغیرہ کا مدار عقل پر ہے) اور اس حدیث کی صحت میں کلام ہے (بیہقی)

(۱۱۲۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک شخص نماز پڑھنے والوں میں سے، روزہ رکھنے والوں میں سے، زکوٰۃ دینے والوں میں سے، حج اور عمرہ کرنے والوں میں سے ہوتا ہے یہاں تک کہ آپ نے خیر کے تمام کاموں کا تذکرہ

کیا،اور فرمایا: لیکن قیامت کے دن اپنی عقل کے بقدر جزاء اور بدلہ پائے گا'' (بیہقی)

تدبیر، خوش خلقی اور گناہوں سے باز رہنے کی فضیلت

(۱۱۳۰) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ابوذر! (جان لو) تدبیر کے برابر کوئی عقل نہیں (یعنی غور وفکر کرنے اور انجام کو سوچنے سے بڑھ کر کوئی دانشمندی نہیں ہے) اور باز رہنے کے برابر کوئی پرہیزگاری نہیں (یعنی لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے باز رہنا ـــــ یا زبان کو لایعنی باتوں سے باز رکھنا سب سے بڑی پرہیزگاری ہے) اور خوش خلقی کے برابر کوئی شرافت نہیں (یعنی سب سے بڑی شرافت وفضیلت خوش خلقی ہے)'' (بیہقی)

میانہ روی، میل محبت اور اچھے سوال کی اہمیت

(۱۱۳۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا آدھی معیشت ہے، اور لوگوں سے میل محبت رکھنا آدھی دانشمندی ہے، اور اچھا سوال کرنا آدھا علم ہے۔'' (بیہقی)

نرمی، شرم وحیا اور اچھے اخلاق کا بیان

(فصل اول)

نرمی کی خوبیاں

(۱۱۳۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نرم ومہربان ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے، اور نرمی پر جو چیز دیتا ہے وہ سختی

پر نہیں دیتا، اور نہ نرمی کے علاوہ کسی چیز پر دیتا ہے۔'' (مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا: نرمی کو لازم پکڑو، اور سختی وفحش گوئی سے بچو، بے شک نرمی کسی چیز میں نہیں ہوتی مگر اس کو زینت بخشتی ہے، اور نرمی کسی چیز سے دور نہیں کی جاتی مگر اس کو عیب دار کر دیتی ہے (یعنی جس شخص میں نرمی ہوتی ہے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں، اور جس میں نرمی نہیں ہوتی لوگ اس کو برا سمجھتے ہیں)

(۱۱۳۳) حضرت جریر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''جس شخص کو نرمی سے محروم کیا جاتا ہے وہ بھلائی سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے'' (مسلم)

شرم وحیا کی خوبیاں

(۱۱۳۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ ایک انصاری صحابی کے پاس سے گذرے جو اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا (یعنی یہ کہہ رہا تھا کہ بہت حیا نہ کر اس لیے کہ بہت حیا کرنے سے آدمی نعمتوں اور کمالات سے محروم رہتا ہے) تو رسول خدا ﷺ نے اس سے فرمایا ''اس کو کچھ مت کہو، کیوں کہ حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔'' (بخاری ومسلم)

(۱۱۳۵) حضرت عِمرَان بن حُصَین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: شرم وحیا سے بھلائی ہی وجود میں آتی ہے، اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ''حیا کی تمام صورتیں بہتر ہیں۔'' (بخاری ومسلم)

(۱۱۳۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''لوگوں نے پہلے انبیاء کے کلام میں سے جو بات پائی ہے وہ یہ ہے کہ: جب تو بے شرم ہو جائے تو جو چاہے کر۔'' (بخاری)

خوش خلقی کے فضائل

(۱۱۳۷) حضرت نَوَّاسُ بن سَمْعَان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا (کہ نیکی کیا ہے اور گناہ کیا ہے؟) تو آپ نے فرمایا ”نیکی خوش خلقی کا نام ہے (یعنی نیکی کی عمدہ صورت خوش خلقی ہے) اور گناہ وہ (کام) ہے جو تمہارے دل میں تردد پیدا کرے، اور تم اس بات کو پسند نہ کرو کہ لوگ تمہارے اس کام سے واقف ہو جائیں۔“ (مسلم)

(۱۱۳۸) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تم میں سے وہ شخص مجھ کو بہت پیارا ہے جو تم میں سب سے اچھے اخلاق والا ہے“ (بخاری)

(۱۱۳۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو تم میں سب سے اچھے اخلاق والا ہے“۔ (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

نرمی کی فضیلت

(۱۱۴۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس شخص کو نرمی میں سے اس کا حصہ دیا گیا، اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں میں سے اس کا حصہ دیا گیا اور جو شخص نرمی میں سے اپنے حصے سے محروم کر دیا گیا وہ (دنیا و آخرت کی) بھلائیوں میں سے اپنے حصہ سے محروم رہا۔“ (شرح السنۃ)

حیا کی فضیلت اور بدگوئی کی مذمت

(۱۱۴۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”حیاء

(یعنی بری باتوں سے شرم کرنا) ایمان کا جز ہے اور ایمان (یعنی صاحب ایمان) جنت میں جائے گا، اور بدگوئی (اور بدزبانی) بداخلاقی کا جز ہے، اور بداخلاق دوزخ میں جائے گا'' (احمد، ترمذی)

خوش خلقی: سب سے بہتر خصلت

(۱۱۴۲) قبیلۂ مُزَیْنَہ کے ایک شخص نے بیان کیا کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جو چیزیں انسان کو عطا کی گئی ہیں ان میں سب سے بہتر چیز کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ''خوش خلقی'' (بیہقی)

اکھڑ مزاج اور بداخلاق کا انجام

(۱۱۴۳) حضرت حَارِثَہ بن وَهْبٌ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''جنت میں نہ اکھڑ مزاج داخل ہوگا، نہ بداخلاق داخل ہوگا''۔ (ابوداؤد، بیہقی)

خوش خلقی کی خوبیاں

(۱۱۴۴) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''قیامت کے دن مومن کی میزانِ عمل میں جو چیزیں رکھی جائیں گی ان میں سب سے وزنی چیز خوش خلقی ہے، اور اللہ تعالیٰ فحش بکنے والے بے ہودہ گو سے سخت نفرت اور دشمنی رکھتا ہے'' (ترمذی)

(۱۱۴۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''مومن خوش خلقی کی وجہ سے وہ درجہ و مرتبہ پالیتا ہے جو رات بھر نماز پڑھنے والے اور ہمیشہ دن میں روزہ رکھنے والے کو ملتا ہے۔'' (ابوداؤد)

تین چیزوں کی تاکید

(۱۱۴۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ''تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرو، اور اگر تم سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اس کے بعد نیک کام ضرور کرو تاکہ وہ نیکی اس برائی کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کرو'' (احمد، ترمذی، دارمی)

نرم مزاج دوزخ میں نہیں جائے گا

(۱۱۴۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا میں تمہیں بتاؤں وہ شخص کون ہے جو آگ پر اور آگ اس پر حرام ہوگی؟ (سنو) دوزخ کی آگ ہر اس شخص پر حرام ہوگی جو نرم مزاج، نرم طبیعت، لوگوں سے نزدیک اور نرم خو ہے'' (احمد، ترمذی)

مؤمن کی شان اور بدکار کا حال

(۱۱۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''(نیک) مومن بھولا اور شریف ہوتا ہے، اور بدکار مکار اور کمینہ ہوتا ہے۔''
(احمد، ترمذی، ابوداؤد)

ایمان والے نرم مزاج اور فرمانبردار ہوتے ہیں

(۱۱۴۹) حضرت مَکْحُول کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایمان والے نرم مزاج، نرم طبیعت اور اس اونٹ کی طرح فرمانبردار ہوتے ہیں، جس کی ناک میں نکیل پڑی ہو، اگر اس کو کھینچا جائے تو کھچا چلا آئے، اور اگر پتھر پر بٹھایا جائے تو پتھر پر

بیٹھ جائے"(ترمذی)

کون سا مسلمان بہتر ہے؟

(۱۱۵۰)حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا"جو مسلمان لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان کی تکلیفوں پر صبر کرتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں سے نہ ملتا ہے نہ ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے"(ترمذی، ابن ماجہ)

غصہ پر قابو پانے کی فضیلت

(۱۱۵۱)حضرت سہل بن معاذ، اپنے والد (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"جو شخص اپنے غصہ کو پی جائے باوجودیکہ وہ اس غصہ پر عمل کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق کے روبرو بلائے گا اور اس کو یہ اختیار دے گا کہ وہ جس حور کو چاہے پسند کرلے۔"
(ترمذی، ابوداؤد)

(فصل سوم)

اسلام کا خاص وصف حیا ہے

(۱۱۵۲)حضرت زید بن طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"ہر دین و مذہب میں ایک اچھا وصف ہوتا ہے (یعنی ہر مذہب والوں میں ایک ایسی صفت و خصلت ہوتی ہے جو ان کی تمام صفتوں پر غالب اور ان کی ساری خصلتوں سے اعلیٰ ہوتی ہے) اور اسلام کا وہ اچھا وصف حیا ہے۔"(مالک)

حیا اور ایمان ایک دوسرے کے ساتھی ہیں

(۱۱۵۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیاء اور ایمان ایک دوسرے کے ساتھی ہیں، لہٰذا جب ان دونوں میں سے ایک کو اٹھایا جاتا ہے تو دوسرے کو بھی اٹھالیا جاتا ہے (یعنی جب کسی مؤمن سے حیا کو چھین لیا جاتا ہے تو ایمان بھی رخصت ہو جاتا ہے)

اور حضرت ابن عباس کی روایت میں یوں ہے کہ جب ''ان دونوں میں سے ایک کو چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا اس کے پیچھے چل دیتا ہے۔'' (بیہقی)

اخلاق کو سنوارنے کی تاکید

(۱۱۵۴) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب مجھے یمن کا قاضی اور حاکم بنا کر بھیجا اس وقت بہت سی وصیتیں کی تھیں ان میں سے) آخری وصیت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس وقت کی تھی جب میں نے (سوار ہونے کے لیے) اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تھا یہ تھی کہ ''اے معاذ! لوگوں کے لیے اپنے اخلاق اچھے کرنا۔'' (مالک)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ایک عظیم مقصد

(۱۱۵۵) حضرت امام مالک کہتے ہیں کہ ان تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں (یعنی اس دنیا میں میری بعثت کا ایک عظیم مقصد یہ ہے کہ اچھے اخلاق کو درجہ کمال تک پہنچاؤں)'' (موطا)

خدا کی نعمتوں کا شکر

(۱۱۵۶) حضرت جعفر بن محمد اپنے والد حضرت باقر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسولِ خدا ﷺ جب آئینہ میں (اپنا چہرہ) دیکھتے تو فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ حَسَّنَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ وَ زَانَ مِنِّیْ مَاشَانَ مِنْ غَیْرِیْ (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے میری صورت اور سیرت کو اچھا بنایا، اور میرے غیر میں جو چیزیں عیب دار اور ناقص بنائیں، ان کو میری ذات میں آراستہ فرمایا) (بیہقی)

حسن سیرت کی دعا

(۱۱۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ (جب آئینہ میں دیکھتے تھے تو یہ) کہا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ (الٰہی! تو نے میری صورت کو اچھا بنایا پس میری سیرت کو بھی اچھا بنا دے) (احمد)

بہترین لوگ کون ہیں؟

(۱۱۵۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے (صحابہ سے) فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں بہترین لوگ کون ہیں؟'' صحابہ نے عرض کیا ہاں ضرور بتائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو لمبی عمر والے ہیں اور جن کے اخلاق بہت اچھے ہیں۔'' (احمد)

کامل ایمان والے کون ہیں؟

(۱۱۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''ایمان

میں کامل ترین لوگ وہی ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔‘‘ (ابوداؤد، دارمی)

تین باتیں برحق ہیں

(۱۱۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اس کی باتیں سن کر) تعجب فرماتے اور مسکراتے تھے، جب اس شخص نے (حضرت ابو بکر کو) بہت برا بھلا کہا تو حضرت ابوبکر نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضور کے پیچھے پیچھے حضرت ابوبکر بھی گئے اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! جب وہ شخص مجھ کو برا بھلا کہہ رہا تھا تو آپ وہاں بیٹھے رہے لیکن میں نے جب اس کی بعض باتوں کا جواب دیا، تو آپ ناراض ہو گئے اور وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے (اس میں کیا حکمت ہے؟) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو (تمہاری طرف سے) اس کو جواب دے رہا تھا مگر جب تم نے خود جواب دیا تو شیطان درمیان میں کود پڑا (اس لیے میں وہاں سے کھڑا ہو گیا)

پھر فرمایا ’’ابوبکر! تین باتیں ہیں اور وہ سب حق ہیں:

(۱) جس بندہ پر کوئی ظلم کیا جاتا ہے پھر وہ مظلوم بندہ اللہ (کی رضا) کے لیے اس ظلم سے چشم پوشی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس (ظلم سے چشم پوشی) کی وجہ سے اس کی بھرپور مدد کرتا ہے۔

(۲) جو بندہ عطا و بخشش کا دروازہ کھولتا ہے تا کہ اس کے ذریعہ اپنے قرابت داروں اور مسکینوں کے ساتھ احسان اور نیک سلوک کرے، تو اللہ تعالیٰ اس (عطا و بخشش) کی وجہ سے اس کے مال و دولت میں اضافہ کرتا ہے۔

(۳) اور جو شخص سوال و گدائی کا دروازہ کھولتا ہے تا کہ اس کے ذریعہ اپنی دولت

کو بڑھائے ،تو اللہ تعالیٰ اس (گدائی) کی وجہ سے اس کے مال و دولت کو کم کر دیتا ہے''(احمد)

نرمی کا فائدہ اور سختی کا نقصان

(۱۱۶۱)حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ کسی گھر والوں کے لیے نرمی کا ارادہ نہیں کرتا مگران کو نفع پہنچا تا ہے،اوران کو نرمی سے محروم نہیں کرتا مگران کو نقصان پہنچا تا ہے(یعنی اللہ تعالیٰ اسی خاندان کے لیے نرمی کو پسند کرتا ہے جس کو نفع پہنچانا چاہتا ہے اور جس خاندان کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اس کو نرمی سے محروم کر دیتا ہے)''(بیہقی)

غصہ اور تکبر کا بیان

(فصل اول)

غصہ مت کرو

(۱۱۶۲)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: مجھے کوئی نصیحت فرمائیے،آپ نے فرمایا''غصہ مت کرو''اس شخص نے یہ بات کئی مرتبہ کہی اور آپ نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ''غصہ مت کرو۔''(بخاری)

پہلوان کون ہے؟

(۱۱۶۳)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ''طاقتور اور پہلوان وہ شخص نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑے بلکہ طاقتور اور پہلوان شخص

وہ ہے جو غصہ کے وقت (اپنے نفس کو پچھاڑ دے اور) اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔" (بخاری ومسلم)

جنتی اور دوزخی لوگ

(۱۱۶۴) حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنتی لوگ نہ بتلا دوں (یعنی یہ بتاؤں کہ کون لوگ جنتی ہیں؟ سنو!) ہر وہ ضعیف شخص (جنتی ہے) جس کو لوگ ضعیف و حقیر سمجھیں (اور اس کی کمزوری وشکستہ حالی کی وجہ سے اس کے ساتھ جبر وتکبر کا معاملہ کریں، مگر وہ کمزور شخص اللہ کے نزدیک اس قدر اونچا مرتبہ رکھتا ہے کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر کسی بات پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو سچا کر دے۔ اور کیا میں تمہیں وہ لوگ نہ بتلاؤں جو دوزخی ہیں (سنو) ہر وہ شخص (دوزخی ہے) جو جھگڑالو اور اکھڑ مزاج ہے، اور تکبر وعناد کی وجہ سے حق بات کو قبول نہیں کرتا۔ (بخاری، مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے (ہر وہ شخص دوزخی ہے) جو اکھڑ مزاج اور حرام زادہ ہے، اور تکبر وعناد کی وجہ سے حق بات کو نہیں مانتا۔

(۱۱۶۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ شخص (ہمیشہ کے لیے) دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا، اور وہ شخص (سابقین کے ساتھ) جنت میں داخل نہیں ہوگا، جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا۔" (مسلم)

تکبر کی حقیقت

(۱۱۶۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا۔" (یہ سن کر) ایک

شخص نے عرض کیا: کوئی آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس عمدہ ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں (اور وہ اپنی اس پسند و خواہش کے تحت اچھا لباس پہنتا ہے اور اچھے جوتے استعمال کرتا ہے تو کیا اس کو بھی تکبر کہیں گے؟) آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ جمیل (یعنی اچھا اور آراستہ ہے) اور جمال (آراستگی) کو پسند کرتا ہے، اور تکبر حق بات کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا ہے'' (مسلم)

تین آدمیوں کے لیے دردناک عذاب ہے

(۱۱۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ گفتگو کرے گا نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا'' ـــــ اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں ''اور نہ ان کی طرف (رحمت و عنایت کی نظر سے) دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، (۱) زنا کرنے والا بوڑھا، (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) اور تکبر کرنے والا مفلس۔'' (مسلم)

تکبر کی سزا

(۱۱۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بڑائی میری چادر ہے، اور عظمت میرا تہبند ہے، لہذا جو شخص ان دونوں میں سے کسی کو مجھ سے چھینے گا (یعنی جو کوئی تکبر کرے گا) میں اس کو آگ میں داخل کروں گا'' ـــــ اور ایک روایت میں یوں ہے ''میں اس کو آگ میں پھینک دوں گا۔'' (مسلم)

(فصل دوم)

تکبر کا انجام بد

(۱۱۶۹) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کوئی شخص اپنے نفس کو برابر بلند کرتا رہتا ہے (یعنی تکبر کرتا رہتا ہے) یہاں تک کہ (اس کا نام) سرکشوں (یعنی ظالم اور متکبر لوگوں کی فہرست) میں لکھ دیا جاتا ہے، پھر جو آفت و بلا ان سرکشوں کو پہنچی ہے وہی اس شخص کو بھی پہنچتی ہے۔'' (ترمذی)

(۱۱۷۰) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی طرح آدمیوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا (یعنی ان کی شکل و صورت تو آدمیوں کی سی ہوگی لیکن جسم چیونٹیوں کے برابر ہوگا) اور ہر طرف سے ذلت و خواری ان کو پوری طرح گھیر لے گی، پھر ان کو جہنم کے ایک قید خانہ کی طرف جس کا نام "بُوْلَسْ" ہے، ہانکا جائے گا، وہاں آگوں کی آگ ان پر چھا جائے گی، اور ان کو دوزخیوں کا نچوڑ یعنی دوزخیوں کے بدن سے بہنے والا خون اور پیپ پلایا جائے گا۔'' (ترمذی)

غصہ کا علاج

(۱۱۷۱) حضرت عَطِیَّہ بن عُرْوَہ سعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''غصہ کرنا شیطان کی طرف سے ہے (یعنی ناحق غصہ کرنا، شیطان کے اکسانے، اور اس کے فریب میں آجانے کا نتیجہ ہوتا ہے) اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے اس لیے جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو

اس کو چاہیے کہ وضو کر لے۔" (ابوداؤد)

(۱۱۷۲) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ اس وقت کھڑا ہو تو (فوراً) بیٹھ جائے، اگر غصہ جاتا رہے تو بہتر ہے، ورنہ پہلو پر لیٹ جائے۔" (احمد، ترمذی)

چند برے بندے

(۱۱۷۳) حضرت اَسْمَاء بنت عُمَیْس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: برا ہے وہ بندہ جس نے اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر جانا اور تکبر کیا اور خداوند بزرگ و برتر کو بھول گیا (یعنی اس نے یہ فراموش کر دیا کہ بزرگی اور بلندی و برتری صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے ــــــــ یا یہ بھول گیا کہ اس نے دنیا میں احتیاط و تقویٰ کی راہ چھوڑ کر جس برے راستہ کو اختیار کیا ہے اس کی جواب دہی اس کو آخرت میں کرنی ہوگی، اور وہاں خدا کا عذاب بھگتنا پڑے گا)

برا ہے وہ بندہ جس نے لوگوں پر جبر و ظلم کیا اور ظلم و فساد ریزی میں حد سے بڑھ گیا اور خداوند جبار و قہار کو بھول گیا جس کی قدرت و عزت سب سے بلند ہے ــــــ

برا ہے وہ بندہ جو دین کے کاموں کو بھول گیا اور دنیا داری میں مشغول رہا اور اس نے مقبروں کو اور خاک میں مل جانے والے جسم کی بوسیدگی کو فراموش کر دیا (یعنی اس نے اس بات سے کوئی عبرت نہیں پکڑی کہ کیسے کیسے لوگ ہزاروں من مٹی کے نیچے دفن کر دیئے گئے اور ان کے جسم کیڑوں مکوڑوں کی خوراک بن گئے)

برا ہے وہ بندہ جس نے فتنہ و فساد برپا کیا اور حد سے تجاوز کر گیا، اور اپنی ابتداء و انتہاء کو بھول گیا (یعنی نہ تو اس کو یہ یاد رہا کہ وہ کتنی حقیر چیز سے پیدا کیا گیا ہے اور ابتداء میں وہ کس قدر عاجز و ناتواں تھا اور نہ اس کو اپنا انجام یاد رہا کہ آخر کار پیوند زمین ہو جاتا ہے)

برا ہے وہ بندہ جو دین کے ذریعہ دنیا حاصل کرے (یعنی دنیا کو حاصل کرنے کے

لیے دین کو وسیلہ بنائے ـــــ یا یہ معنی ہیں کہ صلحاء اور بزرگوں کی سی شکل اختیار کر کے اور دین کا لبادہ اوڑھ کر اہل دنیا کو فریب دے تا کہ وہ اس کے معتقد و مداح ہوں اور ان سے مال و جاہ حاصل کرے) ـــــ برا ہے وہ بندہ جس نے شبہات میں مبتلا ہو کر دین کو خراب کر دیا ـــــ برا ہے وہ بندہ جس نے مخلوق سے طمع و امید قائم کی اور حرص و طمع اس کو دنیا داروں کے دروازوں پر کھینچے کھینچے پھرتی ہے، اور جدھر چاہتی ہے لے جاتی ہے ـــــ برا ہے وہ بندہ جس کو خواہش نفس گمراہ کرتی ہے ـــــ برا ہے وہ بندہ جس کو دنیا کی رغبت، حصولِ دنیا کی حرص اور کثرتِ مال و جاہ کی ہوس، ذلیل و خوار کرتی ہے (ترمذی، بیہقی)

(فصل سوم)

غصہ پی جانے کی فضیلت

(۱۱۷۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی بندہ نے کوئی گھونٹ نہیں پیا، جو خدا کے نزدیک غصہ کے اس گھونٹ سے بہتر ہو جس کو بندہ محض اللہ کی رضا کے لیے پیتا ہے۔" (احمد)

صبر و ہمت سے غصہ کا مقابلہ کرنا

(۱۱۷۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ (تم برائی کو بھلائی کے ذریعہ دفع کرو) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس ارشاد خداوندی کا مطلب غصہ کے وقت صبر کرنا اور برائی کے وقت عفو و درگذر کرنا ہے، پس جب لوگ صبر اور عفو و درگزر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو مخلوقات کی آفتوں سے محفوظ رکھتا ہے اور ان کے دشمن ان کے سامنے اس طرح پست ہو جاتے ہیں جیسے وہ (دشمن نہ

ہوں بلکہ) بہت قریبی دوست ہوں۔ (بخاری)

غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے

(۱۱۷۶) حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ بہز کے دادا حضرت مُعَاوِیَہ بن حَیْدَۃ قُشَیْرِی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بلاشبہ غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔'' (بیہقی)

فروتنی کی فضیلت اور تکبر وغرور کی مذمت

(۱۱۷۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) انہوں نے منبر پر کھڑے ہو کر (خطبہ دیتے ہوئے) فرمایا: لوگو! تواضع اور فروتنی اختیار کرو، کیوں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضا مندی وخوشنودی حاصل کرنے) کے لیے تواضع اور فروتنی اختیا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ کو بلند کرتا ہے، چنانچہ وہ اپنی نظر میں تو حقیر ہوتا ہے، لیکن لوگوں کی نظر میں بلندرتبہ ہوتا ہے، اور جو شخص تکبر وغرور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو گراتا ہے، چنانچہ وہ لوگوں کی نظر میں تو حقیر ہوتا ہے لیکن اپنی نظر میں خود کو بلندرتبہ سمجھتا ہے، یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور سور سے بھی بدتر ہوتا ہے'' (بیہقی)

کون بندہ عزیز تر ہے؟

(۱۱۷۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے عرض کیا، میرے پروردگار! تیرے بندوں میں سے کون سا بندہ تیرے نزدیک زیادہ عزیز ہے؟ پروردگار نے فرمایا: وہ بندہ جو قادر ہونے کے باوجود عفوودرگزر کرے۔'' (بیہقی)

تین باتوں کے فضائل

(۱۱۷۹)حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص اپنی زبان کو بند رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو ڈھانک لیتا ہے (یعنی جو شخص لوگوں کے عیوب اور برائیوں کو جاننے کے باوجود کسی سے بیان نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس کے عیوب و معاصی کو لوگوں سے چھپاتا ہے) اور جو شخص اپنے غصہ کو ضبط کرتا ہے (اور انتقام لینے سے باز رہتا ہے) اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنے عذاب سے بچائے گا۔ اور جو شخص (اپنے گناہ اور کوتاہی پر نادم ہو کر) اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی عفوخواہی کو قبول کرتا ہے۔'' (بیہقی)

تین نجات دلانے والی اور تین تباہ کرنے والی چیزیں

(۱۱۸۰)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں، جو چیزیں نجات دلانے والی ہیں ان میں سے ایک باطن و ظاہر میں خدا سے ڈرنا ہے (یعنی جلوت و خلوت میں اور ہر عمل کے وقت خدا کا خوف غالب ہو) دوسری چیز خوشی و ناخوشی میں حق بات کہنا ہے، تیسری چیز دولت مندی و فقیری دونوں حالتوں میں میانہ روی اختیار کرنا ہے ـــــ اور جو تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں ان میں سے ایک وہ خواہش نفس ہے جس کی پیروی کی جائے، دوسری چیز وہ حرص و بخل ہے جس کا انسان غلام بن جائے، اور تیسری چیز مرد کا اپنے نفس پر گھمنڈ کرنا ہے (یعنی کسی شخص کا اپنے آپ کو نیک اور اچھا سمجھنا اور اس پر اترانا ہے) اور یہ تیسری چیز ان سب میں بدترین خصلت ہے۔'' (بیہقی)

ظلم کا بیان

(فصل اول)

ظلم کا انجام

(۱۱۸۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ظلم کرنا قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا۔" (بخاری ومسلم)

ظالم کی دارو گیر

(۱۱۸۲) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے (یعنی دنیا میں اس کی عمر دراز کرتا ہے تا کہ وہ ظلم کرتا رہے، اور آخرت میں سخت عذاب میں گرفتار ہو) یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (دلیل کے طور پر) یہ آیت پڑھی ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ (سورۂ ھود: ۱۰۲) اور آپ کے رب کی دارو گیر ایسی ہی سخت ہے جب وہ کسی بستی والوں پر دارو گیر کرتا ہے جب کہ وہ ظلم کیا کرتے ہیں، بلاشبہ اس کی دارو گیر بڑی تکلیف دہ اور سخت ہے۔ (بخاری ومسلم)

ظالموں کے علاقہ سے گذرنے کا طریقہ

(۱۱۸۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حِجر (یعنی قوم ثمود کے علاقہ) سے گزرے تو (صحابہ سے) فرمایا: تم ان لوگوں کی

رہائش گاہوں میں قدم نہ رکھنا جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، مگر یہ کہ تم رونے والے ہو، مبادا تم پر بھی وہی مصیبت نازل ہو جائے جو ان پر نازل ہوئی تھی (کیوں کہ ایسی جگہوں سے غفلت و بے پروائی کے ساتھ گزرنا اور عبرت نہ پکڑنا قساوت قلبی اور خوفِ خدا کے فقدان کی علامت ہے اور یہ چیز عذابِ الٰہی کے نازل ہونے کا باعث بن سکتی ہے) اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے چادر سے اپنا سر ڈھانک لیا اور تیز چل کر اس علاقہ سے گزر گئے۔ (بخاری و مسلم)

قیامت کے دن حقوق کی ادائیگی کس طرح کی جائے گی؟

(۱۱۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ''جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کا کوئی حق رکھتا ہو، خواہ وہ حق آبرو ریزی کے قبیل کا ہو یا کسی اور چیز سے متعلق ہو تو وہ اس حق کو آج کے دن (یعنی اسی دنیا میں) معاف کرا لے اس سے پہلے کہ اس کے پاس نہ درہم ہوگا نہ دینار، اگر اس کے پاس نیک اعمال ہوں گے تو اس کے ظلم کے بقدر نیک اعمال اس سے لے لیے جائیں گے (اور حق دار کو دے دیئے جائیں گے) اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہونگی تو حق دار کی برائیاں (اس کے ظلم کے بقدر) لیکر اس ظالم پر لادی جائیں گی'' (بخاری)

مفلس کون ہے؟

(۱۱۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے (صحابہ سے) فرمایا: تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ بعض صحابہ نے جواب دیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ تو درہم و دینار (روپیہ پیسہ) ہو نہ سامان و اسباب ہو، پھر آپ نے فرمایا ''میری امت میں مفلس شخص درحقیقت وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ (اور دوسری مقبول عبادتیں) لے کر آئے گا، مگر

اس حال میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی تھی، کسی پر تہمت لگائی تھی، کسی کا مال (ناحق) کھا گیا تھا، کسی کا (ناحق) خون بہایا تھا، اور کسی کو (ناحق) مارا پیٹا تھا، پھر اس کی نیکیوں میں سے اِس حق دار کو دے دیا جائے گا اور اُس حق دار کو دے دیا جائے گا (یعنی تمام حقوق والوں کو ان کے حقوق کے بقدر اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی) اور اگر اس کی نیکیاں ان حقوق کی ادائیگی سے پہلے ختم ہو جائیں گی جو اس کے ذمہ واجب الاداء تھے تو اہل حقوق کی خطائیں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی، پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔" (مسلم)

قیامت کے دن ہر حق تلفی کا بدلہ لیا جائے گا

(۱۱۸۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قیامت کے دن حقداروں کو ان کے حقوق ادا کئے جائیں گے، یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بغیر سینگ والی بکری کے لیے قصاص (بدلہ) لیا جائے گا" (مسلم)

(فصل دوم)

گنبد کی صدا مت بنو

(۱۱۸۷) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم اِمَّعَه نہ بنو یعنی یہ نہ کہو کہ اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ بھلائی کریں گے اور اگر لوگ ہمارے ساتھ ظلم کریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ ظلم کریں گے، بلکہ تم اپنے آپ کو اس بات پر جماؤ کہ اگر لوگ بھلائی کریں تو تم بھی بھلائی کرو اور اگر لوگ برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔" (ترمذی)

ایک مختصر اور جامع نصیحت

(۱۱۸۸) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ آپ مجھ کو ایک نصیحت نامہ لکھ کر بھیج دیجیے، اور وہ نصیحت نامہ طویل نہ ہو (بلکہ مختصر اور جامع ہو) چنانچہ حضرت عائشہ نے یہ کلمات لکھ کر بھیج دیئے۔

''تم پر سلامتی ہو! بعد ازاں، میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ڈھونڈتا ہے، تو اللہ تعالیٰ لوگوں کی کلفت سے اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے (یعنی کوئی شخص ایسا کام کرے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے، اور لوگ ناراض ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کام کی وجہ سے اس سے خوش ہوتا ہے، اور مخلوق کو بھی اس سے راضی وخوش کر دیتا ہے اور لوگوں کے شر وفساد سے اس کو محفوظ رکھتا ہے) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کی خوشنودی ڈھونڈتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے، وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ'' (اور سلامتی ہو تم پر) (ترمذی)

(فصل سوم)

سب سے بڑا ظلم

(۱۱۸۹) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ الآیة﴾ (جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہیں ملایا) تو اس سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بڑا بوجھ محسوس ہوا، چنانچہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں ایسا کون شخص ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہ

کیا ہو؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''یہ بات نہیں ہے (یعنی ظلم سے معصیت مراد نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو) بلکہ ''ظلم'' سے ''شرک'' مراد ہے! کیا تم نے حضرت لقمان کی وہ نصیحت نہیں سنی جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی کہ اے میرے بیٹے! خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا؛ کیوں کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ (آپ نے فرمایا) ''ظلم سے مراد وہ نہیں ہے جس کا تم نے گمان کیا ہے بلکہ اس سے مراد وہ ہے جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا۔'' (بخاری و مسلم)

دوسرے کی دنیا بنانے کے لیے اپنی آخرت برباد مت کرو

(۱۱۹۰) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن مرتبہ کے اعتبار سے بدترین آدمی وہ بندہ ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا (بنانے) کی وجہ سے اپنی آخرت برباد کر دی (جیسے ظالم حاکم کے مددگار کیا کرتے ہیں)'' (ابن ماجہ)

اعمال ناموں کی تین قسمیں

(۱۱۹۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال نامے تین طرح کے ہیں :

(۱) ایک اعمال نامہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا، اور وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے (یعنی جس اعمال نامہ میں شرک و کفر ہوگا اس کی بخشش نہیں ہوگی) خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ﴾ (بلا شبہ اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشتا ہے)

(۲) دوسرا اعمال نامہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑے گا ـــــ اور وہ بندوں کا آپس میں ظلم کرنا ہے ـــــ یہاں تک کہ بندے ایک دوسرے سے بدلہ نہ

لے لیں۔

(۳) اور تیسرا اعمال نامہ وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ پروانہیں کرتا، اور وہ بندوں کا اللہ کے حقوق میں کوتاہی کرنا ہے، یہ اعمال نامہ اللہ کے سپرد ہے چاہے اس پر سزا دے؛ چاہے اس سے درگذر کرے (بیہقی)

مظلوم کی بددعا سے بچو

(۱۱۹۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'مظلوم کی بددعا سے بچو (یعنی کسی پر ظلم نہ کرو کہ وہ تمہارے حق میں بددعا کرے) کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب حق کو اس کے حق سے باز نہیں رکھتا (یعنی ہر حقدار کو اس کا حق ضرور دیتا ہے۔) (بیہقی)

ظالم کی تقویت وتائید کا انجام

(۱۱۹۳) حضرت اَوس بن شُرَحبِیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو شخص کسی ظالم کی تقویت وتائید کے لیے اس کے ساتھ چلے (یعنی اس کی موافقت وحمایت کرے) اور وہ یہ جانتا ہے کہ (جس شخص کی مدد وتائید کررہا ہے) وہ ظالم انسان ہے تو وہ شخص اسلام سے خارج ہوجاتا ہے (یعنی وہ کمالِ ایمان سے محروم ہوجاتا ہے)'' (بیہقی)

ظلم کی نحوست

(۱۱۹۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم حقیقت میں اپنے آپ ہی کو نقصان پہنچاتا ہے (دوسروں تک اس کے ظلم کے اثرات نہیں پہنچتے) (یہ سن کر) حضرت ابوہریرہ نے فرمایا: ''کیوں نہیں

خدائے پاک کی قسم (ظالم اپنی ظالمانہ حرکتوں سے دوسروں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے) یہاں تک کہ حُباریٰ پرندہ اپنے گھونسلے میں ظالم کے ظلم کی وجہ سے دبلا ہو کر مر جاتا ہے۔" (بیہقی)

امر بالمعروف (اور نہی عن المنکر) کا بیان

(فصل اول)

خلاف شرع کاموں کو بدلنے کی ہر ممکن کوشش کرو

(۱۱۹۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "تم میں سے جو شخص کسی خلافِ شرع کام کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے (یعنی خلاف شرع کام کرنے والے کو سختی اور قوت سے روکے) اور اگر ہاتھ سے (یعنی سختی اور قوت سے) بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو اپنی زبان سے بدلنے کی کوشش کرے (یعنی نصیحت کرے اور خدا کے عذاب سے ڈرائے) اور اگر زبان سے بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو اپنے دل سے بدلے (یعنی اس کو برا جانے اور دل میں بدلنے کا عزم رکھے) اور یہ (آخری درجہ) ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔" (مسلم)

حرام کاموں سے نہ روکنے کا انجام

(۱۱۹۶) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جن کاموں کو حرام قرار دیا ہے ان میں مُداھَنت اور غفلت کرنے والے اور حرام کاموں میں مبتلا ہونے والے کا حال ان لوگوں جیسا ہے جنہوں نے پانی

کے جہاز میں بیٹھنے کے لیے قرعہ اندازی کی اور (قرعہ اندازی کے مطابق) کچھ لوگ جہاز کے زیریں حصہ میں اور کچھ لوگ بالائی حصہ میں بیٹھ گئے، پھر نیچے والے (پانی لینے کے لیے بار بار اوپر آتے ہیں، اور) اوپر والوں کے پاس سے پانی لے کر گذرتے ہیں جس کی وجہ سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی ہے، لہذا نیچے والوں میں سے ایک شخص نے کلہاڑا لیا اور جہاز کے نیچے کھودنے لگا (تاکہ نیچے سوراخ کر کے پانی حاصل کرے) پھر اوپر والے اس کے پاس آئے اور کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میری وجہ سے آپ حضرات کو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور میرا پانی کے بغیر گذر نہیں ہو سکتا (اس لیے میں پانی حاصل کرنے کے لیے سوراخ کر رہا ہوں)

الغرض لوگ اس کے ہاتھ پکڑ لیں گے (اور اس کو اس حرکت سے روک دیں گے) تو اس کو (غرق ہونے سے) بچا لیں گے، اور خود بھی بچ جائیں گے، اور لوگ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیں گے تو اس کو بھی ہلاکت میں ڈالیں گے اور خود بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ (بخاری)

بے عمل واعظ وناصح کا انجام

(۱۱۹۷) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا، اور آگ میں ڈال دیا جائے گا، اور آگ میں پہنچتے ہی اس کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی، پھر وہ اپنی انتڑیوں کے گرد اس طرح گھومے گا، اور ان کو پیسے گا جس طرح چکی کا گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے، اور آٹا پیستا ہے (اس شخص کی یہ حالت دیکھ کر) دوزخی (یعنی اس کے زمانہ کے فاسق وفاجر لوگ) اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے اے فلاں شخص! آپ کا کیا حال ہے؟ آپ تو ہمیں نیک کام کی تلقین ونصیحت کیا کرتے تھے اور برے کام سے منع کرتے تھے۔ وہ

شخص جواب دے گا، بیشک میں تمھیں نیک کام کی تلقین کیا کرتا تھا مگر خود اس (نیک کام) کو نہیں کرتا تھا اور تمھیں برے کام سے منع کرتا تھا۔ مگر خود اس (برے کام) کو کرتا تھا۔'' (بخاری، مسلم)

(فصل دوم)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام نہ دینے کا وبال

(۱۱۹۸) حضرت حُذَیْفَه رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم بالیقین بھلائی کی تاکید کرتے رہو گے اور برائی سے روکتے رہو گے یا عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے کوئی عذاب نازل کرے گا، پھر تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو گے مگر تمھاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔'' (یعنی اگر تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام نہیں دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے کوئی آفت بھیجے گا، پھر آفت نازل ہونے کے بعد تم دعا کرو گے مگر تمہاری دعا نہ قبول کی جائے گی نہ آفت دور ہوگی) (ترمذی)

گناہ کے کاموں سے خوش ہونے کا انجام

(۱۱۹۹) حضرت عُرْس بن عَمِیْرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ''جس جگہ کوئی برا کام ہو رہا ہے وہاں جو شخص موجود ہے اور اس کو برا جانتا ہے وہ اس شخص کے مانند ہے جو وہاں موجود نہ ہو، اور جو شخص وہاں موجود نہ ہو، اور اس کام سے خوش ہے وہ اس شخص کے مانند ہے جو وہاں موجود ہے (یعنی کوئی شخص اچانک بلا ارادہ ایسی جگہ چلا گیا جہاں برا کام ہو رہا ہے اور اس کو برا جانا تو وہ شخص گناہ سے بری ہے، اور جو شخص وہاں نہیں گیا مگر اس کو اچھا جانا وہ گنہ گار ہے)۔'' (ابوداؤد)

ظالم کا ہاتھ نہ پکڑنے کا انجام

(۱۲۰۰) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) انھوں نے فرمایا ''لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو ﴿ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ﴾ اے مومنو! تم اپنی فکر کرو، جو شخص گمراہ ہو گیا ہے وہ تم کو ضرر نہیں پہنچائے گا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو (اور اس آیت کا یہ مطلب سمجھتے ہو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا واجب نہیں ہے حالانکہ تمھارا یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے) کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ کسی خلاف شرع کام کو دیکھیں اور اس کی اصلاح کی کوشش نہ کریں، تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے عذاب میں مبتلا کر دے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

اور ابوداوٗد کی روایت میں یوں ہے کہ جب لوگ کسی کو ظلم کرتے دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں (یعنی اس کو ظلم کرنے سے نہ روکیں) تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے عذاب کی گرفت میں لے لے۔

اور ابوداوٗد کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ ''جس قوم میں معاصی کا ارتکاب ہونے لگے اور اس قوم کے لوگ ان کی اصلاح کی قدرت رکھتے ہوں، لیکن اس کے باوجود ان کی اصلاح کی کوشش نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دے۔''

نیز ابوداوٗد کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''جس قوم میں معاصی کا ارتکاب ہونے لگے اور جو گناہوں کا ارتکاب نہیں کرتے ان کی تعداد گنہ گاروں سے زیادہ ہے۔''

(۱۲۰۱) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جس قوم میں کوئی شخص گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے اور

اس قوم کے لوگ اس کی اصلاح کی قدرت رکھتے ہیں، لیکن اس کے باوجود اس کی اصلاح نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کو مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا کردیتا ہے۔‘‘ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

آخر زمانہ میں دین پر ثابت قدم رہنے کا اجر وثواب

(۱۲۰۲) حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ کے بارے میں کہتے ہیں سنو! خدا کی قسم! میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا (کہ کیا میں اس آیت کے مطابق اپنی فکر کروں اورلوگوں کو کچھ نہ کہوں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایسا نہ کرو) بلکہ بھلائی کی تاکید کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو، یہاں تک کہ تم دیکھو کہ لوگ بخل کی اتباع کرتے ہیں، اور خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں، اور دنیا کو (آخرت پر) ترجیح دیتے ہیں، اور ہر صاحب رائے اپنی رائے کو اچھا سمجھتا ہے، اور تم (عاجز ہونے کی وجہ سے) سکوت اور کنارہ کشی کو ضروری سمجھو تو (اس وقت) اپنی فکر کرو، اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو، کیونکہ تمہارے آگے ایسے دن آنے والے ہیں جن میں صبر کرنا نہایت ضروری ہوگا، لہٰذا جو شخص ان دنوں میں صبر کرے گا (یعنی دین پر ثابت قدم رہے گا) وہ اپنے ہاتھ میں انگارہ پکڑے گا (یعنی ان ایام میں دین پر ثابت قدم رہنے والے کو اتنی پریشانی اور مشقت ہوگی جتنی انگارہ پکڑنے والے کو ہوتی ہے) اور ان ایام میں جو دین پر عمل کرے گا اس کو پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا، جو (دینی ماحول میں) اس جیسے کام کرتے ہیں، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان میں سے پچاس آدمیوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا: (نہیں، بلکہ) تم میں سے پچاس آدمیوں کے برابر اس کو ثواب ملے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

رسول خدا ﷺ کا ایک اہم خطبہ

(۱۲۰۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) عصر کے بعد رسولِ خدا ﷺ ہمارے سامنے خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، اس خطبہ میں آپ نے قیامت تک پیش آنے والی کوئی ضروری بات نہیں چھوڑی جس کا آپ نے تذکرہ نہ کیا ہو، یاد رکھنے والے نے ان کو یاد رکھا اور بھولنے والا اس کو بھول گیا، آپ ﷺ نے اس وقت جو کچھ فرمایا اس میں یہ بھی تھا کہ ''یہ دنیا بڑی شیریں اور ہری بھری ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس دنیا میں خلیفہ بنایا ہے۔ لہٰذا وہ دیکھتا ہے کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو؟ پس خبردار! تم دنیا سے بچو اور عورتوں سے دور رہو۔'' آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لیے ایک نشان (علامتی جھنڈا) کھڑا کیا جائے گا جو دنیا میں اس کی عہد شکنی کے بقدر ہوگا، اور کوئی عہد شکنی امیر عام کی عہد شکنی سے زیادہ بڑی نہیں، چنانچہ اس کا نشان اس کی سرین کے قریب کھڑا کیا جائے گا (تاکہ اس کی زیادہ فضیحت و رسوائی ہو)'' حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''تم میں سے کسی کو لوگوں کی ہیبت اور خوف حق بات کہنے سے باز نہ رکھے، جب کہ وہ حق بات سے واقف ہو۔''

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ''اگر تم میں سے کوئی شخص کسی خلافِ شرع بات کو دیکھے تو لوگوں کی ہیبت اس کو خلافِ شرع بات کی اصلاح سے باز نہ رکھے'' (یہ بیان کر کے) حضرت ابوسعید خدری رو پڑے اور کہنے لگے کہ ہم نے خلافِ شرع بات کو (اپنی آنکھوں سے) دیکھا اور لوگوں کے خوف سے ہم اس کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکے۔

(اس کے بعد حضرت ابوسعید نے بیان کیا کہ) حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ''جان لو! انسانوں کو مختلف جماعتوں اور متضاد اقسام و مراتب پر پیدا کیا گیا ہے،

چنانچہ (۱) ان میں سے بعض وہ ہیں جن کو مومن پیدا کیا جاتا ہے اور ایمان کی حالت میں زندہ رہتے ہیں اور ایمان پر ہی ان کا خاتمہ ہوتا ہے (۲) اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن کو کافر پیدا کیا جاتا ہے، اور کفر کی حالت میں زندہ رہتے ہیں اور کفر پر ہی ان کا خاتمہ ہوتا ہے (۳) اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن کو مومن پیدا کیا جاتا ہے اور ایمان ہی کی حالت میں زندہ رہتے ہیں، لیکن ان کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے (۴) اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن کو کافر پیدا کیا جاتا ہے اور کفر کی حالت میں زندہ رہتے ہیں، لیکن ان کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے۔''

حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ (اس موقع پر) حضور ﷺ نے غضب وغصہ کی قسموں کو بھی ذکر کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) بعض آدمی بہت جلد غضبناک ہوجاتے ہیں لیکن ان کا غصہ جلد ہی ختم ہوجاتا ہے، چنانچہ ان دونوں میں سے ایک دوسرے کا بدل بن جاتا ہے (یعنی یہ شخص نہ اچھا ہے نہ برا) (۲) اور بعض آدمی ایسا ہوتا ہے جس کو غصہ دیر میں آتا ہے، اور دیر سے جاتا ہے، چنانچہ ان دونوں میں سے ایک دوسرے کا بدل بن جاتا ہے (یعنی یہ شخص بھی نہ اچھا ہے نہ برا) (۳) اور تم میں بہترین شخص وہ ہے جس کو غصہ دیر سے آتا ہے اور جلد ختم ہوجاتا ہے (۴) اور تم میں بدترین شخص وہ ہے جس کو جلد غصہ آتا ہے اور دیر سے جاتا ہے'' (اس کے بعد) حضور ﷺ نے فرمایا ''تم غصہ سے بچو، کیوں کہ غصہ ابن آدم کے قلب پر ایک دہکتا ہوا انگارہ ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ (جب کوئی شخص غضبناک ہوتا ہے تو) اس کی گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں اور آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں، لہٰذا جو شخص غصہ کا اثر محسوس کرے وہ فوراً پہلو پر لیٹ جائے اور زمین سے چمٹ جائے۔''

اور حضور ﷺ نے قرض کا بھی ذکر کیا، چنانچہ آپ نے فرمایا: ''(۱) تم میں سے بعض آدمی (قرض کی) ادائیگی میں تو اچھا ہوتا ہے لیکن اپنا قرض وصول کرنے میں سختی کرتا ہے، چنانچہ اس کی دونوں خصلتوں میں سے ایک دوسری کا بدل ہوجاتی ہے (۲)

اور بعض آدمی قرض ادا کرنے میں تو برا ثابت ہوتا ہے لیکن کسی سے اپنا قرض وصول کرنے میں اچھا ثابت ہوتا ہے، چنانچہ اس کی ان دونوں خصلتوں میں سے ایک دوسرے کا بدل ہو جاتی ہے (۳) اور تم میں بہترین شخص وہ ہے جو کسی کا قرض ادا کرنے میں بھی اچھا ہو، اور کسی سے اپنا قرض وصول کرنے میں بھی اچھا ہو (۴) اور تم میں بدترین شخص وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں بھی برا ہے، اور کسی سے اپنا قرض وصول کرنے میں بھی برا ہے۔"

حضور ﷺ نے اپنے اس خطبہ میں یہ نصیحتیں فرمائیں یہاں تک کہ جب سورج کھجوروں کی چوٹیوں اور دیواروں کے کناروں پر آ گیا (یعنی جب دن آخر ہو گیا) تو آپ نے فرمایا "یاد رکھو! اس دنیا کا جو زمانہ گزر چکا ہے اس کی بہ نسبت اب صرف اتنا زمانہ باقی رہ گیا ہے جتنا آج کے دن کے گزرے ہوئے حصہ کی بہ نسبت یہ آخری وقت (یعنی جس طرح آج کے دن کا قریب قریب پورا حصہ گزر چکا ہے، اور تھوڑا سا باقی ہے اسی طرح اکثر زمانہ گذر گیا ہے اب بہت قلیل عرصہ باقی رہ گیا ہے۔)" (ترمذی)

گناہوں کی زیادتی کا انجام

(۱۲۰۴) حضرت اَبُو الْبُخْتَرِی نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا "لوگ ہرگز ہلاک و برباد نہیں ہوں گے یہاں تک کہ ان کے گناہ بہت ہو جائیں۔" (ابوداؤد)

اصلاح کی کوشش نہ کرنے کا انجام

(۱۲۰۵) حضرت عَدِیُّ بن عَدِیٍّ کِنْدِی کے دادا حضرت عَمِیْرَہ کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ تعالیٰ کسی قوم کے بعض افراد کے برے اعمال کی وجہ سے سب کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا، یہاں تک

کہ لوگ خلاف شرع کام کو اپنے درمیان ہوتا ہوا دیکھیں، اور وہ اس کی اصلاح پر قادر ہوں پھر بھی اس کی اصلاح نہ کریں، الغرض جب لوگ ایسا کرتے ہیں (یعنی قدرت کے باوجود اصلاح کی کوشش نہیں کرتے) تو اللہ تعالیٰ عام و خاص سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے'' (شرح السنۃ)

(۱۲۰۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل جب گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے علماء نے ان کو روکا جب وہ باز نہ آئے تو علماء نے ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا شروع کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو آپس میں ملا دیا (یعنی گناہ گاروں کی طرح علماء کے دلوں میں بھی گناہ کی قباحت باقی نہ رہی) پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی زبان کے ذریعہ لعنت فرمائی اور یہ لعنت اس لیے کی گئی کہ ان لوگوں نے گناہ کیے اور حد سے تجاوز کیا تھا۔

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے (یعنی آپ نے تکیہ چھوڑ دیا اور اس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی اہم بات فرمانے کا ارادہ ہو) چنانچہ آپ نے فرمایا ''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تم اس وقت تک عذابِ الٰہی سے نجات نہیں پاسکو گے جب تک ظالموں کو ظلم سے اور فاسقوں کو گناہوں سے نہیں روکو گے۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم عذاب سے ہرگز نجات نہیں پاسکتے ہو خدائے پاک کی قسم! تمہارے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دو، اور ان کو برائی سے روکو، ظالم کا ہاتھ پکڑو، اس کو حق کی طرف مائل کرو اور اس کو حق و انصاف کی راہ پر قائم کرو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو بھی آپس میں ملا دے گا (یعنی گناہ گاروں کی طرح تمہارے دلوں سے بھی گناہ کی قباحت

نکالدے گا) پھر تم پر لعنت فرمائے گا جس طرح بنی اسرائیل پر (ان کے گناہوں کی وجہ سے) لعنت فرمائی تھی۔''

بے عمل واعظ وخطیب کی سزا

(۱۲۰۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے معراج کی رات میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کترے جارہے ہیں، میں نے پوچھا: جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ آپ کی امت کے وہ واعظ اور خطیب ہیں، جو لوگوں کو تو نیکی کی تلقین کرتے تھے مگر خود اپنی ذات کو فراموش کردیتے تھے۔'' (بغوی)

اور بیہقی کی روایت میں یوں ہے کہ یہ لوگ آپ کی امت کے واعظ وخطیب ہیں جو ایسی باتیں بیان کرتے تھے جن پر خود عمل نہیں کرتے تھے، اور اللہ کی کتاب کو پڑھتے تھے؛ لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

نعمت خداوندی میں خیانت کرنے کا وبال

(۱۲۰۸) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر) آسمان سے روٹی اور گوشت کا خوان اُتارا گیا، اور ان کو حکم دیا گیا کہ نہ تو وہ اس میں خیانت کریں اور نہ آنے والے دن کے لیے ذخیرہ کریں، لیکن انہوں نے خیانت بھی کی، اور ذخیرہ بھی کیا کہ آنے والے دن کے لیے اُٹھا رکھا، چنانچہ ان کو بندر اور سور کی صورتوں میں تبدیل کردیا گیا۔'' (ترمذی)

(فصل سوم)

ظالم حکمراں کی سختیوں سے نجات کی راہ

(۱۲۰۹) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میری امت کو آخر زمانہ میں ان کے حکمراں کی طرف سے سختیاں اور بلائیں پہنچیں گی، اس کی سختیوں سے نجات پانے والا ایک تو وہ شخص ہوگا جس نے خدا کے دین کو (اچھی طرح) جانا پہچانا، پھر دین کو سربلند کرنے کے لیے اپنی زبان، اپنے ہاتھ اور اپنے دل سے جہاد کیا، پس دنیا و آخرت کی سعادتیں اس کی طرف سبقت کریں گی ــــــــ اور دوسرا وہ شخص ہوگا جس نے خدا کے دین کو جانا، پھر زبان اور دل سے اس کی تصدیق کی (یعنی صرف زبان اور دل سے جہاد کیا، قوت سے کام نہیں لیا) ــــــــ اور تیسرا وہ شخص ہوگا جس نے خدا کے دین کو پہچانا، پھر اس پر سکوت اختیار کیا، چنانچہ جب کسی کو نیک کام کرتے دیکھتا ہے تو اس کو دوست رکھتا ہے اور کسی کو غلط کام کرتے دیکھتا ہے تو اس سے نفرت کرتا ہے، اور یہ شخص بھی نیکی سے محبت اور گناہ سے نفرت کو پوشیدہ رکھنے کی وجہ سے نجات پائے گا۔ (بیہقی)

اصلاح کی کوشش نہ کرنے پر عذاب الٰہی

(۱۲۱۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ حکم دیا کہ فلاں شہر کو جہاں کے حالات اِس اِس طرح کے ہیں اس کے باشندوں سمیت الٹ دو! حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: میرے پروردگار! اس شہر میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے ایک لمحہ کے لیے بھی تیری نافرمانی نہیں کی ہے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (جب جبرئیل نے یہ کہا

تو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اس شہر کو اس شخص پر اور سارے باشندوں پر الٹ دو، کیوں کہ میری وجہ سے اس کے چہرے کا رنگ (شہر والوں کے گناہوں کو دیکھ کر) ایک ساعت کے لیے بھی نہیں بدلا'' (بیہقی)

لوگوں کے ڈر سے اصلاح کی فکر نہ کرنے والے کی معافی

(۱۲۱۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ بزرگ و برتر قیامت کے دن بندہ سے پوچھے گا تجھ کو کیا ہوا تھا کہ جب تو نے خلافِ شرع کام کو دیکھا تھا تو اس سے کیوں نہیں روکا تھا؟ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اس کو دلیل سکھائی جائے گی، چنانچہ وہ عرض کرے گا: میرے پروردگار! میں لوگوں سے ڈرتا تھا، اور تیرے عفو و مغفرت کی امید رکھتا تھا۔'' (بیہقی)

معروف کی خوش خبری اور منکر کی دھتکار

(۱۲۱۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! بے شک قیامت کے دن معروف (اچھے کام) اور منکر (برے کام) کو (جاندار کی شکل و صورت میں) پیدا کیا جائے گا اور ان کو لوگوں کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، چنانچہ معروف اپنے ساتھیوں (یعنی اچھا کام کرنے والوں) کو خوش خبری دے گا، اور ان سے خیر و بھلائی کا وعدہ کرے گا، اور منکر (برا کام) کہے گا دور ہو مجھ سے! دور ہو مجھ سے! اور برا کام کرنے والے اس سے چمٹنے کے سوا اور چیز کی طاقت نہیں رکھتے ہوں گے۔'' (احمد و بیہقی)

رقت پیدا کرنے والی باتوں کا تذکرہ

(فصل اول)

صحت اور فرصت کو غنیمت جانو

(۱۲۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو نعمتیں ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ فریب اور دھوکا کھائے ہوئے ہیں، ایک صحت و تندرستی، اور دوسری فراغت و فرصت۔ (بخاری)

دنیا اور آخرت کی مثال

(۱۲۱۴) حضرت مُسْتَوْرِد بن شَدَّاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "خدا کی قسم! آخرت (کی نعمتوں اور اس کے زمانے) کے مقابلے میں دنیا (کی نعمتوں اور اس کے زمانے) کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈبوئے، پھر دیکھے کہ وہ انگلی کتنا پانی لے کر لوٹی ہے۔" (مسلم)

دنیا کتنی حقیر اور بے وقعت ہے؟

(۱۲۱۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے ایک ایسے مردہ بچہ کے پاس سے گزرے جس کے کان بہت چھوٹے تھے یا کٹے ہوئے تھے، چنانچہ آپ نے (اس کو دیکھ کر صحابہ سے) فرمایا: تم میں ایسا کوئی شخص

ہے جو اس (مردہ بچہ) کو ایک درہم کے عوض لینا پسند کرے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہم تو اس کو کسی بھی چیز کے عوض لینا پسند نہیں کرتے! آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”خدا کی قسم! یہ بچہ جتنا تمہارے نزدیک حقیر و ذلیل اور بے وقعت ہے اس سے کہیں زیادہ دنیا اللہ کے نزدیک حقیر و ذلیل اور بے وقعت ہے۔“ (مسلم)

دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے

(۱۲۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ”دنیا، مومن کے لیے قید خانہ (کے مانند) ہے، اور کافر کے لیے جنت (کے مانند) ہے“ (مسلم)

مؤمن کا اجر و ثواب اور کافر کا بدلہ

(۱۲۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ مومن کی نیکی کا اجر ضائع نہیں کرتا، اس کو نیکی کی وجہ سے دنیا میں بھی نوازا جاتا ہے، اور آخرت میں بھی اس کا اجر و ثواب دیا جائے گا۔ اور کافر خدا کی خوشنودی کے لیے جو اچھے کام کرتا ہے، اس کا بدلہ اس کو دنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے، اور جب وہ آخرت میں پہنچے گا، تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی، جس کا اجر و ثواب اس کو دیا جائے“ (مسلم)

جنت کو سختیوں سے اور دوزخ کو لذتوں سے ڈھانکا گیا ہے

(۱۲۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ”دوزخ کو خواہشوں اور لذتوں سے ڈھانکا گیا ہے، اور جنت کو سختیوں اور مشقتوں سے ڈھانکا گیا ہے“ (یعنی جو خواہش نفس کی پیروی کر کے لذت اٹھائے گا، وہ دوزخ میں جائے گا اور جو دین پر ثابت قدم رہنے میں مشقت اٹھائے گا وہ جنت کا وارث ہوگا) (بخاری و مسلم)

دنیادار اور دین دار کا حال

(۱۲۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہلاک ہو وہ شخص جو دینار کا غلام ہے، درہم کا غلام ہے اور چادر کا غلام ہے (یعنی اس شخص کے لیے اخروی ہلاکت وتباہی مقدر ہے جس نے مال و دولت ہی کو اپنا مقصد زندگی بنالیا ہے، اور اس کا حال یہ ہے کہ) اگر اس کو مال مل گیا تو خوش ہو گیا، اور نہ ملا تو ناراض ہو گیا، (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا:) ہلاک ہوا ایسا شخص اور ذلیل وخوار ہو، اور جب اس کے جسم میں کانٹا چبھے تو نہ نکالا جائے (یعنی جب ایسا شخص مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کی مصیبت دور نہ ہو)

اور خوش حالی ہے اس بندے کے لیے جو خدا کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا ہے، اس کے سر کے بال پراگندہ اور قدم غبار آلود ہیں، اگر اس کو لشکر کے آگے نگہبانی پر مامور کیا جاتا ہے، تو پوری نگہبانی کرتا ہے، اور اگر اس کو لشکر کے پیچھے رکھا جاتا ہے تو لشکر کے پیچھے رہتا ہے (یعنی وہ مسلمانوں کی پوری تابعداری کرتا ہے، اور اس کو جس جگہ مامور کیا جاتا ہے وہیں اپنا فرض انجام دیتا ہے) اور (مال و جاہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کی نگاہ میں اتنا بے وقعت ہے کہ) اگر وہ لوگوں کی محفلوں میں شریک ہونا چاہتا ہے تو اس کو شرکت کی اجازت نہیں دی جاتی، اور اگر کسی کی سفارش کرتا ہے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی" (بخاری)

مال ودولت کی فراوانی کس کے لیے اچھی ہے اور کس کے لیے بری؟

(۱۲۲۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنی وفات کے بعد تمہارے بارے میں مجھے جن چیزوں کا خوف ہے، ان میں سے ایک چیز دنیا کی تروتازگی اور زینت بھی ہے (جو ملکی فتوحات واقتدار

کی صورت میں) تم کو حاصل ہوگی۔'' یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا بھلائی اپنے ساتھ برائی بھی لائے گی؟ (یعنی ملکی فتوحات اور جائز وسائل وذرائع سے ہم مسلمانوں کو جو مالِ غنیمت اور ساز وسامان حاصل ہوگا وہ تو ہمارے حق میں خدا کی نعمت ہوگی، یہ برائی کا ذریعہ کیونکر ہوگی؟) حضور ﷺ (یہ سن کر) خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ (تھوڑی دیر کے بعد) حضور ﷺ نے اپنے چہرۂ مبارک سے پسینہ پونچھا (جو نزولِ وحی کے وقت آتا تھا) پھر فرمایا: وہ شخص کہاں ہے جس نے سوال کیا تھا؟ گویا آپ نے سائل کے سوال کی تحسین فرمائی۔

پھر فرمایا ''حقیقت یہ ہے کہ بھلائی اپنے ساتھ برائی نہیں لاتی (یعنی جائز ذرائع سے مال ودولت کا حاصل ہونا بھلائی اور خدا کی نعمت ہے، اس سے کوئی برائی وجود میں نہیں آتی' ہاں جو شخص اس کے حقوق ادا نہیں کرتا اور اس میں بے جا تصرف کرتا ہے اس کے لیے مال ودولت کی فراوانی ہلاکت کا ذریعہ بن جاتی ہے جیسے) موسمِ بہار جو سبزہ اگاتا ہے (وہ جانوروں کے لیے مفید ہوتا ہے مگر) وہ جانور کو اس کا پیٹ پھلا کر مار دیتا ہے یا (مرتا نہیں تو) مرنے کے قریب پہنچ جاتا ہے (یعنی جو جانور اس سبزہ کو کھانے میں حد سے تجاوز کر جاتا ہے وہ اس سبزہ کی وجہ سے نہیں بلکہ زیادہ کھانے کی وجہ سے ہلاکت میں مبتلا ہو جاتا ہے) مگر جس جانور نے اس سبزہ کو اس طرح کھایا کہ جب اس کی دونوں کوکھیں پھول گئیں تو وہ سورج کے سامنے بیٹھ گیا، پھر پتلا گوبر اور پیشاب کیا (جب اس کا پیٹ ہلکا ہو گیا تو) پھر دوبارہ چراگاہ کی طرف چلا گیا اور سبزہ چرنے لگا (وہ ہلاکت میں مبتلا نہیں ہوتا۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا:) بے شک یہ مال بڑا سرسبز اور شیریں ہے، لہٰذا جو شخص اس کو جائز طریقہ سے حاصل کرتا ہے، اور جائز جگہ میں خرچ کرتا ہے اس کے لیے یہ مال بہترین مددگار ہے، اور جو شخص اس کو ناجائز طریقہ پر حاصل کرتا ہے

وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا رہتا ہے، اور شکم سیر نہیں ہوتا، اور وہ مال و زر، قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ ہوگا۔'' (بخاری و مسلم)

تباہی اور بربادی کا سبب

(۱۲۲۱) حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا، بلکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کی جائے گی، جیسا کہ ان لوگوں پر دنیا کشادہ کی گئی تھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، پھر تم دنیا کی طرف رغبت کرو گے، جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے اس کی طرف رغبت کی تھی، پھر یہ دنیا تم کو اس طرح تباہ و برباد کر دے گی جس طرح ان کو تباہ و برباد کر چکی ہے۔'' (بخاری و مسلم)

خوراک بقدر کفاف بہتر ہے

(۱۲۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی ''اے اللہ! تو آلِ محمد کو غذا اور خوراک کے بقدر رزق عطا فرما'' اور ایک روایت میں ہے کہ کفایت کے بقدر رزق عطا فرما! (بخاری و مسلم)

کامیابی کی کنجی

(۱۲۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اسلام قبول کیا، اور اس کو (حلال و جائز ذرائع سے) بقدرِ کفاف رزق دیا گیا (یعنی اس کو بس اتنا رزق ملا جو اس کی ضروریاتِ زندگی کے لیے کافی ہو گیا اور وہ غیر اللہ کے آگے ہاتھ پھیلانے کا ضرورت مند نہیں رہا) اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس چیز پر جو اس کو دی گئی ہے قناعت بخشی۔'' (مسلم)

انسان کا اصل سرمایہ

(۱۲۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
''بندہ کہتا رہتا ہے میرا مال، میرا مال (یعنی جو شخص مالدار اور دولت مند ہوتا ہے وہ اپنے مال پر بہت فخر کرتا ہے، اور دوسروں پر یہ جتانے کی کوشش کرتا ہے کہ میرے پاس مال و دولت ہے) اور حقیقت یہ ہے کہ اس مال و دولت میں سے اس کے لیے تین چیزیں ہیں (اور ان تین چیزوں میں سے بھی صرف ایک چیز ایسی ہے جو اس کے لیے کامل نفع بخش، اور باقی رہنے والی ہے، جب کہ بقیہ دو چیزیں ایسی ہیں جن کا تعلق دنیا سے ہے اور جو فنا ہو جانے والی ہیں) ایک وہ چیز جس کو اس نے کھالیا اور ختم کر دیا، دوسری وہ چیز جس کو اس نے پہن لیا اور بوسیدہ کر دیا، اور تیسری وہ چیز جس کو اس نے خدا کی راہ میں دیا اور (آخرت کے لیے) ذخیرہ کر لیا، ان تینوں چیزوں کے سوا اور جو کچھ ہے اُن کو وہ لوگوں کے لیے چھوڑ کر (اس دنیا سے) چلا جانے والا ہے۔'' (مسلم)

میت کا ساتھی

(۱۲۲۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''میت کے ساتھ (قبر تک) تین چیزیں جاتی ہیں، ان میں سے دو چیزیں واپس آجاتی ہیں، اور ایک چیز اس کے ساتھ رہ جاتی ہے، چنانچہ اس کے اہل اور متعلقین (جیسے اولاد، عزیز و اقارب، دوست و احباب اور جان پہچان کے لوگ) اور اس کے اموال (جیسے نوکر چاکر، پلنگ، جانور، گاڑی وغیرہ) اور اس کے اعمال اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ ان تینوں میں سے اس کے اہل (یعنی متعلقین) اور مال تو (اس کو تنہا چھوڑ کر) واپس آجاتے ہیں اور اس کے اعمال اس کے ساتھ رہتے ہیں'' (بخاری و مسلم)

اپنا مال کونسا ہے؟

(۱۲۲۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کو مخاطب کر کے) ارشاد فرمایا: ''تم میں وہ کون شخص ہے جو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال کو پسند کرتا ہو؟'' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کے مال کو پسند کرتا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' (تو سنو) حقیقت میں اس کا مال وہ ہے جس کو اس نے (صدقہ وخیرات کر کے) آگے بھیج دیا، اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جس کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہے۔'' (بخاری)

(۱۲۲۷) حضرت مُطَرِّف (تابعی) اپنے والد (حضرت عَبْدُاللہ بن شِخِّیر رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: میں (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ''اَلْہٰکُمُ التَّکَاثُرْ'' پڑھ رہے تھے (جس کے معنی یہ ہیں کہ اے لوگو! تم آپس میں اپنی ثروت وامارت پر فخر کرنے کے سبب آخرت کے خوف سے بے پروا ہو گئے ہو) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال (یعنی جس کے پاس زیادہ مال ہوتا ہے وہ لوگوں پر جتاتا رہتا ہے کہ میں اتنا بڑا مالدار ہوں، میرے پاس اتنی زیادہ دولت ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن آدم! تیرا مال صرف وہی ہے جس کو تو نے کھا کر ختم کر دیا، یا پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا راہ خدا میں صدقہ کر کے آخرت کے لیے روانہ کر دیا (مسلم)

حقیقی تونگری اور دولت مندی

(۱۲۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اصل تونگری اور دولت مندی یہ نہیں ہے کہ بہت زیادہ مال ومتاع ہو بلکہ حقیقی تونگری ودولت مندی جس چیز کا نام ہے وہ دل کا تونگر وغنی ہونا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

(فصل دوم)

پانچ باتوں کی تاکید

(۱۲۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون شخص ہے جو مجھ سے پانچ باتوں کو سیکھے، پھر ان پر عمل کرے، یا اس شخص کو سکھائے جو ان پر عمل کرنے والا ہو۔ (حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ شخص میں ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) میرا ہاتھ پکڑا اور وہ پانچ باتیں گنائیں، اور (انکو اس طرح) بیان فرمایا کہ:

(۱) تم ان چیزوں سے بچو جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے، اگر تم ان سے بچو گے تو تم لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گذار بندے ہوگے۔

(۲) تم اس چیز پر راضی و شاکر رہو جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہے، اگر تم تقدیرِ الٰہی پر راضی و مطمئن رہوگے تو تمہارا شمار مالدار ترین لوگوں میں ہوگا۔

(۳) تم اپنے ہمسایہ سے اچھا سلوک کرو (اگرچہ وہ تمہارے ساتھ برا سلوک کرے) اگر تم ایسا کروگے تو تم کامل مومن سمجھے جاؤگے۔

(۴) تم (دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے متعلق) جس چیز کو اپنے لیے پسند کرتے ہو اس کو دوسرے سب لوگوں کے لیے پسند کرو، اگر تم ایسا کروگے تو کامل مسلمان سمجھے جاؤگے۔

(۵) اور تم زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو، کیوں کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ (اور خدا کی یاد سے غافل) بنادیتا ہے۔ (احمد و ترمذی)

عبادت کی فضیلت

(۱۲۳۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! میری عبادت کے لیے تو اپنے آپ کو اچھی طرح فارغ کر لے، میں تیرے سینے کو بے نیازی سے بھر دوں گا (یعنی تیرے دل کو علوم و معارف کی دولت سے مالا مال کر دوں گا، جس کے سبب تو غیر اللہ سے بے نیاز و مستغنی ہو جائے گا) اور تیرے لیے فقر و افلاس کی راہ کو بند کر دوں گا۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے ہاتھوں کو طرح طرح کے مشاغل سے بھر دوں گا، اور تیرے فقر و احتیاج کو دور نہیں کروں گا'' (احمد و ابن ماجہ)

پرہیزگاری کی اہمیت

(۱۲۳۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو کثرت کے ساتھ عبادت وطاعت میں مشغول رہتا ہے اور اس میں بہت زیادہ سعی و اہتمام کرتا ہے (اگر چہ وہ گناہوں سے کم اجتناب کرتا ہے) اور ایک دوسرے شخص کی پرہیزگاری کا تذکرہ کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (پرہیزگاری کے بغیر) کثرتِ عبادت وطاعت اور اس میں سعی و اہتمام کرنے کو پرہیزگاری کے برابر نہ ٹھہراؤ (اگر چہ اس پرہیزگاری کے ساتھ عبادت وطاعت کی اس قدر کثرت اور سعی و اہتمام شامل نہ ہو) (ترمذی)

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو!

(۱۲۳۲) حضرت عَمْرو بن مَیْمُون اَوْدِی (تابعی) فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو! (۱) بڑھاپے سے پہلے جوانی کو (۲) بیماری سے پہلے صحت کو (۳) فقر و افلاس سے پہلے تونگری و خوشحالی کو (۴) مشاغل و تفکرات میں مبتلا ہونے سے پہلے وقت کی فراغت و اطمینان کو (۵) موت سے پہلے زندگی کو'' (ترمذی)

موجودہ حالت کو غنیمت سمجھو

(۱۲۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''تم میں کوئی شخص تونگری کا انتظار کرتا رہتا ہے جو سرکشی میں مبتلا کرنے والی ہے، یا فقر و افلاس کا انتظار کرتا رہتا ہے جو طاعت حق کو بھلا دینے والا ہے، یا بیماری کا انتظار کرتا رہتا ہے جو (اپنی سختی و شدت کی وجہ سے) بدن کو تباہ کر دینے والی ہے، یا سخت بڑھاپے کا انتظار کرتا رہتا ہے جو بے عقل و بدحواس بنا دیتا ہے، یا موت کا انتظار کرتا رہتا ہے جو ناگہاں کام تمام کر دیتی ہے، یا دجّال کا انتظار کرتا رہتا ہے، اور دجال بدترین غائب ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے، یا وہ قیامت کا انتظار کرتا رہتا ہے جو حوادث و آفات میں سب سے زیادہ سخت اور شدید ہے۔'' (ترمذی و نسائی)

فائدہ: اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ انسان فرصت و فراغت اور صحت و جوانی اور زندگی کو غنیمت نہیں جانتا، اور آفات و مکروہات اور موت کا انتظار کرتا رہتا ہے۔

دنیا ملعون ہے

(۱۲۴۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یاد رکھو، دنیا ملعون ہے (یعنی دنیا کو بارگاہِ خداوندی سے دھتکار دیا گیا ہے کیوں کہ یہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے دور رکھتی ہے) اور جو چیز دنیا کے اندر ہے وہ بھی ملعون ہے (یعنی دنیا کی جو چیزیں ذکر اللہ سے غافل رکھتی ہیں ان کو بھی راندۂ درگاہ قرار دے دیا گیا ہے) مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، اور عالم دین اور طالب علم (میں سے ہر ایک مقبول ہے)'' (ترمذی، ابن ماجہ)

خدا کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں

(۱۲۳۵) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''یہ دنیا اگر خدا کے نزیک مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو اللہ تعالیٰ اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

دنیا کے کاموں میں زیادہ انہماک مناسب نہیں

(۱۲۳۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم کوئی پیشہ (اس طرح) اختیار نہ کرو کہ وہ دنیا کی طرف رغبت کا سبب بن جائے۔'' (ترمذی، بیہقی)

آخرت کو دنیا پر ترجیح دو

(۱۲۳۷) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جو شخص اپنی دنیا کو دوست رکھتا ہے، وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے، اور جو شخص اپنی آخرت کو دوست رکھتا ہے، وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے، لہٰذا جو چیز فنا ہو جانے والی ہے اس پر اس چیز کو ترجیح دو جو باقی رہنے والی ہے (یعنی دنیا پر آخرت کو ترجیح دو)'' (احمد، بیہقی)

مال وزر کا غلام ملعون ہے

(۱۲۳۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص دینار کا غلام یا درہم کا غلام بن جائے اس پر لعنت ہو۔'' (ترمذی)

مال اور جاہ کی حرص کس قدر نقصان دہ ہے؟

(۱۲۳۹) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دو بھوکے بھیڑیئے جن کو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا گیا ہو بکریوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا انسان کی حرص، جو مال و جاہ کے تئیں ہو، اس کے دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔'' (ترمذی، دارمی)

غیر ضروری تعمیر پر خرچ کرنے کی مذمت

(۱۲۴۰) حضرت خبّاب رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مسلمان جو کچھ خرچ کرتا ہے، اس کو اس کا ثواب دیا جاتا ہے علاوہ اس خرچ کے جو اس مٹی میں (یعنی تعمیر میں) کرتا ہے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

(۱۲۴۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''(ضروریات زندگی کے) تمام مصارف اللہ کی راہ میں ہیں (یعنی انسان اپنی اور اپنے متعلقین کی ضروریات پر جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کو اس کا ثواب ملتا ہے) البتہ (ضرورت و حاجت سے زائد) تعمیر پر خرچ کرنا کوئی نیکی اور ثواب نہیں رکھتا۔'' (ترمذی)

(۱۲۴۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم (کہیں جانے کے لیے) باہر نکلے۔ ہم صحابہ کی ایک جماعت بھی آپ کے ساتھ تھی، آپ نے راستہ میں، ایک بلند گنبد دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ (یعنی یہ بلند و بالا عمارت کس نے بنائی ہے؟) صحابہ نے عرض کیا: یہ گنبد فلاں انصاری شخص نے بنایا ہے، آپ (یہ سن کر) خاموش رہے اور اس بات کو اپنے دل میں رکھا یہاں تک کہ جب اس گنبد کا مالک آپ کی خدمت میں آیا اور اس نے لوگوں کی موجودگی میں آپ کو سلام کیا تو آپ نے اس

کی طرف سے منہ پھیر لیا، آنحضرت ﷺ نے ایسا کئی مرتبہ کیا (کہ وہ شخص آپ کو سلام کرتا اور آپ اس کا جواب نہ دیتے اور اس سے منہ پھیر لیتے تھے) آخر کار اس شخص نے آپ کے چہرہ پر غصہ کے آثار محسوس کیے اور آپ کے منہ پھیر لینے (سے آپ کی نفرت) کو معلوم کر لیا، چنانچہ اس شخص نے (ان) صحابہ سے (جو حضور ﷺ کے خاص ساتھی اور ہم نشین تھے) اس امر کا شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ بخدا! میں دیکھ رہا ہوں گویا رسولِ خدا ﷺ مجھ سے نا آشنا ہیں، ان صحابہ نے اس کو بتایا کہ (ایک دن) حضور ﷺ اُدھر (تمہاری طرف) تشریف لے گئے تھے اور تمہارے گنبد کو دیکھا تھا، اس شخص (نے یہ سنا تو فوراً) اپنے گنبد کی طرف گیا اور اس کو ڈھا دیا یہاں تک کہ زمین کے برابر کر دیا (اس واقعہ کے بعد) ایک دن رسول خدا ﷺ پھر اُدھر تشریف لے گئے اور گنبد کو وہاں نہیں دیکھا تو دریافت فرمایا کہ وہ گنبد کیا ہوا؟ صحابہ نے عرض کیا: گنبد بنانے والے نے آپ کی بے التفاتی اور ناراضگی کا ہم سے شکوہ کیا تھا (اور اس کا سبب دریافت کیا) تو ہم نے اس کو صورتِ حال سے آگاہ کر دیا تھا، چنانچہ اس شخص نے گنبد کو ڈھا دیا ہے، تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''یاد رکھو! یہ عمارت اپنے بنانے والے کے لیے وبال یعنی عذاب کا سبب بنے گی، مگر وہ عمارت جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، مگر وہ عمارت جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو'' (ابوداؤد)

کتنا مال اسباب کافی ہے؟

(۱۲۴۳) حضرت ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تمہارے لیے ایک خادم اور ایک سواری جو راہ خدا میں کام آئے مال جمع کرنا کافی ہے، (یعنی اگر تم دنیاوی چیزوں میں سے کچھ اپنے پاس رکھنا چاہتے ہو تو بس یہ دو چیزیں رکھو اس کے سوا کچھ نہ رکھو)'' (احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ)

انسان کن چیزوں پر حق رکھتا ہے؟

(۱۲۴۴) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ابن آدم ان چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز پر کوئی حق نہیں رکھتا، ایک تو گھر جس میں وہ رہائش اختیار کرے، دوسرے کپڑا جس سے وہ اپنا ستر ڈھانک سکے، تیسرے بغیر سالن کے خشک روٹی (جس سے وہ اپنی بھوک دفع کر سکے) اور چوتھے پانی (جس سے وہ اپنی پیاس بجھا سکے)'' (ترمذی)

خدا اور لوگوں کی نظروں میں محبوب بننے کا طریقہ

(۱۲۴۵) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے (بارگاہِ رسالت میں) حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجیے کہ جب میں اس کو کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت رکھے، اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''دنیا سے نفرت کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت رکھے گا، اور اس چیز کی طرف رغبت نہ کرو جو لوگوں کے پاس ہے (یعنی جاہ و دولت) لوگ تم سے محبت کریں گے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

دنیا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے رغبتی

(۱۲۴۶) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بوریئے پر سوئے، اور سو کر اٹھے تو آپ کے جسم مبارک پر بوریئے کے نشان پڑے ہوئے تھے (یہ دیکھ کر) حضرت ابن مسعود نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم آپ کے لیے نرم بستر بچھا دیں اور اچھے کپڑوں کا انتظام کر دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مجھ کو اس دنیا (کے عیش و آرام) سے اور اس دنیا کو مجھ سے کیا سروکار؟

میری اور دنیا کی مثال تو بس ایسی ہے جیسے کوئی سوار کسی درخت کے نیچے سایہ کی تلاش میں آئے اور وہاں (کچھ دیر تک سایہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے) ٹھہر جائے، پھر اس درخت کو وہیں چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف چل دے۔'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

قابل رشک بندہ

(۱۲۴۷) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''میرے نزدیک میرے دوستوں (یعنی مومنین) میں نہایت قابل رشک وہ مومن ہے جو سبک بار ہے، نماز سے بہت زیادہ بہرہ مند ہے، اور اپنے رب کی عبادت خوبی کے ساتھ کرتا ہے (اور جس طرح ظاہر میں عبادت کرتا ہے اسی طرح) خلوت میں بھی طاعتِ الٰہی میں مشغول رہتا ہے، اور لوگوں میں گم نام ہے کہ اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہیں کیا جاتا، نیز اس کی روزی بقدر کفایت ہے، اور اسی پر صابر و قانع ہے، یہ کہہ کر آپ نے چٹکی بجائی، اور ارشاد فرمایا: ''اس کی موت بس یوں (چٹکی بجاتے) اپنا کام جلد پورا کر لیتی ہے، اور اس کی موت پر رونے والی عورتیں بھی کم ہیں، اور اس کا ترکہ بھی بہت مختصر ہے'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا

(۱۲۴۸) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میرے رب نے میرے سامنے اس بات کو پیش کیا کہ وہ میرے لیے مکہ کے سنگریزوں کو سونا بنادے۔ لیکن میں نے عرض کیا: میرے پروردگار! مجھ کو اس چیز کی قطعاً خواہش نہیں ہے۔ میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز پیٹ بھر کھاؤں اور ایک روز بھوکا رہوں کہ جب میں بھوکا رہوں تو تیرے حضور گڑگڑاؤں، اپنی عاجزی بیان کروں اور تجھے یاد کروں، اور جب میں شکم سیر ہوں تو تیری حمد و تعریف کروں اور تیرا شکر ادا

کروں۔'' (احمد، ترمذی)

دنیا کی تمام نعمتیں کس کے پاس ہیں؟

(۱۲۴۹) حضرت عُبَیْدُ اللہ بن مِحْصَن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو (ظاہری طور پر بھی اور باطنی طور پر بھی) اس کا بدن درست و باعافیت ہو، اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہو، تو گویا اس کے لیے تمام دنیا (کی نعمتیں) جمع کر دی گئی ہیں'' (ترمذی)

شکم سیری کی مذمت

(۱۲۵۰) حضرت مِقْدَام بن مَعْدِیْکَرِب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ''انسان نے پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں بھرا (کیوں کہ پیٹ کو زیادہ بھرنے سے جو برائیاں اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان کا کوئی شمار نہیں) ابن آدم کے لیے بس چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کی ہڈی کو سیدھا اور کھڑا رکھیں، ہاں اگر ضروری ہو (یعنی کوئی کھانے کی کم سے کم مقدار پر قناعت نہ کر سکتا ہو) تو اس کو چاہیے کہ پیٹ کے تین حصے کرے ایک حصہ کھانے کے لیے ہو، ایک حصہ پانی کے لیے ہو، اور ایک حصہ سانس (کی آمد و رفت) کے لیے (خالی چھوڑ دے)'' (ترمذی، ابن ماجہ)

(۱۲۵۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ڈکار لیتے ہوئے سنا تو اس سے ارشاد فرمایا کہ اپنی ڈکار کو روکو (یعنی اتنا زیادہ نہ کھایا کرو کہ لمبی لمبی ڈکاریں آنے لگیں) اس لیے کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بڑا بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں سب سے بڑے پیٹ والا ہوگا (یعنی جو شخص اس دنیا میں

بہت زیادہ کھانے والا ہوگا اس کو قیامت کے دن بہت زیادہ بھوک لگے گی جس کی وجہ سے وہ نہایت پریشانی میں مبتلا ہوگا)'' (بغوی، ترمذی)

امت محمدیہ کی خاص آزمائش

(۱۲۵۲) حضرت کَعْب بن عِیَاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ (حق تعالیٰ کی طرف سے) ہر امت کے لیے (کوئی نہ کوئی) فتنہ وآزمائش ہے (جس میں اس امت کے لوگوں کو مبتلا کر کے ان کو آزمایا جاتا ہے) چنانچہ میری امت کے لیے جو چیز فتنہ وآزمائش ہے وہ مال و دولت ہے (یعنی اللہ تعالیٰ میری امت کے لوگوں کو مال و دولت دے کر یہ آزمانا چاہتا ہے کہ وہ راہِ مستقیم اور حد اعتدال پر قائم رہتے ہیں یا نہیں)'' (ترمذی)

مال و دولت کو جمع کرنے اور راہ خدا میں خرچ نہ کرنے کا انجام

(۱۲۵۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن ابن آدم کو اس طرح (حقارت وذلت کے ساتھ) پیش کیا جائے گا گویا وہ بکری کا بچہ ہے۔ پھر اس کو اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ میں نے (دنیا میں) تجھ کو (زندگانی، حواس، صحت و تندرستی اور امن وعافیت جیسی نعمتیں) عطا کی تھیں، اور مال و دولت سے نوازا تھا اور تجھ پر (یہ) انعام کیا، (کہ اپنی کتاب نازل کی، اپنا رسول بھیجا، اور ہدایت کا نور پھیلایا) پس تو نے کیا کام کیا؟ (یعنی کیا تو نے ان چیزوں کے حقوق ادا کیے اور ان سب نعمتوں کا شکر گذار رہا؟'') ابن آدم عرض کرے گا ''میرے پروردگار! میں (تو بس تجارت اور کاروبار کے ذریعہ) مال و دولت جمع کرنے اور اس کو بڑھانے میں لگا رہا، اور (مرتے وقت) اس کو دنیا میں اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا جتنا پہلے تھا، اور اب آپ مجھے دنیا میں

دوبارہ بھیج دیجیے تاکہ میں اس تمام مال کو (آپ کی راہ میں خرچ کروں اور اس کا ثواب) لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔''

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ (یہ تو ممکن نہیں ہے کہ تجھے دنیا میں دوبارہ بھیجا جائے، اور تو جو مال و دولت دنیا میں چھوڑ کر آیا ہے وہ بھی اب تیرے لیے کارگر نہیں ہے، ہاں اگر) تو نے (اس مال و دولت میں سے کچھ حصہ صدقہ و خیرات کیا ہو، اور ثواب کی صورت میں) اس کو آگے (یہاں آخرت میں) بھیجا ہو تو مجھے دکھا۔'' (لیکن اس نے چونکہ اس مال و دولت میں سے کچھ بھی حصہ آخرت کے کاموں میں خرچ نہیں کیا ہو گا اس لیے) وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر نہایت شرمندہ ہو گا، اور عرض کرے گا: ''میں تو بس مال و دولت جمع کرنے اور اس کو بڑھانے میں لگا رہا اور اس کو دنیا میں اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا جتنا پہلے تھا، اور اب آپ مجھے دنیا میں دوبارہ بھیج دیجیے تاکہ میں اس تمام مال و دولت کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔'' پھر جب یہ ظاہر ہو جائے گا کہ اس نے کوئی بھی بھلائی آگے نہیں بھیجی ہے تو اس کو دوزخ میں پہنچائے جانے کا حکم دیا جائے گا۔'' (ترمذی)

دو بڑی نعمتیں: تندرستی اور ٹھنڈا پانی

(۱۲۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن سب سے پہلے بندوں سے نعمتوں کے بارے میں جو سوال کیا جائے گا وہ یہ ہو گا کہ '' کیا ہم نے تیرے بدن کو تندرستی نہیں عطا کی تھی اور تجھ کو ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟'' (ترمذی)

قیامت کے دن پانچ باتوں کے بارے میں ضرور باز پرس ہو گی

(۱۲۵۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ

نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن انسان کے پاؤں سرکنے نہیں پائیں گے جب تک اس سے پانچ باتوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا، چنانچہ اس سے پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی عمر کس کام میں صرف کی؟ (خاص طور پر) اس نے اپنی جوانی کو کس کام میں بوسیدہ کیا؟ اس نے مال کیوں کر کمایا؟ (یعنی اس نے دنیا میں جو کچھ مال و دولت اور روپیہ پیسہ کمایا وہ حلال وسائل و ذرائع سے حاصل کیا یا حرام ذرائع سے؟) اس نے مال کو کہاں خرچ کیا؟ (یعنی اپنے مال اور روپیہ پیسہ کو اچھے کاموں میں صرف کیا یا برے کاموں میں گنوایا؟) اور اس نے جو علم حاصل کیا تھا اس کے موافق عمل کیا یا نہیں؟'' (ترمذی)

(فصل سوم)

قابل فخر چیز کیا ہے؟

(۱۲۵۶) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا ''(ابوذر!) تم نہ تو سرخ رنگ والے سے بہتر ہو اور نہ سیاہ رنگ والے سے مگر تم تقویٰ اور پرہیزگاری میں ان دونوں میں سے کسی سے بڑھ جاؤ۔'' (احمد)

دنیا سے بے رغبتی کی فضیلت

(۱۲۵۷) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس بندہ نے دنیا سے بے رغبتی اختیار کی، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں حکمت یعنی معرفت و یقین کی دولت پیدا کر دے گا، اس کی زبان کو اس (حکمت) کے ساتھ گویا کرے گا، اور اس کو دنیا کے عیوب سے اور اس کی بیماری اور اس کے علاج سے آگاہ فرمائے گا، اور حق تعالیٰ اس کو دنیا (کی آفات و بلیات) سے سلامتی کے ساتھ

دارالسلام میں پہنچائے گا۔'' (بیہقی)

کامیاب شخص کون ہے؟

(۱۲۵۸) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''وہ شخص کامیاب ہوا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے (نفاق کی آمیزش سے پاک کرکے) ایمان کے لیے خالص ومخصوص کردیا، اوراس کے دل کو (بغض وحسد اورتمام برے اخلاق سے) محفوظ وسالم رکھا، اس کی زبان کوراست گو بنایا، اس کے نفس کو (اللہ کے ذکراوراس کی محبت کے ذریعہ) مطمئن کیا، اوراس کی طبیعت کو (کجی و باطل کی طرف مائل اورافراط وتفریط میں مبتلا ہونے سے بچاکر) مستقیم اورسیدھا رکھا، اس کے کانوں کو (حق بات کا) سننے والا بنایا، اور اس کی آنکھوں کو (وحدانیت کے دلائل و مشاہدات اور پروردگار کے نظامِ قدرت کا) دیکھنے والا بنایا، پس کان تو ''قیف'' ہے (یعنی اس آلہ کے مانند ہے جس سے کوئی سیال چیز بوتل میں بھری جاتی ہے) اورآنکھ اس چیز کو قائم وثابت کرنے والی ہے جس کو دل محفوظ کرتا ہے، اوراس میں کوئی شک نہیں کہ وہ شخص کامیاب ہوا جس کے دل کو خدا نے (حق بات اور برحق چیزوں کا) محافظ بنایا۔'' (احمد، بیہقی)

خدا بدکاروں کو کس طرح پکڑتا ہے؟

(۱۲۵۹) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا ''جب تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کواس کے گناہ ومعصیت میں مبتلا ہونے کے باوجوداس کی محبوب ترین چیز (یعنی مال ودولت اور جاہ وحشمت وغیرہ) دیتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ (یعنی اس کو اس کی محبوب ترین چیزیں دینا) استدراج (ڈھیل اورمہلت) ہے۔'' اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (استشہاد کے طور پر) یہ آیت

تلاوت فرمائی: ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ﴾ جب کافر اس نصیحت کو بھول گئے جو انہیں کی گئی تھی تو ہم نے ان پر (دنیا کی نعمتوں کی) ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں پر اترانے لگے جو انھیں دی گئی تھیں تو ہم نے ان کو (اپنے عذاب میں) پکڑ لیا اور وہ نہایت حیران وششدر رہ گئے۔ (احمد)

مال دنیا کا داغ ہے

(۱۲۶۰) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحابِ صفہ میں سے ایک شخص نے وفات پائی اور ایک دینار ترکہ چھوڑا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب اس دینار کو دیکھا تو) ارشاد فرمایا: ''یہ دینار ایک داغ ہے۔'' حضرت ابو امامہ فرماتے ہیں کہ پھر (کچھ دنوں کے بعد) صفہ والوں میں سے ایک اور شخص نے وفات پائی اور اس نے اپنے ترکہ میں دو دینار چھوڑے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان دیناروں کو دیکھ کر) ارشاد فرمایا ''یہ دو دینار دو داغ ہیں'' (احمد، بیہقی)

ایک صحابی کا زیادہ مال جمع کرنے پر رونا

(۱۲۶۱) حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (ایک دن) اپنے ماموں حضرت ابو ہاشم بن عتبہ کے پاس ان کی عیادت کو گئے تو حضرت ابو ہاشم (ان کو دیکھ کر) رونے لگے۔ حضرت معاویہ نے پوچھا: ''ماموں جان! آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا بیماری (کی شدت) نے آپ کو قلق واضطراب میں مبتلا کر دیا ہے؟ یا دنیا کی حرص وتمنا نے؟'' انہوں نے فرمایا: ''ایسا ہرگز نہیں ہے، بلکہ (قلق واضطراب کا باعث یہ ہے کہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم (صحابہ) کو ایک وصیت کی تھی اور میں اس پر عمل کرنے سے قاصر رہا ہوں۔'' معاویہ نے پوچھا: ''وہ وصیت کیا تھی؟'' انہوں نے کہا

''میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے لیے دنیا کے مال میں سے بس اس قدر جمع کرنا کافی ہے کہ تمہارے پاس ایک خادم ہو اور خدا کی راہ میں لڑنے کے لیے ایک سواری ہو، اور میرا خیال ہے کہ میں نے (ان دونوں چیزوں سے کہیں زیادہ) مال و اسباب اپنے پاس رکھا ہے۔'' (احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

مال جمع نہ کرنے کا فائدہ

(۱۲۶۲) حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (ایک دن) میں نے (اپنے شوہر) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ آپ (حضور ﷺ سے یا صحابہ سے) مال و اسباب اور منصب نہیں مانگتے جیسا کہ فلاں فلاں لوگ مانگتے ہیں؟ حضرت ابودرداء نے (یہ سن کر) کہا کہ (میں کسی سے مال و دولت کی خواہش کرنے اور ان کو جمع کرنے سے اس لیے گریز کرتا ہوں کہ) میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے ''(یاد رکھو) تمہارے سامنے ایک دشوار گذار گھاٹی ہے، اس سے وہ لوگ (آسانی و سہولت کے ساتھ) نہیں گزر سکتے جو گرانبار ہیں۔'' چنانچہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ (مال و دولت طلب کرنے سے گریز کرکے اور کم سے کم دنیاوی مال و اسباب پر صبر و قناعت کرکے) ہلکا رہوں تاکہ اس گھاٹی سے (آسانی و سہولت کے ساتھ) گذر سکوں۔ (بیہقی)

دنیادار گناہوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا

(۱۲۶۳) حضرت انس فرماتے ہیں کہ (ایک دن، مجلس نبوی میں موجود صحابہ سے) رسول خدا ﷺ نے پوچھا، کیا کوئی شخص پانی پر اس طرح چل سکتا ہے کہ اس کے پاؤں تر نہ ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسا تو ممکن نہیں! حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یہی حال دنیا دار کا ہے کہ وہ گناہوں سے محفوظ و سلامت نہیں رہتا۔'' (بیہقی)

تجارت کے مقابلہ میں عبادت کی فضیلت

(۱۲۶۴) حضرت جُبَیر بن نُفَیر (تابعی) بطریق ارسال روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مجھ پر یہ وحی نازل نہیں ہوئی ہے کہ میں مال و دولت جمع کروں اور تاجر بنوں بلکہ مجھ پر یہ وحی نازل ہوئی ہے کہ'' آپ اپنے پروردگار کی حمد و تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے رہیں، اور سجدہ کرنے والوں (یعنی نمازیوں) میں سے بنیں۔ نیز اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہیں یہاں تک کہ آپ کے پاس موت آجائے'' (بغوی، ابونعیم)

نیک مقاصد کے لیے دنیا حاصل کرنے کی فضیلت

(۱۲۶۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو شخص کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے بچنے اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ احسان کرنے کی خاطر جائز وسائل و ذرائع سے دنیا (کے مال و اسباب) کو حاصل کرے، وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودہویں رات کے چاند کے مانند (روشن و منور) ہوگا، اور جو شخص مال و دولت میں اضافہ کرنے، فخر کرنے، اور نام و نمود کے لیے جائز وسائل و ذرائع سے (بھی) دنیا (کے مال و اسباب) کو حاصل کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔'' (بیہقی)

(۱۲۶۶) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ خیر (یعنی مال و دولت) خزانے ہیں اور ان خزانوں کے لیے کنجیاں ہیں، پس خوش حالی ہے اس بندے کے لیے جس کو خدا نے خیر کی کنجی اور برائی کا تالا بنایا ہے، اور ہلاکت و تباہی ہے اس بندہ کے لیے جس کو خدا نے برائی کی کنجی، اور خیر کا

تالا بنایا ہے۔(ابن ماجہ)

مال کی بے برکتی

(۱۲۶۷)حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب کسی بندہ کے مال ودولت میں برکت عطا نہیں ہوتی تو وہ اس مال کو پانی اور مٹی میں ملا دیتا ہے(یعنی اپنی دولت ضرورت سے زائد عمارتیں بنانے اور ان کی زینت و آرائش میں خرچ کرتا ہے)''(بیہقی)

خرابی کی جڑ

(۱۲۶۸)حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''(لوگو!)تم عمارتوں میں حرام مال لگانے سے پرہیز کرو، کیوں کہ عمارتوں میں حرام مال لگانا(دین یا اس عمارت کی)خرابی کی بنیاد اور جڑ ہے۔''(بیہقی)

دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے کی تاکید

(۱۲۶۹)حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا''دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کے لیے(آخرت میں)گھر نہیں ہے، اور مال ہے اس شخص کا جس کے لیے(آخرت میں)مال نہیں ہے، نیز مال و دولت وہی جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں ہوتی۔''(احمد،بیہقی)

تین چیزوں کی مذمت

(۱۲۷۰)حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خطبہ کے دوران یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا''(یاد رکھو!)شراب پینا، گناہوں کا مجموعہ

ہے (یعنی شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے) اور عورتیں شیطان کے جال ہیں، اور دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے۔"

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ بھی ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "عورتوں کو مؤخر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مؤخر کیا ہے (یعنی قرآن مجید میں جہاں بھی عورتوں کا ذکر آیا ہے مردوں کے بعد آیا ہے، اسی طرح گواہی، جماعت اور فضیلت و مرتبہ میں ان کو مردوں کے بعد رکھا ہے۔ لہٰذا تم بھی ان چیزوں میں ان کو مقدم نہ کرو اور مردوں پر فضیلت نہ دو)" (رزین، بیہقی)

دنیا کے بیٹے مت بنو

(۱۲۷۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا "اپنی امت کے بارے میں جن دو چیزوں سے میں بہت زیادہ ڈرتا ہوں، ان میں سے ایک تو خواہش نفس ہے، اور دوسری درازئ عمر کی آرزو ہے، پس نفس کی خواہش حق کو قبول کرنے سے روکتی ہے، اور درازئ عمر کی آرزو آخرت کو بھلا دیتی ہے، اور (یاد رکھو!) یہ دنیا کوچ کر کے جانے والی ہے، اور آخرت کوچ کر کے آنے والی ہے، نیز ان دونوں (یعنی دنیا اور آخرت) میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں، لہٰذا اگر تم سے یہ ہو سکے کہ تم دنیا کے بیٹے نہ بنو تو ایسا ضرور کرو، کیوں کہ تم آج دنیا میں ہو جو دارالعمل (کام کرنے کی جگہ) ہے جہاں عمل کا حساب نہیں لیا جاتا، جب کہ تم کل آخرت کے گھر میں جاؤ گے وہاں عمل کرنے کا کوئی موقع نہیں ملے گا (بلکہ وہاں صرف محاسبہ ہوگا۔)" (بیہقی)

آخرت کے بیٹے بنو

(۱۲۷۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے (بطریق موقوف) روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا "یہ دنیا ہم سے منہ پھیرے ہوئے چلی جارہی ہے، اور آخرت ہماری طرف منہ کیے

آرہی ہے، اور ان دونوں (دنیا و آخرت) میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں۔ پس تم (نیک عمل اختیار کر کے اور آخرت کی طرف متوجہ ہو کر) آخرت کے بیٹے بنو، اور (آخرت سے بے پرواہ اور دنیا کی طرف راغب و متوجہ ہو کر) دنیا کے بیٹے نہ بنو، یاد رکھو! آج کا دن عمل کرنے کا ہے، حساب کا دن نہیں ہے، اور کل (قیامت) کا دن، حساب کا دن ہوگا، عمل کرنے کا نہیں۔'' (بخاری)

دنیا ناپائدار متاع ہے

(۱۲۷۳) حضرت عمر ورضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور اس خطبہ میں فرمایا ''(لوگو!) خبردار ہو! دنیا ایک ناپائدار متاع ہے، اس میں سے نیک بھی کھاتا ہے اور بد بھی (یعنی اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ہر شخص کو رزق دیتا ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر، خواہ مطیع ہو یا فاسق) خبردار ہو! آخرت ایک واقعی مدت ہے جو سچی ہے، اور اس (آخرت) میں، ہر قسم کی قدرت رکھنے والا بادشاہ (یعنی اللہ تعالیٰ) فیصلہ فرمائے گا، خبردار ہو! تمام بھلائیاں اور خوبیاں اپنے انواع و اقسام کے ساتھ جنت میں ہیں، خبردار ہو! تمام برائیاں اور خرابیاں اپنے انواع و اقسام کے ساتھ دوزخ میں ہیں، خبردار ہو! پس تم (نیک) عمل کرو اس حال میں کہ تم پر خدا کے حساب و عذاب کا خوف طاری ہو (یا یہ معنی ہیں کہ تم نیک عمل کرو اور اس بارے میں خدا سے ڈرتے رہو، کہ تمہارے وہ نیک عمل قبول ہوتے ہیں یا نہیں) اور اس بات کو یاد رکھو کہ تمہیں اپنے اعمال کے ساتھ (خدا کے سامنے) پیش ہونا ہے، پس جو شخص ذرّہ برابر بھی نیک کام کرے گا وہ اس کی جزاء پائے گا، اور جو شخص ذرہ برابر بھی برا کام کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا۔'' (شافعی)

دنیا کی حقیقت اور آخرت کی اہمیت

(۱۲۷۴) حضرت شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''لوگو! بلاشبہ یہ دنیا ایک ناپائدار متاع ہے جس میں نیک و بد (یعنی مومن و کافر) دونوں کھاتے ہیں، اور بلاشبہ آخرت ایک سچا اور یقینی طور پر پورا ہونے والا وعدہ ہے، اس (آخرت) میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والا اور عدل و انصاف کرنے والا بادشاہ (اپنے حکم و فیصلہ کے ذریعہ) حق کو ثابت رکھے گا اور باطل کو مٹا دے گا (یعنی ثواب و عذاب کے ذریعہ اہل حق اور اہل باطل کو ایک دوسرے سے جدا کر دے گا) تم آخرت کے بیٹے بنو، اور دنیا کے بیٹے نہ بنو، کیوں کہ ہر ماں کا بیٹا اسی (ماں) کے تابع ہوتا ہے۔ (ابونعیم)

کون سا مال بہتر ہے؟

(۱۲۷۵) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب بھی آفتاب طلوع ہوتا ہے اس کے دونوں طرف دو فرشتے ہوتے ہیں جو منادی کرتے ہیں اور جن و انس کے علاوہ ساری مخلوق کو سناتے ہیں (یعنی ان کی منادی کو جنات اور انسان نہیں سنتے، باقی ساری مخلوق سنتی ہے اور وہ منادی یہ ہوتی ہے) کہ لوگو! اپنے پروردگار کی طرف آؤ (یعنی اپنے پروردگار کے احکام کی اتباع کرو) اور اس بات کو جان لو کہ جو مال قلیل ہو اور کفایت کرے وہ اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور عبادتِ خداوندی سے باز رکھے'' (ابونعیم)

جب کوئی مرتا ہے تو فرشتے اور لوگ کیا کہتے ہیں؟

(۱۲۷۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کرتے

ہیں کہ ”جب کوئی شخص مرتا ہے تو فرشتے یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے آخرت کے لیے (اعمالِ خیر کی صورت میں) کیا بھیجا ہے؟ اور لوگ (یعنی مرنے والے کے ورثاء) یہ پوچھتے ہیں کہ اس نے (اپنے ترکہ میں) کیا چھوڑا ہے؟“ (گویا فرشتوں کی نظر تو اعمال پر ہوتی ہے اور لوگوں کی نظر دنیاوی مال ومتاع پر لگی رہتی ہے) (بیہقی)

لوگ آخرت کی طرف تیزی سے چلے جارہے ہیں

(۱۲۷۷) حضرت امام مالک سے روایت ہے کہ (مشہور حکیم) حضرت لقمان نے، اپنے بیٹے سے کہا ”میرے بیٹے! جس بات (یعنی مردوں کا دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جانا، حساب اور ثواب وعذاب وغیرہ) کا لوگوں سے وعدہ کیا گیا تھا، اس کی مدت ان پر دراز ہوگئی حالانکہ لوگ آخرت کی طرف تیزی سے چلے جارہے ہیں، اور میرے بیٹے! جس وقت تم پیدا ہوئے تھے اسی وقت سے تمہاری پیٹھ دنیا کی طرف اور تمہارا رُخ آخرت کی طرف ہے (یعنی تم اپنی پیدائش کے دن سے گویا دنیا کو پیچھے چھوڑتے چلے آرہے ہو اور آخرت کی طرف بڑھتے جارہے ہو) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جس گھر اور مقام کی طرف تم جارہے ہو وہ تم سے اس گھر اور مقام کی بہ نسبت زیادہ قریب ہے جس کو تم چھوڑ کر جارہے ہو۔“ (رزین)

کون سا شخص بہتر ہے؟

(۱۲۷۸) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون آدمی بہتر ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا ”ہر وہ شخص جو مخموم دل والا اور زبان کا سچا ہو۔“ (یہ سن کر) صحابہ نے عرض کیا: زبان کے سچے کو تو ہم جانتے ہیں، لیکن ”مخموم دل والے“ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ”مخموم دل والا وہ شخص ہے جس کا دل پاک وصاف ہو، پرہیزگار ہو، اس میں کوئی گناہ

نہ ہو، اس نے کوئی ظلم نہ کیا ہو، حد سے تجاوز نہ کیا ہو اور اس میں کدورت و کینہ اور حسد کا مادہ نہ ہو۔" (ابن ماجہ، بیہقی)

چار چیزوں کی فضیلت

(۱۲۷۹) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(لوگو!) چار چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ تم میں پائی جائیں تو دنیا کے فوت ہونے کا تمہیں غم نہیں ہونا چاہیے، ایک تو امانت کی حفاظت کرنا (یعنی حقوق کی حفاظت و ادائیگی کرنا خواہ ان حقوق کا تعلق پروردگار سے ہو یا بندوں سے یا اپنے نفس سے) دوسری سچی بات کہنا، تیسری اخلاق کا اچھا ہونا، اور چوتھی کھانے میں احتیاط و پرہیز گاری اختیار کرنا (یعنی حرام و ناجائز کھانے سے پرہیز کرنا اور زیادہ کھانے سے اجتناب کر کے بقدر حاجت وضرورت پر اکتفا کرنا۔)" (احمد، بیہقی)

باعزت بننے کا طریقہ

(۱۲۸۰) حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ جب حضرت لقمان حکیم سے پوچھا گیا کہ جس مرتبہ (یعنی فضیلت کے جس مقام) پر ہم آپ کو دیکھ رہے ہیں اس تک آپ کو کس چیز نے پہنچایا؟ تو لقمان حکیم نے فرمایا "سچ بولنے نے اور امانت کی ادائیگی نے، اور جو چیزیں میرے لیے بے فائدہ اور غیر ضروری ہیں ان کو چھوڑ دینے نے (مجھے اس مقام تک پہنچایا ہے)" (موطا)

قیامت کے دن نیک اعمال کی شفاعت

(۱۲۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "(قیامت کے دن) اعمال (خدا کے حضور) آئیں گے۔ پس (سب سے پہلے) نماز

آئیگی اور عرض کرے گی: اے پروردگار! میں نماز ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''بے شک تو بھلائی پر ہے'' پھر صدقہ یعنی زکوٰۃ آئیگی، اور عرض کرے گی: اے پروردگار! میں صدقہ ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''بے شک تو بھلائی پر ہے۔'' پھر روزہ آئے گا، اور عرض کرے گا: اے پروردگار! میں روزہ ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا'' بے شک تو بھلائی پر ہے۔'' اسی طرح (یکے بعد دیگرے) دوسرے اعمال (جیسے حج، جہاد اور طلب علم وغیرہ) آئیں گے (اور ہر ایک عمل مذکوہ بالا الفاظ میں اپنا تعارف پیش کرے گا) اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو خیر پر ہے (گویا ہر نیک عمل اپنے تعارف کے ذریعے بندوں کے حق میں جو شفاعت کرے گا اس کی قبولیت کو حق تعالیٰ موقوف رکھے گا اور ہر ایک کی درخواست کو نہایت نرمی اور مہربانی کے ساتھ ملتوی رکھے گا) پھر (سب سے آخر میں) اسلام آئے گا، اور عرض کرے گا: اے پروردگار! تیرا نام سلام ہے (کہ تیری ذات تمام عیوب وآفات اور ہر طرح کے نقص سے سالم و پاک ہے، اور تو تمام بندوں کو ہر طرح کے خوف اور تمام سختیوں اور مصیبتوں سے سلامتی بخشنے والا ہے) اور میں اسلام ہوں، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''بے شک تو بھلائی پر ہے، آج کے دن میں تیرے ہی سبب مواخذہ کروں گا اور تیرے ہی وسیلہ سے (ثواب) دوں گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے ﴿ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَفِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی دین کو اختیار کرے گا اس سے وہ دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہے۔ (امام احمد)

دنیا کی طرف مائل کرنے والی چیزوں سے بچو

(۱۲۸۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے یہاں ایک پردہ تھا، اس پر پرندوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں، چنانچہ (ایک دن) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عائشہ! اس پردہ کو بدل ڈالو، کیونکہ جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو دنیا یاد آجاتی

ہے" (امام احمد)

حضور ﷺ کی تین نصیحتیں

(۱۲۸۳) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: (یا رسول اللہ!) مجھ کو کوئی ایسی نصیحت فرمائیے جو مختصر اور جامع ہو! حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اس شخص کی طرح نماز پڑھو جو (اللہ کے سوا ہر چیز کو) رخصت کرنے اور چھوڑنے والا ہے (یعنی جب نماز پڑھو تو دنیا کی چیزوں سے اپنی توجہ اور اپنا خیال پھیر کر کامل اخلاص اور پوری توجہ کے ساتھ رب العالمین کی طرف متوجہ رہو) نیز اپنی زبان سے ایسی کوئی بات نہ نکالو جس کے سبب تمہیں کل (قیامت کے دن، اللہ کے حضور) عذر خواہی کرنی پڑے، اور اس چیز سے ناامید ہو جانے کا پختہ ارادہ کر لو جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے (یعنی خدا نے تمہاری قسمت میں جتنا لکھ دیا ہے اور تمہیں جو کچھ دے دیا ہے اسی پر قناعت و کفایت کرو، اور لوگوں کے مال و متاع سے اپنی امید وابستہ نہ کرو!) (امام احمد)

پرہیزگار کی فضیلت

(۱۲۸۴) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول خدا ﷺ نے انہیں (قاضی اور عامل بنا کر) یمن روانہ فرمایا تو آپ (رخصت کرنے کے لیے کچھ دور تک) ان کے ساتھ گئے اور اس دوران آپ ان کو نصیحت کرتے رہے، نیز اس وقت معاذ تو اپنی سواری پر سوار تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کی سواری کے ساتھ ساتھ (پیدل) چل رہے تھے۔ جب آپ نصائح و ہدایت سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا "معاذ! میری عمر کے اس سال کے بعد شاید تم مجھ سے ملاقات نہیں کر سکو گے، اور ممکن

ہے کہ تم (جب یمن سے واپس لوٹو گے تو مجھ سے ملاقات کرنے کے بجائے) میری اس مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو۔'' معاذ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ کی جدائی کے غم میں رونے لگے اور رسول خدا ﷺ نے معاذ کی طرف سے منہ پھیر کر مدینہ کی جانب اپنا رخ کرلیا، پھر ارشاد فرمایا ''مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں خواہ وہ کوئی ہو اور کہیں ہو'' (امام احمد)

ہدایت یافتہ مسلمان کون ہے؟

(۱۲۸۵) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ جس شخص کو ہدایت بخشنا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کشادہ کردیتا ہے، پھر حضور ﷺ نے (آیت کی تفسیر میں) ارشاد فرمایا ''جب (ہدایت کا) نور سینے میں داخل ہوتا ہے تو سینہ فراخ اور کشادہ ہوجاتا ہے'' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس حالت و کیفیت کی کوئی علامت ہے جس سے اس کو پہچانا جاسکے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! اس کی نشانی ہے غرور کے گھر (یعنی دنیا) سے دور رہنا، اور دائمی گھر (یعنی آخرت) کی طرف رجوع کرنا، اور پوری طرح متوجہ ہونا، اور مرنے سے پہلے مرنے کی تیاری کرنا۔'' (بیہقی)

دنیا سے بے رغبتی اور کم گوئی کی فضیلت

(۱۲۸۶) حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابو خلاد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اس کو (دنیا سے) بے رغبتی، اور کم گوئی عطا کی گئی ہے تو اس کی قربت وصحبت اختیار کرو کیوں کہ اس کو حکمت و دانائی کی دولت دی جاتی ہے'' (بیہقی)

۲۳۲۰ میں سے ۱۱۲۸۶ احادیث مبارکہ کا ترجمہ بحمد اللہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ بقیہ احادیث کا ترجمہ جلد دوم میں ہے۔

احقر نے اس ترجمہ کو خوب غور سے از اول تا آخر دیکھا ہے، اور اس کی مکمل تصحیح کی ہے، ہر حدیث پر عنوان کا اور جہاں ضرورت پیش آئی فوائد کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اس لیے میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ احادیث مبارکہ کا یہ ترجمہ نہایت عمدہ، صحیح اور عام فہم ہے۔

مدارس عربیہ کے باتوفیق طلبہ اگر اس ترجمہ کو غور سے بار بار پڑھیں گے، اور اپنی اصلاح کی نیت کریں گے تو ان شاء اللہ احادیث مبارکہ کا یہ ترجمہ ان کے لیے بہترین مُرشد ثابت ہوگا، اللہ تعالیٰ احادیث مبارکہ کے اس ترجمہ کو امت مسلمہ کے لیے صلاح وفلاح کا ذریعہ بنائیں! آمین یارب العالمین!

محمد امین پالن پوری غُفِرَ لَهٗ وَ لِوَالِدَیْهِ
خادم حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند



انسان اسلامی آداب کی رعایت رکھتے ہوئے چلے تو خود بھی سکون سے رہتا ہے اور دوسروں کو بھی راحت پہنچتی ہے۔ یہ آداب انسان کو ایسا انسان و مسلمان بناتے ہیں جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔ ان اسلامی آداب کو پڑھ کر عمل میں لایئے اور کامل مسلمان بن کر دنیا و آخرت کی ترقیات سے سرفراز ہوجایئے۔



''انشاء اللہ اس کتاب کو پڑھنے سے اساتذہ وطلباء کو مطالعہ کرنے کا شوق پیدا ہوگا۔ بندہ علماء کرام اور طالبانِ علم سے خصوصی درخواست کرتا ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ ایک بار ضرور کریں، اگرچہ کتاب اس کی مستحق ہے اس کا مطالعہ بار بار کیا جائے۔''



اس کتاب میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حقوق والدین کو واضح کیا گیا ہے اور ۱۰۰ سے زائد سبق آموز ..... پُر اثر ..... سچے واقعات کو بھی آسان انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے والدین کی خدمت کرنے ..... ان کو راحت پہنچانے کا جذبہ پیدا ہوگا اور والدین کی نافرمانی ..... ایذا رسانی کے نتیجہ میں دُنیا و آخرت کے وبال اور برے انجام کا ڈر پیدا ہوگا۔

دارُالہُدیٰ